من قتل مظلوماً فقد جعلنا لولیه سلطانا فلا یسرف فی القتل انه کان منصوراً
جومظلومیت کے عالم میں قتل ہوجائے ہم نے اس کے وارث کو تسلط دے دیا پس وہ قتل کرنے میں حد سے نہیں بڑھے گا
یقیناً وہ منصور ہے (بنی اسرائیل 33)

مجالس المنتظرین

علیٰ

روضۃ المظلومین

جلد اول

اردو ترجمہ

مجموعۂ مجالسِ تاریخ و تحقیق

شہزادہ فصیح البیان

السیّد محمد جعفرؒ الزمان نقوی البخاری

مترجم

جناب تنویر حسینؒ خان نجف صاحب

مصنف کا نام : مخدوم السید محمدؒ جعفرؒ الزمان نقوی البخاری

کتاب : مجالس المنتظرین جلد اول اردو

مرتب : مہتاب آذفر

تکنیکی معاونین : علی رضا، بلال حسین

سنہ اشاعت : 2012ء

تعداد : 1000

پرنٹرز :

ایڈیشن : چہارم

پبلشرز : القائم ویلفیئر ٹرسٹ (رجسٹرڈ) کراچی

کمرہ نمبر 11 اے اینڈ کے چیمبر 14 ویسٹ اینڈ وہارف روڈ

کراچی نمبر 2 پوسٹ کوڈ 74000 پاکستان

فون نمبر 021-3220537,32311979,32311482

Email: klbehaider@yahoo.com

ملنے کا پتہ : المنتظرین پبلیکیشن جمن شاہ ضلع لیہ

فون نمبر : 0606460259

ویب سائٹ : www.Khrooj.com

www.jammanshah.com

Email.jammanshah@gmail.com

ISBN-978.969.8806.46.0

یاھوالوہاب الخبیر العلیم
یا مولا کریم عجل اللہ فرجک و صلوات اللہ علیک

انتساب

میں اپنی یہ کتاب شہنشاہ معظم سرورکونین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی دستار کے وارث جناب شہزادہ قاسم علیہ الصلوات والسلام کے اسم مبارک سے منسوب کرتا ہوں کہ جو ملکہ عالمین صلوات اللہ علیھا کے بھائی تھے اور اس خاندان تطہیر کے حقیقی وارث بھی تھے

امید ہے وہ اپنے بے پناہ کرم سے میری اس کاوشِ نصرت کو شرفِ قبول بخشیں گے

جعفر نقوی

یاھوالوہاب الخبیر العلیم
یا مولا کریم عجل اللّٰہ فرجک وصلوات اللہ علیک

ترتیبات

.... ☆ ....

یاھوالوہاب الخبیر العلیم

یا مولا کریم عجل اللہ فرجک وصلوات اللہ علیک

اظہارِ تشکر

فرمانِ معصوم علیہ الصلوات والسلام ہے کہ جو شخص مخلوق کا شکر ادا نہیں کرتا وہ خالق حقیقی کا شکر بھی ادا نہیں کرسکتا، گویا شکر ادا کرنا واجب قرار دیا گیا ہے

اس لئے سب سے پہلے میں اپنے مالک حقیقی، منجیءِ کائنات، منتقم مظلومین اولین و آخرین، پاک مولا صاحب العصر والزمان عجل اللہ فرجہٗ الشریف کی بارگاہِ قدس میں سجدۂ شکر ادا کرتا ہوں کہ جملہ اکرام ونوازشات اور رحمتیں جن کی پاک نعلین کے سایہ سے وابستہ ہیں

اپنے استادِ گرامی القدر، زینت السادات، منبع خیر و برکات شہزادہ السید مخدوم محمدؐ جعفرؑ الزمان نقوی البخاری کا شکر ادا کرتا ہوں کہ میں حقیر و ناچیز جن کے احسانات وانعام شمار ہی نہیں کرسکتا، جن کی ذات گرامی نے ہی مجھ عاجز کو یہ شعور عطا فرمایا ہے، انہوں نے ہی یہ موقعہ عطا فرمایا ہے، یہ شرف عطا فرمایا ہے، یہ عزت بخشی ہے، انھی کی ذاتِ بابرکات سے یہ فیض ملا ہے کہ میں اس کارِ خیر کو ادا کرنے کے لائق ہوا ہوں

بعدازاں جن احباب نے اس سلسلہ میں میری معاونت فرمائی ہے ان کا میں تہہ

دل سے مشکور و ممنون ہوں اس اعتراف کے ساتھ کہ یہ کام میں اکیلا کر ہی نہیں سکتا تھا، انہی احباب کی امداد سے ہی میں اس قابل ہوا ہوں کہ استادِ محترم کی سرائیکی کتب مقاتل کو اردو زبان میں اپنے قارئین کے سامنے پیش کر رہا ہوں خاص طور پر جناب شہزادہ السید سائیں شبیر حسینؑ کاظمی صاحب کہ جن کی کرم نوازی اور نظر عنائت کے طفیل مجھے یہ کام کرنے کا وقت میسر آیا ہے

جناب السید مظہر حسینؑ موسوی صاحب (کراچی)، جناب السید مخدوم ارشاد حسینؑ صاحب (سیت پور)، جناب تنویر حسینؑ خان نجف صاحب، جناب سید مسرت عباس شاہ صاحب شیخوپورہ، جناب سید ندیم عباس صاحب آف لاہور، جناب علیؑ رضا صاحب، جناب بلال حسینؑ خان صاحب، جناب ابحر مہدیؑ خان صاحب، تمام حضرات کا بارِ دیگر شکر یہ ادا کرتا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ آئندہ بھی اسی طرح اپنے مکمل تعاون سے مجھے سرفراز فرمائیں گے

منجانب

مرتب

فقیر گوشہ نشیں

مہتاب اذفر

..........☆☆..........

یاهوالوہاب الخبیر العلیم
یا مولا کریم عجل اللہ فرجک وصلوات اللہ علیک

عرضِ مرتب

سب سے پہلے اقرارِ عجز ہے بارگاہِ رب العزت میں کہ ہرگز ہرگز نہیں شکرادا ہوسکتا اس منعم حقیقی عجل اللہ فرجہٗ الشریف کا کہ جن کے بے انتہا کرم نے مجھ جیسے گناہ گار کو اتنے عظیم کارخیر کا موقعہ عطا فرما کر اپنے لامتناہی سلسلہ ہائے احسان وانعام میں ایک اور احسانِ عظیم کا اضافہ فرمایا ہے

اور مالک حقیقی سے توفیق اور کرم کی بھیک مانگتا ہوں کہ اس کام میں وہ مالک ذات پل پل اور ہر سانس کے ساتھ میرے سر پر اپنی نعلین رحمت کا سایہ فرمانویں تاکہ میں اپنے مشن اور مقصد میں کامیاب ہو جاؤں

یہاں یہ عرض کرنا مناسب سمجھتا ہوں کہ جب بھی کہیں کسی اہم واقعہ کو تاریخی انداز میں مرتب کیا جائے تو اصول یہ ہے کہ اس کام کو دو حصوں میں تقسیم کیا جاتا ہے

پہلا حصہ یہ ہوتا ہے کہ واقعہ مذکور کے متعلق جتنی بھی روایات ملیں جہاں سے ملیں انہیں جمع کیا جاتا ہے، اس کام کو اصطلاحی طور پر عمل تجمیع کہا جاتا ہے، اس عمل کے دوران تاریخ ترتیب دینے والے یہ نہیں دیکھتے کہ یہ روایات کیسی ہیں یا ان کے راوی کیسے ہیں

دوسرا اہم حصہ وہ ہوتا ہے جس میں جمع شدہ واقعات وروایات کی چھانٹی کی جاتی ہے، معتبر اور غیر معتبر روایات کو علیحدہ کیا جاتا ہے، اور اس منزل پر راویان پر بھی خصوصی نگاہ رکھی جاتی ہے کہ راوی کیسا ہے تاکہ حقائق کے بیان میں کوئی چیز مانع نہ ہو سکے

روایت، درایت، Date، سیاق وسباق، مسلماتِ مذہب، قوانین ادب، روایاتِ اسلامیہ، رسومات ورواج، کلچر، ثقافت، عقائد وغیرہ کا خیال کرنا بہت ضروری ہوتا ہے، اگر ان میں سے کسی ایک چیز سے لاپرواہی کی جائے تو بیانِ حقائق کے اندر لاتعداد فسادات پیدا ہو جائیں اور اس عمل کا نام تحقیق ہے

جو واقعات اس کسوٹی پر پورے نہیں اترتے ان کو رد کر دیا جاتا ہے، اس کے بعد ہر لحاظ سے اصل حقائق پر مبنی روایات کو تاریخی شکل دے کر عوام کے سامنے پیش کیا جاتا ہے

لیکن افسوس صد افسوس کہ واقعاتِ کربلا کی تاریخ مرتب کرتے ہوئے پہلے حصے کا کام تو شب و روز کی مشقت و محنت شاقہ کے ساتھ کیا گیا تھا، لیکن آج تک کسی نے اس بات پر توجہ نہ دی یا اس امر کی ضرورت محسوس نہیں کی کہ روایات کے اس انبار میں سے اصل حقائق تلاش کر کے عوام کے سامنے پیش کیئے جائیں، کتب مقاتل میں ایسی روایات جو خلافِ حقیقت ہوں یا خلافِ شان ہوں ان کو حذف کر دیا جائے تاکہ وہ آنے والی نسل میں منتقل نہ ہو سکیں

مولائے کل، شہنشاہ زمانہ، ہادیِ دوراں، منجی کائنات منتقم آل محمد عجل اللہ فرجہ الشریف اور ازل سے ابد تک کے جملہ مظلومین کے وارث حقیقی عجل اللہ فرجہ الشریف کے کرم اور ان کی عطا کردہ توفیق سے مجھ حقیر کے ذی عزت استاد گرامی القدر جناب السید جعفر الزمان

نقوی صاحب نے بہ لحاظ عقائداس پر آشوب اور اندھیری رات میں اپنے علم وعرفان کے چراغ کو بلند فرما کرنصرتِ مظلومین علیہم الصلوات والسلام میں اپنا قلم اٹھایا ہے اور اس کام کوکرنے کا فیصلہ کیا ہے کہ جو 1360 سال سے مختلف وجوہات کی بنا پر تعطل کا شکار رہا یا اگر یوں کہوں تو زیادہ صحیح ہوگا کہ مخلوق کے ڈر سے جس کام کو پایہءِ تکمیل تک پہنچانے کی کسی صاحب اقتدارِعلم اور واقف اسرار ورموزِ آل محمد علیہم الصلوات والسلام نے بھی جرأت نہ کی تھی

یہ ایک علمی خلا تھا اور قانون فطرت یہ ہے کہ اسے خلا کسی صورت میں پسند نہیں ہوتا چاہے خلا سیاسی، روحانی، علمی، تحقیقی، مادی یا دینی ہو، یعنی کسی بھی شعبہ زندگی کا کیوں نہ ہو، خالق اسے ہرصورت میں فل اپ fill-up کرتا ہے

مجھ گناہ گار اور حقیر فقیر کی بھی دعا ہے اور تمام مومنین کی خدمت میں بھی استدعا ہے کہ وہ بھی دعا فرمائیں کہ نصرتِ مظلوم میں اٹھے ہوئے میرے ذی عزت استاد محترم کے ہاتھ (صدقہ کردگار وفا علیہ الصلوات والسلام کے پاک بازوؤں کا جو راہ خدا میں کام آگئے) اپنے مقصد میں کامیاب وکامران ہوں اور یہ ناصر مظلومین علیہم السلام ہمیشہ ہمیشہ سربلند اور سرخرو ہوں

یہ سلسلہ ہائے کتب مقاتل جوکہ آپ کے سامنے پیش کرنے سعادت مجھ جیسے ناچیز کو مالک کے کرم حاصل ہوئی ہے پانچ جلدوں پر مشتمل ہے، ان کتابوں میں بہت سے واقعات ایسے بھی آپ کے سامنے آئیں گے جو کہ ایک عام قاری کو بہت عجیب یا ناقابل فہم محسوس ہوں گے، اس لئے یہ بھی ممکن ہے کہ ان کو کچھ لوگ رد کرنے کی کوشش کریں، اس لئے میں قبل از وقت عرض کردوں کہ

تاریخی تحقیق محقق کا نا معلوم سے معلوم کی طرف ایک مسلسل سفر ہے جو ہمیشہ جاری رہتا ہے اور اس کی کوئی حد نہیں ہوتی ہے

اگر ان واقعات و روایات کی کسی نے تردید کرنے کی کوشش کی بھی تو یقیناً وہ شخص یا تو استادِ محترم سے اس تحقیقی سفر میں بہت آگے ہوگا اور وہ ان کی اصلاح اور تکمیل کی نیت سے تنقید کرے گا اور میں سمجھتا ہوں کہ ایسے شخص کو واقعی تعمیری تنقید و تردید کا حق پہنچتا ہے

مقتل المظلومین کی کوئی جلد اگر ایسے کسی آدمی کے سامنے آئے تو میں اس واجب الاحترام شخصیت کی خدمت میں دو معروضات پیش کرتا ہوں کہ اول تو وہ احسان کرتے ہوئے ہمیں ہماری غلطیوں سے آگاہ ضرور فرمائیں تاکہ وہ نا معلوم راز جو کہ ان کے دائرہ علم میں ہیں ہم تک بھی پہنچ سکیں اور ہم بھی ان سے استفادہ کر سکیں

دوسری اپیل یہ ہے کہ وہ ہمارے حق میں دعائے خیر بھی فرمائیں کہ مولائے کائنات عجل اللہ فرجہٗ الشریف ہمیں بھی اتنی توفیق عطا فرمائیں کہ اس خارزارِ تحقیق میں ہم کسی مقام پر تھک کر بیٹھ نہ جائیں اور ہمیشہ آگے بڑھتے رہیں

اور یہ حقائق جو استاد گرامی القدر نے اپنی تحقیق عمیق کے بعد بیان فرمائے ہیں اور میں نے کتابی صورت میں آپ کے سامنے پیش کئے ہیں اگر کوئی اپنی کم علمی یا نا سمجھی کی وجہ سے ان کو تنقید و تردید کا نشانہ بنائے تو اس کے حق میں ہماری دعا ہے کہ خلاقِ علم آل محمد علیہ الصلوات والسلام اس شخص کے رزقِ علم میں اضافہ فرمائیں تاکہ وہ ان باتوں کو سمجھنے کے قابل ہو جائے

تنقید برائے تنقید جس کی بنیاد ضد اور حسد ہے یہ لا علاج مرض ہے مولا ہر مسلمان اور

مومن کو اس مرض سے بچائیں اور ہمیں بھی اپنی امان میں رکھیں

میں ایک بات عرض کر دوں کہ جدید اور قدیم کیلنڈر میں بہ لحاظ ایام تین دن کا فرق ہے، یعنی جدید کیلنڈر میں اگر یکم جنوری جمعہ کا روز ہو تو قدیم کیلنڈر میں سوموار کا دن ہو گا، یا قدیم کیلنڈر کے مطابق جس تاریخ کو جمعہ کا دن ہے جدید کیلنڈر میں اس تاریخ کو منگل کا دن بنتا ہے یعنی تین دن کا فرق ہے، اس کتاب میں ہم تمام اسلامی اور عیسوی تاریخیں جدید کیلنڈر کے مطابق درج کر رہے ہیں مگر ہفتے کے دن ہم قدیم کیلنڈر کے مطابق درج کر رہے ہیں تاکہ ماضی کے کسی دن کے بارے میں ہمارے قارئین کو معلوم ہو سکے کہ اس تاریخ کو اس زمانہ میں کون سا دن تھا

ہر جگہ پر قدیم و جدید کیلنڈر کا فرق بیان کرنا مناسب نہیں ہوتا کیونکہ اس سے قاری کو ذہنی پریشانی ہوتی ہے اس لئے شروع میں یہ فرق لکھ دیا ہے

ایسا ہی ایک مسئلہ فاصلوں کی پیمائش کا ہے، کچھ مؤرخین نے پاک قافلہ کے سفر کے فاصلے قدیم عربی میلوں کے حساب سے لکھ دیئے ہیں اور کچھ نے قدیم عراقی میلوں کے حساب سے ان فاصلوں کا ذکر کیا ہے، اس لئے جب کوئی شخص فاصلوں کے یہ اختلافات دیکھتا ہے تو وہ سوچتا ہے کہ آخر اس کی کیا وجہ ہو گی اور تھوڑی بہت پریشانی ضرور محسوس کرتا ہے

ہم جس وقت Measurement tools of world atlus کے ساتھ ان فاصلوں کو دیکھتے ہیں تو بعد میں ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ فلاں مؤرخ نے اپنی کتاب میں یہ فاصلے عربی میلوں کے حساب سے درج کئے ہیں اور فلاں مؤرخ نے یہ فاصلے عراقی میلوں میں لکھے ہیں اس لئے ابتدا میں یہ کلیہ اپنے قارئین کی سہولت کیلئے لکھ رہا ہوں

قدیم عربی میل = 3 کلومیٹر..........قدیم عراقی میل = 2 کلومیٹر

اس کتاب میں تمام فاصلے رائج الوقت جدید کلومیٹر کے حساب سے ہی درج کیئے جارہے ہیں تاکہ کسی قسم کا کوئی اشتباہ نہ رہے اور کوئی قاری (Double mindid) نہ ہو اور اسے جدید پیمانے کے مطابق درست فاصلے معلوم ہوسکیں

اس کتاب میں حوالہ جات کیلیئے نمبر اس طرح درج ہیں (...R_1,2) اور کتاب کے آخر پر ہر نمبر کے سامنے حوالہ درج کیا جارہا ہے...... بوقت ضرورت ملاحظہ فرمانویں

آخر پر دعا ہے کہ رب محمد وآلِ محمد علیہ الصلوات والسلام سب مومنین کو وہ روزِ سعید دکھائے جس کیلیئے ازل سے لے کر آج تک جملہ مظلومین ہر درد و مصیبت برداشت کرتے رہے ہیں اور اسی امید پر صبر کا مظاہرہ کرتے رہے ہیں کہ ایک دن آئے گا جب ہمیں ہمارے صبر کا پھل ملے گا، مظلومین کا ایک پاک منتقم عجل اللہ فرجہٗ الشریف آئے گا جو ظالموں سے ہمارا انتقام لے گا

خدا کرے فوراً سے پیشتر کربلائی علیہم السلام کو قربانیوں کا ثمر ملے اور منتقم حقیقی عجل اللہ فرجہٗ الشریف ان کا انتقام اس انداز سے لیں کہ مظلومین کے دلوں سے دکھوں کے تمام داغ مٹ جائیں، خدا کرے مظلومین اور مومنین کو کم از کم اتنی خوشیاں نصیب ہوں کہ وہ تمام دکھ درد اور مصائب بھول جائیں

﴿آمین ثم آمین﴾

والسلام

موٗلا پاک دی امان

مہتاب اذفر

یاھوالوہاب الخبیر العلیم
یا مولا کریم عجل اللہ فرجک وصلوات اللہ علیک

مجلس نمبر 1

تیاری از مدینہ

پس منظر

21 رجب المرجب 60 ہجری بمطابق 26 اپریل 680 عیسوی اتوار کا دن ہے، بعد از دو پہر کا وقت ہے، شام کا ملک ہے، دمشق کا شہر ہے، قصرالاخضر کے ایک تاریک کمرے میں ایک قیمتی مگر میلے سے بستر پر معاویہ سو رہا ہے، وہ بیماری کی وجہ سے کراہ رہا ہے

اس نے کراہتے ہوئے آواز دی...... کوئی ہے...... کوئی ہے؟ اس کی کراہتی ہوئی آواز پر دو کنیزیں اس کے قریب پہنچیں، معاویہ نے انہیں کہا کہ مہمان خانہ میں دو حکومتی عامل موجود ہیں ان کو میرے پاس لے آؤ

نوٹ...... ان دنوں یزید ملعون شکار پر گیا ہوا تھا، بہ روایت دیگر لشکر روم کے پیچھے گیا ہوا تھا اور مقام مرو پر شکار میں مشغول تھا، ایک روایت یہ ہے کہ اسے باپ کی شدید بیماری کی اطلاع کافی پہلے پہنچ گئی تھی یہ مرو سے واپس آ چکا تھا اور باپ کی موت کے انتظار میں کوہِ قاسیون کے دامن میں شکار کھیل رہا تھا، روز کی خبر اسے پہنچائی جا رہی تھی، کیونکہ کوہِ قاسیون یعنی جولان کا پہاڑ دمشق سے تھوڑی دور تھا یعنی دس کلومیٹر سے پہاڑ شروع ہو جاتا ہے، اس کا باپ کی موت پر فوراً پہنچ جانا اس روایت کی

تائید کرتا ہے ورنہ اگر یہ کہیں دور دراز مقام پر ہوتا تو ایک دن میں اس کا یہاں پہنچنا ناممکن تھا......(R_1)

قصر الخضرا جامعہ اُمویہ (مسجد) کے بالکل قریب تھا، اس کے صدر دروازے کے سامنے جو حویلیاں تھیں ان میں ہی حکومتی عمال کا علیحدہ مہمان خانہ تھا

اس وقت ایک کنیز نے غلام سے کہا، اس نے جا کر اطلاع دی، اسی وقت دو افراد قصر کے اندر داخل ہوئے، ایک کا نام ضحاک بن قیس فہری تھا یہ محکمہ پولیس کا انچارج تھا اور دوسرا مسلم بن عتبہ مزنی تھا یہ دونوں معاویہ کے پاس آکر بیٹھ گئے ......(R_2)

معاویہ نے دونوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ اس وقت یزید یہاں موجود نہیں ہے میں چاہتا ہوں کہ میں وصیت لکھواؤں اور یہ وصیت میں آپ لوگوں سے لکھوانا چاہتا ہوں، تم لوگ وصیت لکھو اور پھر پڑھ کر سناؤ تاکہ میں اس پر اپنی مہر لگا دوں، ان لوگوں نے کاغذ قلم دوات منگوا کر وصیت لکھنا شروع کی، وہ طویل وصیت نامہ اس کے باپ کی طرف سے یزید ملعون کے نام تھا

اس کا خلاصہ یہ تھا...... اے یزید تو میرے احسانات نہیں اتار سکتا کہ میں نے عرب کے تمام شرفا کی گردنیں تیرے سامنے جھکا دی ہیں، میں نے تجھ جیسے بدکردار اور نااہل کیلئے حکومت اور اقتدار کا تمام راستہ صاف کر دیا ہے، تجھ جیسے فاسق فاجر کو میں نے اسلام جیسے پاکیزہ دین کا بادشاہ بنا دیا ہے، میں نے اپنی زندگی میں اپنی سیاسی تدابیر (شاطرانہ چالوں) کی وجہ سے کوئی بغاوت نہیں ہونے دی، اب میں تو دنیا سے جانے والا ہوں اس لئے تیرے لئے چند مشورے چھوڑے جا رہا ہوں، ان میں سے اہم بات یہ ہے کہ میرے بعد تو نے پانچ افراد سے کبھی غافل نہیں ہونا، میں جانتا

ہوں کہ تیری جب بھی کوئی مخالفت ہوگی ان پانچ افراد کی وجہ سے ہوگی ، میں تجھے ان کی کمزوریوں کے بارے میں آگاہ کرنا چاہتا ہوں

(1)......ان میں پہلی شخصیت ہے عبداللہ ابن عمر یعنی خلیفہ ثانی کا بیٹا

یہ اپنے باپ کی وجہ سے خلافت کی خواہش کرسکتا ہے مگر اس کی تین کمزوریاں ایسی ہیں جن سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اس کو زیر کیا جاسکتا ہے اور ان میں سے اس کی سب سے بڑی کمزوری اس کا بھائی عاصم بن عمر ہے اس کمزوری کا حل میں پہلے ہی کر چکا ہوں یعنی عاصم بن عمر کی بیٹی ام مسکین کی شادی تجھ سے کر چکا ہوں، اس دامادی کی وجہ سے عاصم کا خاندان تیری مخالفت نہیں کر سکے گا، اس کی دوسری کمزوری دولت ہے اس لئے میں تجھے یہ وصیت کروں گا کہ تو برسرِ اقتدار آتے ہی اس کے وظیفہ میں اضافہ کر دینا اور بعد میں بھی اس میں اضافہ کرتے رہنا اس طرح اس کی ہمدردی ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی

اس کی تیسری کمزوری حب جاہ ہے یعنی اسے بڑا بنا کر اگر جہنم میں بھی لے جانا چاہو تو وہ بہ خوشی جاسکتا ہے، اس لئے تم اس بات کا خیال رکھنا کہ ہمیشہ اس کی ظاہری طور پر عزت کرتے رہنا اور سب کے سامنے اس کی بڑائی کا اعتراف کرتے رہنا

(2)......دوسری شخصیت ہے عبدالرحمٰن بن ابوبکر یعنی خلیفہ اول کا بیٹا

یہ بھی اپنے باپ کی وجہ سے خلافت کے معاملہ میں اہم کردار ادا کرسکتا ہے مگر امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام کی موجودگی میں یہ خلافت کا امیدوار بن کر سامنے نہیں آ سکتا کیونکہ اس کی بیٹیاں بنی ہاشم کے گھر میں بیاہی ہوئی ہیں، لیکن اس سے غافل ہونا بھی مناسب نہیں ہے، اس کی سب سے بڑی کمزوری اس کی طاقت ہے اور اس کی

طاقت اس کا اپنا کندی قبیلہ ہے، اگر تم نے محمد بن اشعث بن قیس کندی، اس کے بھائی یحییٰ اور قیس وغیرہ کو اپنے ساتھ ملائے رکھا تو یہ بے بس رہے گا کیونکہ یہ سارے اس کے پھپھی زاد ہیں

(یاد رہے کہ اشعث بن قیس کندی کی بیوی خلیفہ اول کی بہن تھی)

(3)...... تیسری شخصیت ہے سعید بن عثمان یعنی خلیفہ ثالث کا بیٹا

یہ بھی اندر ہی اندر خلافت کا خواب ضرور دیکھے گا کیونکہ یہ تیرے ہی قبیلہ سے تعلق رکھتا ہے اس لئے یہ منہ سے خلافت کا نام نہیں لے گا، اگر کبھی یہ خلافت کا نام لے تو اس کا علاج اسے جنگ صفین کا آئینہ دِکھانا ہے یعنی جنگ صفین ہم نے اس کے باپ کے انتقام کے نام پر لڑی تھی، اس کا سب سے بڑا متبادل مروان ہے جو کہ اس کا بہنوی ہے اس لئے اس کو ہڈی ڈالتے رہنا

(4)...... چوتھی شخصیت ہے عبداللہ بن زبیر بن عوام

اس سے کبھی غافل نہ ہونا، یہ ملعون لومڑی سے زیادہ مکار، چیتے سے زیادہ پھرتیلا، بھڑیے سے زیادہ خونخوار اور دہکتی ہوئی آتش سے زیادہ بھڑکیلی تقریر کرنے والا ہے، تو صرف اس کی بیعت پر اکتفا نہ کرنا بلکہ پہلی فرصت میں اس کی گردن اڑا دینا یہ جب تک زندہ رہے گا تیری مخالفت کرتا رہے گا، یہ ایک میدان میں شکست کھائے گا تو اگلے میدان میں پہلے سے زیادہ مضبوط فوج کے ساتھ آئے گا، یہ بار بار شکست کھانے کے باوجود شکست کو تسلیم نہیں کرے گا اور ہمیشہ جنگ کے مہرے بدل بدل کے تمہارے ساتھ ٹکراتا رہے گا، اسے ضرور قتل کرا دینا

(5) پانچویں شخصیت ہیں فرزند رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یعنی حضرت امام حسینؑ علیہ الصلوات والسلام

ان کے بارے میں کسی خوش فہمی میں مبتلا نہیں ہونا کیونکہ ان کی کوئی کمزوری ہے ہی نہیں، اگر تو ان کو تلوار دِکھائے گا تو یہ فاتح خیبر واحد بن کر سامنے آئیں گے، اگر تو دولت کا لالچ دے گا تو ان کے قدموں میں کائنات کی شاہی کے لاکھوں تاج وتخت ٹھوکریں کھاتے ہوئے نظر آئیں گے، ان سے جو بھی سلوک کرنا ہاتھ باندھ کر اور نیاز مندی سے کرنا ہے......اور کوشش کرنا کہ دین کی ظاہری چادر کو نہ اتارنا، ورنہ یہ دین کے مالک ہیں ہرگز چپ نہیں رہیں گے

میری بات یاد رکھنا، یاد رکھنا، یاد رکھنا، ان کے ساتھ جنگ نہ کرنا، ہر ممکن کوشش کرنا کہ ان کے ساتھ جنگ نہ ہو، کیونکہ اگر ان کے ساتھ جنگ ہوگئی اور تجھے فتح ہوئی تو پھر بھی تمام دنیا تجھ پر لعنت کرے گی اور اگر شکست ہوگئی تو بھی ساری کائنات قیامت تک تجھی پر لعنت کرے گی، ان کے ساتھ جنگ کرنے کا انجام صرف اور صرف لعنت ہے، اگر ان کے ساتھ جنگ ہو بھی جائے تو جان لڑا کر جنگ جیتنے کی کوشش کرنا اور تجھے فتح حاصل ہو تو پھر ان کے ساتھ وہی رویہ رکھنا جو امیر المومنین علیہ الصلوات والسلام نے جنگ جمل کی فتح کے بعد ام المومنین کے ساتھ رکھا یعنی ان کو عزت واحترام کے ساتھ مدینہ بھیج دینا، ان سے کوئی زیادتی نہ کرنا، اسی میں تیرے اقدار کی بقاہے، ہمیں امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام کے رویے سے سبق حاصل کرنا چاہیے

ہاں یہ بھی یاد رکھنا کہ اگر شہنشاہ کربلا علیہ الصلوات والسلام نے علم حق بلند کیا تو ان کے ساتھ بہت کم لوگ باہر نکلیں گے، کیونکہ حق کی حمایت پر ہمیشہ کم لوگ ہوتے ہیں، ان کے نظام عدل ومساوات کو کوئی بھی دنیا دار زیادہ وقت تک قبول نہیں کرے گا، اگر ان کے ساتھ شریک ہوئے بھی تو وہ کوفی ہوں گے

اور یہ بھی یاد رکھنا کہ کوفیوں کی دو بڑی کمزوریاں ہیں، کوفی سرداروں کی کمزوری دولت ہے اورعوام کی کمزروی تلوار ہے، ان کے سرداروں کوخرید نے کی کوشش کرنا اورعوام کوتلوار سے جھکا دینا، اس طرح تمہاری حکومت باقی رہ سکتی ہے

معاویہ نے یہ وصیت لکھوائی اوراس پر اپنی مہر لگائی، وصیت نامہ ان کے سپرد کر کے کہا کہ جب یزید واپس آئے تو یہ اس کے سپرد کر دینا......(R_3)

22اور 23 رجب المرجب 60 ہجری، بمطابق 27اور 28اپریل 680 عیسوی سوموار اور منگل کی درمیانی رات کو معاویہ اپنے اجداد سے جاملا

اس کی موت کی کئی وجوہات بیان کی جاتی ہیں، ان میں سے قرین عقل خواجہ حسن نظامی کا یہ قول ہے کہ اس رات جناب مالک اشتر سلام اللہ علیہ کی دو بیٹیوں نے اس کی گردن دبا دی تھی جس سے یہ راہی عدم ہوا، کیونکہ اس نے ان کے والد ماجد کو زہر دلوائی تھی

معاویہ کی موت کے بعد جس وقت یزید ملعون اپنے باپ کو جامع مسجد کے باب الصغیر کے ساتھ دفن کرنے کے بعد واپس قصر الاخضر میں آیا تو اس نے اپنے چاہنے والوں کو جمع کیا، جس میں مروانی، عثمانی، ابوسفیانی موجود تھے، اس وقت ضحاک بن قیس فہری نے اس کے سامنے اس کے باپ کی وصیت رکھی، یزید بہت دیر تک اس وصیت کو پڑھتا رہا، پھر اس نے ضحاک کی طرف دیکھ کر پوچھا کہ اس وقت مقبوضہ شہروں میں عامل (گورنر) کون کون سے ہیں، اس نے یزید کے سامنے لسٹ رکھ دی

1 ......اس وقت بصرہ میں عبید اللہ ابن زیاد ملعون حاکم تھا

2 ......خراسان کا حاکم قیس ابن الھیثم اسلمی تھا

3 ...... مدینہ میں ولید بن عتبہ حاکم تھا

4 ...... مکہ میں عمر بن سعید بن عاص بن امیہ حاکم تھا

یہ لسٹ دیکھتا رہا، اس کے بعد یزید نے باقی شہروں میں خطوط لکھے جو شاہی فرمان کی حیثیت سے گئے مگر ولید بن عتبہ حاکم مدینہ کو باپ کی وصیت کے مطابق خفیہ خط لکھا

مدینہ طیبہ

دوستو! یہاں مناسب ہوگا کہ میں مدینہ طیبہ کا ایک انتہائی مختصر سیاسی سلسلہ بتا دوں تا کہ میری آنے والی مجالس میں آپ کو کوئی دشواری پیش نہ آئے

مدینہ طیبہ میں معاویہ کے زمانے میں پہلے مروان حاکم رہا

49 ہجری سے 54 ہجری تک یہاں سعید بن عاص ملعون یعنی مروان کا چچا حاکم رہا

54 ہجری سے لے کر 58 ہجری تک پھر مروان ملعون مدینہ کا حاکم و عامل رہا

58 ہجری میں مروان کی بدکاریوں اور زیادتیوں کو دیکھتے ہوئے اہل مدینہ نے ایک وفد شام روانہ کیا جس نے اہل مدینہ کی ترجمانی کر کے مروان کی حکومت سے گلو خلاصی کی اپیل کی، اس وفد کا بڑا لیڈر ولید بن عتبہ تھا، انہوں نے معاویہ سے شکایت کی تو معاویہ نے مروان کو معزول کر کے ولید بن عتبہ کو مدینہ کا گورنر بنا دیا

یہ ولید یزید ملعون کا چچا زاد بھائی تھا اور اس کا لنگوٹیا دوست بھی تھا، یہ اکھٹے کھاتے پیتے تھے، یہ بھی بتا تا چلوں کہ ولید تیسرے خلیفہ کا مادری بھائی تھا اور کافی عرصہ کوفہ کا حاکم بھی رہا اور قطامہ کے چاہنے والوں میں یہ بھی شامل تھا، ایک مرتبہ اس نے شراب پی کر صبح کی نماز دو کی بجائے چار رکعت پڑھا دی تھی، سب نمازیوں نے

احتجاج کیا تو اس نے نشے کی حالت میں کہا کہ آج تو دل چاہتا ہے کہ دو رکعت اور بھی پڑھا دوں ......اجازت ہے پڑھا دوں؟ ......(R_4)

میں عرض کر رہا تھا کہ اس وقت مدینہ میں یہی ولید بن عتبہ حاکم تھا

﴿نقاب پوش قاصد﴾

26 رجب المرجب 60 ہجری بمطابق یکم مئی 680ء بروز جمعہ بعد دوپہر عبداللہ بن زبیر بن عوام مدینہ سے باہر بدر کے راستے پر اپنے زرعی رقبہ میں غلاموں سے کام کرانے میں مصروف ہے، اچانک اس نے دیکھا جو راستہ بدر سے شام جاتا تھا اس راستے سے ایک ناقہ سوار اپنی ناقہ کو تیز دوڑاتا ہوا مدینہ کی طرف آرہا ہے

اس نے اپنا چہرہ چھپایا ہوا ہے صرف اس کی آنکھیں ظاہر ہیں، عموماً سفر کے دوران عرب ایسا ہی کرتے تھے، عبداللہ بن زبیر نے ناقہ سوار کے انداز سے اندازہ لگایا کہ یہ کوئی اہم خبر لے کر مدینہ جا رہا ہے، عبداللہ بن زبیر جلدی سے اس راستے پر آ کر کھڑا ہو گیا، آتے ہوئے ناقہ سوار کو ہاتھ سے کھڑا ہونے کا اشارہ کیا، اس ناقہ سوار نے اپنی ناقہ کو روکا، اس نے ناقہ سوار سے پوچھا بھائی کہاں سے آرہے ہو؟

اس نے بتایا کہ وہ شام سے آرہا ہے، عبداللہ بن زبیر نے سوال کیا کوئی شام کی تازہ خبر ہے؟ نقاب پوش نے کہا کہ ایک خبر ہے تو سہی مگر وہ بتائی نہیں جا سکتی ہے، اس کے بعد اس نے اپنی ناقہ کو آواز دی ھش ھش یعنی یہ ناقہ کو چلانے کا اشارہ تھا

ہمارے علاقے میں اونٹوں کو بٹھانے کیلئے ھش ھش کہتے ہیں مگر وہاں اونٹ کو چلانے کیلئے ھش ھش کہتے ہیں، جس وقت یہ نقاب پوش روانہ ہوا تو عبداللہ بن زبیر نے

پیچھے سے پکار کر کہا کہ بھائی اپنا نام تو بتاتے جاؤ تمہارا نام کیا ہے؟ اس ناقہ سوار نے چلتے ہوئے بتایا کہ میرا نام عبداللہ بن ابی السراح کندی ہے ......(R_5)

یہاں پر ایک وضاحت کرنا ضروری ہے کہ شہنشاہ انبیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں یہ دستور تھا کہ تمام فیصلے مسجد نبوی میں ہوتے تھے یعنی بہ حیثیت دربارِ حکومت مسجد نبوی کو استعمال کیا جاتا تھا مگر معاویہ کے دور میں مسجد کی بجائے علیحدہ قصر دارالامارہ میں دربار لگانے کا رواج شروع ہو گیا تھا

جس وقت عبداللہ بن ابی السراح کندی دربار میں پہنچا تو ولید نماز عصر سے واپسی پر آرام کرنے کی تیاریاں کر رہا تھا، حاجب نے اطلاع دی کہ شام سے معاویہ کا قاصد اندر آنے کی اجازت طلب کر رہا ہے، ولید نے فوراً کہا کہ اسے اندر بھیج دو عبداللہ نے آکر ولید کے سامنے خط کھولا، اس میں لکھا ہوا تھا کہ اس تمام معاملہ میں مروان کو اپنے مشورے میں ضرور شامل کریں، ولید کو علم تھا کہ مروان ذہنی طور پر اس کے خلاف ہے، اس لئے ولید نے وہ خط عبداللہ بن ابی سراح کو دیا اور کہا کہ یہ خط خود مروان کو دِکھائے اور اسے کہے کہ وہ جلدی دربار میں پہنچے

اس کے بعد ولید نے اپنے سارے عہدے داروں کو دربار میں بلایا، جب تمام لوگ جمع ہو گئے تو سب کے سامنے خط پڑھا گیا اور ولید نے مشورہ طلب کیا، ابھی مشورہ جاری تھا کہ مغرب کی آذان ہو گئی، یہ سب وہاں سے مسجد نبوی میں آ گئے

اس وقت یہ دستور تھا کہ یہ ملعون پہلے اپنے ہمنوا لوگوں کو باجماعت نماز پڑھاتا تھا اس کے بعد امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام مسجد میں آکر نماز پڑھاتے تھے ان کے چاہنے والے ان کی امامت میں نماز ادا کرتے تھے، جس وقت ولید نے نماز ختم کی تو اس

نے دیکھا کہ عین اسی وقت امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام مسجد میں داخل ہوئے، تمام جوانانِ بنی ہاشم علیہم الصلوات والسلام اور تمام مومنین ان کے ساتھ داخل ہوئے، ولید نے فوراً مصلیٰ چھوڑ دیا، اس کا سجادہ اس کے غلام نے لپیٹ لیا، اس کے بعد امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام کا سجادہ بچھا دیا گیا، ولید نے عمر ابن عثمان سے کہا کہ جب میں چلا جاؤں تو امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام کی خدمت میں عرض کرنا کہ ایک بار قصر دارالامارہ میں تشریف لے آئیں کیونکہ ان سے اہم مشورہ کرنا ہے......(R_6)

امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام نماز ادا فرمانے کیلئے تشریف لائے اس وقت عبداللہ ابن زبیر مسجد کے ایک گوشے میں چھپا ہوا تھا، اس نے امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام کے پیچھے نماز ادا کی

میں آپ کو پہلے بتا چکا ہوں کہ عبداللہ بن زبیر چالاک اور سمجھدار تھا کیونکہ معاویہ کی بیماری کی اطلاع پہلے ہی مدینہ پہنچ چکی تھی اس لئے جس وقت عبداللہ بن ابی سراح کندی نے اسے کوئی بات نہ بتائی تو یہ سمجھ گیا کہ معاویہ مر گیا ہے، یہ وہی خبر امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام کو سنانے کیلئے مسجد میں آ کر بیٹھ گیا، مگر ولید کو دیکھ کر مسجد کے ایک کونہ میں چھپ گیا، جس وقت امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام نے نماز ختم فرمائی اور واپسی کیلئے اٹھے تو اس وقت عبداللہ ابن زبیر نے قریب آ کر عرض کی آقا میں ایک بات علیحدگی میں کرنا چاہتا ہوں، اسی وقت عمر بن عثمان بھی آگے بڑھا اور عرض کی کہ ولید نے آپ کو قصر دارالامارہ میں یاد کیا ہے

شہنشاہ معظم علیہ الصلوات والسلام نے اسے جواب دینے کا ارادہ کیا لیکن فوراً ابن زبیر نے عرض کی آقا اسے جواب دینے سے پہلے میری بات علیحدگی میں سن لیں

شہنشاہ معظم علیہ الصلوات والسلام نے پرزور آواز میں فرمایا لماذالك العجلة اتنی جلدی کیا ہے؟ تمہاری بات بھی سن لیں گے ہم پہلے اسے تو جواب دے لیں

اسی وقت شہنشاہ معظم علیہ الصلوات والسلام نے قاصد سے فرمایا تو جا کر ولید سے کہہ دے کہ ہم گھر سے ہو کر کچھ دیر بعد آ رہے ہیں، یہ سن کر عمر بن عثمان روانہ ہو گیا

پھر عبداللہ بن زبیر نے عرض کی آقا میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں، شہنشاہ معظم علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا کیا تم یہی بتانا چاہتے ہو کہ معاویہ مر گیا ہے اس نے عرض کی بتانا تو یہی چاہتا تھا، شہنشاہ معظم علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا اس کا ہمیں پہلے سے علم ہے......(R_7)

کچھ لوگ کہتے ہیں کہ معاویہ کی موت کی خبر عبداللہ بن زبیر نے شہنشاہ معظم علیہ الصلوات والسلام کو دی جبکہ ہمارے مسلمہ عقیدے کے مطابق کوئی مومن ہو یا منافق وہ اس وقت تک نہیں مرتا جب تک زمانے کے امام کو اپنے سرہانے دیکھ نہ لے

اس لئے معاویہ کی موت کی خبر اس پاک ذات سے پہلے کسے ہو سکتی تھی جس ذات کے احکام اِلٰہیہ سے اس کی روح قبض کی گئی ہو

شہنشاہ معظم علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا کہ ہم دربارِ ولید میں ضرور جائیں گے اب تو اپنا ارادہ بتا کہ تو کیا کہہ رہا تھا؟ اس نے عرض کی یہ رات غنیمت ہے اور فرار کے راستے کھلے ہیں، میں غیر معروف راستوں سے خود واقف ہوں یعنی میں فرار ہونے کا ارادہ رکھتا ہوں

جس وقت عمر بن عثمان ولید کے دربار میں پہنچا تو ولید نے فوراً سوال کیا کہ تجھے امام معظم علیہ الصلوات والسلام نے کیا جواب دیا ہے، اس نے بتایا کہ وہ فرما رہے ہیں کہ ہم آ رہے ہیں مگر اس وقت ان کے قریب عبداللہ بن زبیر بھی کھڑا تھا

اس وقت مروان نے کہا انه لا یجیء الحسینؑ اب شہنشاہ معظم علیہ الصلوات والسلام تشریف نہیں لائیں گے، ولید بن عتبہ نے اسے طنز آمیز لہجے میں کہا

☆ ان الحسین علیہ الصلوات والسلام لیس بغدار مثلك……(R_8)

شہنشاہِ معظم علیہ الصلوات والسلام تمہاری طرح وعدہ خلاف نہیں وہ ضرور تشریف لائیں گے

اس زمانہ میں بعد از نمازِ عشاء دربار نہیں لگایا جاتا تھا اس لئے دربار میں بعد از عشاء طلب کرنا معمول کے خلاف تھا، جس وقت شہنشاہ معظم علیہ الصلوات والسلام گھر تشریف لے آئے تو تمام افراد خانہ کو آگاہ فرمایا کہ ہمیں دربار میں بلایا گیا ہے اور وجوہات بھی بیان فرمائیں

اس وقت تمام مستورات صلواۃ اللہ علیہن نے عرض کی کہ آپ کا اس وقت دربار میں جانا خلافِ مصلحت ہے، آپ دربار میں نہ جائیں، شہنشاہ معظم علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا ہم ہر بات سے آشنا ہیں یہ ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتا ہم ضرور جائیں گے کیونکہ ہم وعدہ کر چکے ہیں

اس وقت عالیہؑ بی بی پاک صلواۃ اللہ علیہا اپنے پاک بھائی کے قریب آئیں، بھائی کی ریش اطہر پر بوسہ دیا اور فرمایا بھیا گھبرائیں نہیں، میں اپنے پیارے بھائی کے ہر حال میں ساتھ ہوں، آپ اداس نہ ہوں لیکن آپ کا اکیلے دربار جانا دل برداشت نہیں کرتا، اس کے فوراً بعد معظّمہ بی بی پاک صلواۃ اللہ علیہا نے اپنے بھائی جناب غازی عباس علیہ الصلوات والسلام کو یاد فرمایا اور امام زمانہ علیہ الصلوات والسلام کو جناب غازی علیہ الصلوات والسلام کے سپرد کر کے فرمایا ہم واپسی پر اپنے بھائی کا بال بال سنبھال کر لیں گے، جس وقت عون علیہ الصلوات والسلام کی پاک مادر صلواۃ اللہ علیہا نے اپنے شیر بھائی جناب غازی علیہ الصلوات والسلام کے سپرد امام

معظم علیہ الصلوات والسلام کو کیا تو خدا جانے کہ کتنا اعتماد تھا انہیں اس بھائی پر کہ آنسو پونچھ کر فرماتی ہیں کہ اب بے شک دربار میں تشریف لے جائیں، آپ کے جتنے زیادہ دشمن ہی کیوں نہ ہوں مجھے اپنے غازیؑ علیہ الصلوات والسلام پر ناز اور بھروسہ ہے

اس وقت تیس 30 جوانانِ بنی ہاشم علیہم الصلوات والسلام کے درمیان شہنشاہ معظم علیہ الصلوات والسلام دربار ولید کی طرف روانہ ہوئے، راستے میں ہی شہنشاہ معظم علیہ الصلوات والسلام نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا کہ آپ سب میں سے کسی نے ہمارے ساتھ دربار کے اندر نہیں جانا ہے، اگر کوئی غلط بات ہوئی تو ہم نعرہ تکبیر بلند فرمائیں گے آپ سب دربار میں آ جانا، جس وقت شہنشاہ معظم علیہ الصلوات والسلام دربار ولید میں داخل ہوئے تو اسی وقت مروان نے اٹھ کر آہستہ سے دروازہ بند کر دیا، جس وقت دروازہ بند ہونے کی آواز شہزادہ علی اکبر علیہ الصلوات والسلام نے سنی تو آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے، رو کے فرمایا چچا دروازہ بند ہو گیا ہے، شہنشاہ وفا علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا میرے لعل گھبرانے کی کوئی ضرورت نہیں یہ دروازہ خیبر کے دروازہ سے زیادہ مضبوط تو نہیں ہے، تمہارا غلام بھی امیر المومنین علیہ الصلوات والسلام کا بیٹا ہے دروازہ بند کرنے میں دیر ہوئی ہے اسے اکھاڑے میں دیر نہیں لگے گی، شہنشاہ معظم علیہ الصلوات والسلام دربار میں پہنچے، ولید نے کھڑے ہو کر تعظیم کی، تخت کے قریب کرسی پیش کی پھر ولید نے معاویہ کی موت کی خبر سنائی، شہنشاہ معظم علیہ الصلوات والسلام نے کلمہ استرجاع پڑھا جو کہ ہر موت کی خبر پر پڑھا جاتا ہے......☆انا لله وانا اليه راجعون

پھر ولید ملعون نے یزید کا مدعا پیش کیا کہ وہ بیعت چاہتا ہے

شہنشاہ معظم علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا

☆انی لااراك تقنع ببیعتی لیزید سراً...... (R_9)

کہ آج جو فیصلہ ہم اس تنہائی میں سنائیں شاید تم اس پر رضا مند نہ ہوسکو یا اسے کافی نہ سمجھو اس لئے کل دن ہوگا تو ہم تمام اہل مدینہ کے سامنے اپنا فیصلہ سنائیں گے، ولید نے عرض کی آپ نے بجا فرمایا ہے

☆انصرف اذا شئت علی اسم الله......(R_10)

میں نے آپ تک حاکم شام کا پیغام پہنچانا تھا سو وہ پہنچا دیا ہے اب بیشک آپ واپس تشریف لے جائیں، شہنشاہ معظم علیہ الصلوات والسلام دربار کے دروازے کی طرف روانہ ہوئے، جب دروازہ کے قریب پہنچے اس وقت مروان نے سرگوشی کے انداز میں ولید سے کہا ☆احبس الرجل ان کو محبوس کرلے......(R_11)

☆فوثب الحسین علیہ الصلوات والسلام عند ذالك فقال یا بن الزرقا تقتلنی اوھو

شہنشاہ معظم علیہ الصلوات والسلام فوراً اس کے قریب تشریف لائے اور جلال کے عالم میں فرمایا اوزرقا کے بیٹے ہمیں تم یا تمہارا یہ باپ شہید نہیں کرسکتا ...... (R_12)

پھر فرمایا یزید فاسق، فاجر، زانی اور شرابی ہے

☆وکیف یجوز لنا و نحن بقیة الرسول الله صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ولا یحل لنا متابعة

ہمارے لئے یہ کیوں کر جائز ہے، ہم تو شہنشاہ انبیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بقیہ ہیں ہم پر کسی غیر کی اتباع کرنا حرام ہے......(R_13)

شہنشاہ معظم علیہ الصلوات والسلام نے یہ فقرے بلند آواز کے ساتھ ادا فرمائے نعرہ تکبیر بلند نہیں کیا، جونہی یہ آواز باہر موجود پاک ہاشمی جوانوں نے سنی تو اسی وقت کردگارِ وفا علیہ الصلوات والسلام نے قصر دارالامارہ کے دروازے میں ہاتھ ڈال کر اللہ اکبر کا نعرہ بلند فرمایا، ابھی

اکبر کی رے پوری طرح ادا نہیں ہوئی تھی کہ دروازے کے ٹوٹنے کی آواز سے دربار لرز گیا، شہنشاہ معظم علیہ الصلوات والسلام نے مڑ کر دیکھا تو دروازہ موجود نہ تھا اور تین جوان اندر داخل ہو رہے تھے

درمیان میں کردگار وفا علیہ الصلوات والسلام، بائیں طرف جناب سجاد علیہ الصلوات والسلام اور دائیں طرف جناب امیر مسلم بن عقیل علیہما الصلوات والسلام

امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام کے تین شیر جب ایک دوسرے سے کاندھے ملائے اندر داخل ہوئے تو مروان پر ہیبت کی وجہ سے کپکپی طاری ہوگئی

مولا غازی علیہ الصلوات والسلام نے عالم جلال میں فرمایا کہ کون ہے جس نے ہمارے آقا کے ساتھ بدگوئی کی جسارت کی ہے؟ ہم ابھی بدلہ لیتے ہیں

شہنشاہ معظم علیہ الصلوات والسلام فوراً اپنے آتے ہوئے شیروں کے آگے اپنے بازو پھیلا کر یوں کھڑے ہوئے کہ دائیں ہاتھ سے جناب سجاد علیہ الصلوات والسلام کو روکا بائیں ہاتھ سے جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام کو روکا اور شہنشاہ وفا علیہ الصلوات والسلام کو اپنے سینے سے لگایا، جس وقت امام زمانہ علیہ الصلوات والسلام سامنے آئے تو بے بسی کی وجہ سے غازی پاک علیہ الصلوات والسلام کی آنکھوں سے آنسوؤں کی بارش شروع ہوگئی، سرکارؑ نے فرمایا کہ بھیا روتے کیوں ہو؟ عرض کی کہ جنہوں نے میرے بھروسہ پر آپ کو دربار بھیجا ہے میں انہیں کیا جواب دوں گا......آخر ملاعین نے گستاخی کی تو ہے

﴿ آمین یارب العالمین ﴾



اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ آلِ مُحَمَّدٍ وَعَجِّل فَرَجَھُم بِقَائِمِھِمؑ عَجَلَ اللّٰہُ فَرَجَہُ الشریف
وَصَلَوَاتُ اللّٰہُ عَلَیہِ وَ عَلٰی آلِہٖ اَجمَعِین

یا ھوالوہاب الخبیر العلیم
یا مولا کریم عجل اللہ فرجک وصلوات اللہ علیک

مجلس نمبر 2

تیاری از مدینہ

ابتدائی واقعات

دوستو تاریخ کی بدقسمتی یہ ہے کہ ہر دور میں اسے بادشاہانِ وقت اور حکام کی لونڈی بنا کر رکھا گیا ہے، اگر تاریخ کو دیکھا جائے تو تاریخ صرف وہی شمار ہوتی ہے جو بادشاہوں کے حالات پر مبنی ہو کیونکہ غریب اور بے اختیار لوگوں کی کوئی تاریخ نہیں ہوتی مگر اس وقت غریب لوگوں کا نام اجتماعی طور پر آتا ہے جب وہ لوگ اپنے حالات سے مجبور ہو کر بادشاہوں کے خلاف بغاوت کرتے ہیں اور ان کا ہاتھ بادشاہوں کی گردنوں تک پہنچ جاتا ہے، ورنہ تاریخ تو بادشاہوں کے گن گاتی ہے چاہے بادشا کتنا ہی ظالم، جابر اور بدکار ہی کیوں نہ ہو

جب ہم تاریخ ہند کا مطالعہ کرتے ہیں تو ہمیں اورنگ زیب کے بارے میں تاریخ یہ بتاتی ہے کہ وہ ایک بہت رحم دل اور خدا ترس انسان تھا، بہت عبادت گزار تھا، روزہ دار اور صاحب تقویٰ بادشاہ تھا، وہ قرآن لکھ کر بازار میں فروخت کرتا تھا جو ہدیہ اسے ملتا تھا اس سے وہ گزارا کرتا تھا

آپ خود سوچیں جس ظالم انسان نے اپنے بھائیوں کو چن چن کر قتل کرا دیا ہو، جس نے اپنے سگے باپ کو تخت سے محروم کر دیا ہو بلکہ اسے جیل میں ڈال دیا ہو اور جب

والد یہ کہے کہ میں جیل کے فارغ اوقات میں چھوٹے بچوں کو پڑھانا چاہتا ہوں میرے پاس چھوٹے بچے بھیجے جائیں، تو اس کے جواب میں اس کی آنکھیں نکال دینے والا بیٹا بھی کبھی کسی تعریف کا مستحق ہوسکتا ہے؟

کیا ایسا ظالم درندہ تعریف کا مستحق ہے یا لعنت کا مستحق ہے؟

لیکن تاریخ کی یہ مجبوری ہے، یہی صورتِ حال تاریخ اسلام کی ہے آج بھی ہمیں یزید ملعون کے کئی وکلائے بلا اجرت نظر آتے ہیں جو یزید کو نعوذ باللہ اسلام کا اہم فرد اور جنتی ثابت کرنے میں مصروف ہیں، اس کیلئے وہ اس حدیث کو دلیل بناتے ہیں جس میں فرمایا گیا تھا کہ جو لشکر روم پر حملہ کرے گا وہ جنتی ہوگا

یہ حدیث لکھنے کے بعد وہ فرعون شام کے بارے میں لکھتے ہیں کہ اس نے شام سے روم لڑنے کیلئے لشکر روانہ کیا تھا، یزید ملعون خود روم کی جنگ میں شریک ہوا تھا، اس لئے نعوذ باللہ وہ جنتی ہے

اسی وجہ سے میں یہ مناسب سمجھتا ہوں کہ اس کی حقیقت کے بارے میں انتہائی اور ناگزیر اختصار سے عرض کر کے سلسلہءِ بیان کو آگے بڑھاؤں تاکہ آپ کو کچھ نہ کچھ حقیقت معلوم ہو جائے

واقعہ یہ ہے کہ معاویہ اپنے دور میں اسلامی سٹیٹ پر حکومت قائم رکھنے کیلئے قیصر روم کا محتاج تھا یعنی اس سے مدد لیتا تھا اور خفیہ طور پر اسے خراج بھیج دیتا تھا جو ایک سال زرِ خالص کی شکل میں ہوتا تھا اور دوسرے سال مسلمانوں کی لڑکیوں کی صورت میں یہ خراج جاتا تھا اور رومی عمال تجارتی بیڑے کے نام پر دمشق آتے تھے اور وہاں سے وہ سونا چاندی یا نوجوان لڑکیاں روم لے جاتے تھے

معاویہ کی موت سے ایک سال قبل ہوا یہ کہ شام کا ایک لڑکا جس کا نام تمیمی تھا اس کا تمیمی خاندان سے تعلق نہ تھا بلکہ اس کا نام ہی تمیمی تھا، یہ لڑکا فرعونِ شام کے ایک وزیر کی لڑکی پر عاشق تھا، اس لڑکی کا نام زُہرہ تھا، یہ لڑکی امرائے شام کی لڑکیوں میں بڑی ایکٹیوتھی، ایک دن اس لڑکی نے امرائے شام کی لڑکیوں سے کہا کہ ہم ساحل شام پر پکنک منائیں، ان کا پروگرام بنا تو یہ اطلاع شام کے نوجوانوں کو بھی ہوگئی، ان کو تمیمی نے کہا کہ ہم بھی شام کے ساحل پر پکنک منائیں

المختصر ان کا پروگرام بن گیا، اس دن ساحل سمندر پر ایک طرف لڑکیاں سمندر کی لہروں سے کھیل رہی تھیں، دوسری طرف لڑکے ہنگامہ کرر ہے تھے کہ روم کی طرف سے ایک بحری جہاز آتا ہوا دکھائی دیا، وہ جہاز آکر لنگرانداز ہوگیا تو لڑکیوں نے سوچا کہ وہ بھی جہاز کو قریب سے دیکھیں

جب وہ جہاز کے قریب پہنچیں تو جہاز سے چند رومی فوجی اترے انہوں نے لڑکیوں کو تنگ کرنا شروع کر دیا یعنی چھیڑ چھاڑ شروع کر دی، حتیٰ کہ ان میں سے ایک فوجی نے اس لڑکی زُہرہ کی کلائی پکڑ لی، جس وقت تمیمی نے اپنی محبوبہ سے رومیوں کی یہ نازیبا حرکت دیکھی تو یہ نوجوانوں کو لے کر ان کے پاس پہنچ گیا اور اپنی تلواریں نکال لیں اور کہا تم رومن لوگ یہاں تجارت کرنے آتے ہو یا بدمعاشی کرنے آتے ہو؟ رومن فوجیوں نہ کہا کہ تم ناسمجھ ہو تمہیں معلوم نہیں کہ تمہارا خلیفہ ہمارا دست نگر ہے ہم ہر سال تجارت کے نام پر یہاں سے خراج لے جاتے ہیں، ایک سال ہم سونا چاندی کی صورت میں خراج لے جاتے ہیں، اس سال ہم لڑکیوں کو لے جائیں گے اس لئے ہم لڑکیوں کو پسند کرر ہے ہیں، ان کی اس بات پر نوجوانوں کو جوش آ گیا

لیکن کچھ بزرگ درمیان میں آگئے اور بات رفع دفع ہوگئی ،مگر نوجوانوں کا جوش ختم نہ ہوا، وہ واپس دمشق آگئے، وہاں انہوں نے معلوم کیا کہ حقیقت کیا ہے

انہیں معلوم ہوگیا کہ وہ فوجی سچ کہتے تھے، معاویہ کے محکمہ مالیات کا وزیر سرجون بن منصور عیسائی ہے، یہ دیانت دار شخص نہیں بلکہ رومی حکومت کی طرف سے معاویہ کو چیک کرنے کیلئے مسلط کیا گیا ہے

ان نوجوانوں نے دمشق میں ہنگامہ کھڑا کر دیا، معاویہ سے کرسی چھوڑنے کا مطالبہ کیا اور کہا کہ اس سال رومیوں کو کچھ بھی نہ دیا جائے جو بھی ہوگا دیکھا جائے گا

معاویہ بہت مکار آدمی تھا، اس نے نوجوانوں سے کہا کہ میں تو روم سے لڑنے کی طاقت نہیں رکھتا اس لئے مسلمانوں کی جان اور ناموس کی حفاظت کی خاطر سب کچھ کرر ہا ہوں، اگر آپ لوگ کچھ کر سکتے ہیں تو میں ساتھ ہوں میں ہر ممکن مدد کروں گا

یہ بھی اس کی ایک چال تھی یعنی وہ نوجوانوں کو رومیوں کے ہاتھ سے مروانا چاہتا تھا اس کا خیال تھا کہ یہ نوجوان مر گئے تو اس کی کرسی کے دشمن مرے، اگر رومن مر گئے تو پھر بھی اس کے دشمن مرے، معاویہ نے نوجوانوں سے کہا کہ میں تمہاری مالی امداد کروں گا ،فوجی امداد میرے پاس نہیں ہے

اس تمیمی نوجوان نے مدینہ میں آکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابی جناب ابوایوب انصاری کو تمام صورتِ حال سے آگاہ کیا تو انہوں نے فرمایا کہ میں نے حدیث سنی ہے کہ جو لشکر روم پر حملہ کرے گا وہ جنتی ہوگا، میں اپنی ضعیفی کے باوجود آپ سب کے ساتھ روم جانے کیلئے تیار ہوں مگر ہمیں روم پر حملہ کرنے کیلئے بحری بیڑے کی ضرورت ہوگی، تم شام جا کر بحری بیڑہ تیار کرو

ان نوجوانوں نے آ کرایک بڑا بحری جہاز تیار کروایا اور سامان رسد کیلئے ساتھ کشتیاں تیار کرائیں اور جس وقت یہ بحری بیڑا تیار ہوگیا تو اس پر سوار ہوکر روم پر حملہ کرنے کا پروگرام بنایا گیا

اس بحری بیڑے کا نام رکھنے کا واقعہ کچھ یوں ہے کہ جس وقت بیڑا تیار ہوگیا تو اس لڑکی زُہرہ نے اس پر اپنے خون سے لکھا ''زہرہ'' جس کی وجہ سے اس سب سے پہلے بحری بیڑے کا نام زہرۃ الروم رکھا گیا...... (R_14)

جس وقت یہ نوجوان جناب ایوب انصاری کی سرپرستی میں روم پہنچے تو انہوں نے وہاں جاکر استنبول کا محاصرہ کیا

مشہور مؤرخ ابن کثیر دمشقی بھی اس لشکر کے ساتھ تھا، وہ اس محاصرے کے بارے میں لکھتا ہے کہ یہ محاصرہ تین ماہ تک جاری رہا، شام کی طرف سے کوئی سامان رسد نہ پہنچا جس کی وجہ سے سامان خورد ونوش ختم ہوگیا

اس وقت میرے پاس لاکھوں دینار کی قیمت کا یاقوت تھا، میں نے وہ یاقوت دے کر ایک پیاز حاصل کیا تھا، بھوک کا یہ عالم تھا کہ اس کی بیوی نے اسے موت سے بچانے کیلئے اپنی ران کے گوشت کا ٹکڑا کاٹ کر اسے کھلایا تھا جس سے اس کی جان بچ گئی

عام طور پر معاویہ کو اس کا کریڈٹ دیا جاتا ہے کہ معاویہ نے سب سے پہلے اسلامی بیڑہ تیار کروایا تھا مگر اس کی حقیقت یہ ہے

اس محاصرے میں جناب ابوایوب انصاری بھوک کی وجہ سے جان بحق ہوگئے ان کی مزار آج بھی استنبول کے قلعے کی دیوار کے ساتھ ہے

حقیقت یہ ہے کہ جس وقت جناب ابوایوب انصاری استنبول میں بھوک اور پیاس کی وجہ سے جان دے رہے تھے اس وقت یزید ملون معرۃ النعمان میں عیاشی میں مصروف تھا

کبھی تاریخ زہرۃ الروم پڑھ کر دیکھیں جونوجوان روم سے جنگ کیلئے گئے تھے ان میں سے کوئی بھی زندہ واپس نہ آیا، اور یہ یزید ملعون شام سے لشکر اسلام کی مدد کے نام سے روانہ ہوا مگر راستے میں عیاشیوں میں مصروف رہا اور اسی دوران اس کو باپ کی بیماری کی اطلاع ملی تو یہ شکر ادا کرتا ہوا واپس آ گیا مگر دمشق کے باہر جبل جولان میں شکار کرنے مصروف ہو گیا، کئی لوگوں نے یہ لکھا ہے کہ یہ شہر مرو تک گیا تھا اور وہاں سے واپس آ گیا تھا......(R_15)

دوستو اب آپ خود سوچیں کہ لشکر روم جس کیلئے جنت کی بشارت دی گئی تھی اس سے یزید ملعون کا کیا تعلق تھا اور یہ سوچیں کہ اس تعلق کی بنا پر اسے اسلامی فوج کا حصہ کہا جا سکتا ہے یا ان کو اس بشارت کے مطابق نعوذ باللہ جنتی ثابت کیا جا سکتا ہے؟

جس وقت یزید ملعون تخت پر بیٹھا تو سرجون بن منصور رومی عیسائی کا محکمہ مالیات کا عہدہ بھی اسی طرح بحال رہا، نہ روم کی مخالفت کے وقت اسے معزول کیا گیا نہ معاویہ کی موت کے بعد اسے معزول کیا گیا، اس بات سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ سب کچھ قیصر روم کے ساتھ ملی بھگت سے سادہ لوح مسلمانوں کو بے وقوف بنانے کی خاطر کیا گیا تھا......مزید تفصیل کیلئے کتاب زہرۃ الروم دیکھیں

آمدم بر سر مطلب

جب یزید ملعون بر سر اقتدار آیا تو مختلف علاقوں کے گورنروں کے نام خط لکھے گئے، ایک خط خراسان کے گورنر قیس بن الھیثم اسلمی کو لکھا جس وقت اس نے یزید کی بیعت لینے کا ارادہ ظاہر کیا تو اہل دستی نے انکار کر دیا کیونکہ وہ یزید کے کردار سے آشنا تھے، جب بغاوت ہوئی تو قیس نے ان کے ساتھ لڑنے سے انکار کر دیا کیونکہ وہ ایک کمزور گورنر تھا اس کے بعد وہاں مسلم بن زیاد کو گورنر بنا دیا گیا جو عبید اللہ بن زیاد ملعون کا بھائی تھا، تفصیل کیلئے تاریخ طبری و تاریخ ابن خلدون دیکھیں

کل میں نے عرض کیا تھا کہ شہنشاہ معظم علیہ الصلوات والسلام کو ولید بن عتبہ کے دربار میں طلب کیا گیا تھا چونکہ شہنشاہ معظم علیہ الصلوات والسلام بعد از نمازِ عشا دربار میں تشریف لے گئے تھے اس لئے واپسی تک رات کافی گزر گئی تھی

وہاں سے واپس آ کر شہنشاہ معظم علیہ الصلوات والسلام نے تمام ہاشمی جوانوں کو اپنے اپنے گھروں کی طرف روانہ کیا، یہ 27 رجب المرجب کی رات تھی

اسی رات ولید بن عتبہ نے عبداللہ بن زبیر کی طرف آدمی روانہ کئے مگر وہ نہ آیا پھر ولید نے اسے گرفتار کرنے کیلئے چالیس فوجی بھیجے اور ان کو حکم دیا کہ اگر وہ نہ آئے تو گھر داخل ہو جائیں اور اسے گرفتار کر کے دربار میں لے آئیں، جب چالیس فوجی گئے تو اس کے بھائی نے ان سے کہا کہ وہ شدید بیمار ہے کل وہ دربار میں حاضر ہو جائے گا لیکن فوجی نہ مانے تو وہ خود فوجیوں کے ساتھ دربار پہنچا اور ولید سے کہا کہ میرا بھائی عبداللہ بیمار ہے میں اس کا علاج کر رہا ہوں اسے آنے سے انکار نہیں ہے

جس وقت عبداللہ بن زبیر کا بھائی فوجیوں کے ساتھ دربار پہنچا اسی وقت عبداللہ بن زبیر مدینہ سے مکہ کی جانب فرار ہو گیا اگلے دن عبداللہ بن زبیر کے گھر پھر فوجی روانہ کیئے گیئے تو معلوم ہوا کہ وہ فرار ہو گیا ہے۔۔۔۔۔۔(R_16)

اس وقت عبداللہ بن مطیع عدوی دینوری موجود تھا جو ابن زبیر کا دست راست تھا، فوج نے اسے گرفتار کر لیا اور دربار میں پیش کر دیا ولید نے اسے زندان میں ڈال دیا جب یہ اطلاع عبداللہ بن عمر کو ہوئی تو اس نے ابوجہم بن حزیفہ کے ساتھ کئی دوسرے لوگ ملائے اور ان لوگوں نے زندان کا گھیراؤ کر کے اسے آزاد کروالیا۔۔۔۔۔۔(R_17)

27 رجب المرجب کی رات شہنشاہ معظم علیہ الصلوات والسلام گھر اطہر سے جنت بقیع کی جانب روانہ ہو گئے، اس وقت گھر اطہر سے جنت بقیع کا قبرستان چند فرلانگ کے فاصلے پر تھا یعنی کم فاصلے پر تھا، شہنشاہ معظم علیہ الصلوات والسلام نے رات کا باقی حصہ وہاں گزارا، یعنی پاک ماں صلواۃ اللہ علیہا کے مزار پر رات گزاری۔۔۔۔۔۔(R_18)

یہ فطرت ہے کہ دکھوں میں ماں کی یاد شدت سے آتی ہے اسی لئے امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام پاک والدہ کی مزار پر سر رکھ کے فرماتے ہیں

ماں دیکھو آج آپ کا لاڈلا بیٹا حسینؑ علیہ الصلوات والسلام آپ سے آخری وداع کیلئے آیا ہے، جن حالات کی میرے پاک نانا نے خبر دی تھی وہ اب سامنے آتے جا رہے ہیں اب مجھے ایسا محسوس ہو رہا ہے کہ میں گھر میں شاید نہ رہ سکوں اور مجھے مدینہ کی سکونت ترک کرنا پڑے مگر اس امر سے پریشان بھی ہوں کہ آپ کی پردہ دار بیٹیوں کو میں کہاں لے جاؤں گا

آپ دعا فرمانویں کہ آپ کے بیٹے پر مصائب اور آلام کے دروازے وا ہو رہے

ہیں یہ مشکل گھڑیاں میں صبر واستقامت سے جھیل لوں

جس وقت شہنشاہ معظم علیہ الصلوات والسلام اپنی پاک ماں صلواۃ اللہ علیہا کو الوداع کہہ رہے تھے اس وقت پاک بہن صلواۃ اللہ علیہا کو بھلا کیسے نیند آسکتی تھی

اس وقت پاک گھروں کی ترتیب یہ تھی کہ چالیس گھروں کا اجتماعی ایک گھر بنا ہوا تھا جس کا صحن ایک تھا، یہ چالیس علیحدہ علیحدہ گھر نہ تھے اس لئے کسی بھی فرد کی گھر میں غیر موجودگی مخفی نہ رہ سکتی تھی اور یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ بھائی چاہے جس قدر چھپ کے آنسو بہائیں بہنوں کا دل فوراً محسوس کر لیتا ہے

معظّمہ بہن صلواۃ اللہ علیہا نے پاک بھائی کے گھر کے چار چکر لگائے ہر بار آ کر دیکھا پاک بھائی کا بستر خالی نظر آیا، پاک بہن صلواۃ اللہ علیہا نے اس وقت صحن میں رونا شروع کر دیا رونے کی آواز جیسے جیسے دوسری مستورات صلواۃ اللہ علیہن نے سنی سب جمع ہوگئیں، جناب غازی علیہ الصلوات والسلام اس آواز پر فوراً گھر کے اندر تشریف لے آئے، جناب غازی عباس علیہ الصلوات والسلام پر پاک بہن صلواۃ اللہ علیہا کی نگاہ پڑی تو رو کر پوچھا

☆این حبیبی؟ این اخی؟ این بقیة جدی؟...... (R_19)

میرا بھائی کہاں گیا؟ میرے حبیب کہاں گئے؟ فرزند رسول علیہ الصلوات والسلام کہاں گئے، ہمیں بھائی نظر نہیں آرہے، جناب عباس علیہ الصلوات والسلام نے انہیں تسلی دی اور خود ان کی تلاش میں روانہ ہوگئے

ادھر جنت البقیع میں یہ کیفیت تھی کہ امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام بہت دیر تک اپنی ماں کی مزار کو گلے لگا کر گریہ فرماتے رہے، پھر پاک ماں صلواۃ اللہ علیہا کی مزار اطہر کو ماں کی آغوش سمجھ کر سر رکھ کے سو گئے، پاک ماں صلواۃ اللہ علیہا کی آغوش عاطفت کا لمس محسوس

کر کے انہیں نیند آ گئی ، اس وقت پاک ماں صلواۃ اللہ علیہا نے لخت جگر کو پیار کیا ، پیشانی پر بوسہ دے کر فرمایا میرے لعل تم فوراً گھر جاؤ ، تمہاری بہن صلواۃ اللہ علیہا گریہ فرما رہی ہے تمام مومنین سے التماس ہے کہ وہ تہہ دل سے ہر وقت عموماً اور جس وقت آنکھیں آنسوؤں سے لبریز ہوں تو اس وقت خصوصاً صرف اور صرف یہی دعا فرمانویں کہ خدا کرے ان بہن بھائیوں کا گھر آباد ہو، ان کی خوشیوں کا دن طلوع ہو، ان کے دشمن برباد ہوں، ان کا منتقم عجل اللہ فرجہ الشریف جلد آئے ، ان کے تمام دکھوں کا حساب ہو



﴿ آمین یا رب العالمین ﴾



اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ وَّ آلِ مُحَمَّدٍ وَعَجِّل فَرَجَھُم بِقَائِمِھِمّ عَجَلَ اللّٰہُ فَرَجَہُ الشریف
وَصَلَوَاتُ اللّٰہُ عَلَیہِ وَ عَلیٰ آلِہٖ اَجمَعِین

یاھوالوہاب الخبیر العلیم
یا مولا کریم عجل اللہ فرجک وصلوات اللہ علیک

مجلس نمبر 3

﴿تیاری از مدینہ﴾

27 رجب المرجب کی رات مروان کو بھی نیند نہ آئی ، وہ اس کھوج میں رہا کہ جن کو بیعت کیلئے بلایا گیا ہے وہ اس رات کیا کرتے ہیں؟ ، اسے اس کے ساتھیوں نے بتایا کہ نصف شب کے قریب کئی آدمی مدینہ سے باہر نکلتے دیکھے گئے ہیں ، وہ یقیناً عبداللہ بن زبیر اور اس کے ساتھی ہیں ، یہ مکہ کی طرف روانہ ہوئے ہیں ، یہ معلوم نہیں کہ انہوں نے کون سا راستہ اختیار کیا ہے ، مروان کو یہ بھی بتایا گیا کہ نصف شب کے بعد جناب غازی علیہ الصلوات والسلام شہنشاہ معظم علیہ الصلوات والسلام کو تلاش کر رہے تھے اور وہ تمام رات گھر میں موجود نہ تھے

صبح کے وقت مروان نے ولید بن عتبہ کا دروازہ کھٹکایا اور اسے کہا کہ میں نے کہا تھا کہ تم چوکس رہو آج تمہاری غفلت کی وجہ سے عبداللہ بن زبیر فرار ہو گیا ہے اور مجھے یہ خبر بھی ملی ہے کہ تاجدار کربلا علیہ الصلوات والسلام بھی رات کو اپنے گھر موجود نہ تھے
مجھے یقین ہو گیا ہے کہ وہ بھی رات کو سفر فرما گئے ہیں

ولید بن عتبہ نے جواب دیا کہ عبداللہ بن زبیر کے بارے میں جو تم نے کہا ہے وہ سچ ہو گا ، مگر تاجدار کربلا علیہ الصلوات والسلام ایسا نہیں کر سکتے ہیں یہ خبر جھوٹی ہے مروان نے کہا کہ میں اتنا جانتا ہوں کہ وہ رات کو اپنے گھر اطہر میں موجود نہ تھے

ولید نے فوراً کہا کہ اگر یہ خبر سچی ہے تو ☆ الحمد لله الذی لم یبتلنی بدمه (R_20) میں اللہ کا شکرادا کروں گا کہ مجھے فرزند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خون میں ہاتھ رنگنے سے اس نے بچا لیا ہے میں کسی صورت بھی ان کے خون میں ہاتھ ڈال کر شہنشاہ انبیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے جانا نہیں چاہتا ......(R_21)

جس وقت تاجدار کربلا علیہ الصلوات والسلام کو والدہ پاک صلواۃ اللہ علیہا نے پاک بہن صلواۃ اللہ علیہا کی کیفیت بتائی تو امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام فوراً واپس مسجد نبوی کی طرف روانہ ہوئے اس وقت تمام فرزند اور بھائی انہیں اپنی طرف آتے ہوئے دکھائی دیئے، جناب غازی علیہ الصلوات والسلام جونہی قریب آئے کچھ بول تو نہ سکے صرف ان کے آنسوؤں نے ان کے جذبات کی ترجمانی کی

امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام نے انہیں تسلی دی اور شہزادہ علی اکبر علیہ الصلوات والسلام کو فوراً گھر کی جانب روانہ فرمایا کہ پاک پردہ داران توحید و رسالت صلواۃ اللہ علیہن کو تسلی دیں کہ ہم تشریف لا رہے ہیں

گھر اطہر پہنچنے کے بعد امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام نے نماز صبح اول وقت میں مسجد نبوی میں ادا فرمائی، جب ولید نماز پڑھانے آیا تو مروان بھی اس کے ہمراہ تھا اس وقت امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام نماز ادا کر کے اپنے پاک خاندان کے ہمراہ مسجد سے باہر تشریف لا رہے تھے ولید نے انہیں سلام کیا

چند قدم آگے بڑھ کر مروان سے کہا تمہیں میں نے نہیں کہا تھا کہ مردان شجاعت سرشت سے تجھ جیسی بزدلانہ حرکت نہیں ہوسکتی، جیسے تیسرے خلیفہ کے گھر حملہ ہوتے وقت تم زنانہ برقعہ پہن کر فرار ہوئے تھے اس طرح کوئی مرد نہیں کرسکتا

آل عبد المطلب علیہم الصلوات والسلام کی میٹنگ

27 رجب المرجب 60 ہجری بمطابق 2 مئی 680 بروز ہفتہ طلوع آفتاب کے بعد شہنشاہ کربلا علیہ الصلوات والسلام نے اپنے خاندان پاک علیہم الصلوات والسلام کے ساتھ میٹنگ کی

اس میٹنگ میں جناب عبدالمطلب علیہ الصلوات والسلام کی تمام اولاد کو شامل کیا اور اس میں دیگر تعلق دار لوگوں کو بھی شامل فرمایا مگر اس میٹنگ میں کوئی ایسا آدمی شامل نہ تھا جس کی کسی حوالے سے خاندان پاک علیہم الصلوات والسلام سے کوئی رشتہ داری نہیں تھی

ہم جب مدینہ سے تیاری کے واقعات سنتے ہیں تو ہمیں محسوس ہوتا ہے کہ پاک خاندان علیہم الصلوات والسلام کے چند گنے چنے افراد تھے جو کربلا میں ساتھ تھے

یا مدینہ میں امت ملعونہ کی طرف سے متوقع خطرے کی وجہ سے بہت جلدی جلدی تیاری ہوئی وغیرہ وغیرہ مگر حقیقت اس کے برعکس ہے

جس وقت امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام نے پہلی میٹنگ کی تو اس میں بنی ہاشم علیہم الصلوات والسلام کے 72 سے زیادہ افراد نے شرکت کی جن کی عمر 16 سال سے زیادہ تھی

یہاں پر مناسب ہوگا کہ میں ان میں سے کچھ افراد کے نام عرض کردوں

اولاد امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام میں سے جو چند افراد شریک تھے

( ) تاجدار کربلا علیہ الصلوات والسلام اور ان کے دو بڑے پاک شہزادے علیہما الصلوات والسلام

( ) شہنشاہ وفا علیہ الصلوات والسلام (عباس علیؑ) اور ان کے دو بڑے شہزادے علیہ الصلوات والسلام

( ) جناب محمد الاکبر الحنفیہ علیہ الصلوات والسلام اور ان کے تین جوان فرزند یعنی جناب علیؑ ، جناب جعفرؑ، جناب عبداللہ علیہم الصلوات والسلام

( ) جناب محمد اوسط علیہ الصلوات والسلام فرزند امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام (ایوب)

() جناب محمد الاصغر علیہ الصلوات والسلام فرزند امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام (ابوبکر)

() جناب عون الاکبر علیہ الصلوات والسلام فرزند امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام

() جناب عبداللہ اکبر علیہ الصلوات والسلام فرزند امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام (عمرالاطراف)

() جناب عبداللہ الاصغر (عثمان) علیہ الصلوات والسلام فرزند امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام

اپنے دو بڑے شہزادوں سمیت

(بروایت دیگر عثمان بن مظعون کے نام پر ان کا نام رکھا گیا تھا)

() جناب حمزہ (جعفرالاکبر) علیہ الصلوات والسلام فرزند امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام

() جناب جعفرالاصغر (عبداللہ الاوسط) علیہ الصلوات والسلام فرزند امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام

() جناب عبیداللہ الاکبر علیہ الصلوات والسلام فرزند امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام

(بعض مؤرخین نے ان کا نام عثمان بھی لکھا ہے)

() جناب عبیداللہ الاصغر علیہ الصلوات والسلام فرزند امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام

(انہیں عمرالاصغر بھی لکھا گیا ہے)

() جناب یحییٰ علیہ الصلوات والسلام فرزند امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام

(بعض نے ان کا نام عقیل لکھا ہے)

() جناب طالب علیہ الصلوات والسلام فرزند امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام

(عباس الاصغرؐ)

() جناب ابراہیم علیہ الصلوات والسلام فرزند امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام

(ان کا نام عمرالاصغر بھی لکھا گیا ہے)

() جناب عقیل علیہ الصلوات والسلام فرزند امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام

(بعض نے ان کو عثمان بھی لکھا ہے)

آئمہ اطہار سے مروی ایک حدیث پاک ہے جس میں فرمایا گیا ہے کہ یہ نام بعد میں

دشمنانِ آلِ محمدؐ نے تاریخ میں درج کروائے تھے درحقیقت یہ نام نہیں تھے ......(R_22)

داماد جناب سرکار امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام

( ) جناب عبد اللہ علیہ الصلوات والسلام بن جعفر طیار علیہ الصلوات والسلام

( ) جناب علیؐ علیہ الصلوات والسلام بن جعفر طیار علیہ الصلوات والسلام

( ) جناب عون علیہ الصلوات والسلام بن جعفر طیار علیہ الصلوات والسلام

( ) جناب محمدؐ علیہ الصلوات والسلام بن جعفر طیار علیہ الصلوات والسلام

( ) جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام بن جناب عقیل علیہ الصلوات والسلام

( ) جناب عبد اللہ اکبر علیہ الصلوات والسلام بن جناب عقیل علیہ الصلوات والسلام

( ) جناب عبد اللہ اصغر علیہ الصلوات والسلام بن جناب عقیل علیہ الصلوات والسلام

جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام کی اولاد

( ) جناب علی علیہ الصلوات والسلام بن جناب مسلم علیہ الصلوات والسلام

( ) جناب عبد اللہ علیہ الصلوات والسلام بن جناب مسلم علیہ الصلوات والسلام

( ) جناب محمد علیہ الصلوات والسلام بن جناب مسلم علیہ الصلوات والسلام

( ) جناب عبد الرحمٰن علیہ الصلوات والسلام بن جناب مسلم علیہ الصلوات والسلام

دیگر اولاد جناب عقیل علیہ الصلوات والسلام

( ) جناب عبد الرحمٰن علیہ الصلوات والسلام بن جناب عقیل علیہ الصلوات والسلام

( ) جناب جعفر علیہ الصلوات والسلام بن جناب عقیل علیہ الصلوات والسلام

( ) جناب موسیٰ علیہ الصلوات والسلام بن جناب عقیل علیہ الصلوات والسلام

( ) جناب محمد علیہ الصلوات والسلام بن جناب عقیل علیہ الصلوات والسلام

( ) جناب عبید اللہ علیہ الصلوات والسلام بن جناب عقیل علیہ الصلوات والسلام

( ) جناب ابی سعید علیہ الصلوات والسلام بن جناب عقیل علیہ الصلوات والسلام

مع جناب محمد علیہ الصلوات والسلام (کمسن شہید)

اولاد امام حسن علیہ الصلوات والسلام

( ) جناب حسن مثنیٰ علیہ الصلوات والسلام داماد امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام

( ) جناب قاسم علیہ الصلوات والسلام داماد امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام

( ) جناب عبداللہ الاکبر علیہ الصلوات والسلام داماد عبدالرحمٰن بن ابی بکر

( ) جناب عبداللہ الاصغر علیہ الصلوات والسلام (جناب عمرو) داماد جناب عقیل علیہ الصلوات والسلام

( ) جناب محمد علیہ الصلوات والسلام داماد جناب عقیل علیہ الصلوات والسلام

( ) جناب عبیداللہ علیہ الصلوات والسلام (جناب ابوبکر)

( ) جناب طلیحہ علیہ الصلوات والسلام داماد جناب عقیل علیہ الصلوات والسلام

( ) جناب احمد علیہ الصلوات والسلام

نوٹ = آل ابی طالب علیہ الصلوات والسلام اس سے کہیں زیادہ تھی مگر ان میں سے کچھ اس موقعہ پر موجود نہ تھے اور کچھ کمسنی کی وجہ سے شریک نہ ہو سکے تھے

اس میٹنگ میں عبداللہ ابن عباس کو بھی شامل کیا گیا تھا کیونکہ اس کی دختران حرم سرا کی زینت تھیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے

( ) زوجہؐ جناب مولا غازی پاک علیہ الصلوات والسلام

( ) زوجہؐ جناب علی بن عبداللہ بن جعفر علیہم الصلوات والسلام

( ) زوجہؐ جناب مسلم بن عبداللہ بن عقیل علیہم الصلوات والسلام

( ) زوجہؐ جناب علی بن جعفر طیار علیہم الصلوات والسلام

عبدالرحمٰن بن ابوبکر کو بھی اسی وجہ سے اس میٹنگ میں شریک کیا گیا تھا کہ اس کی دو یا تین دختران حرام اطہر کی زینت تھیں

( ) زوجہؐ جناب مولا امام حسین علیہ الصلوات والسلام جو وصال فرما چکی تھیں اور ان کی اولاد بھی نہ

ہوئی تھی

( ) زوجہؐ جناب عبدالرحمٰن بن عقیل علیہما الصلوات والسلام

( ) زوجہ جناب عبداللہ اکبر بن امام حسن المجتبیٰ علیہ الصلوات والسلام

رشتہ داری کے حوالے سے ہاشمیوں میں سے چند اور افراد بھی شریک ہوئے تھے جن کے نام یہ ہیں

( ) جناب جعدہ بن ھبیرہ بن مخزوم بن عبدالمطلب علیہم الصلوات والسلام

یہ امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام کے بھانجے تھے اور انیس ماہِ رمضان کی شب مسجد کوفہ میں ضربت کے بعد انہی نے نماز باجماعت پڑھائی تھی

( ) عبداللہ بن عباس

( ) فضل بن عباس

( ) تمام بن عباس

( ) قثم بن عباس

( ) علی بن عبداللہ بن عباس

بعض مؤرخین نے یہ تعداد سو 100 سے بھی زیادہ لکھی ہے

اس میٹنگ میں آل جناب عبدالمطلب علیہ الصلوات والسلام بھی شریک تھی مگر تاریخ میں فقط چند نام ہی ملتے ہیں ان کی تعداد پہلے بیان کی گئی فہرست کے علاوہ تھی

( ) زبیر بن عبدالمطلب علیہ الصلوات والسلام اور حارث بن عبدالمطلب علیہ الصلوات والسلام کی اولاد بھی شریک تھی

یہ تمام افراد اپنے وقت کے جری اور جنگجو جوان تھے اور انہوں نے واقعہ کربلا کے بعد مدینہ طیبہ میں لشکر یزید ملعون کے خلاف تلوارِ انتقام بلند فرمائی تھی اور کثیر تعداد میں شہید ہوئے تھے

مشورے

جس وقت یہ میٹنگ ہوئی اس وقت امام کائنات علیہ الصلوات والسلام مرکزی مسند پر جلوہ افروز تھے، انہوں نے تمام حاضرین پر نگاہ فرمائی اور اس کے بعد ایک خطبہ ارشاد فرمایا...... اس خطبہ کے بعد امام کائنات علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا ان حالات میں اپنی آراء اور مشورے عرض کریں

سب سے پہلے عبداللہ ابن عباس کھڑے ہوئے اور عرض کی کہ آخری رائے تو فرزند رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہوگی، مگر میں اتنا عرض کروں گا کہ آپ مدینہ میں ہی رہائش رکھیں، ایک وہ زمانہ بھی تھا جب آپ کے جد اطہر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تنہا تھے صرف امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام تھے، اس وقت بھی ابوسفیان، ابولہب، ابوجہل اور ان لوگوں کی جماعت ان کا کچھ نہ بگاڑ سکی، اب تو تمام پاک گھر شیروں سے بھرا ہوا ہے، اب تو ہر ہاشمی اپنی جگہ فاتح خیبر نظر آتا ہے، پوری آل عبدالمطلب علیہم الصلوات والسلام آپ کے ساتھ ہے اب کون جرأت کر سکتا ہے

اگر یزید ملعون نے کوئی جسارت کی بھی تو اپنے حلیف قبائل کو اپنے ساتھ شامل کیا جا سکتا ہے اور انصار میں ایک حصہ آپ کا ساتھ دے گا، اس لئے ابوسفیان کے ناخلف سے خوف زدہ ہونے کی کوئی ضرورت نہیں یہ عرض کر کے عبداللہ بن عباس بیٹھ گئے

امام کائنات علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا ہم نے ترک وطن کا ارادہ کیا بھی تو وہ کسی خوف کی وجہ سے نہ ہوگا، ہم یہ بھی سمجھتے ہیں کہ تم لوگوں سے زیادہ کوئی ہمارا خیرخواہ ہو ہی نہیں سکتا ہم یہ بھی جانتے ہیں تم لوگوں کا مشورہ ظاہری حالات کو دیکھتے ہوئے بالکل

درست ہے، مگر یہ بھی حقیقت ہے کہ کچھ لوگ اپنی بقائے حیات کیلئے ایک منصوبہ بندی کرتے ہیں ان لوگوں کیلئے وہی منصوبہ بندی تلخی ءِ حیات کا موجب بن جاتی ہے ہمیں جداطہر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا کہ تم نے ایک دن مدینہ چھوڑنا ہے اور نہر فرات کے کنارے ارض نینوا پر قربانی دینا ہے، ہمیں محسوس ہو رہا ہے کہ وہ وقت قریب آچکا ہے

اس وقت عبدالرحمٰن بن ابوبکر اٹھا اس نے عرض کی کہ میرا مشورہ ہے کہ آپ کی ذات کا اس اقتدار کے جھنجٹ سے دور رہنا مناسب ہے، آپ اپنے بڑے بھائی امام حسن علیہ الصلوات والسلام کی طرح گوشہ نشینی کو ترجیح دیں، میں جانتا ہوں کہ یزید ملعون کو اقتدار کی ضرورت ہے، اس لئے اس سے بیعت سے ہٹ کر کوئی معاہدہ کرنا کوئی مشکل نہیں ہے یعنی اقتدار اور حکومت سے علیحدگی کی اگر اسے یقین دہانی کرائی جائے تو وہ بیعت کا نام بھی نہیں لے گا اور آپ کی ظاہری صورت یہ ہے کہ آپ کی نصرت کرنے والے بھی کم ہیں یعنی آپ کے مددگاروں کی بھی قلت ہے……(R_23)

اس وقت جناب محمد حنفیہ علیہ الصلوات والسلام تڑپ کر اٹھے اور فرمایا اس وقت ہمیں نہ تو تلوار بلند کرنی چاہیے نہ کسی معاہدے کی کوشش کرنی چاہیے بلکہ ہمیں تمام عرب کے ردعمل کا انتظار کرنا چاہیے کیونکہ اس وقت ہمارا تلوار اٹھانا یا معاہدہ کرنا دونوں ہمارے لئے نقصان دہ ہیں، کیونکہ اگر ہماری تلوار ایک بار نیام سے باہر آ گئی تو جب تک زمین کی چادر سرخ نہ ہوگی یہ واپس نیام کا لباس نہیں پہنے گی

اگر ہم نے آج صلح کی کوشش کی تو فرعون شام اسے ہماری کمزوری سمجھے گا اور معاہدہ میں من مانی شرائط رکھے گا، اس لئے ہمیں انتظار کرنا چاہیے دیکھیں کہ اس فاسق

اور فاجر کو کوئی قبول کرتا بھی ہے یا نہیں، امید ہے کہ تمام عرب میں کوئی شریف زادہ اور عزت دار اس کی خلافت کو قبول نہیں کرے گا، جب اس کے خلاف ہر طرف سے آواز بلند ہو تو پھر ہم چاہے تلوار اٹھائیں یا معاہدہ کریں ہمارے حق میں بہتر ہو گا ہم شریک غالب کی پوزیشن میں ہوں گے

کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام نے ان کے مشورے کو پسند فرمایا اور پھر فرمایا کہ تمہیں ایک بات سے آگاہ کر دوں کہ ہمیں جد اطہر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرما دیا تھا کہ مدینہ ضرور چھوڑ نا ہے، آگے آپ لوگ ہمیں مشورہ دیں

اس وقت جناب عبداللہ بن جعفر طیار علیہ الصلوات والسلام نے کھڑے ہو کر عرض کی کہ آقا اگر مدینہ چھوڑ نا ہی ہے تو پھر آپ مکہ تشریف لے جائیں، مکہ سے شمالی طرف آپ کی اپنی جاگیر شعب امیر المومنین علیہ الصلوات والسلام بھی موجود ہے وہاں پہلے سے مکان بھی موجود ہیں، رہنے کا انتظام بھی ہے، جہاں چاروں طرف پہاڑ ہیں، اگر کوئی دشمن غلط ارادے سے آئے گا بھی تو تلواروں کی دیوار کھڑی کر دی جائے گی ...... ویسے کوئی بھی آپ کی ذات اقدس کی طرف میلی نگاہ نہیں اٹھا سکے گا

دوسری اہم بات یہ ہے کہ مکہ کا گورنر یحییٰ بن عاص ہے جو کہ ایک بزدل انسان ہے اگر اسے یزید نے کوئی حکم دیا بھی تو وہ اس کے حکم کے باوجود اپنی کاروائی کرنے سے پہلے سو بار سوچے گا

اور تیسری بات یہ ہے کہ دنیاوی طور پر ہمارے اس سے تعلقات ٹھیک ہیں، اس سے ہمارے تجارتی مراسم بھی ہیں، وہ اس لئے بھی کوئی کاروائی نہیں کرے گا بس آپ کیلئے موزون ترین مقام مکہ ہے وہاں رہ کر قبائل حمدان ویمن کو بھی اپنے ساتھ شامل

کیا جا سکتا ہے

جناب محمد حنفیہ علیہ الصلوات والسلام نے عرض کی آقا اگر آپ نے مدینہ چھوڑنا ہی ہے اور جنگ بھی کرنا ہے تو پھر مکہ تشریف لے چلیں وہاں رہ کر اہل یمن کو بھی اپنے ساتھ شامل کیا جا سکتا ہے کیونکہ یمن میں آپ کے جانثار کافی تعداد میں موجود ہیں (R_24)

امام کائنات علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا ہم تم سب کے مشورے سے مکہ کی طرف جانا چاہتے ہیں کیونکہ ابھی روزِ موعود میں بہت دن رہتے ہیں مگر ہوگا وہی جو فخر صداقت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرما دیا تھا کہ اگر ہم کسی چیونٹی کی بل میں کیوں نہ چھپ جائیں ہماری شہادت ضرور ہم تک پہنچ جائے گی، ہم چاہے کسی پتھر ہی میں کیوں نہ مخفی ہو جائیں دشمن وہاں سے بھی ہمیں برآمد کرلے گا...... آخر شہنشاہ معظم علیہ الصلوات والسلام نے اپنا فیصلہ سنایا کہ ہم مکہ جا رہے ہیں ......(R_25)

آل جناب عبدالمطلب علیہ الصلوات والسلام، آل جناب عقیل علیہ الصلوات والسلام اور آل جناب جعفر طیار علیہ الصلوات والسلام یہ تمام مدینہ میں رہیں اور مدینہ کی ناکہ بندی اور نگرانی کریں کیونکہ ہمارے ساتھ پردہ دار ہوں گے، ممکن ہے ولید ہمارا تعاقب کرے، اسے مدینہ میں ہی روکا جائے ہم مکہ روانہ ہو جائیں گے، جناب حنفیہ علیہ الصلوات والسلام سے فرمایا

☆ان تقیم بالمدینة فتکون لی عیناً علیهم ولا تخف عنی شیاً من امورهم

آپ نے مدینہ میں ہماری ایک آنکھ بن کر رہنا ہے آپ سے ان کی کوئی حرکت مخفی نہیں رہنا چاہیے ......(R_26)

دوپہر کے قریب ولید نے اپنا آدمی بھیجا اور کہلوایا کہ آپ نے مجھے کوئی جواب نہیں دیا اپنے جواب سے مجھے آگاہ فرمائیں، جس وقت ولید کا آدمی پہنچا اس وقت

مشورے ابھی ہو رہے تھے، ولید کے آدمی نے جو کچھ دیکھا وہ جا کر بتایا ولید نے کہا کہ یہ ان کا حق ہے وہ جو بھی فیصلہ کریں اس سے پہلے اپنے خاندان پاک کو اعتماد میں لیں اس لئے انہیں مشورے کے دوران ڈسٹرب نہیں کرنا چاہیے

مشورے کے بعد تمام لوگ بیٹھے ہی تھے کہ آذان ظہر کا وقت ہو گیا، امام کائنات علیہ الصلوات والسلام مسجد میں تشریف لے آئے، تمام افراد ان کے ساتھ مسجد میں آ گئے، انہوں نے نماز ادا کی، مگر اس دن ولید نماز پڑھانے کیلئے نہ آیا بلکہ اس نے مروان ملعون کو بھیج دیا، جب مروان نے امام کائنات علیہ الصلوات والسلام کی طرف دیکھا تو نماز پڑھانے کی بجائے آپ کی طرف بڑھا، قریب پہنچ کر عرض کی کہ میں رات کی گستاخی کی معافی چاہتا ہوں، مجھ سے غلطی ہو گئی تھی، آپ معاف فرما دیں، وہاں مروان امام کائنات علیہ الصلوات والسلام کے دونوں ہاتھوں کو تھام کر اپنی آنکھوں پر لگاتا رہا اور معذرت بھی کرتا رہا اور اسی دوران مروان نے مکارانہ انداز میں یہ بات شروع کی کہ جناب میں اپنی غلطی پر بہت نادم ہوں، میں آپ کا غلام ہوں اور جناب کو یزید کے بارے میں غلط بیانی کی گئی ہے، وہ بڑا لائق بچہ ہے، باقاعدگی سے نماز پڑھتا ہے، وہ صوم وصلوات کا پابند ہے، آپ کو کسی نے غلط اطلاع فراہم کی ہے کہ وہ بدکار ہے

چلو یہ بھی کوئی بات نہیں اگر آپ کی ذات کو اس کی طبیعت ناپسند ہے تو کوئی بات نہیں (یاد رہے کہ مروان نے امام کائنات علیہ الصلوات والسلام کے دونوں ہاتھ اپنے ہاتھوں میں ڈالے ہوئے تھے اور بات بھی کر رہا تھا) اور عرض کی اگر آپ کو اس کی عادات ناپسند ہیں تو کوئی بات نہیں میں نے جس طرح اب آپ کے دست مبارک میں ہاتھ ڈالے ہوئے ہیں اور بوسے بھی دے رہا ہوں، آپ بھی چپ چاپ یہاں میرے

ہاتھوں میں اپنے دست مبارک سیدھے کر دیں ☆انه خیرلك ودینك ودنیاك آگے تمام معاملہ میں خود سنبھال لوں گا جس وقت اس نے وہاں خفیہ بیعت کا اشارہ کیا تو امام کائنات علیہ الصلوات والسلام نے اس کے دونوں ہاتھ زور سے جھٹک دیئے اور عالم جلال میں فرمایا

☆ان لله واناالیه راجعون وعلی الاسلام السلام...... (R_27)

مر گیا ہے اسلام اور ہمارا اس مردہ اسلام کو سلام پھر فرمایا کہ کیا خود تم نے شہنشاہ ابنیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ نہیں سنا تھا کہ انہوں نے فرمایا تھا

☆الخلافة محرمة علی آل ابی سفیان فاذا رأیتم معاویه علی منبری فابقروا بطنه قال انس بن مالك سمعت رسول الله صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یقول سیظهرعلی الامارة یوماً فاذا ادرکتموه فابقروا بطنهٖ وقال فی ید رسول الله صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قضیب قد وضع طرفه فی بطن معاویه

کہ آل ابوسفیان پر خلافت حرام ہے جب تم معاویہ کو منبر پر دیکھنا تو اس کا پیٹ پھاڑ دینا...... (R_28)

انس بن مالک سے روایت ہے کہ شہنشاہ ابنیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ عنقریب ایک امیر مسلط ہوگا اگر تم اس کا زمانہ دیکھو تو اس کا پیٹ پھاڑ دینا، اس وقت شہنشاہ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دست مبارک میں ایک عصا تھا، انہوں نے اس عصا کی نوک معاویہ کے پیٹ پر رکھ کر فرمایا کہ اس کا پیٹ پھاڑ دینا

(یہ حدیث طریق سواد اعظم کے ساتھ تعلق رکھتی ہے کیونکہ راوی انس بن مالک ہے جو سنان کا باپ ہے) (R_29)

﴿تیاری سفر﴾

27 رجب المرجب 2 مئی ہفتہ کا دن ہے مگر یہ دن بہت اُداس ہے، عرب کے موسم سے آشنا لوگ جانتے ہیں کہ شدید گرمی اور شدید لو کا موسم ہے، گرم ہوا کی وجہ سے اس موسم میں کوئی بھی دن کا سفر نہیں کرسکتا، اس لئے سفر کیلئے رات کا وقت مناسب سمجھا گیا تھا، سفر کی تیاریاں شروع ہوگئیں، ولید بن عتبہ ملعون کا ایلچی امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام کا جواب لے کر ولید کے پاس پہنچا

امام کائنات علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا کہ ہم پہلے بھی جواب دے چکے ہیں کہ ہم سرمایہ ءِ رسالت ہیں

☆لا یحل لنامتابعته ہم پر کسی کی اتباع اور بیعت حرام ہے چاہے وہ کوئی بھی ہو

تمام دن شام ہونے تک سفر کی تیاری ہوتی رہی، دوسواُونٹ منگوائے گئے، ان اُونٹوں پر سامان لوڈ کرنے کی ذمہ داری ہاشمی جوانوں کے سرتھی، 40 اونٹوں پر صرف پانی کے مشکیزے بھر کر رکھے گئے، 40 چالیس اُونٹوں پر مستوراتِ توحید و رسالت صلوٰۃ اللہ علیہن کی ضروریات زندگی کا سامان کپڑے وغیرہ، باقی اونٹوں پر مردوں کی ضروریات کا سامان تھا، 40 چالیس اُونٹوں پر محمل لگائے گئے ......(R_30)

عبداللہ ابن سنان کی روایت میں ہے کہ چالیس اونٹوں پر سرخ ریشم اور دیباج کے پردے لگائے جارہے تھے، ان کے اوپر سرپوش لگائے جارہے تھے، کسی اونٹ پر کھانے پینے کا سامان لوڈ کیا جارہا تھا کیونکہ یہ بھرا ہوا گھرا چانک سفر کی طرف روانہ ہورہا تھا، ایک طرف تلواروں کی دھاریں تیز کی جارہی تھیں یہاں یہ بھی بتا تا چلوں

کہ تلوار کو صیقل کرنے کی ڈیوٹی جناب جون کی تھی کیونکہ وہ اس فن میں ماہر تھے
اس طرح تیاری ہوتی رہی اور شام ہوگئی جناب عبداللہ اطراف علیہ الصلوات والسلام سے روایت ہے کہ ہم لوگ تمام دن اونٹوں پر سامان لوڈ کرتے رہے، جب شام ہوئی تو ہم نے دیکھا ہمیں امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام نظر نہ آئے جب زیادہ دیر ہوئی تو ہم کام چھوڑ کر ان کی تلاش میں چل پڑے، ہم مسجد نبوی میں آئے تو دیکھا کہ مسجد کے ایک تاریک کونے میں امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام تشریف فرما تھے اور ان کا رخ مبارک سرور انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مزار اطہر کی طرف تھا، کچھ دور سے جب ہم نے ان سے قریب آنے کی اجازت طلب کی تو امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام نے خندہ پیشانی سے ہمیں قریب بلایا، پھر ہم نے عرض کی اگر اجازت ہو تو کچھ عرض کرنا چاہتے ہیں فرمایا بیشک کہو تم ہمارے چھوٹے بھائی ہو، اس وقت ہم نے عرض کی کہ آقا اب تو ہمارے گھر کے واحد وارث آپ ہیں اور تمام گھر کے سردار آپ ہیں، سہارا آپ ہیں، آپ کے بغیر تو ہم زندگی کا تصور بھی نہیں کر سکتے، آپ وطن چھوڑ کر مکہ جا رہے ہیں، ہم نے والد پاک علیہ الصلوات والسلام سے کئی باتیں سنی تھیں، پھر وہ باتیں اپنے پاک بھائی امام مسموم علیہ الصلوات والسلام سے بھی سنی تھیں، یہ عرض کرتے ہوئے آواز بھرا گئی، گلا رُندھ گیا، ضبط گریہ نے پھر کوئی بات نہ ہونے دی، بالکل معصوم بچوں کی طرح چہرے پر آستین دے کر رونا شروع کر دیا
جس وقت کسی بھائی کے سامنے جوان بھائی شدت محبت سے یوں اشکبار ہو اس کی کیا کیفیت ہوگی، امام کائنات علیہ الصلوات والسلام نے کھڑے ہو کر اپنے بھائی کو گلے سے لگا لیا جب نے انہوں نے گلے سے لگایا تو اس وقت صبر و ضبط کے تمام بند ٹوٹ گئے

انہوں نے زور زور سے رونا شروع کر دیا امام کائنات علیہ الصلوات والسلام نے انہیں دلاسہ دے کر فرمایا کہ تم نے یہی سنا تھا کہ جب ہم سفر پر جائیں گے تو وہاں شہید کر دیئے جائیں گے، جب امام کائنات علیہ الصلوات والسلام نے یہ فقرہ ادا کیا تو جناب عبداللہ اطراف علیہ الصلوات والسلام روکر عرض کرتے ہیں

☆حوشيت يا اباعبدالله عليك الصلوات والسلام ...... (R_31)

خاکم بدہن ہم یہاں یہ فقرہ بھی نہیں کہہ سکتے

اس وقت امام کائنات علیہ الصلوات والسلام نے اپنے روتے ہوئے بھائی کے گلے میں بانہیں ڈال کر اور مسکرا کے فرمایا تمام باتیں تم بھی جانتے ہو اور ہم بھی جانتے ہیں، تم اپنا دل بڑا رکھو، حوصلہ قائم رکھو، تم مرد ہو، مرد تکالیف سے تو نہیں گھبرایا کرتے، روکر عرض کی آقا یہ صرف مردوں کا معاملہ نہیں ہے آپ تو ان مستورات کو بھی ساتھ لے کر جا رہے ہیں کہ جنہوں نے کبھی دن کی روشنی میں اپنے پاک نانا کی مزار اقدس تک آنا بھی گوارا نہیں کیا ہے

پھر عرض کی کیا یزید ملعون اس پر راضی نہ ہوگا کہ ہم سب بھائیوں کے خون کو کافی سمجھا جائے اور آپ کو اور پاک پردہ داروں کو کچھ نہ کہے، ہم سب بھائی آپ پر قربان ہونے کیلئے تیار ہیں، آپ گھر نہ چھوڑیں، ہماری مستورات سفر نہ کریں

امام کائنات علیہ الصلوات والسلام فرماتے ہیں خالق کا ارادہ کیا ہے؟ میرے بھائی ذرا جگر کو تھام کر سنو ہمیں مخبر صادق پاک نانا علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا تھا ایک دن آئے گا کہ اسلام کو خطرہ ہوگا، توحید کی ناموس کو خطرات درپیش ہوں گے، آپ کی تمام بہنیں ہوں گی، شام اور کوفہ کے بازار ہوں گے، یہ اپنے خطبات سے وحدانیت کو

بچائیں گی ، یہ بات ضرور ہو گی ......(R_32)

سب قارئین گرامی دل سے دعا کریں کہ ان پاک شہزادیوں صلواۃ اللہ علیہن کا **منتقم** عجل اللہ فرجہ الشریف جلدی آئے ، ان کے بازار جانے کا حساب ہو، ان کی چادروں کا امت **ملعونہ** سے پوچھا جائے ، ان کے پاک گھر دوبارہ آباد ہوں ، تمام غیور بھائی ان بہنوں کو دوبارہ آباد دیکھیں ، ان پر کیئے گئے ظلم وستم کا بدلہ لیا جائے ،انتقام کی وہ آگ جو صدیوں سے اس پاک خاندان علیہم الصلوات والسلام کے ہر فرد کے دل میں بھڑک رہی ہے دشمنوں کا خون بہانے سے بجھ جائے اور ان کے سوختہ جگر ٹھنڈے ہوں



﴿ آمین یارب العالمین ﴾



اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ وَّ آلِ مُحَمَّدٌ وَعَجِّل فَرَجَھُم بِقَائِمِھِمّ عَجَلَ اللّٰہُ فَرَجَہُ الشریف
وَصَلَوَاتُ اللّٰہُ عَلَیہِ وَ عَلٰی آٰلِہٖ اَجمَعِین

یاھوالوہاب الخبیر العلیم
یا مولا کریم عجل اللہ فرجک وصلوات اللہ علیک

مجلس نمبر 4

تیاری از مدینہ

معمولاتِ مدینہ

27 رجب المرجب 2 مئی 680ء دن کے پہلے پہر خاندان پاک علیہ الصلوات والسلام نے اپنے متعلقین کے ساتھ میٹنگ کی، جس وقت میٹنگ برخواست ہوئی تو اس وقت مدینہ طیبہ سے مکہ مکرمہ جانے کا فیصلہ ہوا، تیاری شروع ہوگئی

فوراً مرج المدینہ (چراگاہ تھی جس میں اونٹ چرائے جاتے تھے) سے اُونٹ منگوائے گئے جن کی تعداد 200 کے قریب تھی یہ صرف خاندان پاک علیہ الصلوات والسلام کے سامان سفر کیلئے تھے، جن پر بستر، سامانِ خوردنوش، خیام اور قناتیں تھیں

72 یا 40 محمل تیار کروائے گئے جن پر سرپوش لگانے کا حکم دیا گیا ان پر پردہ دارانِ توحید و رسالت صلواۃ اللہ علیہن اور ان کی پاک کنیزیں اور کئی بچوں نے سوار ہونا تھا

یہاں یہ بھی عرض کرتا چلوں کہ طویل سفر کیلئے گھوڑے کی بجائے اُونٹ کو زیادہ آرام دہ سواری سمجھا جاتا تھا' اس لئے تمام نوجوان اور بزرگ بھی عام طور پر محملوں پر سفر کرتے تھے مگر یہ محمل پاک پردہ داران توحید و رسالت صلواۃ اللہ علیہن اور ان کے گھر کے افراد اور بچوں کیلئے تھے

مدینہ سے جب تیاری ہوئی تو اس وقت اس کاروان راہ رضا کے ساتھ مدینہ کے

کافی لوگ تیار ہوئے، ان کی تعداد 500 سے لے کر 3000 تک لکھی گئی ہے مگر جو تعداد قرین حقائق ہے وہ 2 اور 3 ہزار کے درمیان ہے مگر مکہ مکرمہ میں اس تعداد میں اضافہ ہوگیا تھا، جیسے جیسے لوگوں کو جنگ کے آثار واضح نظر آنا شروع ہوئے اس حساب سے لوگ جمع ہوتے گئے لیکن جس وقت مکہ سے کربلا کی طرف روانگی ہوئی اور امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام نے اپنے خطبات میں انجام سے آگاہ کرنا شروع فرمایا تو پھر لوگوں نے ساتھ چھوڑنا شروع کردیا لیکن پھر بھی شب عاشور چراغ بجھانے سے پہلے تک تین ہزار کی تعداد میں لوگ موجود تھے، چراغ بجھانے کے بعد 72 جانثار بچ گئے، باقی بعد میں شامل ہوئے، پھر شہداء کربلا کی تعداد 144 ہوئی

میں عرض کر رہا تھا کہ 27 رجب کے دن پاک خاندان علیہ الصلوات والسلام کے افراد کی عجیب کیفیت تھی ان کے دلوں میں بے پناہ جوش وجذبہ تھا مگر ہونٹوں پر ضبط وصبر کی مہر لگی ہوئی تھی، لب خاموش تھے مگر چہروں کی سرخی بھرپور ترجمانی کررہی تھی ہر نوجوان شہزادہ اپنی تلوار اپنے سامنے صیقل کروانے میں مصروف تھا جناب جون مسلسل (سِرن) سان پر تلواروں کی دھاریں درست کرنے میں مصروف تھے

اور یہ بھی تھا کہ ہر جوان دو دو چار چار تلواریں تیار رکھتا تھا کیونکہ جنگ میں عموماً تلواریں ٹوٹ جاتی ہیں یا کند ہوجاتی ہیں پھر پریشانی ہوتی ہے اس لئے عرب کے تمام جوان متبادل کئی کئی تلواریں تیار رکھتے تھے

آج تمام شہزادوں نے اپنی اپنی تلواریں خود سامنے کھڑے ہوکر تیار کروائیں، ان کی آنکھوں سے چھلکتی ہوئی سرخی آنے والے وقت کے تصور کا لمس محسوس کر کے کھولتے ہوئے جذبات کی ترجمانی کررہی تھی

ادھر گھر اطہر کی یہ کیفیت تھی کہ جس وقت امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام نے میٹنگ کے بعد کے فیصلہ سے پاک پردہ داران توحید ورسالت صلواۃ اللہ علیہن کو آگاہ فرمایا ان کی بھی ایک عجیب حالت تھی، اس وقت تک کسی کو بھی معلوم نہ تھا کہ ہم میں سے کس کس نے اس سفر میں ساتھ جانا ہے اور کس نے مدینہ میں رہنا ہے

امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام گھر میں تشریف لائے اس وقت پاک بھائی کے مقصد کی حصہ دار بہن صلواۃ اللہ علیہا ان کے پاس تشریف لے آئیں اور فرمایا بھیا اب ہمیں بھی کچھ آگاہ فرمائیں کہ مستورات میں سے کس کس نے سفر میں ساتھ جانا ہے تاکہ ہم انہیں تیار ہونے کا حکم دیں، مردوں کی تیاری میں دیر نہیں لگتی مگر مستورات کو تیار ہونے میں کافی وقت درکار ہوتا ہے

امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا کہ مستورات اطہار صلواۃ اللہ علیہن کے پردوں کے ضامن جناب غازی پاک علیہ الصلوات والسلام کو کوئی اطلاع دے کہ وہ گھر تشریف لائیں اور یہاں آکر مسافرانِ راہِ رضا کی فہرست تیار کریں، جناب شہنشاہ وفا علیہ الصلوات والسلام گھر تشریف لائے اور فہرست تیار کرنے لگے، پاک مستورات صلواۃ اللہ علیہن کے نام لکھے جارہے تھے مگر ان میں پاک بھائی کی حصہ دار بہن صلواۃ اللہ علیہن کا نام شامل نہیں تھا فہرست دیکھ کر پاک شہزادی صلواۃ اللہ علیہا نے فرمایا میرے بھائی آپ نے سب کے نام لکھوائے ہیں مگر ہمارا نام نہیں لکھوایا اس کی کیا وجہ ہے؟ شہنشاہ کربلا علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا اے پاک بہن ہم یہ بھی سمجھتے ہیں کہ آپ کا ہمارے ساتھ جانا بہت ضروری ہے مگر شریعت کا یہ حکم ہے کہ کوئی مستورا اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر اپنے والد کی لاش پر بھی نہیں جاسکتی اور ہم آپ کے سرتاج جناب عبداللہ بن جعفر طیار علیہ الصلوات والسلام

کی اجازت کے بغیر آپ کو ساتھ نہیں لے جا سکتے ، پاک شہزادی صلواۃ اللہ علیہا جلدی سے کھڑی ہو گئیں اور اپنے گھر اطہر کی طرف روانہ ہو گئیں

یہاں یہ وضاحت کرتا چلوں کہ عام طور پر یہ بیان کیا جاتا ہے کہ جناب عبداللہ علیہ الصلوات والسلام بیمار تھے اور کچھ لوگوں نے تو ان کی بیماری کو دائمی بیماری بنا کر پیش کیا ہے اور کچھ لوگوں نے یہ لکھا ہے کہ ان کی نظر کمزور ہو چکی تھی

حقیقت یہ ہے کہ جناب عبداللہ علیہ الصلوات والسلام بیمار نہ تھے بلکہ واقعات کربلا انہیں بھی معلوم تھے کہ کیا ہونا ہے، جب شہنشاہ کربلا علیہ الصلوات والسلام نے اپنے سفر کے بارے میں آگاہ فرمایا تو اس بات کا ان پر بہت اثر ہوا کہ جس مصیبت کے دن کے بارے میں تمام پاک علیہم الصلوات والسلام فرما گئے ہیں وہ دن آ گیا ہے اور ہم کچھ بھی نہیں کر سکتے

اس دکھ کی کیفیت ان پر میٹنگ کے دوران طاری ہوئی اور اسی دکھ کی وجہ سے وہ بستر سے لگ گئے اور یہ کیفیت چند دن رہی باقی تفصیل آگے بیان کروں گا

یہاں میں اپنی ایک ناکامی کا بھی اقرار کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ بیمارِ مدینہ، ملکہ فراق معصومہ صلواۃ اللہ علیہا کے بارے میں میں یہ معلوم نہیں کر سکا کہ مدینہ سے مکہ روانگی کے وقت ان کو مدینہ چھوڑ دیا گیا تھا یا وہ ساتھ تھیں، اس بات میں تو شک ہی نہیں کہ وہ کربلا ساتھ نہیں گئی تھیں مگر شہنشاہ کربلا علیہ الصلوات والسلام مکہ سے واپس مدینہ تشریف لے آئے تھے، میں یہ معلوم نہ کر سکا کہ مدینہ سے مکہ جاتے ہوئے انہیں مدینہ چھوڑ دیا گیا تھا یا مکہ سے واپسی کے بعد جب مدینہ سے کربلا جانے لگے تو ان کو اس وقت مدینہ میں چھوڑ دیا گیا تھا، عام روایات سے تو یہ محسوس ہوتا ہے کہ ان کو مکہ سے واپسی پر مدینہ میں چھوڑ دیا گیا تھا کیونکہ ان کی بیماری کا ذکر صاحب ریاض القدس نے مکہ

سے مدینہ واپسی کے بعد کیا ہے ……(R_33)

دوستو میں عرض کرر ہا تھا کہ جب مخدومہ عالیہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا کو شہنشاہ کربلا علیہ الصلوات والسلام نے یہ فرمایا کہ جب تک آپ کو آپ کے سرتاج اجازت نہیں دیں گے آپ کا ہمارے ساتھ جانا ناممکن ہے تو پاک شہزادی صلواۃ اللہ علیہا اپنے گھر اطہر کی طرف روانہ ہوئیں

جناب عبداللہ علیہ الصلوات والسلام میٹنگ سے فارغ ہو کر گھر تشریف لائے مگر ہاتھ جگر پر تھے بیٹھ نہیں سکتے تھے بلکہ آ کر بستر پر دراز ہو گئے ان کو یقین ہو گیا تھا کہ اب دکھوں کے موسم آ گئے ہیں، یہی سوچتے ہوئے بستر پر دراز ہو گئے

معظّمہ شہزادی صلواۃ اللہ علیہا اپنے گھر اطہر میں داخل ہوئیں اور دیکھا کہ جناب عبداللہ علیہ الصلوات والسلام اپنے بستر پر دراز ہیں، ان کی طبیعت ناساز نظر آ رہی ہے، اس لئے معظّمہ شہزادی صلواۃ اللہ علیہا نے ان سے کچھ بھی نہ کہا بلکہ ان کے قدموں کی جانب آ کر زمین پر بیٹھ گئیں اور زمین پر بیٹھ کر گریہ فرمانے لگیں، کیفیت یہ تھی کہ ان کی نگاہ زمین پر تھی، آنکھوں سے آنسو مسلسل فرش زمین کو تر کر رہے تھے، کچھ دیر بعد پاک شہزادی کی بیٹیوں صلواۃ اللہ علیہن نے دیکھا کہ ان کی پاک والدہ صلواۃ اللہ علیہا زمین پر بیٹھ کر گریہ فرما رہی ہیں، اس وقت انہوں نے اپنے پاک بابا سے عرض کی کہ آپ آرام فرما رہے ہیں اور ہماری پاک ماں صلواۃ اللہ علیہا کی عجیب حالت ہے، آپ ذرا دیکھیں تو سہی

جناب عبداللہ علیہ الصلوات والسلام نے نگاہ فرمائی فوراً اٹھتے ہی پوچھتے ہیں آپ نے یہ کیا حالت بنالی ہے؟ پاک معظّمہ عالیہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا رو کے فرماتی ہیں کہ ہمیں اپنے پاک بھائی نے فرمایا ہے کہ جب تک آپ کے سرتاج آپ کو اجازت نہ دیں ہم آپ کو ساتھ نہیں لے جا سکتے، اور یہ بات آپ سے پوشیدہ نہیں ہے کہ جس مقصد عظیم کی

خاطر ہم ترک وطن کرنے والے ہیں اس کی تکمیل کیلئے میرا ساتھ جانا کتنا ضروری ہے، اب ہم آپ کی خدمت میں یہی عرض کرنے کیلئے حاضر ہوئے ہیں کہ ہمیں اپنے بھائی کے ساتھ جانے کی اجازت دیں

جناب عبداللہ علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا کہ جو چیز حق مہر میں شامل ہو اسے طلب کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی، ہم آج آپ کو آگاہ کررہے ہیں کہ جب ہمارا عقد ہوا تھا اس وقت امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام نے ہمیں علیحدہ بلاکر فرمایا تھا کہ ایک دن ہوگا جب میرا مظلوم فرزند وطن چھوڑے گا، انہیں اپنے پاک مقصد کی تکمیل کیلئے اپنی پاک بہن صلواۃ اللہ علیہا کی ضرورت ہوگی، اس وقت میری پاک بیٹی صلواۃ اللہ علیہا آپ سے اجازت طلب کرے گی، آپ نے انہیں روکنا نہیں ہے، یہ اجازت حق مہر میں شامل ہے اور ہم نے یہ سب قبول کیا تھا

☆ان امیرالمومنینؑ علیہ الصلوات والسلام لما زوج ابنته صلواۃ اللہ علیہا من ابن اخیه عبدالله بن جعفر علیہ الصلوات والسلام اشترط علیه فی ضمن العقد ان لا یمنعها متی ارادت السفر مع اخیها الحسینؑ علیہ الصلوات والسلام......(R_34)

جناب شیخ جعفر لکھتے ہیں کہ جب عالیہ سینؑ پاک صلواۃ اللہ علیہا کا عقد ہوا تھا تو اس وقت امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام نے عقد کے دوران یہ شرط رکھ دی تھی کہ جب شہزادی پاک صلواۃ اللہ علیہا اپنے بھائی کے ساتھ سفر کیلئے تیار ہوں تو آپ ان کو نہیں روکیں گے، اس لئے اب ہم آپ کو نہیں روک سکتے، مگر ہم چاہتے ہیں کہ اس گھر سے جو کچھ چاہیں آپ ساتھ لے جاسکتی ہیں

اس وقت پاک بی بی صلواۃ اللہ علیہا نے فرمایا کہ اگر آپ کی اجازت ہو تو ہم صرف اپنی

پاک والدہ معظّمہ کونین صلواۃ اللہ علیہا کی پاک ردا ہی اس گھر سے لے کر جانا چاہتے ہیں
اس وقت جناب عبداللہ علیہ الصلوات والسلام بے اختیار رو دیئے اور فرمایا کہ ہم حکم امام کی
پابندی کی وجہ سے ساتھ نہیں جا سکتے مگر سفر کے دوران ہزار دکھ سکھ آتے رہتے ہیں
ہمارے گھر میں کسی چیز کی کمی تو نہیں ہے، ہم یہ چاہتے ہیں کہ آپ زیادہ سے زیادہ
دولت اور اس کے علاوہ جو بھی چاہیں ساتھ لے جائیں

اس وقت میری عالیہ معظّمہ صلواۃ اللہ علیہا نے رو کر فرمایا کہ آپ آنے والے حالات سے
لاعلم نہیں ہیں، اس لئے ہماری یہی استدعا ہے کہ آپ دعا کریں کہ پاک اماں کی یہ
پاک ردا امت ملعونہ کے دست ستم سے محفوظ رہے اور ہمیں ہمیشہ نصیب رہے، اور یہ
بھی ممکن ہے کہ کربلا میں یہی چادر میرے مظلوم بھائی علیہ السلام کے کفن کے کام آجائے
تمام مومن مل کر دعا کریں کہ اب تو جناب عون و محمدؑ علیہ الصلوات والسلام کے پاک بابا علیہ الصلوات
والسلام کا گھر جلد آباد ہو، ان کے پاک فرزند سہرے سجائیں، پاک ماں صلواۃ اللہ علیہا اور
پاک بابا کے تمام ارمان پورے ہوں، ان کی خوشیوں میں جناب علی اکبر علیہ الصلوات والسلام
حصہ دار ہوں



﴿ آمین یارب العالمین ﴾



اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ وَّ آلِ مُحَمَّدٍ وَعَجِّل فَرَجَھُم بِقَائِمِھِمْ عَجَلَ اللّٰہُ فَرَجَہُ الشریف
وَصَلَوَاتُ اللّٰہُ عَلَیہِ وَ عَلٰی آلِہٖ اَجمَعِین

یاھوالوہاب الخبیر العلیم
یا مولا کریم عجل اللہ فرجک وصلوات اللہ علیک

مجلس نمبر 5

تیاری از مدینہ

27 رجب المرجب 2 مئی 680ء ہفتہ اور اتوار کی درمیانہ شب نماز عشاء کے بعد پاک خاندان کی دوبارہ میٹنگ ہوئی، عشاء کی نماز سے فارغ ہو کر تاجدار کربلا علیہ الصلوات والسلام نے تمام خاندان پاک علیہم الصلوات والسلام کو اپنے قریب بلایا، انہیں سفر کے آخری احکامات صادر فرمائے اور انہیں تین حصوں میں تقسیم فرمایا

ایک حصہ سے فرمایا کہ آپ نے مدینہ شہر میں پردے کا انتظام کرنا ہے، مدینہ شہر کی گلیوں کی ناکہ بندی کرنا ہے، آج جو شخص اپنے گھر سے باہر جھانک کر دیکھے اس کا سر باہر کٹا ہوا نظر آئے حتیٰ کہ قصر دارالامارہ سے آنے والے تمام راستے بند رکھنا آپ سب کی ذمہ داری میں شامل ہے، تمام شہر میں کوئی مرد نظر نہ آئے، یہ ذمہ داری جناب عبدالمطلب علیہ الصلوات والسلام کی پاک آل کو سونپی گئی اور جناب حارث بن عبدالمطلب علیہ الصلوات والسلام کی اولاد پاک کو ان کا نگران بنایا گیا

دوسرے حصہ سے فرمایا کہ آپ لوگوں نے مدینہ کے ان راستوں کی ناکہ بندی کرنا ہے جو مدینہ شہر سے باہر نکلتے ہیں چاہے وہ خفیہ راستے ہوں یا برید اعظم (شارع اعظم) کے ساتھ لنک ہوتے ہوں، ان تمام راستوں پر آپ سب نے نگرانی کرنا ہے تاکہ کوئی فرد تعاقب کا سوچ ہی نہ سکے، اس حصے کا نگران اور انچارج جناب محمد

حنفیہ علیہ الصلوات والسلام کو بنایا گیا، تاجدار کربلا علیہ الصلوات والسلام نے ان سے فرمایا کہ آپ کی ذمہ داری بہت زیادہ ہے

☆ان تقیم بالمدینة فتکون لی عیناً علیهم ولا تخف عنی شیأً من امورهم

ایک تو آپ نے مدینہ میں ہماری چشم بینا (دیکھنے والی آنکھ) بن کر رہنا ہے تمام مدینہ پہ ہمارے بعد آپ نے نگاہ رکھنا ہے اور ہمیں تازہ بہ تازہ حالات سے آگاہ رکھنا ہے اور آپ کی دوسری اہم ذمہ داری یہ ہے کہ جو مستورات رسالت صلواۃ اللہ علیہن یہاں مدینہ میں قیام پذیر ہیں ان کی حفاظت کرنا ہے......(R_35)

تیسرے حصہ سے فرمایا کہ آپ لوگوں نے ہمارے ساتھ سفر کرنا ہے، مستورات توحیدورسالت صلواۃ اللہ علیہن کو محملوں پر سوار کرنا ہے، محلّہ بنی ہاشم علیہ الصلوات والسلام کی نگرانی کرنا ہے اور قناتیں لگانا ہیں

اس کے بعد اصحاب کے بارے میں حکم دیا کہ ان کو دو حصوں میں تقسیم کیا جائے، ایک حصہ کے لوگ پاک محملوں کے آگے آگے سفر کریں گے اور باقی اصحاب محملوں کے پیچھے مصروف سفر رہیں گے تاکہ آگے سے آنے والے خطرات اور پیچھے سے تعاقب کرنے والے لشکر کی نگرانی اور دفاع کیا جا سکے، یہ حکم ملنے کی دیر تھی کہ تمام پاک خاندان علیہ الصلوات والسلام کے جوان اپنی اپنی ڈیوٹی پر پہنچ گئے

ادھر اہل مدینہ کی یہ کیفیت تھی کہ نماز عشاء کے بعد وداع کرنے کیلئے بڑی تعداد میں لوگ مسجد کے صحن میں جمع ہو رہے تھے، مدینہ کی عورتوں سے گھر اطہر بھرا ہوا تھا، تمام عورتیں اپنی شہزادیوں کو رخصت کرنے کیلئے آ چکی تھیں، جیسا کہ میں پہلے عرض کر چکا ہوں کہ زیادہ قرین قیاس بات یہی ہے کہ مدینہ سے مکہ جاتے ہوئے ملکہ

فراق شہزادی پاک صلواۃ اللہ علیہا ساتھ تشریف لے گئی تھیں، اس لئے باقی پاک مستورات صلواۃ اللہ علیہن کے ساتھ یہ بھی تیاری میں مصروف تھیں، اپنا سامان سفر تیار فرما رہی تھیں یہاں تاریخ خاموش ہے مگر دل یہ مانتا ہے کہ دستور زمانہ ہے کہ جس بہن کو یہ معلوم ہو کہ اس کا بھائی عنقریب سہرہ باندھے گا تو وہ کافی عرصہ پہلے سے تیاریاں شروع کر دیتی ہے، اس پاک شہزادی صلواۃ اللہ علیہا نے بھی اپنے حصے کے بھائی علی اکبر علیہ الصلوات والسلام کی شادی کا سامان تیار کرنا شروع کر دیا تھا

آج سامانِ سفر تیار کرتے ہوئے اپنے آپ سے فرماتی ہیں کہ ممکن ہے کہ بابا پاک علیہ الصلوات والسلام سفر کے دوران ہی تمہارے بھائی کی شادی کا اہتمام کریں تو تمہیں کسی چیز کی کمی محسوس نہ ہو، اس لئے پاک بھائی کے سگن کے جوڑے پاک دلہن کے کپڑے اور شادی سے متعلقہ سامان بھی بی بیؑ ساتھ اٹھا رہی ہیں

جب اپنی سہیلیوں سے وداع ہونے لگیں تو ان سے مخاطب ہو کر فرماتی ہیں میری بہنو میں کوشش کرتی ہوں کہ اپنی ہر بہن کے بھائی کی شادی میں شرکت کروں کیونکہ کل میرے بھائی کی شادی کے موقع پر کوئی یہ نہ کہے کہ دکھیا ہمارے بھائی کی شادی میں شریک نہیں ہوئی تھی، اب اچانک ہمیں سفر درپیش ہے ہم وطن چھوڑ کر جا رہے ہیں امید ہے کہ انشاء اللہ حالات ٹھیک ہو جائیں گے ہم جلد گھر لوٹ آئیں گے اور میں پاک ناناؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سائے میں بھائی کی شادی کروں گی لیکن اگر زیادہ دیر ہو بھی گئی اور میرے پاک بابا علیہ الصلوات والسلام نے گھر سے باہر دوران سفر علی اکبر علیہ الصلوات والسلام کی شادی کا اہتمام کر لیا تو میں آپ سب کو ضرور بلاؤں گی، میں آج سب سہیلیوں سے التجا کرتی ہوں کہ حالات جیسے بھی ہوں میرے پیارے بھائی کی شادی میں آپ

نے ضرور آنا ہے

میں اپنا چچا غازی علیہ الصلوات والسلام سے کہوں گی وہ محملوں پر آپ کو بڑے آرام سے لائیں گے پھر شادی کے بعد آپ سب کو گھر بھی واپس پہنچائیں گے میں پھر تاکید کرتی ہوں کہ آپ سب کو میرے بھائی کی شادی میں ضرور شریک ہونا ہے یہ مجھ پر احسان ہوگا دعا کریں کہ پاک ملکہ فراق صلواۃ اللہ علیہا کے دل کی تمام حسرتیں جلد سے جلد پوری ہوں، یہ اپنے پاک بھائی کو گھر اطہر میں سہرے باندھیں، اپنے بھائی کی پاک دلہن صلواۃ اللہ علیہا کی سیج خود اپنے پاک ہاتھوں سے سجائیں، اور انہیں اس قدر خوشیاں نصیب ہوں کہ تمام دکھ درد بھول جائیں

جب رات ہوگئی تو اس وقت کچھ محمل مسجد النبیؐ کے دروازے پر اور کچھ محمل مسجد نبوی کے صحن میں بٹھائے گئے، یہ تو آپ کو کئی بار بتا چکا ہوں کہ پاک گھر اطہر کا دروازہ صحن مسجد میں کھلتا تھا، اس لئے جو محمل پاک مستورات صلواۃ اللہ علیہن کیلئے مخصوص تھے انہیں مسجد کے اندر دروازے پر بٹھایا گیا، اس وقت ہر طرف قناتیں لگائی گئی تھیں، اب جو لوگ مسجد میں تاجدار کربلا علیہ الصلوات والسلام کو رخصت کرنے آئے تھے اُنہیں حکم دیا گیا تھا کہ وہ سب واپس اپنے اپنے گھروں کو چلے جائیں

حکم سن کر وہ تمام لوگ گھروں کی جانب روانہ ہوگئے، اس وقت تاجدار کربلا علیہ الصلوات والسلام نے جناب عباس علیہ الصلوات والسلام سے فرمایا کہ اب آپ گھر اطہر جائیں اور مستورات صلواۃ اللہ علیہن سے کہیں کہ محمل تیار ہیں

اس وقت غیرت کے خداوند جناب سجاد علیہ الصلوات والسلام نے تلوار اُٹھا کر محلے کی گلیوں کا چکر لگایا کیونکہ اب پاک پردہ داران توحید و رسالت صلواۃ اللہ علیہن کے باہر آنے کا وقت

تھا، جناب سجاد علیہ الصلوات والسلام پر عجیب بے قراری طاری تھی ،کبھی کسی گلی میں نظر آتے تو کبھی کسی گلی میں پہنچ جاتے

تاجدار کربلا علیہ الصلوات والسلام کے حکم کی تعمیل کیلئے جناب غازی علیہ الصلوات والسلام حرم سرا کی جانب روانہ ہوئے ،تاجدار کربلا علیہ الصلوات والسلام کی کرسی محملوں کے سامنے لائی گئی ،گھر اطہر کے دروازہ سے محملوں تک پاک شہزادگان نے دورویہ قطار بنالی گویا پاک شہزادگان نے قناتوں کے اندر اپنی ایک اور قنات بنالی

عبداللہ بن سنان روایت کرتے ہیں کہ میں روانگی سے تھوڑی دیر پہلے وہاں پہنچا میں نے دیکھا کہ امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام کرسی پر تشریف فرما تھے اور تمام بنی ہاشم علیہ الصلوات والسلام اس وقت انتظام میں مصروف تھے ،ایک طرف سجا ہوا مرتجز کھڑا تھا جس کی لگام ایک غلام نے پکڑ رکھی تھی ، چالیس محملوں پر سرخ رنگ کے پردے لگائے جارہے تھے ،قمر بنی ہاشم شہنشاہ وفا علیہ الصلوات والسلام مستورات کو سوار کرنے کی تیاری کررہے تھے اس وقت جناب عباس علیہ الصلوات والسلام نے حرم توحید کے اندر داخل ہوکر آہستہ سے آواز دی ......☆الراحیل الراحیل...... (R_36)

جب یہ آواز حرم سرا کے اندر موجود مدینہ کی عورتوں نے سنی تو وہ سمجھ گئیں کے اب پاک شہزادیوں کے جدا ہونے کا وقت ہوگیا ہے،ان عورتوں میں کہرام بپا ہوگیا

تاریخ میں ہے کہ جناب سید الصابرین سید الساجدین علیہ الصلوات والسلام اپنی ظاہری زندگی میں پانچ بار جلال میں آئے ،اس موضوع پر میں ایک علیحدہ مجلس پڑھ چکا ہوں اس لئے یہاں تمام مواقع بیان نہیں کرنا چاہتا، ہاں جو موقعہ جلال اس رات سے تعلق رکھتا ہے صرف اسی کا ذکر کروں گا

آپ کے سامنے عام طور پر جناب سجاد علیہ الصلوات والسلام کی جو تصویر پیش کی جاتی ہے وہ دکھ درد اور صبر سے بھرپور رنگوں میں سجادی جاتی ہے مگر آپ لوگوں کو یہ نہیں بتایا جاتا کہ ان کا مزاج اور جلال وشجاعت جناب غازی علیہ الصلوات والسلام کے برابر تھی یعنی یہ بھی جناب غازی علیہ الصلوات والسلام کی طرح جلالِ الٰہی کے مظہر تھے، انہیں اپنی ظاہری حیات طیبہ میں پانچ مرتبہ جلال آیا، ایک موقعہ یہی تھا جب غازی پاک علیہ الصلوات والسلام نے حرم پاک میں آواز دی الراحیل الراحیل تو اس وقت مدینہ کی عورتوں میں کہرام بپا ہوا، اس گریہ وزاری کی آواز اتنی بلند ہوئی کے مدینہ کی گلیوں میں گونج اٹھی

راوی روایت کرتے ہیں کہ ایسا گریہ ہو رہا تھا جیسے شہنشاہ انبیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے وقت ہوا تھا، مدینہ میں گریہ وبکا سے دیواریں ہل رہی تھیں، محلّہ بنی ہاشم علیہم الصلوات والسلام کے ساتھ جناب عروہ غفاری کا مکان تھا

جناب عروہ غفاری شہنشاہ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابی تھے، آنکھوں سے نابینا تھے، غزوات میں انہوں نے اپنی آنکھیں راہ حبیب میں قربان کردی تھیں بروایت دیگر ضعیفی کی وجہ سے ان کی نظر کمزور ہوگئی تھی، یہ اس قدر ضعیف تھے کہ ان کے ابروان کی آنکھوں پر آئے ہوئے تھے، ان کی قوتِ سماعت بھی بہت کمزور ہو چکی تھی یعنی بہت زور سے ان کے کان میں بات کرنا پڑتی تھی پھر بھی یہ مشکل سے سنتے تھے، ان کو یہ اعزاز بھی حاصل تھا کہ جب پاک پردہ داران توحید ورسالت صلواۃ اللہ علیہن پہلی بار پاک باباؑ کی شاہی کے زمانہ میں کوفہ تشریف لے گئے تھے تو ان کے محملوں کے مہاری یعنی مہار تھامنے والے یہی جناب عروہ غفاری تھے، ان کی اس وقت بھی قوتِ سماعت کمزور تھی جس کی وجہ سے امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا تھا کہ ان کو محملوں

کا مہاری بنایا جائے کیونکہ اگر پاک پردہ دار محملوں میں کلام فرمائیں تو یہ سن نہ سکیں
جب تاجدار کربلا علیہ الصلوات والسلام کی تیاری ہو رہی تھی تو ان کو معلوم نہ تھا کہ تاجدار کربلا علیہ الصلوات والسلام وطن چھوڑ کر عراق کا سفر اختیار کر رہے ہیں، جس وقت مدینہ کی عورتوں کی گریہ وزاری کی آواز بلند ہوئی تو انہوں نے اپنی دختر سے پوچھا کہ یہ کیسی آواز ہے، کیا باہر بادل گرج رہے ہیں؟

دختر نے عرض کی بابا آپ کو میں نے بتایا نہیں مگر آج تاجدار کربلا علیہ الصلوات والسلام مدینہ چھوڑ کر عراق کے سفر پر روانہ ہو رہے ہیں، ان کی پاک بہنیں صلواۃ اللہ علیہن بھی ساتھ ہیں، ان کو رخصت کرنے کا وقت آ گیا ہے، اس لئے مدینہ کی تمام عورتیں رو رہی ہیں، جونہی انہوں نے یہ بات سنی تو حالانکہ وہ انتہائی ضعیف تھے مگر تڑپ کر اٹھے اور روتے ہوئے کہا کہ انہیں روکا کسی نے نہیں؟

میں نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا تھا امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام سے بھی سنا تھا کہ جب یہ عراق کے سفر پر جائیں گے تو وہاں سے واپس نہیں آئیں گے

اپنی دختر سے فرمایا کہ میرا ہاتھ تھام کر مجھے تاجدار کربلا علیہ الصلوات والسلام کے پاس لے چلو میں ان کے قدموں پر گر کر عرض کروں گا کہ آپ مدینہ نہ چھوڑیں

یہ اپنی دختر کو ساتھ لئے گھر سے باہر آئے انہوں نے اپنی دختر کے کاندھے پر ہاتھ رکھا ہوا تھا جونہی انہوں نے گلی کا موڑ کاٹا غیرت کے خداوند جناب سجاد علیہ الصلوات والسلام کی نگاہ پڑی، اندھیرے کی وجہ سے دو سائے نظر آئے، آپ نے فرمایا جہاں بھی ہو وہاں رک جاؤ، یہ آواز جناب عروہ غفاری نہ سن سکے لیکن ان کی دختر گھبرا گئی، اس وقت جناب سجاد علیہ الصلوات والسلام نے تلوار بلند کر کے اللہ اکبر کی صدا بلند فرمائی، جیسے ہی

تاجدارِ کربلا علیہ الصلوات والسلام کرسی پر تشریف فرما تھے وہ فوراً اُٹھے اور آ کر جناب سجاد علیہ الصلوات والسلام کو گلے سے لگایا اور فرماتے ہیں میرے لعل یہ تو تمہارے پاک دادا اور پاک نانا علیہا الصلوات والسلام کے صحابی ہیں، نابینا ہیں، آواز بھی نہیں سن سکتے، میرے لعل صبر کرو، جناب سجاد علیہ الصلوات والسلام عرض کرتے ہیں باباجان کوئی کتنا بڑا معتبر صحابی ہی کیوں نہ ہو اسے ہمارے پردہ داری کے ماحول میں آنے کی اجازت تو نہیں ہے

تاجدارِ کربلا علیہ الصلوات والسلام نے غیور بیٹے سے روکر فرمایا تم درست کہہ رہے ہو اور دعا کرو خدا کرے ایسا ہی ہو کہ تمہارے پردہ داری کے ماحول میں کبھی کوئی نہ آئے

جناب عروہ غفاری آ کر امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام کے قدموں میں گر پڑے اور رو رو کر عرض کی آقا میں اپنی سفید ریش آپ کی نعلین پر لگا کر التجا کرتا ہوں کہ آپ عراق نہ جائیں کیونکہ میں نے تمام باتیں آپ کے بابا سے سنی ہیں، آپ کے نانا پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں کربلا کے تمام واقعات سے آگاہ فرمایا تھا، آپ خدا کیلئے عراق نہ جائیں، تاجدارِ کربلا علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا آپ بھی بجا فرما رہے ہیں ہمیں بھی آگاہ فرمایا گیا تھا اور پاک نانا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کل رات بھی ہمیں یہی حکم فرمایا ہے کہ میرے لعل آپ نے عراق ضرور جانا ہے، اب آپ بتائیں ہم آپ کی بات مانیں یا اپنے شہنشاہ نانا پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بات مانیں

جناب عروہ غفاری رو کر عرض کرتے ہیں کہ میں اب آپ کو روکنے کی جرأت تو نہیں کر سکتا مگر پاک مستورات صلواۃ اللہ علیہن تو ساتھ لے کر نہ جائیں

تاجدارِ کربلا علیہ الصلوات والسلام فرماتے ہیں تمہیں یہ بھی تو فرمایا گیا تھا کہ ہماری بہنیں مقصد اعلیٰ کیلئے شام کے بازاروں میں پاک باباؑ کے لہجے میں خطبات دیں گی، ان کو ہم

وطن میں کیسے چھوڑ سکتے ہیں، عروہ غفاری نے عرض کی آقا اگر جانا ہی ہے تو مجھ پر ایک احسان فرماتے جائیں، میرے دو بیٹے ہیں، ان کو اپنے ساتھ لے جائیں، ان کو اپنی نعلین پر قربان کر دیں گے تو میں بھی آپ کے نانا پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روبرو سرخرو ہو جاؤں گا، امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا کہ تمہارے دونوں بیٹوں کے نام سعیدانِ ازلی کی فہرست میں لکھے ہوئے ہیں، ان کو مدینہ سے باہر بھیج دیں، ان کے دونوں فرزند کربلا علیہ الصلوات والسلام کے شہید ہیں یعنی جناب عبداللہ بن عروہ غفاری اور جناب عبدالرحمٰن بن عروہ غفاری ……(R_37)

آمدم برسر مطلب

میں عرض کر رہا تھا کہ شہنشاہ وفا علیہ الصلوات والسلام نے الراحیل کی آواز دی، اس وقت پاک پردہ داران توحید و رسالت صلواۃ اللہ علیہن نے اپنے اپنے سر پر تطہیر کے پاک برقعے رکھے، جب کردگار وفا علیہ الصلوات والسلام نے دیکھا کہ پاک مستورات صلواۃ اللہ علیہن حرم پاک کی ڈیوڑھی میں پہنچ گئی ہیں اس وقت صاحب جلال علیہ الصلوات والسلام نے صدا دی

☆غضواابصارکم واخفضوا رؤسکم

سب اپنی آنکھیں زمین میں گاڑ دیں یعنی نگاہیں پیوند زمین کرلیں اور اپنے سر تعظیم اجلال کیلئے جھکا دیں کیونکہ آج عباس علیہ الصلوات والسلام کی شہزادیوں صلواۃ اللہ علیہن کے قدم دہلیز سے باہر آرہے ہیں …… یہ حکم اللہ کے حکم کن فیکونی کی طرح ساری کائنات پر نافذ ہو گیا ہے

دروازہ سے محملوں تک نوجوان شہزادوں کی دورویہ قطار سے گزر کر ہر پاک مستور

صلواۃ اللہ علیہا نے محمل پر سوار ہونا تھا، ادھر جناب حنفیہ علیہ الصلوات والسلام نے ناقہ کی مہار پکڑ کے ہر مستور کو محمل پر سوار کرنا تھا

سامنے کرسی پر تاجدار کربلا علیہ الصلوات والسلام جلوہ افروز تھے

جب پاک پردہ داران توحید ورسالت صلواۃ اللہ علیہن نے اپنے حسین فرزندوں کی قطاریں دیکھی ہوں گی تو میں سمجھتا ہوں کہ انہوں نے یہ دعا ضرور کی ہوگی کہ میرا خالق ان کی یہ حسین قطاریں ہمیشہ سلامت رہیں، ہمارے خوبصورت فرزندوں کی ان قطاروں کو کسی کی نظر نہ لگے، یہ لعل اسی طرح ماؤں کا بخت بن کر مسکراتے رہیں ہمارا یہ بھرا ہوا گھر اسی طرح ہمیشہ بھرا رہے

سب مومنین بھی یہی دعا کریں کہ اب پھر یہ پاک مستورات صلواۃ اللہ علیہن اپنے گھروں کو ان حسین ترین بیٹوں کے ساتھ پُر رونق دیکھیں

جیسے جیسے پاک مستورات صلواۃ اللہ علیہن حرم پاک سے باہر تشریف لا رہی تھیں ویسے پردوں کے ضامن ان کو سوار کر رہے تھے، جب پاک بہنوں کی باری آئی تو اس وقت سب سے پہلے معظّمہ کونین شریکۃ الحسین بہن صلواۃ اللہ علیہا نے قدم باہر رکھا، جناب عباس علیہ الصلوات والسلام کی آنکھیں برسنا شروع ہو گئیں کہ میرے ہوتے ہوئے میری سردار ملکہ توحید صلواۃ اللہ علیہا کے قدم باہر آئے ہیں

جس وقت پاک معظّمہ کونین صلواۃ اللہ علیہا نے باہر قدم رکھا، تاجدار کربلا علیہ الصلوات والسلام نے کرسی چھوڑ دی، پاک ماں صلواۃ اللہ علیہا کی وارث بہن صلواۃ اللہ علیہا کی تعظیم کیلئے کھڑے ہو گئے، پاک معظّمہ صلواۃ اللہ علیہا کا پردہ ان کے قدموں کے ساتھ لپٹا ہوا تھا، نعلین کو زمین بوسے دے کر محترم ہو رہی تھی، زمین کا مرتبہ بلند ہو رہا تھا......(R_38)

پروگرام یہ تھا کہ پاک پردہ داران توحید و رسالت صلواۃ اللہ علیہن پہلے آکر جدا طہر سے وداع ہوں گی پھر محملوں پر سوار ہوں گی، تمام مستورات صلواۃ اللہ علیہن گھر اطہر سے باہر آکر شہنشاہ انبیاء کی مزار اقدس کی زیارت کیلئے مزار اطہر کے قریب پہنچ گئیں، وہاں بہت دیر تک گریہ وزاری ہوتی رہی، ان مستورات مخدرات صلواۃ اللہ علیہن کے ساتھ وہ مستورات بھی تھیں کہ جنہوں نے مدینہ میں رہنا تھا، ان میں جناب ام المومنین سلام اللہ علیہا، شہنشاہ وفا علیہ الصلوات والسلام کی پاک ماں صلواۃ اللہ علیہا بھی مزار اطہر تک تشریف لائیں

یہاں یہ وضاحت کرتا چلوں کہ بعض مؤرخین مثلاً ابن خلدون وطبری وغیرہ نے واقعہ کے اہم حصوں کو مشکوک کرنے کیلئے تاریخ سازی کے دوران جناب ام المومنین سیدہ ام سلمیٰ سلام اللہ علیہا (ان کا نام بھی بر سر منبر یا سر عام تلاوت کرنا بے ادبی ہے) کی وفات مدینہ سے کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام کی روانگی سے پہلے لکھ دی ہے حالانکہ ان کی وفات واقعہ حرہ کے بعد ہوئی تھی، یعنی 62 ہجری کے آخر میں ان کی رحلت ہوئی

اس موقعہ پر صاحبانِ تحقیق نے یہ واقعہ بھی لکھا ہے کہ جس وقت پاک پردہ داران توحید و رسالت صلواۃ اللہ علیہن مزار اطہر پر آئیں اور شہنشاہ کربلا علیہ الصلوات والسلام اپنے در اطہر کے سامنے تشریف فرما تھے اس وقت جناب ام المومنین سلام اللہ علیہا ان کے قریب آئیں اور روتے ہوئے فرمایا میرے لعل ہم آپ کو بتانا چاہتی ہیں کہ ہم نے آپ کے نانا پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے واقعات کربلا سنے تھے اور انہوں نے فرمایا تھا کہ جس وقت میرا لعل عراق کے سفر پر جائے گا وہ دوبارہ واپس نہیں آئے گا، انہوں نے ہمیں خاک کربلا بھی عطا فرمائی تھی اور فرمایا تھا کہ جس دن یہ خاک خون میں بدل جائے سمجھ جانا میرا بیٹا کربلا میں شہید ہوگیا ہے، وہ خاک ایک شیشی میں ہمارے پاس آج

بھی موجود ہے ہم آپ سے درخواست کرتی ہیں کہ آپ عراق نہ جائیں
تاریخ بتاتی ہے کہ اس شیشی میں جو کربلا کی خاک تھی وہ روز عاشور واقعی خون آلود ہو گئی تھی ......(R_39)

جب ام المومنین سلام اللہ علیہا نے عراق جانے سے روکا تو امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام نے سر جھکا کے فرمایا ہمارے لئے آپ کا سایہ بھی خدا کی عظیم رحمت ہے، آپ کی شفقت ہماری پاک ماں صلواۃ اللہ علیہا کی مامتا کے مترادف ہے اور آپ کا حکم ہمارے لئے واجب التعمیل ہے، لیکن جس ذات نے آپ کو تمام حالات سے آگاہ فرمایا ہے اسی پاک ذات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں بھی تاکید فرمائی تھی کہ ہم نے عراق ضرور جانا ہے اب آپ ہی فرمائیں کہ ہم آپ کے حکم پر عمل کریں یا نانا پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم کی تعمیل کریں

پاک بی بی صلواۃ اللہ علیہا نے سر جھکا کے جواب دیا آپ سب نے خدا جانے کیا سوچ رکھا ہے؟ میں آپ کو شہنشاہ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نافرمانی کی ترغیب کسی طرح دے سکتی ہوں، بے شک جائیں مگر یہ بھی جانتی ہوں کہ امام وقت کے سامنے ماضی اور مستقبل حال جاری کی طرح ہوتے ہیں بلکہ وہ مستقبل کو جب چاہیں موجود کر سکتے ہیں، اگر آپ مناسب سمجھیں تو ہمیں کربلا کے واقعات کی ایک جھلک ضرور دکھائیں

اس وقت امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام نے ان کے سامنے دست مبارک دراز فرمایا، سامنے کربلا کا میدان نظر آیا، انھوں نے امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام کو مرتجز کی زین سے اترتے ہوئے دیکھا، یہ دردناک منظر دیکھ کر پاک بی بی کو غش آ گیا ......(R_40)

تمام مستورات نے جس وقت جد اطہر کی مزار سے وداع کر لیا تو وہ محملوں پر سوار

ہوئیں

آج کے نوجوان نہیں جانتے کہ محملوں پر پردہ داروں کو کیسے سوار کیا جاتا ہے، ذرا تفصیل بیان کرتا چلوں، دوستو! جس وقت کوئی ذی عزت مستور محمل پر سوار ہوتی ہے تو اس کے سوار ہونے سے پہلے اونٹ کا ایک گھٹنا باندھ دیا جاتا ہے تا کہ وہ کھڑا ہونے میں جلدی نہ کرے، ایک آدمی اس کی مہار پکڑ لیتا ہے تا کہ وہ اُٹھنے کی کوشش نہ کرے کیونکہ اس کا ہلنا جلنا بھی خطرناک ہوتا ہے، اس لئے دانا ساربان اُونٹوں کی مہار پکڑ کر اونٹ کے اگلے گھٹنے پر پاؤں رکھ دیتے ہیں

مستور کو محمل پر سوار ہونے کیلئے ایک مرد کے سہارے کی ضرورت ہوتی ہے، اونٹ پر سوار اس کی پشت کی طرف سے ہوا جاتا ہے، ایک مرد آکر اپنا زانو تہہ کر کے ایک step کے طور پر پیش کرتا ہے، مستور کا پہلا قدم مرد کے زانو پر آتا ہے، دوسرا قدم اونٹ کی پشت کے اس حصے پر آتا ہے جو کجاوہ سے باہر بچا ہوا ہوتا ہے، تیسرا قدم محمل کے اندر آتا ہے

جس وقت معظّمہ شہزادی صلواۃ اللہ علیہا محمل پر سوار ہونے کیلئے تشریف لائیں تو امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام تعظیماً کھڑے ہو گئے، جناب محمد حنفیہ علیہ الصلوات والسلام نے ناقہ کی مہار پکڑی اور خود ناقہ کے گھٹنے پر پاؤں رکھا، شہنشاہ وفا علیہ الصلوات والسلام نے پاک معظّمہ شہزادی کے قدم کیلئے زانو تہہ کر کے پیش کیا، پاک معظّمہ شہزادی علیہ الصلوات والسلام نے ایک ہاتھ محمل کی چوب پر رکھا، دوسرا ہاتھ سہارے کیلئے شہنشاہ وفا علیہ الصلوات والسلام کے کاندھے پر رکھا، شہنشاہ وفا علیہ الصلوات والسلام کے آنسو جاری ہو گئے

میرا دل کہتا ہے کہ اس وقت معظّمہ شہزادی عالیہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا نے پاک بھائی کی

آنسوؤں بھری ہوئی ریش مقدس پر بوسہ دے کر دعا ضرور کی ہوگی

جناب شریکۃ الحسین عالیہ پاک صلواۃ اللہ علیہا پاک بھائیوں کا سہارا لے کر جب محمل پر سوار ہوئیں تو اس وقت تمام ہاشمی جوانوں کی آنکھوں سے آنسوؤں کی بارش شروع ہوئی اور کسی کو بھی ضبط نہ رہا، یہ ایک عجیب دردناک منظر تھا جس کو الفاظ میں شاید بیان نہیں کیا جا سکتا

تمام مومن دعا کریں کہ سیدزادیوں کا یہ قافلہ جو آج وطن سے دور جا رہا ہے وہ خیرو عافیت سے واپس آئے، یہ تمام سیدزادیاں صلواۃ اللہ علیہن دوبارہ آباد ہوں، کردگار روفا علیہ الصلوات والسلام کے پہرے ہوں، تمام پاک گھر کی رونقیں بحال ہوں، چودہ صدیاں گزر گئی ہیں، اب اس پاک گھر کا منتقم عجل اللہ فرجہُ الشریف آکر اس گھر کے تمام مصائب ختم کرے، اس گھر کو دوبارہ آباد کرنے والے شہنشاہ زمانہ مولا پاک حسن عسکری علیہ الصلوات والسلام کے لخت جگر عجل اللہ فرجہُ الشریف کا جلد خروج ہو، ہماری گناہ گار آنکھیں ان کو دوبارہ اپنے گھروں میں آباد دیکھیں



﴿ آمین یارب العالمین ﴾



اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ وَّ آلِ مُحَمَّدٍ وَعَجِّل فَرَجَھُم بِقَائِمِھِمؑ عَجَلَ اللّٰہُ فَرَجَہُ الشریف
وَصَلَوَاتُ اللّٰہُ عَلَیہِ وَ عَلیٰ آلِہٖ اَجمَعِین

یاھوالوہاب الخبیر العلیم
یا مولا کریم عجل اللہ فرجک وصلوات اللہ علیک

مجلس نمبر 6

روانگی از مدینہ

طرفِ مکہ

27 رجب المرجب 2 مئی 680ء ہفتہ اور اتوار کی درمیانہ رات ہے، مسجد نبوی کے صحن میں محمل بیٹھے ہیں، پاک پردہ داران توحید ورسالت صلواۃ اللہ علیہن محملوں پر سوار ہو رہے ہیں، اس وقت مروان نے محلّہ بنی ہاشم علیہ الصلوات والسلام میں جاسوسی کیلئے ایک آدمی روانہ کیا کہ وہ معلوم کرے کہ وہاں کیا ہو رہا ہے؟

اس کے جاسوس نے واپس آ کر اطلاع دی کے امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام مدینہ چھوڑ کر مکہ کی طرف روانہ ہو رہے ہیں، یہ ملعون فوراً قصر دارالامارہ کے ساتھ ملحق ولید ملعون کے گھر پہنچا اور ولید کو اطلاع دی کہ جلدی باہر آئے، ولید شراب کے نشے میں دھت سویا ہوا تھا اس نے جواب میں کہلا بھیجا کہ جو بھی بات ہے وہ کل سنے گا، مروان نے دوبارہ بہت کوشش کی تا کہ اسے آمادہ کر سکے کہ وہ امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام کو مدینہ سے باہر نہ جانے دے، مدینہ کے باہر فوج کے پہرے لگا دے، مگر ولید نے ملنے سے انکار کر دیا، مروان بڑے غصے میں واپس لوٹ آیا اور گھر کا دروازہ بند کر دیا مگر ساری رات نہ سو سکا

یہاں یہ بھی عرض کرتا چلوں کہ یہی مروان مدینہ میں اس موقعہ پر خاندان پاک علیہم

الصلوات والسلام سے دشمنی میں سب سے زیادہ کوشاں تھا، اسے یہ بھی معلوم تھا کہ یہ گھر اطہر کتنا کریم ہے، واقعہ کربلا کے دو تین سال بعد مدینہ میں عبداللہ بن زبیر کی حکومت قائم ہوگئی، اس کی حکومت کے قیام کی تحریک جس وقت مدینہ میں چل رہی تھی اس وقت مدینہ کا گورنر یہی مروان تھا، عبداللہ بن زبیر کے ساتھیوں نے اس کے خلاف کامیاب بغاوت کا پروگرام بنایا، اس وقت عبداللہ بن زبیر کے ساتھیوں نے مدینہ کی ناکہ بندی کی ہوئی تھی، اسے فرار ہونے کا راستہ نظر نہ آیا، دوسری طرف اس کے ساتھ اس کے بیوی بچے بھی تھے، اس کی بیوی تیسرے خلیفہ کی بیٹی تھی، یعنی عائشہ بنت عثمان، اس کی اولاد بھی اس کے ساتھ تھی، جب اسے کوئی راستہ نظر نہ آیا تو یہ جناب سجاد علیہ الصلوات والسلام کے در اطہر پر آیا اور کانپتے ہوئے عرض کی کہ آپ کی ذات کریم ہے، اس وقت میری جان اور عزت و ناموس کو شدید خطرہ لاحق ہے، آپ مجھے اپنی حفاظت و امان میں لے لیجئے

امام زین العابدین سید الصابرین علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا تو امان لینے آیا ہے تو بے شک آ، یہ تو اللہ کا گھر ہے جس کا دل چاہے کہ اسے خوف دنیا سے امان ملے وہ بھی مل سکتی ہے، عذاب جہنم سے کوئی امان چاہے تو وہ بھی اس در کے سوا کہیں نہیں ملتی

یہ ملعون اپنے بیوی بچوں سمیت پاک گھر کی امان میں رہا، یہ خود تو دو چار روز بعد خفیہ راستے سے طائف نکل گیا مگر اس کی بیوی بچے پاک گھر میں تین ماہ تک مہمان رہے

مروان نے طائف جا کر بوسیدہ سا مکان خریدا، اسے درست کروانے کے بعد اس نے اپنا ایک آدمی خفیہ بھیجا کہ جا کر امام سجاد علیہ الصلوات والسلام کو عرض کرے کہ جس طرح اتنی مہربانی فرمائی ہے میری عزت اور جان کو امان دی ہے اس طرح یہ بھی مہربانی فرمائیں کہ میرے

بچوں کو اپنی نگرانی اور حفاظت میں طائف پہنچا دیں اسی وقت جناب سجاد علیہ الصلوات والسلام نے اپنے لخت جگر جناب عبداللہ علیہ الصلوات والسلام کو حکم دیا کہ آپ ان کے طائف جانے کا انتظام کریں، آپ نے خود بھی ان کے ساتھ جانا ہے، انہیں بہ حفاظت اس کے سپرد کر کے واپس آنا ہے، اس وقت جناب عبداللہ علیہ الصلوات والسلام جو جناب امام محمد باقر علیہ الصلوات والسلام کے چھوٹے بھائی تھے انہوں نے مروان کے اہل وعیال کو محملوں پر سوار کر کے طائف تک پہنچایا تھا

یہ ہے وہ کریم گھر جو سفر پر روانہ ہو رہا ہے اور یہ وہ مروان ہے جو دشمنی کی چالیں چلنے میں مصروف ہے، صبح کے وقت یہ پھر ولید کے پاس گیا اور اسے کہا کہ تم نے رات لاپرواہی کی ہے مجھے ملے تک نہیں ہو، اور تیری غفلت کی وجہ سے امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام مدینہ سے مکہ کی طرف روانہ ہو گئے ہیں ولید نے جواب دیا

☆الحمدلله الذی لم یبتلنی بدمه

اللہ کا لاکھ احسان ہے کہ اس نے مجھے امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام کے خون میں ہاتھ رنگین کرنے سے بچا لیا ورنہ میں کل ان کے جد اطہر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے شفاعت کیسے طلب کرتا

جس وقت مستورات توحید ورسالت صلواۃ اللہ علیہن کو تمام جوانان بنی ہاشم علیہم الصلوات والسلام سوار کر چکے اس کے بعد جن مستورات نے گھر میں رہنا تھا وہ مستورات صلواۃ اللہ علیہن امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام کی زیارت اور وداع کیلئے ان کے قریب آئیں، سب سے پہلے پاک نانی سلام اللہ علیہا نے اپنے لعل کو سینے سے لگایا، پھر پاک ماں ام العباس صلواۃ اللہ علیہا نے آ کر پیشانی پر بوسہ دیا، اسی طرح باقی مستورات صلواۃ اللہ علیہن نے وداع کیا

یہ منظر بھی بڑا عجیب تھا جو بھی پاک مستور صلواۃ اللہ علیہا امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام سے وداع کر

لیتی باقی شہزادگان آکران سے ملتے، گھر کی بزرگ مستورات صلواۃ اللہ علیھن کے قدموں کو ہاتھ لگاتے اور وہ پیشانیوں پر بوسے دے کر دعا فرماتی تھیں

ان پاک مستورات صلواۃ اللہ علیھن سے سوائے جناب غازی علیہ الصلوات والسلام اور جناب سجاد علیہ الصلوات والسلام کے تمام مردوں نے وداع کیا کیونکہ وہ دونوں اس وقت مسجد کے دروازہ پر پہرہ دینے میں مصروف تھے، ان کا خیال تھا کہ وہ ان محملوں کو روانہ کر کے جلدی جلدی گھر کے افراد سے مل لیں گے اور شہنشاہ انبیاء علیہ الصلوات والسلام کا سلام بھی کر لیں گے، وداع مکمل ہو گیا

تاجدارِ کرب و بلا علیہ الصلوات والسلام کا یہ دستور تھا کہ وہ جب بھی کسی طرف سفر کرتے اور تیار ہو کر باہر تشریف لاتے تو ہلکی سی آواز کے ساتھ فرماتے

☆هَل مَن يَقْدِمُ اِلَيَّ جَوَادِی کوئی ہے جو ہمارے رہوار کو ہمارے پاس لے آئے

جب محمل روانہ ہونے لگے تو امام کائنات علیہ الصلوات والسلام نے آواز دی ہے

☆هَل مَن يَقْدِمُ اِلَيَّ جَوَادِی

اس وقت شہزادہ علی اکبر علیہ الصلوات والسلام نے دوڑ کر پاک بابا کے پاک مرتجز کی لگام پکڑی اور ان کے قریب لے آئے، جناب سجاد علیہ الصلوات والسلام محملوں کے آگے پہرہ دینے میں مصروف تھے، جناب غازی پاک علیہ الصلوات والسلام فوراً امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام کو سوار کرنے کیلئے تشریف لے آئے امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام اپنے رہوارِ باوفا کے قریب آئے، آکر مرتجز کی گردن پر تھپکی دی، پھر سوار ہونے کیلئے مرتجز کی گردن پر ہاتھ رکھا

آدابِ شاہی یہ ہوتے تھے کہ جب کوئی شہنشاہ رکاب میں پاؤں ڈالنے کا ارادہ کرتا

تھا تو کوئی نہ کوئی بڑھ کر قدموں میں رکاب پیش کرتا تھا اور رکاب میں پاؤں کو درست بھی کرتا، دوسرا غلام بڑھ کر کوچ میں ہاتھ ڈالتا، کیونکہ اگر گھوڑے کی کمر کی پیٹی تھوڑی سی بھی ڈھیلی ہو تو رکاب پر وزن آنے سے زین قدموں کی طرف جھک جاتی ہے، اس لئے احتیاطاً غلام آکر کوچ کو دوسری طرف سے کھینچ کر کھڑا ہوتا تھا

اسی دستور کے مطابق کردگار وفا علیہ الصلوات والسلام نے بڑھ کر قدم مبارک کو رکاب میں درست کیا، جناب محمد حنفیہ علیہ الصلوات والسلام نے بڑھ کر کوچ کو پکڑا، شہنشاہ وفا علیہ الصلوات والسلام نے بغل میں ہاتھ دے کر سہارا دیا

امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام زین پر سوار ہوئے

یہ مدینہ ہے جہاں اس قدر عزت و احترام سے امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام کو سوار کیا جا رہا ہے، ایک اور موقعہ بھی تھا جس وقت امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام نے یہی فقرہ فرمایا تھا

☆هَل مَن يَقْدِمُ اِلَیَّ جوَادِی ؟

دس محرم کا دن ہے، سب احباب و انصار علیہم السلام راہ حبیب میں قربان کر کے پاک پردہ داران توحید و رسالت صلواۃ اللہ علیہن سے آخری وداع فرما کر خیام کے دروازے پر تشریف لے آئے ہیں، دستور کے مطابق فرماتے ہیں

☆هَل مَن يَقْدِمُ اِلَیَّ جوَادِی

پھر ایک حسرت بھری نگاہ سے چاروں طرف دیکھا لیکن کوئی نظر نہ آیا جو بڑھ کر ذوالجناح پیش کرتا، شہنشاہ کربلا علیہ الصلوات والسلام سر جھکا کر کچھ سوچنے میں مصروف تھے کہ اچانک گھوڑے کے قدموں کی آواز سنائی دی

سر اُٹھا کر نگاہ فرمائی تو دیکھا کہ دائی پاک جناب فضہ ہیں، سفید سر اطہر میں خاک

ہے، رو بھی رہی ہیں اور ذوالجناح کی لگام پکڑ کر چلتی آ رہی ہیں، امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام نے فرماتے ہیں اماں آپ نے یہ تکلیف کیوں کی ہے؟ دائی پاک عرض کرتی ہیں آقا جان سے پیارے جوان تو موجود نہیں جو آپ کو سوار کرتے یہ کنیز حاضر ہے آئیں آپ کو آج ذوالجناح پر میں سوار کروں، متقدمین ذاکرین بیان فرماتے تھے کہ دوسری طرف سے ایک مستور نے کوچ پکڑی، جب امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام نے دیکھا تو ان ہاتھوں پر مہندی نظر آئی، سرکاؑر نے فرمایا کہ یہ کون ہے؟ دوسری طرف سے آواز آئی کہ بابا کیا مجھے نہیں پہچانا میں آپ کی ایک شب کی نو بیاہتا اور اِس وقت کی بیوہ بیٹی ہوں اپنے سرتاج کی جگہ آپ کو ذوالجناح پر سوار کرنے آئی ہوں

مدینہ میں جب امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام زین پر سوار ہو چکے تو انہوں نے اپنے رہوار کی لگام پکڑی، مرتجز چل پڑا، اس وقت شہنشاہ وفا علیہ الصلوات والسلام نے آ کر نانی پاک سلام اللہ علیہا کے قدموں پر ہاتھ رکھا، انہوں نے پیشانی پر بوسہ دیا، باقی مستورات صلواۃ اللہ علیہن سے حسب مراتب وداع کیا، مگر اس وقت شہنشاہ وفا علیہ الصلوات والسلام نے استفہامیہ نگاہوں سے چاروں طرف دیکھا جیسے کسی کو تلاش کر رہے ہوں مگر ان کی نظریں تمام مستورات صلواۃ اللہ علیہن کا طوافِ عقیدت کر کے واپس آئیں ان کی پیشانی انور پر متفکرانہ شکن نمودار ہوئی وہ سوچنے لگے کہ یہ کس طرح ممکن ہے کہ ہماری پاک ماں ہمیں وداع کرنے کیلئے رکے ہی نہیں؟ پھر سوچا کہ انہوں نے ابھی ابھی پاک شہزادیوں کو رخصت کیا ہے، ان کے دل پر بہت اثر ہوگا، وہ روتے ہوئے واپس گھر تشریف لے گئی ہوں گی، آخر ان کی ضعیفی بھی تھی یہ صدمہ تو کسی جوان کیلئے بھی ناقابل برداشت تھا

چلو پہلے شہنشاہ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے وداع ہولیں پھر پاک ماں کو تلاش کریں گے یہ سوچتے ہوئے جناب غازی علیہ الصلوات والسلام مزار اقدس کی طرف روانہ ہوئے جس وقت یہ مزار اقدس پر پہنچے ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہونے لگے

جناب غازی علیہ الصلوات والسلام نے مزار اطہر پر زیارت کیلئے دونوں ہاتھ رکھے ہی تھے کہ عین اسی وقت دو ہاتھ ان کے ہاتھوں پر آئے، انہوں نے سر اٹھا کر دیکھا کہ پاک ماں صلواۃ اللہ علیہا تشریف لے آئی ہیں، انہوں نے اپنے دونوں ہاتھوں سے ان کے ہاتھ پکڑے، جناب غازی پاک علیہ الصلوات والسلام حیرت زدہ نظر سے دیکھ کر عرض کرتے ہیں اماں جان آپ یہاں؟ اماں آپ یہاں کیوں ملنے آئی ہیں؟ پاک بی بی صلواۃ اللہ علیہا رو کے فرماتی ہیں ...... (R_41)

میرے لعل یہ مقام بھی دیکھ، ماں کی ضعیفی بھی دیکھ، مجھے یقین دہانی کرا دو میرے لعل میں نے آپ کو یہاں چند وصیتیں کرنا ہیں یہ وصیتیں غور سے سن لیں

ملکہ وفا بیؑ صلواۃ اللہ علیہا کردگار وفا علیہ الصلوات والسلام کا ہاتھ پکڑ کر فرماتی ہیں میرا لعل مجھے اس کریم کی مزار پر ہاتھ رکھ کر یقین دہانی کرا دو کہ تمہاری زندگی میں میری معظّمہ کونین کی پاک بیٹیاں صلواۃ اللہ علیہن ہمیشہ باپردہ رہیں گی، کسی بھی دکھ یا مصیبت میں تم کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام کا ساتھ نہیں چھوڑو گے

میرا لعل مجھے اپنی تربیت پر ناز ہے، اپنی گود پر ناز ہے، اپنے دودھ پر ناز ہے، مگر معاملہ ایسا نازک ہے کہ مجھے تم سے قسم لینا پڑ رہی ہے کیونکہ تمہارے ساتھ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پاک بیٹیاں سفر پر جا رہی ہیں اور زمانہ دشمن ہے، جس وقت وفا کی ملکہ ماں صلواۃ اللہ علیہا نے اپنے بیٹے سے اتنا فرمایا تو جناب غازی علیہ الصلوات والسلام نے پاک ماں کی

خدمت میں عرض کی کہ اماں میں اس ذات پاک کو کہ جو اس مزار میں موجود ہیں گواہ بنا کر آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ جب تک میں زندہ ہوں اس وقت تک خاندانِ تطہیر علیہم الصلوات والسلام کے پردے محفوظ رہیں گے، میری زندگی کا مقصد ہی ان کی غلامی ہے، ہاں جب آپ یہ سن لیں کہ آپ کا باوفا بیٹا شہزادہ علی اصغر علیہ الصلوات والسلام کی نعلین پر قربان ہو چکا ہے تو پھر اس کریم کا نوکر سمجھتے ہوئے مجھے اپنا حق عظیم بخش دینا......

پاک والدہ ماجدہ نے حلف وفاداری لینے کے بعد اپنے لعل کو گلے سے لگایا اور پیار بھی کیا

تمام مومن مل کر دعا کریں کہ اب تو سلطان وفا علیہ الصلوات والسلام کو پاک گھر پر ڈھائے گئے ستم کے بدلے لینے کا موقعہ ملے، ان کے دل کے تمام ارمان پورے ہوں، ان کو ابدی خوشیاں نصیب ہوں، ان کی ہر حسرت پوری ہو، مدینہ سے کربلا تک ان کی ہر حسرت تشنہءِ تکمیل رہی تھی، اب ان کے زخمی دل کی تسکین ہو



﴿ آمین یارب العالمین ﴾



اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ وَّ آلِ مُحَمَّدٍ وَعَجِّل فَرَجَھُم بِقَائِمِھِمّ عَجَلَ اللّٰہُ فَرَجَہُ الشریف
وَصَلَوَاتُ اللّٰہُ عَلَیہِ وَ عَلیٰ آلِہٖ اَجمَعِین

یاھوالوہاب الخبیر العلیم
یا مولا کریم عجل اللہ فرجک وصلوات اللہ علیک

مجلس نمبر 7

سفرِ مکہ

جغرافیائی وسیاسی صورتِ حال

28 رجب المرجب 3 مئی 680ء اتوار کی رات قافلہ پاک بعداز نصف شب مدینہ سے مکہ کی طرف روانہ ہوا

عرب میں گرمیوں کے موسم میں دن کو شدید لو چلتی ہے اور عموماً گرمیوں میں عرب کی سرزمین پر بارش بھی نہیں ہوتی بلکہ عرب میں بارشیں سردیوں میں ہوتی ہیں اس لئے گرمیوں کے موسم میں قافلے نصف شب کے بعد سفر کیا کرتے تھے

جب عام قافلے سفر کرتے تو وہ شہر سے باہر جا کر ایک چھوٹا سا پڑاؤ ڈالتے اس کی وجہ یہ تھی کہ بہت سے مسافر قافلوں کے انتظار میں شہروں میں رکے رہتے تھے

چونکہ اس زمانے میں تنہا سفر کرنا موت کو دعوت دینے کے برابر تھا اس لئے جو قافلے روانہ ہوتے وہ شہر کے باہر رک جاتے تھے تاکہ اہل شہر کو معلوم ہو جائے کہ ایک قافلہ فلاں شہر کی طرف جا رہا ہے اور جو بھی شامل ہونا چاہے وہ شامل ہو جائے

اس دستور کو سنت کا درجہ مل چکا تھا کیونکہ شہنشاہ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے ہر سفر میں مدینہ سے باہر قیام کو معمول بنا لیا تھا، اس لئے تاجدار کربلا علیہ الصلوات والسلام نے بھی اس سنت اور دستور کو بحال رکھتے ہوئے شہر سے باہر قیام فرمانے کا پروگرام بنایا تھا

تاریخ بتاتی ہے کہ اس 28 رجب کی رات کو مدینہ کے شہر میں جوانانِ بنی ہاشم علیہ الصلوات والسلام کی برہنہ تلواروں کی بجلی چمکتی رہی ،کسی گھر میں بھی اس رات چراغ نہیں جلایا گیا ، ہاں جس وقت روانگی کے نقارے پر چوب لگی تو پھر مدینہ کی عورتیں پاک مستورات صلواۃ اللہ علیہن کو رخصت کرنے کیلئے اپنے گھروں کی چھتوں پر آ گئیں ، ان کے ہاتھوں میں کھجور کی چھڑیاں یا ٹہنیاں تھیں جو کہ گرم جوشی سے رخصت کرنے کی علامت تصور کی جاتی تھیں اور کچھ عورتوں کے ہاتھوں میں مشعلیں تھیں یعنی انہوں نے لکڑیوں کے سروں پر کپڑے یا کھجور کے پتے وغیرہ لپیٹ رکھے تھے اور اُنہیں روغن زیتون یا اُونٹوں کی چربی سے تر کر کے مشعل کے طور پر روشن کیا ہوا تھا وہ مشعلیں ہلا ہلا کر پاک شہزادیوں کو وداع کر رہی تھیں ......(R_42)

ایک روایت یہ بھی ہے کہ جس وقت پاک محمل روانہ ہو گئے تو ان کو روانہ فرما کر امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام ایک بار پھر واپس جد اطہر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مزار اقدس پر تشریف لے آئے ، وہاں آ کر عرض کی کہ پاک نانا ہمارا دل تو نہیں چاہتا کہ ہم آپ سے جدا ہو جائیں مگر آپ کے حکم سے آپ کے ظاہری مرقد سے جدا ہو رہے ہیں

جس وقت پاک محمل مدینہ کی گلیوں سے گزر رہے تھے اس وقت جناب عباس علیہ الصلوات والسلام بار بار آواز دے رہے تھے

☆ غضواابصارکم وطاطئو رؤسکم

اے زمین و آسمان کی مخلوق اپنی آنکھیں بند کر کے اپنے سر جھکا دو کیونکہ نبی زادیوں صلواۃ اللہ علیہن کے محمل روانہ ہو رہے ہیں

مؤرخین کا متفقہ قول ہے کہ

☆ خرج الحسین علیہ الصلوات والسلام من تحت لیلة……(R_43)

یعنی امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام رات کے وقت مدینہ طیبہ سے روانہ ہوئے جس وقت مدینہ طیبہ سے باہر تشریف لے آئے وہاں انہوں نے وہ آیت تلاوت کی جو جناب موسیٰ علیہ السلام نے گھر سے نکلتے ہوئے تلاوت کی تھی

☆فخرج منها خائفاً یترقب وقال رب نجنی من القوم الظالمین …… (R_44)

بعض لوگوں نے اس آیت سے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام نعوذ باللہ خوف زدہ تھے حالانکہ حقیقت یہ تھی کہ انہیں تو تمام حالات کا علم تھا، آنے والے واقعات کی خبر تھی، اس سفر کا انجام بھی معلوم تھا پھر خوف کیسا؟ یہ تو سب کچھ راہِ حبیب کے سفر میں اس کے حکم سے ہو رہا تھا

حقیقت یہ ہے کہ شہنشاہ معظم علیہ الصلوات والسلام جناب موسیٰ علیہ السلام سے فرما رہے تھے کہ آپ تنہا تھے ہمارے ساتھ پردہ دار ہیں اس کے باوجود ہمیں دیکھیں ہم پر کوئی خوف طاری نہیں ہے، ہم تو راہ حبیب میں اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کرنے کیلئے بے قرار جا رہے ہیں، حتیٰ کہ ہمارے اٹھارہ دن کے معصوم شہزادہ علی اصغر علیہ الصلوات والسلام پر بھی خوف کا کوئی اثر نظر نہیں آرہا

جس وقت امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام مدینہ سے باہر تشریف لے آئے تو وہاں پہنچ کر بطور سنت کچھ دیر قیام فرمایا، ایک روایت یہ بھی ہے کہ مدینہ کی کئی عورتیں اس مقام تک قافلہ پاک کے ساتھ تھیں، کئی لوگ یہ بھی لکھتے ہیں کہ خاندان کی کئی مستورات صلواۃ اللہ علیہن بھی اس مقام تک ساتھ تشریف لائیں، جب امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام یہاں سے تیار ہوئے تو فرمایا کہ برید اعظم یعنی جو مدینہ سے مکہ کا سیدھا راستہ ہے اُس پر سفر

جاری رکھو......اس مقام پر اصحاب نے عرض کی کہ آقا دشمن بڑا چالاک ہے اور بے ادب ہے، اس لئے مناسب یہ ہے کہ جو راستہ سیدھا مکہ جاتا ہے اُسے چھوڑ کر ہم خفیہ راستوں سے مکہ کا سفر اختیار کریں

اس موقعہ پر امام کائنات علیہ الصلوات والسلام نے وہ تاریخی فقرہ ادا فرمایا جو نہ صرف شجاعت حسینیہ کا مظہر ہے بلکہ ان کے عزم و ہمت کا ترجمان بھی ہے اور تاریخ اسلام کی پیشانی کا جھومر ہے، اندازِ صمدیت میں فرمایا کہ

اگر ہم نے سیدھا راستہ چھوڑنا ہوتا تو مدینہ ہی کیوں چھوڑتے، ہم نے صراطِ مستقیم کی خاطر ہی تو مدینہ چھوڑا ہے......(R_45)

اصحاب عرض کرتے ہیں یہ ہم نے اپنی ذات کیلئے نہیں کہا بلکہ آپ کی ذات کی حفاظت کے خیال سے کہا ہے کہ ہمیں خفیہ راستے سے سفر کرنا چاہیے، امام کائنات علیہ الصلوات والسلام فرماتے ہیں کہ آپ لوگوں نے خفیہ راستے کا مشورہ دیا ہے ہمیں یہ بھی بتائیں کہ موت سے بھی کوئی خفیہ راستہ ہوتا ہے؟ آپ سب سیدھے راستے سے سفر جاری رکھیں

منازل سفر مدینہ تا مکہ

مدینہ طیبہ سے مکہ مکرمہ برید اعظم (یا طریق اعظم جو کہ حاجیوں کا راستہ تھا) کے ساتھ تقریباً 450 کلومیٹر کے فاصلہ پر ہے

پہلے میں درمیان میں آنے والے شہروں کے فاصلے عرض کرتا چلوں

مدینہ سے جنوب مغرب کی طرف 10 کلومیٹر آبیارِ علی علیہ الصلوات والسلام کا مقام ہے، یہاں

شہنشاہ معظم علیہ الصلوات والسلام نے کئی کنوئیں کھدوائے تھے، یہاں سے ایک راستہ سیدھا مکہ جاتا تھا، دوسرا راستہ بدر کی طرف جاتا تھا اور آبیار سے 32 کلومیٹر جنوب مغرب کی طرف ایک دوراہا بھی تھا، جس سے ایک راستہ سیدھا شمال کی طرف تیمہ سے ہوتا ہوا تبوک پہنچتا تھا، پھر وہاں سے شام جاتا تھا

دوسرا راستہ بدر کی طرف جاتا تھا، اس دوراہے سے 39 کلومیٹر مغرب کی طرف مساجد کا شہر آباد تھا، یہاں سے 24 کلومیٹر آگے مغرب کی طرف ام امین کا ایک شہر تھا، یعنی مدینہ سے 105 کلومیٹر کے فاصلے پر یہ شہر تھا

اگر ہم اوسط رفتار سفر کو دیکھیں تو اس سفر کی پہلی منزل اس شہر کے قریب بنتی ہے یعنی مساجد اور ام امین کے درمیان کسی جگہ پر قیام فرمایا ہوگا یا ان دونوں شہروں میں سے کوئی ایک شہر پہلی منزل ہوگا

عبداللہ بن مطیع عدوی دینوری سے ملاقات کا ذکر دو مقامات پر ہے، پہلی ملاقات کے بارے میں درست معلوم نہیں ہے کہ وہ کس مقام پر ملا، بلکہ سفر مدینہ کے فوراً بعد لکھی ہوئی ہے یعنی پہلی منزل پر اس کی ملاقات ہوئی ہے

ہم جب حساب کرتے ہیں تو پہلی منزل یہی بنتی ہے اس لئے ہمیں تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ اس کے ساتھ ملاقات اسی مقام پر ہوئی ہے، اصل وجہ یہ تھی کہ یہ عبداللہ بن مطیع عدوی عبداللہ بن زبیر کا انتہائی قریبی تھا، اس کا یارِ غار تھا، جب عبداللہ بن زبیر مدینہ چھوڑ کر فرار ہوا تو یہ مدینہ میں تھا اور اسے ولید بن عتبہ ملعون نے گرفتار کر لیا تھا جب اس کی گرفتاری کی خبر عبداللہ بن عمر تک پہنچی اس نے آکر دارلامارہ میں احتجاج کیا، براویت دیگر اس کے ساتھیوں نے زندان پر حملہ کر کے اسے آزاد کروادیا

کیونکہ عبداللہ بن عمر کی اس کام میں شمولیت تھی اس لئے ولید ملعون نے کوئی ایکشن نہ لیا اور عبداللہ بن مطیع مکہ کی طرف روانہ ہوگیا تا کہ عبداللہ بن زبیر سے مشورہ کر کے کسی طرف نکلنے کا پروگرام بنایا جائے ،اس لئے اس کی ملاقات شہنشاہ کربلا علیہ الصلوات والسلام سے پہلی منزل پر ہوئی، یہاں اس نے عرض کی کہ آقا کیا آپ بھی مکہ تشریف لے جارہے ہیں؟ شہنشاہِ کربلا علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا ہاں ،اس نے عرض کی وہاں پھر کیا ارادہ ہے؟

شہنشاہ کربلا علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا ہم وہاں پہنچ کر استخارہ کریں گے پھر جس طرف حکم ہوگا اسی طرف جائیں گے......(R_46)

28 رجب 3 مئی اتوار کی رات مدینہ سے سفر شروع ہوا، بعداز دوپہر 3 مئی 680 عیسوی کو یہاں قافلہ پہنچا،سوموار کی نصف شب تک یہاں قیام فرمایا

چونکہ تاریخ ہمیں اس منزل کے بارے میں کچھ نہیں بتاتی اس لئے ہمیں اندازے سے کام لینا پڑے گا، اُونٹوں کے سفر کی اوسط رفتار 8 کلومیٹر سے لے کر 10 کلومیٹر فی گھنٹہ ہوتی ہے

ہمارے علاقے میں آج بھی اُونٹوں کا سفر ہوتا ہے، میں نے خود بھی ایک اونٹ پر سفر اختیار کر کے اس کی اوسط رفتار کا اندازہ لگایا تھا، جو تقریباً یہی بنتی ہے اور وقت کے لحاظ سے کم وبیش روزانہ 12/11 بجے تک سفر ہوتا رہا ہے، یہ تو ہمارے زمانے کی رفتار ہے اس وقت ممکن ہے یہ رفتار زیادہ ہو تو پھر وقت مزید کم ہوجائے گا

ام امین سے 10 کلومیٹر کے فاصلے پر الحمرا کی بستی تھی ،اس سے آگے 12 کلومیٹر کے فاصلے پر دغابج کی بستی تھی، یہاں ایک دوراہا تھا جہاں سے ایک راستہ سیدھا مکہ

جا تا تھا، دوسرا بدر وحنین جا تا تھا، یہاں سے میدانِ بدر 21 کلومیٹر دور تھا یعنی بدر مدینہ سے 148 کلومیٹر کے فاصلے پر تھا، یہ وہ مقام ہے، جہاں جنگ بدر ہوئی تھی
اس مقام کو بدر اس لئے کہا جاتا ہے کہ یہاں قبیلہ غفار (جو جناب ابوذر غفاری کا قبیلہ تھا) کے ایک شخص نے پانی کیلئے ایک کنواں کھدوایا تھا جس کا نام بدر غفاری تھا یہ مقام اسی کے نام پر مشہور رہوا، یہاں سے ایک راستہ شام جا تا تھا، ایک راستہ مکہ جا تا تھا، یہ مقام پہاڑوں کے درمیان ایک وادی کی طرح ہے، اس کے چاروں طرف ریتلی پہاڑیاں ہیں، درمیان میں 8x6 کلومیٹر چوڑی وادی ہے
یہاں ایک بات کی وضاحت کرتا چلوں کہ اسلام کی پہلی جو باضابطہ جنگ ہوئی تھی وہ اسی مقام پر ہوئی تھی، اس کی وجہ یہ نہیں تھی کہ شہنشاہ انبیاءصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابوسفیان کے تجارتی قافلے کو لوٹنے کا حکم فرمایا تھا کیونکہ یہ تو اسلامی اخلاقیات کے خلاف ہے بلکہ اصل وجہ یہ تھی کہ جب مسلمانوں نے ہجرت کی تھی تو انہوں نے سامان سے بھرے ہوئے گھر چھوڑ کر مدینہ کی طرف ہجرت کی تھی، ان کے جانے کے بعد ابوسفیان ان کے گھروں کا سامان لوٹ کر شام بیچنے چلا گیا تھا، جب ابوسفیان مسلمانوں کے سامان کے بدلے شام سے سامان لے کر واپس آرہا تھا تو شہنشاہ انبیاءصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم فرمایا کہ اس کے قافلے سے اپنا سامان چھین لو کیونکہ چور سے اپنا سامان لینے سے کوئی بھی اخلاقی قانون نہیں روکتا، اس مقام پر جنگ بدر اسی وجہ سے ہوئی تھی وہ تو ساحل سمندر کے راستے سے مکہ پہنچ گیا مگر اس کے حمایتی ابوجہل وغیرہ نے آکر جنگ کی
میں یہاں یہ اقرار کرتا چلوں کہ مجھے کسی بھی کتاب میں مدینہ سے مکہ سفر کے دوران

امام کائنات علیہ الصلوات والسلام کے قیام کی منازل کا ذکر نہیں ملا شاید کسی وقت مل جائے ، ہاں مکہ سے آگے کی جملہ منازل کی درست ترتیب اور باقی مواد درست حالت میں مل گیا ہے جو کہ میں آگے پیش کروں گا

اس موقعہ پر میں اس سفر کے اہم شہروں اور بستیوں کا ذکر ضرور کروں گا شاید کوئی محقق اس زاویے پر تحقیق کر کے میرے کام کو آگے بڑھائے

مقام بدر سے 15 کلومیٹر جنوب کی طرف ایک دوراہا ہے جہاں سے ایک راستہ سیدھا مغرب کی طرف ریاض شہر تک جاتا تھا اور دوسرا راستہ کئی پیچ وخم کھاتا ہوا جنوب مشرق کے رخ پر راستے کے شہر مستورہ پہنچتا تھا ، یہ شہر مدینہ طیبہ سے 222 کلومیٹر کے فاصلے پر ہے، یعنی بدر سے مستورہ 74 کلومیٹر کے فاصلے پر ہے، مستورہ سے ربیع 31 کلومیٹر ، ربیع سے خلاص 86 کلومیٹر ، خلاص سے عسفان 20 کلومیٹر ، عسفان سے ام حملا 57 کلومیٹر ، ام حملا سے تنعیم 26 کلومیٹر ، تنعیم سے مکہ مکرمہ 8 کلومیٹر کے فاصلے پر ہے، یعنی مدینہ طیبہ سے مکہ مکرمہ کا کل فاصلہ کم وبیش 450 کلومیٹر بنتا ہے

اس راستے میں بغیر منزل کے ذکر کے ایک واقعہ ملتا ہے جو یہاں نقل کرنا ضروری سمجھتا ہوں

اس راستے پر شہنشاہ کربلا علیہ الصلوات والسلام کا کارواں مصروف سفر تھا انہوں نے دیکھا کہ راستے پر ایک جوان کنواں کھود رہا ہے مگر پانی نہیں آرہا جب شہنشاہ کربلا علیہ الصلوات والسلام کا وہاں سے گزر ہوا تو انہوں نے اپنے رہوار کو کنویں کی طرف موڑ دیا اور قریب جا کر فرمایا اے عبداللہ بن معارج کیا پانی آیا ہے یا نہیں کیونکہ ہمیں بھی پانی پینا ہے، عبداللہ

بن معارج روایت کرتا ہے کہ جب شہنشاہ کربلا علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا کہ ہمیں بھی پانی پینا ہے تو اسی وقت کنویں سے پانی اچھل کر نکل آیا اور تمام کنواں پانی سے بھر گیا، میں فوراً باہر آیا اور شہنشاہ کربلا علیہ الصلوات والسلام کی قدم بوسی کی اور انہیں پانی پیش کیا......
(R_47)

یہ بھی عرض کرتا چلوں کہ اس سفر کی اوسط رفتار 90 کلومیٹر فی یوم کی قریب بنتی تھی کیونکہ امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام نے 28 رجب 3 مئی اتوار کی رات سفر شروع فرمایا اور 3 شعبان 8 مئی جمعہ کے دن یعنی پانچ دن بعد مکہ کے باہر شعب ابی طالب علیہ الصلوات والسلام یا شعب العلیؐ علیہ الصلوات والسلام کے مقام پر پہنچے

اس وقت ایک دستور یہ بھی تھا کہ اکثر قافلے ایسی جگہوں پر قیام کرتے تھے کہ جہاں پانی میسر ہوتا تھا، اس لئے مختلف منازل کا درمیانی فاصلہ برابر تو نہیں ہوتا تھا یعنی کسی منزل کا فاصلہ زیادہ ہوتا تھا اور کسی منزل کا درمیانی فاصلہ نسبتاً کم ہوتا تھا البتہ اوسط رفتار کم و بیش یہی بنتی تھی جو میں نے عرض کی ہے

دوسری منزل مستورہ ہے، مستورہ کے بارے میں یہ بھی معلوم نہیں کہ اس کی کس سائیڈ پر قیام فرمایا گیا مگر یہ ایک منزل تھی جہاں قیام ہوا، مگر یہاں کوئی قابل ذکر واقعہ کتب میں مذکور نہیں، ہاں اتنا معلوم ہے کہ کاروان تسلیم و رضا نے شعبان کا چاند یہاں دیکھا

تیسری منزل عسفان ہے، 6 مئی بدھ کے دن یعنی یکم شعبان کو قافلہ پاک یہاں پہنچا اس مقام پر قیام ہوا اور جمعرات دو شعبان کی رات یہاں سے روانگی ہوئی اس جگہ کے متعلق کوئی قابل ذکر واقعہ کم از کم میری نگاہ سے نہیں گزرا

چوتھی منزل میں اختلاف ہے یعنی کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ چوتھی منزل حنین ہے جہاں جنگ حنین ہوئی تھی ، یہ منزل مکہ سے تقریباً 40 کلومیٹر شمال مغرب کی طرف ہے

اس مقام پر 6 جنوری 630 عیسوی بمطابق 16 رمضان 8 ہجری میں دو قبیلوں ثقیف اور ہوازن کے ساتھ اسلام کی ایک مشہور جنگ ہوئی تھی جو کہ حنین کے نام سے یاد کی جاتی ہے، کچھ لوگوں کا خیال یہ ہے کہ قافلہ پاک نے حنین کی بجائے تنعیم کے مقام پر قیام کیا ہے جو مکہ سے تقریباً 6 کلومیٹر شمال مغرب کی طرف نعمان اور نعیم نام کے دو پہاڑوں کے درمیان ایک وادی ہے اور یہ اہل مدینہ کیلئے میقات بھی ہے یعنی جو شخص مدینہ سے حج کیلئے آئے یا مدینہ کا ہو اور میقات کے اندر آ چکا ہو اس کو واپس اس مقام پر جا کر احرام باندھنا پڑتے ہیں، آج کل اس مقام کو العمرہ بھی کہتے ہیں مکہ سے آنے والوں کیلئے اس وادی سے دو راستے نکلتے ہیں، ایک راستہ شام کو نکل جاتا ہے اور دوسرا مدینہ کی طرف جاتا ہے، اس مقام کے ایک طرف سرف کا علاقہ ہے، دوسری طرف مکہ مکرمہ ہے

قرین عقل روایت یہ ہے کہ امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام نے حنین کو منزل قرار دیا ہوگا کیونکہ اگر تنعیم کو منزل مانا جائے تو آگے شعب کا مقام تو دو چار کلومیٹر کے فاصلہ پر ہے اور شہنشاہ معظم علیہ الصلوات والسلام نے قیام بھی شعب کے مقام پر فرمانا تھا اس لئے یہاں قیام فرمانے کی بجائے سیدھے شعب تشریف لے جا سکتے تھے، میرا اپنا خیال یہی ہے کہ شعب سے پہلی منزل حنین ہی ہے

شعب امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام

مکہ مکرمہ اور تنعیم کے درمیان ایک دوراہا تھا جس کا نام صفاح تھا یہاں سے ایک راستہ مکہ مکرمہ کی طرف جاتا تھا اور دوسرا راستہ شعب امیرالمومنین علیہ الصلوات والسلام کی طرف جاتا تھا، کچھ لوگ اس مقام صفاح کو بطور منزل کے لکھتے ہیں مگر میرا خیال ہے کہ یہ مکہ سے روانہ ہونے والے قافلوں کی انتظارگاہ تھی، جیسا کہ میں نے پہلے بیان کیا ہے کہ اس زمانہ میں جو بھی قافلہ روانہ ہوتا تھا وہ شہر سے باہر جا کر عارضی قیام ضرور کرتا تھا کہ اگر کوئی دوسرا مسافر بھی قافلہ کے ساتھ جانا چاہے تو وہ بھی شامل ہو سکے

مکہ مکرمہ سے صفاح شمال مغرب کی طرف ہے اور وہاں سے شعب کا مقام سیدھا مشرق کی طرف ہے یعنی یہ مقام مکہ سے سیدھا شمال کی طرف ہے اور مکہ سے دو یا تین کلومیٹر دور ہے، کیونکہ مکہ آنے کیلئے صفاح کی طرف سے مڑ کر آنا پڑتا تھا اس لئے یہ فاصلہ کچھ زیادہ ہو جاتا تھا

دوستو! شعب اس مقام کو کہتے ہیں جو دو پہاڑوں کے درمیان گھری ہوئی وادی کی طرح ہو اور یہ جگہ جو آج شعب امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام کے نام سے مشہور ہے یہ مکہ کا ایک حصہ شمار ہوتا ہے، یہ مقام پہلے دور میں شعب ابوطالب علیہ الصلوات والسلام کے نام سے مشہور تھا، یہ پاک عمران علیہ الصلوات والسلام کی ذاتی ملکیت تھا اور ان کے جانوروں کی چراگاہ سمجھا جاتا تھا جس زمانہ میں کفار مکہ ابوسفیان اور دیگر ملاعین نے شہنشاہ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شہید کرنے کی دھمکی دی تو اس وقت جناب ابوطالب علیہ الصلوات والسلام نے

اس مقام پر قیام فرمایا تھا اور اللہ کے پاک نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حفاظت فرمائی تھی، اسی مقام پر کفار مکہ نے پاک گھر سے سوشل بائیکاٹ کیا تھا اور اسی مقام پر جناب عمران علیہ الصلوات والسلام اور محسنہ اسلام بی بی صلواۃ اللہ علیہا کا وصال ایک ہی سال میں ہوا تھا جس کی وجہ سے شہنشاہ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سال کو عام الحزن (یعنی غم کا سال) کا نام دیا تھا، اس مقام پر شہنشاہ کربلا علیہ الصلوات والسلام کے قدیم مکانات موجود تھے جہاں چار ماہ قیام فرمایا اور یہاں سے آپ مکہ مکرمہ تشریف لے جاتے تھے اور اپنے مقصد کو بیان فرما کر واپس تشریف لے آتے تھے مگر اس دوران پاک پردہ داران توحید و رسالت صلواۃ اللہ علیہن مکہ میں تشریف نہیں لے گئیں

یہاں ایک عرض کرتا چلوں کہ عام مسافروں کو حکم ہے کہ جب حدود مکہ میں آئیں تو عمرہ ضرور ادا کریں، احرام ضرور باندھیں اور شعب العلی علیہ الصلوات والسلام مکہ کی توسیع کے بعد تو حدود مکہ میں شمار ہوتا ہے، اس لئے اغلب یہی ہے کہ امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام نے احرام باندھ کر عمرہ کیا ہوگا لیکن یہ بات کسی کتاب میں موجود نہیں ہے مگر چونکہ یہ تاکیداتِ دین میں سے ہے اس لئے اس کا ترک کرنا ممکن نہیں چاہے کسی کتاب میں ہو یا نہ ہو

8 مئی بمطابق 3 شعبان بروز جمعہ امام کائنات علیہ الصلوات والسلام کا یہ کاروان شعب العلی علیہ الصلوات والسلام میں پہنچا اور 7 ستمبر بمطابق 8 ذوالحجہ 60 ہجری تک (یعنی کل 121 دن یا تقریباً چار ماہ) یہاں قیام رہا، اس مقام سے شہنشاہ کربلا علیہ الصلوات والسلام نے جناب حنفیہ علیہ الصلوات والسلام اور باقی خاندان پاک علیہ الصلوات والسلام کو حمزہ بن حمران کے ذریعے ایک خط بھی لکھا تھا……(R_48)

حکومت مکہ

جس وقت امام کائنات علیہ الصلوات والسلام نے مکہ مکرمہ کو زنیت بخشی تو اس وقت مکہ میں یزیدی حکومت کا گورنر یحییٰ بن عاص اموی تھا......(R_49)

عاص اور حکم سعید کے دو بیٹے تھے، حکم مروان کا باپ تھا، اور عاص کے دو بیٹے تھے جن میں سے ایک کا نام یحییٰ بن عاص بن سعید اور دوسرے کا نام سعید بن عاص بن سعید تھا، پھر سعید بن عاص کے دو بیٹے تھے، ایک کا نام یحییٰ بن سعید اور دوسرے کا نام عمر بن سعید تھا، ان تمام کا تعلق بنی امیہ سے تھا

جس وقت امام کائنات علیہ الصلوات والسلام نے مدینہ چھوڑا تھا تو اس وقت مروان نے یزید ملعون کو خط لکھا تھا کہ ولید نے امام کائنات علیہ الصلوات والسلام کو میرے کہنے کے باوجود خود مدینہ سے جانے دیا ہے اس لئے کہ یہ ان کے ساتھ ملا ہوا ہے، اس کا خط جب پہنچا تو فرعون شام نے ولید کی جگہ مدینہ کا گورنر عمر ابن سعید بن عاص کو بنا دیا یعنی شعبان کے آخری عشرے میں ولید کی جگہ عمر بن سعید کو مدینہ کا گورنر بنایا گیا تھا

یحییٰ بن عاص چونکہ ایک بزدل آدمی تھا اور امام کائنات سے پہلے عبداللہ ابن زبیر بھی مکہ پہنچ چکا تھا اور اپنی سیاسی جوڑ توڑ میں مصروف تھا، اس لئے مکہ کی فضا اس کی وجہ سے کافی ٹینس (Tense) تھی، جب سرکارؑ مدینہ سے مکہ کی جانب روانہ ہوئے تو ان کی مکہ تشریف آوری سے پہلے یہ اطلاع مکہ پہنچ چکی تھی کہ وہ مکہ آ رہے ہیں اس لئے یحییٰ بن عاص بہت خائف اور پریشان تھا، یزید ملعون کے مکی حامی یحییٰ بن عاص کی نرم پالیسی کی وجہ سے پریشان اور اس سے نالاں تھے، اس لئے انہوں نے

فرعونِ شام کو خط لکھ کر اسے مکہ کے حالات سے آگاہ کیا تو یزید ملعون نے فوراً اس کی معزولی کا حکم بھیجا اور اس کی جگہ پر اس کے بھتیجے عمر ابن سعید بن عاص کو مدینہ کے ساتھ ساتھ مکہ کی حکومت بھی دے دی، اس وقت عمر ابن سعید نے اپنے بھائی یحییٰ بن سعید کو اپنا نائب بنا کر مدینہ میں چھوڑا اور خود مکہ آ کر وہاں کا نظام سنبھال لیا یہ واقعہ ماہ رمضان کے آخری عشرے کا ہے



﴿ آمین یارب العالمین ﴾



اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ وَّ آلِ مُحَمَّدٍ وَعَجِّل فَرَجَھُم بِقَائِمِھِمْ عَجَلَ اللّٰہُ فَرَجَہُ الشریف وَ صَلَوَاتُ اللّٰہُ عَلَیہِ وَ عَلٰی آلِہٖ اَجمَعِین

یاھوالوہاب الخبیر العلیم
یا مولا کریم عجل اللہ فرجک وصلوات اللہ علیک

مجلس نمبر 8

تعارف جنابِ امیر مسلمؑ

علیہ الصلوات والسلام

امامِ کائناتِ علیہ الصلوات والسلام مکہ مکرمہ میں قیام پذیر ہوئے تو یہاں کوفہ والوں کے خطوط کا سلسلہ شروع ہوگیا، ان کے جواب میں شہنشاہِ معظم علیہ الصلوات والسلام نے اپنے پاک بھائی جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام کو مکہ مکرمہ سے کوفہ روانہ کرنے کا ارادہ کیا کیونکہ شہنشاہِ معظم علیہ الصلوات والسلام تو مکہ میں چار ماہ تشریف فرما رہے، ان کے مکہ چھوڑنے تک مکہ میں کوئی خاص قابل ذکر واقعہ رونما نہیں ہوا، جو واقعات ہوئے وہ کوفہ میں ہوئے یا یوں سمجھیں کہ وہ واقعات صرف جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں، اس لئے مناسب ہوگا کہ یہاں جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام کا مکمل تعارف کروا دوں

569 عیسوی محرم یا صفر میں تبع یمن ابرہہ نے مکہ مکرمہ پر حملہ کیا اور اس حملہ کی وجہ سے اس سال کو عام الفیل کہا جاتا ہے، اس سال 17 ربیع الاول کے دن اللہ کی رحمت ازلی اور کلی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سرزمین مکہ میں جناب عبداللہ بن عبدالمطلب علیہ الصلوات والسلام کے گھر اطہر کو زینت بخشی

یہاں ایک بات عرض کرتا چلوں کہ جس وقت شہنشاہ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آمد کی

خبر پاک عمران کے گھر میں پہنچی تو شہنشاہ امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام کی پاک والدہ ماجدہ صلواۃ اللہ علیہا فوراً اپنے لعل کی زیارت کیلئے جناب عبداللہ علیہ الصلوات والسلام کے گھر اطہر میں تشریف لائیں، انہوں نے آ کر شہنشاہ انبیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اُٹھایا، ان کے رخ انور کی زیارت کی تو ان کے سامنے ان کی حقیقت باطنیہ کے حجابات اٹھا دیئے گئے، اس وقت انہوں نے شہنشاہ بیٹے کے رخ انور کا بوسہ لیا، پھر اپنے سرتاج جناب عمران علیہ الصلوات والسلام کی طرف نگاہ فرما کر فرماتی ہیں کہ کتنی خوش نصیب ہے یہ پاک ماں جس کی گود میں اللہ کا نور اول جلوہ آرا ہوا ہے، اس وقت جناب عمران علیہ الصلوات والسلام نے مسکرا کر فرمایا کہ آپ صرف 30 سال انتظار کریں، بعینہٖ ایسا لعل آپ کی گود کو بھی زنیت بخشے گا

میں عرض کر رہا تھا کہ ان کی دنیا میں آمد کے بعد جناب عمران علیہ الصلوات والسلام کے گھر اطہر میں بھی اللہ کا ابر رحمت کھل کر برسا اور یہاں جناب طالب علیہ الصلوات والسلام بن جناب عمران علیہ الصلوات والسلام کی دنیا میں آمد ہوئی، انہی سے جناب عمران علیہ الصلوات والسلام کی کنیت ہے جناب ابوطالب علیہ الصلوات والسلام اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کی دستار کے وارث امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام کے سب سے بڑے بھائی جناب طالب علیہ الصلوات والسلام ہیں گویا ان دونوں سگے بھائیوں کو ایک ہی سال اپنی اپنی پاک دستار کے وارث نصیب ہوئے

579 میں یعنی ٹھیک دس سال بعد پاک عمران علیہ الصلوات والسلام کے گھر میں دوبارہ خوشیوں کا بادل برسا اور اللہ کی رحمت نے پاک بی بی صلواۃ اللہ علیہا کی جھولی میں جناب عقیل علیہ الصلوات والسلام کو پیش کیا، پھر ان کی آمد کے دس سال بعد یعنی 589 میں پھر اس گھر میں

خوشیاں داخل ہوئی ہیں اور پاک بی بیؑ صلواۃ اللہ علیہا کی گود میں جناب جعفر طیار علیہ الصلوات والسلام کو مسکراتا ہوا دیکھا گیا، ان کی آمد کے دس سال بعد یعنی 599 عیسوی میں 13 رجب جمعہ کے دن طلوعِ آفتاب سے پہلے شہنشاہ معظم امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام کی دنیا میں آمد ہوئی

ان سب پاک بھائیوں کی آمد میں دس دس سال کا فرق تھا، 609 عیسوی 27 رجب کے دن انسانیت پر اللہ جل جلالہٗ نے اپنا سب سے بڑا احسان فرمایا اور اسلام کے سورج کو اذنِ نمود بخشا تو شہنشاہ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اعلان نبوت فرمایا

اس وقت امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام کی ظاہری عمر مبارک 10 سال 14 دن تھی، 610 عیسوی میں جناب عمران پاک علیہ الصلوات والسلام نے تجارت کی غرض سے واسط کا سفر اختیار فرمایا جو کہ آج تو عراق کا شہر سمجھا جاتا ہے، اس زمانہ میں قادسیہ اور مدائن سے جزیرہ تک کا علاقہ ایران کی حدود میں تصور ہوتا تھا، اس زمانہ میں جو مال تجارت موجودہ ایران قدیم فارس وخراسان کی طرف آتا تھا اُس کا مرکز واسط کا شہر تھا، یہاں سے مال بصرے کے راستے سے ایران جاتا تھا

یہاں ایک وضاحت کرتا چلوں کہ عرب وعجم میں حرم کعبہ کی متولیت کی وجہ سے بنی ہاشم علیہ الصلوات والسلام کا بہت احترام تھا، حتیٰ کہ جو لوگ رہزنی یا غارت گری کرتے تھے ان کو بھی اگر معلوم ہو جاتا کہ بنی ہاشم علیہ الصلوات والسلام کا مال تجارت جا رہا ہے تو وہ بھی ہاتھ باندھ کر راستہ چھوڑ دیتے تھے

اس لئے عرب کے تمام بڑے بڑے تاجر اپنا مال اس پاک خاندان کے ساتھ روانہ کرتے تھے یعنی اپنا مال صحرائی قزاقوں بچانے کیلئے ہمیشہ ان کا سہارا لیتے تھے

یہی وجہ تھی کہ عرب وعجم کے تمام تاجر جناب عمران علیہ الصلوات والسلام اوران کے خاندان کے ساتھ اچھے تعلقات پر فخر کرتے تھے اوراپنے لئے اعزاز سمجھتے تھے

اس زمانہ میں عراق کے قبائل میں اتفاق ہوا تھا توانہوں نے اپنے تمام قبائل کے سردار کا ایک لقب مقرر کیا جس طرح رومی بادشاہ کو قیصر کہتے تھے تواس طرح عراقی قبائل کے متفقہ حاکم کومنذر کہا جاتا تھا، اورمنازرہ جوبھی ہوتے وہ بھی پاک خاندان علیہم الصلوات والسلام کے ساتھ اپنے تعلقات کو ہمیشہ اہمیت دیتے تھے ایک توان کی جوعزت عرب وعجم میں تھی وہ قابل رشک تھی دوسری وجہ مال تجارت کا تحفظ بھی تھا

عرب کی تجارت کے بھی موسم تھے یعنی گرمیوں کے موسم میں تمام تاجر اپنا مال شام لے جاتے تھے کیونکہ شام کا موسم سرد تھا، عرب کے اکثر امیر لوگ شام میں گرمیاں گزارتے تھے اس لئے وہاں سامان خوب بکتا تھا، جب سردیوں کا موسم آتا تو شام کی طرف کوئی تجارتی قافلہ نہ جاتا بلکہ تمام قافلے یمن کی طرف جاتے کیونکہ یمن کا موسم سمندری ہواؤں کی وجہ سے معتدل رہتا تھا، جبکہ شام کی سائیڈ پر برف باری ہوتی اور جو درمیانہ موسم ہوتے ان موسموں میں سب سے زیادہ تجارتی قافلے ایران کی سائیڈ یعنی قادسیہ مدائن بصرہ اورواسط کی طرف سفر کرتے اوران کا مرکزی شہر واسط تھا، اسے واسط اس وجہ سے کہا جاتا تھا کہ ایک توکئی شہروں کے درمیان تھا پھر عجم اورعرب کیلئے ایک تجارت کا واسطہ بھی تھا

آمد برسر گفتگو

610 عیسوی میں پاک عمران علیہ الصلوات والسلام نے واسط کی طرف مالِ تجارت کا قافلہ

روانہ کیا اوراس وقت وہ اپنے ساتھ اپنے لخت جگر جناب عقیل علیہ الصلوات والسلام کو لے گئے

اس زمانہ میں دستور یہ تھا کہ جس شہر میں تجارتی قافلہ جاتا اس کی اطلاع پہلے پہنچ جاتی اور شہر کے لوگ قافلہ کا استقبال کرنے کیلئے شہر سے باہر آجاتے، اس وقت تجارتی قافلہ کو بڑی اہمیت دی جاتی تھی، حاکم شہر بھی تجارتی قافلوں کا احسان سمجھتا تھا کہ وہ اس کے علاقہ میں سامان فروخت کرنے آتے تھے، اس وجہ سے جب جناب عمران علیہ الصلوات والسلام کا تجارتی قافلہ پہنچا تو واسط کا حاکم بہت خوش ہوا

جب اسے یہ اطلاع ملی کہ سید العرب وعجم جناب ابو طالب علیہ الصلوات والسلام خود اس قافلہ کی سرپرستی فرمارہے ہیں تو وہ خود ان کے استقبال کیلئے شہر سے باہر آگیا

یہاں یہ وضاحت بھی کرتا چلوں کہ اس وقت واسط کے شہر پر آل فرزندا کی ذیلی و طفیلی حکومت تھی جو شاہ کسریٰ کے ماتحت قائم تھی، یہ بھی بتاتا چلوں کہ آل فرزندا کون تھے؟ یہ دو قبیلے تھے ایک قبیلہ نبط تھا اور دوسرا قبیلہ تبار تھا، ان دونوں قبائل کو آل فرزندا کہا جاتا تھا، اس کی وجہ تسمیہ یہ تھی کہ جناب زرتشت قبل از مسیح کے ایک نبی تھے جو عجم میں مبعوث ہوئے تھے، بعد والوں نے ان کی اصل تبلیغ کو مسخ کردیا تھا ورنہ انہوں نے خدائے واحد کے دین کی تبلیغ فرمائی تھی، ان کے بعد ان کے دو حواری تھے، **نبط وتبار**، ان دو حواریوں کی تبلیغ سے عجم میں جناب زرتشت کے دین کی تبلیغ ہوئی، اور دونوں حواریوں کی اولاد کو تمام فارس میں آل فرزندانِ نبط وتبار کہا جاتا تھا، بعد میں فرزندانِ نبط وتبار کی بجائے آل فرزندا کے نام سے ان کو شہرت ملی

اور لفظ فرزندا بتا تا ہے کہ یہ لفظ عربی نہیں بلکہ فارسی و پہلوی زبان کا لفظ ہے (R_50)
ان قبائل کے جو اشراف تھے انہوں نے واسط کے شہر میں آ کر رہائش رکھی یہ شہران کا شہر شمار ہوتا تھا، اس دور میں یہاں جناب سعد آل فرزندا کے سردار اور حاکم تھے جب انہیں جناب عمران علیہ الصلوات والسلام کی آمد کی اطلاع ملی تو یہ ان کے استقبال کیلئے شہر سے باہر آئے اور ان کو اپنے محل میں مہمان بنایا اور رات کے کھانے کے بعد حاکم آل فرزندا نے جناب ابو طالب علیہ الصلوات والسلام اور جناب عقیل علیہ الصلوات والسلام کے ساتھ رات کی نشست رکھی، نشست کے دوران عرض کی کہ حضور آپ بھی اوصیائے جناب ابراہیم علیہ السلام کی اولاد ہیں اور ہم بھی جناب زرتشت کے اوصیا کی اولاد میں سے ہیں اور ہمیں ہمارے نبی نے آگاہ فرمایا تھا کہ آخری زمانے میں عرب کی سرزمین مکہ میں ایک اللہ کا آخری رسولؐ آئے گا جو یزدان کے ساتھ مل کر اہرمن (شیطان) کو قتل کرے گا، اس وقت تک اس دنیا پر خیر وشر کی قوتیں آپس میں برسر پیکار رہیں گی گویا ایک خدائی میں دو خدا ہوں گے، ایک نیکی کا خدا یزدان رہے گا، ایک برائی کا خدا اہرمن
یعنی انگرا مینیو اور سپنتا مینیو کے مابین ہمیشہ کش مکش رہے گی ...... (گاتھا-45)
اس لئے آپ کو مبارک ہو کہ وہ آخری شہنشاہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کے خاندان میں ظاہر ہوں گے، جناب عقیل علیہ الصلوات والسلام نے مسکرا کے فرمایا کہ وہ ظاہر کیا ہوں گے ہم تو ان کی امامت میں دو نمازیں بھی پڑھ کر آئے ہیں
یہ واقعہ وہ تھا کہ جس وقت شہنشاہ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اعلان رسالت فرمایا اس وقت ایک دن آپ حرم کعبہ میں مصروف نماز تھے، ان کے دائیں طرف جناب

امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام مصروف نماز تھے، ان کے پیچھے محسنہ اسلام بی بی صلوٰۃ اللہ علیہا نماز پڑھ رہی تھیں، عین اس وقت جناب ابو طالب علیہ الصلوات والسلام وہاں تشریف لے آئے، ان کے ساتھ جناب عقیل علیہ الصلوات والسلام بھی تھے، انہوں نے دیکھا کہ شہنشاہ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بائیں طرف کوئی نہیں تو انہوں نے فوراً جناب عقیل علیہ الصلوات والسلام سے فرمایا کہ آپ فوراً جائیں بھائی کی بائیں طرف کاندھا ملا دیں، یہ سائیڈ خالی تو نہ ہو، جاؤ جاؤ جلدی کرو، جناب عقیل علیہ الصلوات والسلام نے اس نماز کا حوالہ دیا

اس رات کی نشست میں رئیس آل فرزندا جناب سعد نے جناب عمران علیہ الصلوات والسلام سے عرض کی کہ آقا وہ شہنشاہ معظم علیہ الصلوات والسلام آپ کے کیا لگتے ہیں؟ مسکرا کر فرمایا ویسے تو وہ میرے سردار ہیں مگر رشتے میں ہم ان کے سگے چچا ہیں

اس نے عرض کی آقا ہم بھی اولاد اوصیا سے ہیں اس لئے ہماری خواہش ہے کہ ہمارا بھی آپ کے گھر پاک کے ساتھ ایک قریبی رشتہ ہونا چاہیے میں یہ چاہتا ہوں کہ آپ میری ایک دختر کو اپنی کنیزی میں قبول فرمائیں، آپ اچھی طرح جانتے ہیں کہ حسب ونسب کے لحاظ سے ہمارا گھر بھی ایک عزت دار گھر ہے

جناب عمران علیہ الصلوات والسلام نے ان کی عرضداشت قبول فرمائی اور اپنے نوجوان لعل جناب عقیل علیہ الصلوات والسلام کا عقد واسط کے شہر میں آل فرزندا کی شہزادی سے کر دیا (R_51)

یہاں ایک وضاحت کرنا ضروری ہے کہ بعض سرسری بین لوگوں نے اموی روایات سے متاثر ہو کر لکھ دیا ہے کہ ایک موقعہ پر جناب عقیل علیہ الصلوات والسلام شام تشریف لے گئے، وہاں اس وقت معاویہ شام کا حکم تھا، اس نے ان کو ایک کنیز خرید کر دی، جس کے بدن سے امیر مسلم پاک علیہ الصلوات والسلام پیدا ہوئے (نعوذ باللہ)......

یہ روایات کئی وجوہات کی وجہ سے غلط ہیں، پہلی بات تو یہ ہے کہ جناب عقیل علیہ الصلوات والسلام امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام کی شہادت سے پہلے کبھی شام گئے نہیں

ابی الحدید معتزلی لکھتا ہے کہ میں نے تاریخ میں ان کا شام جانا 42 ہجری سے پہلے کہیں دیکھا ہی نہیں ہے، اس لئے یہ روایت جھوٹی ہے کیونکہ امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام کی ولادت (1) ایک ہجری میں ہے

اگر ہم بائیو کرانولوجی کے حوالے سے دیکھیں تو پتہ چلتا ہے کہ یہ روایت ہر حوالے سے جھوٹی ہے یعنی معاویہ کی حکومت کا زمانہ دیکھیں تو وہ دوسرے خلیفہ کے دور حکومت میں شام کا عامل بنا تھا مگر اسے صحیح معنی میں حاکم تیسرے خلیفہ نے بنایا تھا معاویہ کی حکومت کو اگر دوسرے خلیفہ کے دور حکومت میں تسلیم کر لیا جائے تو پھر بھی جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام کی ظاہری ولادت کا سن 15 ہجری سے پہلے قطعی نہیں ہو سکتا جبکہ ان کی دنیا میں آمد کا سن (1) ایک ہجری ہے، یہ شہنشاہ کربلا علیہ الصلوات والسلام سے ظاہری عمر میں بڑے تھے

یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس روایت کی اصل حقیقت کیا ہے؟ حقیقت یہ ہے کہ 40 ہجری میں امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام کی شہادت ہوئی، ان کے بعد جناب عقیل علیہ الصلوات والسلام انتہائی ضعیفی کے عالم شام تشریف لے گئے کیونکہ وہاں جناب جعفر طیار علیہ الصلوات والسلام کی ذاتی جاگیر تھی، یہ گرمیوں کے موسم میں وہاں تشریف لے گئے ان کی آمد کی خبر سن کر معاویہ نے انہیں اپنے قصر الاخضر میں دعوت دی، یہاں کھانے کے بعد معاویہ نے طنزاً پوچھا آپ یہ بتائیں کہ جتنے بھی ہاشمی ہیں شادیوں کے بڑے شوقین ہیں (شام میں اس بات کا بہت بڑا پروپیگنڈا تھا کہ ہاشمی شادیوں کے شوقین ہیں)

اس لئے اس نے طنز کیا تھا

یزید ملعون بھی سامنے بیٹھا تھا، جناب عقیل علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا کہ ہم تو اب بھی چاہتے ہیں کہ اگر تم رشتہ دینے پر رضا مند ہو جاؤ تو ہم ایک شادی اب بھی کرنے کیلئے تیار ہیں...... یہ اس کے طنز کا خوبصورت جواب تھا...... معاویہ نے پوچھا کہ آپ اس عمر میں نئی شادی کی خواہش کیوں کر رہے ہیں؟ آپ نے فرمایا ہم چاہتے ہیں کہ تمہاری نسل میں ایک عورت سے ہماری شادی ہو جائے اس سے ایک ایسا جوان فرزند پیدا ہو جو تمہارے اس بیٹے کے ناک پر تلواریں چلائے (R_52)

یہ تمام باتیں مذاق کے رنگ میں ہوئیں اور عرب میں ایسا مذاق عام طور پر ہوتا بھی تھا مگر بعد والوں نے اس کو حقیقت کا رنگ دے دیا

اگر ہم فرض کریں کے کلیہ کے تحت مان بھی لیں تو پھر جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام کا سن مبارک بوقت شہادت 20 سال سے کم ہونا چاہیے مگر ان کا سن مبارک اس وقت تقریباً 60/59 سال تھا

دنیا میں آمد

620 عیسوی میں جناب ابو طالب علیہ الصلوات والسلام کا وصال ہوا، اسی سال محسنہ اسلام معظّمہ بی بی صلوات اللہ علیہا کا بھی دنیا سے انتقال ہوا اور اس سال کو عام الحزن کہا گیا

جناب عمران پاک علیہ الصلوات والسلام کے بعد اللہ جل جلالہ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو زیادہ دیر مکہ میں نہ رہنے دیا اور ہجرت کا حکم ملا

622 عیسوی 13 ستمبر کو شہنشاہ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مکہ چھوڑ دیا اور مدینہ تشریف لے

آئے، 623 عیسوی 5 جون یکم ذوالحجہ امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام کا عقد ہوا، جس وقت ملکہ عالمین بی بی پاک صلوٰۃ اللہ علیہا کی شادی خانہ آبادی ہوئی اس کے چند دن بعد جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام کی دنیا میں آمد ہوئی

تاجدارِ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نمازِ صبح کے بعد مسجد میں خطبہ انشاء فرما رہے تھے کہ جناب عقیل علیہ الصلوات والسلام اپنے ہاتھوں پر اپنے لعل کو اُٹھا کر حاضر ہوئے، انہوں نے اپنے فرزند کو شہنشاہ انبیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے پیش کیا، ان کے ہاتھوں پر رکھ کر عرض کی کہ یہ آپ کا نیا مسلمؑ آ گیا ہے، شہنشاہ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لعل کو اٹھا کر پیار کیا اور فرمایا واقعی یہ پیدائشی اور ازلی مسلمؑ ہے......(R_53)

اسم پاک ہے ''مسلمؑ علیہ الصلوات والسلام'' اس کے بارے میں بھی عرض کرتا چلوں کہ تمام انسانوں کے رکھے ہوئے نام صرف برائے نام ہوتے ہیں مگر زبانِ وحی سے جو نام رکھے جاتے ہیں وہ اسم بامسمیٰ ہوتے ہیں، وہ حقیقتوں کی ترجمانی کرتے ہیں اس لئے چند نکات عرض کرنا ضروری سمجھتا ہوں

() مسلم کے ایک معنی اسلام یافتہ کے ہیں، اس کی تشریح کی ضرورت نہیں کہ کب سے اسلام یافتہ، اور کس سے اسلام حاصل کرنے والا

() مسلم کا ایک معنی ہے صاحب تسلیم، یعنی اپنے آپ کو مالک حقیقی کے سپرد کر دینے والا، اس کی تشریح کی بھی ضرورت نہیں کہ کس مالک کے سپرد، کیسے، کب اور کہاں ایک مسلم بروزن منذر ہے یعنی یہاں اسم فاعل ہے اور اگر اسلام کو یا تسلیم کو صفت مانا جائے تو پھر معنی ہوں گے ''اسلام عطا فرمانے والے''

() مسلم کے معنی ہیں صاحب قلب سلیم ......جس طرح کہ جناب ابراہیم علیہ السلام کے

بارے میں ہے کہ ☆اذ جآء ربہ بقلب سلیم

اوراسی صفت کی وجہ سے ہی جناب ابراہیم علیہ السلام کو مسلم کہا گیا ہے

جناب ابراہیم علیہ السلام نے دعا فرمائی تھی کہ میری اُمت میں ایک امت مسلمہ باقی رکھنا یعنی استجابت کے ثبوت کے طور پر آل ابراہیم علیہم السلام ہمیشہ کعبہ کی متولی رہی اور امت مسلمہ کی حیثیت میں رہے، جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام کا نام مسلم رکھ کر ثابت کیا گیا کہ یہ بھی اسی امت مسلمہ سے متعلق ہیں

( ) شہنشاہ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اللہ جل جلالہٗ نے کہلوایا تھا

☆انا اول المسلمین

یعنی سب سے اول مسلم ہم ہیں اور یہ ان مسلمین میں سے ایک مسلم ہے یعنی نام مسلم رکھ کے یہ ثابت فرمایا کہ آنے والے کسی بدبخت کو یہ گمان نہ ہو کہ نعوذ باللہ اہل بیت میں سے نہیں ہیں بلکہ اول المسلمین آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اور ان مسلمین میں یہ بھی مسلم ہیں گویا یہ بھی اہل بیت علیہم السلام میں سے ہیں

ایک اور بات یاد آگئی ہے دل کہتا ہے کہ وہ بھی عرض کرتا چلوں ایک دن شہنشاہ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام نے عرض کی کہ آقا کیا آپ کو میرے بھائی عقیل علیہ الصلوات والسلام سے بھی محبت ہے

فرمایا (لَہٗ حُبَّین) ہمیں ان سے دو وجہ سے محبت ہے

ایک محبت جناب ابوطالب علیہ الصلوات والسلام کی وجہ سے ہے کیونکہ یہ ان کے ہم شکل ہیں اوران کے لعل ہیں جو ہمارے محسن چچا ہیں، دوسری وجہ یہ ہے کہ ان کا ایک فرزند سب سے پہلے میرے فرزند میرے لعل پر قربان ہوگا یعنی میرے لعل پر قربانی دینے

کیلئے وہ سبقت لے جائیں گے، ملکوت ان پر صلوات پڑھیں گے، مومنین ان پر گریہ وبکا کریں گے اور ان کو رونے والوں پر اللہ تعالیٰ مع ملکوت صلوات پڑھے گا

جب جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام کو جناب عقیل علیہ الصلوات والسلام نے شہنشاہ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آغوش رحمت کے سپرد کیا تو شہنشاہ نے لعل کو سینے سے لگایا پھر پیشانی پر بوسہ دیا اور گریہ فرمانا شروع کیا اور ان کی شہادت کے واقعات بیان فرمائے مگر حالت یہ تھی کہ شہنشاہ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آنسو ریش اطہر سے ٹوٹ ٹوٹ کر سینے پر برس رہے تھے

اس کے بعد شہنشاہ معظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دربار میں امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام کی طرف نگاہ فرمائی، انہیں اپنے قریب بلایا اور یہ معصوم ان کی آغوش میں دے کر فرمایا کہ یہ معصوم چونکہ آپ کے لعل امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام کی قربانی ہے اس لئے اس کی پرورش آپ نے کرنا ہے، ان کی پرورش ملکہ عالمین بی بی پاک صلواۃ اللہ علیہا کی گود میں ہوئی

﴿ اولادِ جنابِ عقیل علیہ الصلوات والسلام ﴾

جناب عقیل علیہ الصلوات والسلام امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام سے عمر میں 20 سال بڑے تھے، ان کے سات فرزند تھے اور وہ تمام امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام کی پاک شہزادیوں کے سرتاج تھے یعنی ان سب کو امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام کی دامادی کا شرف بھی حاصل تھا ان کے نام یہ ہیں

(1)...... جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام

(2)...... جناب محمد علیہ الصلوات والسلام

(3)...... جناب عبداللہ علیہ الصلوات والسلام

(4)...... جناب عبیداللہ علیہ الصلوات والسلام

(5)...... جناب عبداللہ اصغر علیہ الصلوات والسلام

(6)...... جناب عبدالرحمٰن علیہ الصلوات والسلام

(7)...... جناب ابوسعد علیہ الصلوات والسلام

یہ سب سگے بھائی تھے مگر بعض تاریخ دانوں نے اس بات سے اختلاف بھی کیا ہے حقیقت کو مالک ذات خود ہی بہتر جانتی ہے

پہلی جنگ وشجاعت

36 ہجری میں جنگ جمل ہوئی جو بصرہ کے قریب ہوئی تھی، جنگ جمل فتح فرما کر امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام نے اپنی افواجِ خداوندی سمیت واپسی کا سفر شروع فرمایا، بصرہ سے شمال کی طرف قادسیہ کے سامنے ایک دوراہا تھا جس کو القرعا کہتے تھے، وہاں سے ایک راستہ شمال کی طرف کوفہ کو جاتا تھا، ایک راستہ وہاں سے جنوب مغرب کی طرف نکلتا تھا جو مدینہ کی طرف مڑ جاتا تھا، یہ برید اعظم یعنی قدیم سڑک یا شارع حجاج کا مرکزی دوراہا تھا، جب امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام القرعا پہنچے تو انہوں نے مدینہ جانے کی بجائے اپنے راہوار کا رخ کوفہ کی طرف کر دیا اور کوفہ تشریف لے آئے یعنی اس 36 ہجری میں امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام نے کوفہ کو دارالسلطنت قرار دیا

جب امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام مدینہ سے بصرہ جنگ جمل کیلئے روانہ ہوئے تھے

توانہوں نے شہرمدینہ کا حاکم اوراپنانائب جناب عقیل علیہ الصلوات والسلام کو بنایا تھا، اس لئے کوفہ کوشرف عطافرمانے کے بعد جناب عقیل علیہ الصلوات والسلام کو اطلاع بھیجی کہ آپ اب مدینہ کے مستقل حاکم ہیں اور ہماری نگران آنکھ بن گردوپیش پر نگاہ رکھیں

جس وقت شہنشاہ معظم امیرکائنات علیہ الصلوات والسلام کوفہ میں مقیم تھے تو حج کے موقعہ پرآپ نے اپنی طرف سے جناب عقیل علیہ الصلوات والسلام کو امیرحج بنا کر مکہ بھیجا تھا کیونکہ یہ بھی ایک شیعہ سنی مسلمہ ہے کہ حج وہ درست ہے جوخلیفۃ الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا ان کے کسی نائب کی سرپرستی میں اداکیاجائے، ورنہ حج نہیں ہوتا

اس لئے ہردورمیں امیرحج خلیفہ وقت یااس کے کسی نہ کسی عامل کو بنایا جاتا ہے اورہمارے زمانہ میں شہنشاہ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کے ہرسال حج کیلئے تشریف لے آنے کی اصل وجہ بھی یہی ہے کہ وہ اگرتشریف نہ لائیں تومومنین کا حج بھی ادانہیں ہوگا

مکہ میں پہنچ کہ جناب عقیل علیہ الصلوات والسلام نے امیرکائنات علیہ الصلوات والسلام کو خط لکھا کہ میرے پاک بھائی ہم حج کیلئے مدینہ سے مکہ آرہے تھےتوراستہ میں مقام قدید پرہم نے عبداللہ بن سعد بن ابی السرح کو 40 فرزندانِ طلقا کے ساتھ دیکھا جوحج کی پرواہ کئے بغیرشام جارہے تھے

ان کی باتوں سےہمیں محسوس ہواہے کہ ہندجگرخوارکے بیٹے کےعزائم اچھےنہیں، وہ آپ سے جنگ کرنے کی تیاری میں مصروف ہےاوراپنے گماشتوں کوجمع کررہاہے

ہمیں مکہ میں یہ بات بھی معلوم ہوئی ہے کہ ضحاک بن قیس نے آپ کی حکومت میں تخریب کاری کی نیت سےعراق میں سماوہ، واقصہ، قطقطانیہ، شیراف اورصفاح کے مقام تک غارت گری کی ہےاوروہ زندہ واپس بھی آگیاہے یہ خبرسن کرہمیں آپ کی

طرف سے فکر لاحق ہوگئی ہے

آپ ہمیں یہ آگاہ فرمائیں کہ آپ اپنی زندگی سے اکتا گئے ہیں؟

کیا آپ کا اس حیاتِ ظاہری سے دل بھر گیا ہے؟ واللہ ہم آپ کے بعد ایک لمحہ بھی زندگی بسر کرنا نہیں چاہتے، آپ اس پاک گھر کا کل سرمایہ ہیں، آپ اس گھر کے مالک ہیں، آپ کا اس امت کے معاملات سے دور رہنا ہی مناسب ہے، آپ ان کو ان کے حال پر چھوڑ دیں، ان کے حساب کیلئے روز جزاء ہی کافی ہے اور آپ کی حکومت اِلٰہیہ وہ ہے کہ جس میں کسی غیر کا حصہ نہیں

میں عرض کروں گا کہ آپ کوفہ چھوڑ کر واپس مدینہ تشریف لے آئیں، اگر آپ نے فرعونِ شام کو سبق سکھانے کا پروگرام بنا ہی لیا ہے تو پھر ہمیں مدینہ کی حکومت سے آپ کی نصرت میں جان دینا زیادہ عزیز ہے، اس لئے ہمیں آپ اجازت دیں کہ ہم مدینہ چھوڑ کر کوفہ حاضر ہو جائیں، اگر آپ کی مصلحت اس میں ہے کہ ہمارا مدینہ رہنا زیادہ ضروی ہے تو پھر ہماری تمام اولاد کو اپنی نصرت کا موقعہ دیں اور انہیں اپنے پاس بلالیں

انہوں نے یہ خط لکھ کر جناب عبیداللہ ازدی کو دیا اور فرمایا کہ کوفہ سے اس کا فوری جواب لے آئیں، امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام کے پاس جب بھائی کا خط پہنچا تو خط پر نگاہ فرماتے ہوئے بھائی کی محبت آنکھوں میں عود کر آئی پھر جواباً تحریر فرمایا کہ

آپ کا گرامی نامہ پہنچا آپ کی شفقت اور محبت شفقت پدری کا متبادل ہے مگر ہمارے ہوتے ہوئے آپ کو تلوار اُٹھانے کی ضرورت نہیں، اگر فرعون شام تلوار اُٹھائے گا تو ہماری ذوالفقار بھی کند نہیں ہوئی، ضحاک ملعون واقعی غارت گری

کرنے آیا تھا مگر ہم نے ایک دستہ روانہ کیا تھا جس کی وجہ سے وہ فرار ہو کر حجاز پہنچ گیا ہے، حجاز بھی ہم سے دور نہیں ہے

آپ کی شرط تھی کہ آپ کو بلایا جائے یا آپ کی اولاد کو بلایا جائے آپ کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے لکھ رہے ہیں کہ اپنے تمام فرزندوں کو کوفہ روانہ کر دیں، وہ ہمارے قوت بازو ہیں ......(R_54)

اس خط کے جواب میں جناب عقیل علیہ الصلوات والسلام نے اپنے تمام فرزندوں کو کوفہ روانہ کر دیا، کچھ دنوں بعد پتہ چلا کہ فرعونِ شام کوفہ پر حملہ کرنے کیلئے شام سے روانہ ہو چکا ہے، اس وقت امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام نے اپنی فوج ظفر موج کو تیار ہونے کا حکم دیا، کوفہ سے شمال کی طرف رقہ اور بالس کے درمیان کربلا سے شمال کی طرف صفین کا مقام ہے، یہاں ذوالحجہ کے آخر میں دونوں لشکر روبرو ہوئے، مگر محرم کا چاند نظر آ گیا جس کی وجہ سے دونوں فوجوں کے سپاہیوں نے ہتھیار اُتار کر رکھ دیئے، کیونکہ اسلام سے پہلے اور بعد میں محرم میں جنگ کرنا حرام تھا اس لئے جنگ رک گئی، ایک ماہ دونوں لشکر صفین کے مقام پر بیٹھے رہے جب صفر کا چاند نظر آیا تو پھر جنگ کے طبل بج اُٹھے

اس جنگ کی تفصیل کئی حوالوں کے ساتھ میں پیش کر چکا ہوں، یہاں صرف اتنا بتانا ہے کہ اس وقت جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام کی عمر 35 سال کچھ ماہ تھی یعنی عین جوانی کا عالم تھا

پاک خاندان میں سے جن چار جوانوں کو شجاعت میں عین امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام مانا جاتا تھا ان میں جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام بھی تھے دوسرے جناب محمد حنفیہ علیہ

الصلوات والسلام، تیسرے جناب قمر بنی ہاشم حضرت عباس علیہ الصلوات والسلام اور چوتھے جناب سجاد علیہ الصلوات والسلام تھے

ان چاروں نو جوانوں کو شجاعت میں ہمسر خیبر شکن کہا جاتا تھا اور عجیب بات یہ ہے کہ اسی 36 ہجری میں جناب سجاد علیہ الصلوات والسلام کی دنیا میں آمد بھی ہوئی

جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام کی شجاعت کا پہلا مظاہرہ جنگ صفین میں ہوا، 37 ہجری صفر کے مہینہ میں شام کی فوجیں سامنے آئیں تو امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام نے اپنے لشکر کی صف بندی فرمائی، اس وقت عام طور پر لشکر کو پانچ حصوں میں تقسیم کیا جاتا تھا جس کی وجہ سے کامل لشکر کو الخمیس بھی کہا جاتا تھا یعنی

(میمنہ) لشکر کا رائٹ سائیڈ دستہ، (میسرہ) لشکر کا لیفٹ سائیڈ دستہ، (قلب) لشکر کا درمیانہ دستہ، (رقاب) یعنی وہ نگران فوجی دستہ جو کہ کمزور سائید کی مدد کیلئے پیچھے رکھا جاتا ہے، (شرط) یہ قلب لشکر کے سامنے سب سے اگلا فوجی دستہ ہوتا تھا جو سب سے پہلے جنگ میں کام آتا تھا

() میمنہ کے لشکر کا علم انہوں نے جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام کو عطا فرمایا اور حسنین پاک علیہما الصلوات والسلام اور جناب عبداللہ بن جعفر علیہ الصلوات والسلام کو ان کا معاون بنا دیا (R_55)

() میسرہ کا سرپرست جناب محمد حنفیہ علیہ الصلوات والسلام کو بنایا اور انہیں علم عطا کر کے فرمایا جناب محمد بن ابوبکر سلام اللہ علیہ آپ کا معاون ہے

() قلب لشکر کا کنٹرول سرکار امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام نے اپنے دست قدرت شعار میں رکھا اور معاون خصوصی مالک اشتر سلام اللہ علیہا کو بنایا

() رقاب کیلئے جناب عباس بن ربیع بن حارث بن جناب عبدالمطلب علیہم الصلوات والسلام کو

مقرر فرمایا اور ان کے ماتحت اشعث بن قیس کندی کو رکھا گیا
() شرط پر جناب سعید بن قیس ہمدانی، جناب بدیل بن ورقہ، جناب سعید خزاعی، اور رفاعہ بن شداد (جو لشکر توابین کے ساتھ شہید ہوا تھا) جناب عدی بن حاتم طائی (جو جناب طرماح کے والد تھے) ان کو متعین فرمایا گیا
اس وقت جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام کی بھرپور جوانی تھی، یہاں انہوں نے جنگ کے وہ جوہر دِکھائے کہ مخلوق کو کہنا پڑا کہ خیبر شکنی اس گھر کے خون میں داخل ہے اور اس گھر کا ہر فرد تلوار کے جوہر دِکھانے میں امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام بن کر سامنے آتا ہے
اس جنگ کے مکمل حالات تو میں یہاں بیان نہیں کر سکتا بس اتنا عرض کروں گا کہ اس جنگ میں جناب عقیل علیہ الصلوات والسلام کے شیر نے مالک اشتر سے بڑھ کر جنگ کی، جناب محمد حنفیہ علیہ الصلوات والسلام اور جناب مالک اشتر اور جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام جب اجتماعی جنگ میں علم لشکر کو لہرا کر فوجوں کے سر کاٹتے تو معلوم ہوتا سامنے فوج نہیں گندم کی تیار فصل ہے، جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام نے جنگ میں لڑائی کا حق یوں ادا کیا کہ ثانی امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام بن گئے، دنیا آج بھی ان کو امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام کے نام سے جانتی اور پکارتی ہے، جناب امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام کی پاک دختران میں سے سات شہزادیاں صلواۃ اللہ علیہن جناب عقیل علیہ الصلوات والسلام کے فرزندان علیہم الصلوات والسلام کے حرم میں ہیں، ان میں سے ایک شہزادی صلواۃ اللہ علیہا جناب امیر مسلم پاک علیہ الصلوات والسلام کے حرم میں تھیں
مکہ کے واقعات میں ہے کہ امام علیہ الصلوات والسلام نے اپنی پاک بہن صلواۃ اللہ علیہا سے ایک

مشورہ کیا اور فرمایا کہ ہمارے مقصد کی تکمیل مظلومیت کے ساتھ ہونا ہے اور ہمارے ساتھ چار اسداللہ خیبر شکن ہیں ان کو عالم جلال میں روکنا ناممکن ہو جائے گا، آپ ہمیں مشورہ دیں کہ ہمیں کیا کرنا چاہیے...... پاک بہن صلواۃ اللہ علیہا نے فرمایا کہ ان کو تقسیم کر دیں، جناب محمد حنفیہ علیہ الصلوات والسلام کو واپس مدینہ بھیج دیں، جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام کو کوفہ بھیج دیں، اپنے غیور بیٹے امام سجاد علیہ الصلوات والسلام کی ذمہ داری آپ اٹھالیں اور بھائی عباس علیہ الصلوات والسلام کی ضامن میں ہوں، وہ خاموشی سے زین تو چھوڑ دے گا مگر تلوار نہیں اٹھائے گا، اسی مشورے کے تحت امام علیہ الصلوات والسلام نے جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام کو کوفہ روانہ کرنے کا پروگرام بنایا

14 ماہ رمضان 60 ہجری 17 جون 680ء بدھ کا دن ہے، گرمی سے دہکتے جلتے ہوئے پہاڑوں کے درمیان مقام شعب میں 3 شعبان سے ایک چھوٹا سا قافلہ پاک ایک ماہ 11 دن سے قیام پذیر ہے، یہاں جناب ابوطالب علیہ الصلوات والسلام کے زمانہ سے کچے مکان بھی تھے، ان میں پاک پردہ داران توحید و رسالت صلواۃ اللہ علیہن نے قیام فرمایا ہوا تھا، مردوں نے خیام میں قیام فرمایا ہوا تھا

ان خیام کے قریب ایک بڑا خیمہ تھا، اس میں ایک قالین تھا جس پر تکیے رکھے ہوئے تھے، اس کے مقام صدر مجلس پر شہنشاہ کربلا علیہ الصلوات والسلام ایک تکیے کا سہارا لئے تشریف فرما تھے، ان کے پاس خاندان پاک علیہم الصلوات والسلام کے چند افراد بھی موجود تھے، کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام کا انداز ایسا تھا جیسے کسی کا انتظار فرما رہے ہوں، اس وقت جناب عقبہ بن سمعان خیمہ کے اندر داخل ہوئے

انھوں نے آدابِ شاہی کو ملحوظ رکھتے ہوئے سلام عرض کیا، شہنشاہ معظم علیہ الصلوات والسلام

نے انہیں جواب دیا پھران کی طرف استفہامیہ نگاہیں فرمائیں، انہوں نے عرض کی یاابن رسول اللہ قیس بن مسہرالصید اوی الاسدی اذنِ باریابی چاہتا ہے

امام پاک علیہ الصلوات والسلام نے سر کے اشارے سے اسے اندر آنے کی اجازت دی، تھوڑی دیر بعدان کے ساتھ خیمہ اطہر کے اندر جناب قیس بن مسہرصیداوی الاسدی جناب یحییٰ بن ہانی اور جناب سعید بن عبداللہ سر جھکا کر خیمے میں داخل ہوئے، ان کے ہاتھوں میں تھیلے تھے، کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام کو سلام کیا پھر وہ تھیلے سامنے رکھ دیئے، ان تھیلوں میں کوفیوں کے خطوط تھے، یہ تین قاصد 600 خطوط لے کر آئے تھے، ان خطوط کو ملاکر کوفیوں کے خطوط کی کل تعداد 30 ہزار تک ہوگئی تھی، یہ قاصد 10 رمضان یعنی 13 جون ہفتہ کے روز پہنچے

آج ان کو کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام نے آخری جواب عطا فرمانا تھا، انہوں نے خطوط سے بھرے ہوئے تھیلے تاجدار کربلا علیہ الصلوات والسلام کے سامنے انڈیل دیئے

ان خطوط میں کوفہ آنے کی اس انداز میں دعوت تھی کہ اگر آپ تشریف نہ لائے تو ہم فاسق وفاجر کی بیعت کرلیں گے اور اپنی تمام گمراہیوں کا ذامہ دار آپ کے پاک نانا کے سامنے آپ کو ہی کو ٹھہرائیں گے، ورنہ ہر صورت میں تشریف لائیں اور ہماری ہدایت فرمائیں، کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام نے اپنے اصحاب اور پاک گھر والوں کی طرف نگاہ فرمائی اور فرمایا ان خطوط میں کوفیوں نے ہم پر حجت تمام کی ہے، انہوں نے لکھا ہے کہ ہم اپنی ہدایت کیلئے آپ کو کوفہ آنے کی زحمت دے رہے ہیں، اگر آپ کوفہ تشریف نہ لائے تو ہم یزید ملعون کی بیعت کرلیں گے اور کل اگر خالق نے ہم سے اس گناہ کی باز پرس کی تو ہم یہ جواب دیں گے کہ ہم نے

تو آپ کے ازلی نمائندہ کو کوفہ آنے کی دعوت دی تھی وہ نہیں آئے تھے، اس لئے ہم سے جو کچھ بھی ہوا ہے وہ ان کی وجہ سے ہوا ہے

کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا کہ اب ہم پر بھی واجب ہوگیا ہے کہ ہم بھی اُن پر حجت تمام کریں، اس لئے اب ہمیں کسی نہ کسی کو کوفہ روانہ کرنا ہوگا

یہ فرما کر آپ خاموش ہوگئے، کچھ دیر سر جھکا کر بیٹھے رہے، اس کے بعد خیمہ میں چاروں سمت نگاہ فرمائی جیسے کسی کو تلاش کر رہے ہوں، ان کی نگاہِ تفحص کو دیکھتے ہوئے جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام کے بڑے فرزند جناب عبداللہ علیہ الصلوات والسلام نے آگے بڑھ کر عرض کی آقا آپ کسے تلاش کر رہے ہیں

کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا ہم تمہارے بابا کو دیکھ رہے ہیں، وہ جلدی سے خیمہ سے باہر نکلے، اُنہوں نے فوراً جا کر اپنے بابا پاک علیہ الصلوات والسلام سے عرض کی کہ کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام آپ کو یاد فرما رہے ہیں، وہ فوراً بارگاہ میں حاضر ہوئے

امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام نے بھائی کی سفید ریش پر حسرت بھری نگاہ فرمائی، کچھ دیر سر جھکا کر بیٹھے رہے، جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام کی نگاہیں تلاوتِ مصحف رخِ شبیرؑ علیہ الصلوات والسلام میں مصروف رہیں، کچھ دیر بعد امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا میرے بھائی کوفیوں نے ہم پر اتمام حجت کی ہے، اب آپ ہماری نیابت میں کوفہ تشریف لے جائیں، وہاں کے حالات سے ہمیں آگاہ فرمائیں پھر ہم بھی آجائیں گے، منزل تو ہم دونوں بھائیوں کی ایک ہی ہے مگر وہاں کوئی پہلے پہنچے گا تو کوئی بعد میں ......(R_56)

جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام سر جھکا کر عرض کرتے ہیں حکم امام بسر وچشم قبول ہے

مگر کوئی قابل اعتماد نہیں کیونکہ تمام دنیا جانتی ہے کوفی لا یوفی ہیں، کوفیوں نے آج تک کسی سے وفا نہیں کی، امام علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا اتمام حجت کیلئے بھیجنا ضروری ہے، آپ تمام خاندان پاک علیہم الصلوات والسلام اور اپنے گھر والوں سے وداع کر لیں کیونکہ سفر میں دکھ سکھ آتے رہتے ہیں پھر اپنوں کو حسرت رہ جاتی ہے

آپ سامانِ سفر تیار کر والیں، اس سفر میں اپنے ساتھ قیس بن مسہر الصید اوی کو بھی لے جائیں، آج تیاری کریں اور کل علی الصبح آپ نے یہاں سے روانہ ہونا ہے

امام علیہ الصلوات والسلام کا حکم سن کر جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام اپنے خیمہ میں تشریف لے آئے، مستورات کو اطلاع دی کہ صبح ہماری کوفہ تیاری ہے سامان سفر تیار کریں، سامان سفر تیار ہونے لگا، جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام سامان کو دیکھ رہے تھے کہ اچانک پچھلی طرف سے دو چھوٹے چھوٹے معصوم شہزادوں نے آکر پاک بابا کے گلے میں باہیں ڈال دیں، ایک معصوم نے دائیں رخسار سے اپنا رخسار ملایا اور دوسرے شہزادے نے بائیں رخسار سے اپنا رخسار ملایا، دونوں شہزادوں نے پوچھا بابا جان آپ کہاں جا رہے ہیں؟ جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام نے دونوں فرزندوں کو گلے سے لگایا، بوسہ لیا اور فرمایا کہ تمہارے آقا کے حکم پر ہم کوفہ جا رہے ہیں

جیسا کہ کمسن بچوں کا دستور ہوتا ہے بابا کے منہ سے منہ ملا کر عرض کرتے ہیں بابا ہمیں بھی ساتھ لے کر جائیں، جناب فرماتے ہیں میرے لعل تمہارے آقا نے تمہیں ساتھ لے جانے کی اجازت نہیں دی، دوسری وجہ یہ ہے کہ موسم بہت سخت گرم ہے، صحرا کا سفر ہے، پھر یہ بھی معلوم نہیں کہ کوفہ والے کرتے کیا ہیں، دونوں معصوم گلے میں بانہیں ڈال کر عرض کرتے ہیں بابا جان آپ ہماری اجازت بھی خود لے آئیں

ہمیں ساتھ ضرور لے کر جائیں، جناب فرماتے ہیں دیکھو میرے لعل تمہارے آقا سے ہم کس طرح عرض کر سکتے ہیں تم خود جا کر اجازت لے آؤ اگر وہ اجازت فرمائیں گے تو ہم ضرور لے کر جائیں گے، سامان سفر تیار ہو رہا ہے، یہ دونوں شہزادے اپنے باباؑ کے پیچھے پیچھے آہستہ آہستہ چل رہے ہیں، جس طرف جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام جاتے ہیں یہ ساتھ ساتھ چلتے ہیں

جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام نے دیکھا کہ دونوں شہزادے مایوس چہروں سے بابا کی طرف دیکھ رہے ہیں، سرکار نے بلا کر پھر سینے سے لگایا پیار کیا اور فرمایا میرے لعل جب نماز عشاء کے بعد امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام اپنے خیمہ میں تشریف لائیں تو آپ اپنی والدہ صلواۃ اللہ علیہا کو اپنے ساتھ سفارش بنا کر چلے جانا، امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام سے اجازت لینا، اگر اجازت ملی تو ہم تمہیں ساتھ لے جائیں گے

شہزادوں کو یہ فرمان سن کر تسلی ہوئی، جب رات ہوئی اور امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام اپنے حرم سرا میں تشریف لے آئے تو یہ کمسن شہزادے اپنی پاک ماں صلواۃ اللہ علیہا کے ساتھ امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام کی خدمت میں حاضر ہوئے، سرکار کی نگاہ شہزادوں کے پر امید چہروں پر پڑی، آنکھیں سراپا سوال بنی ہوئی تھیں، امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام کی آنکھیں اشکبار ہو گئیں، فرمایا شاید پاک ماں صلواۃ اللہ علیہا کو ساتھ لا کر اپنے بابا کے ساتھ جانے کی اجازت لینے آئے ہو، شہزادوں نے سر جھکا دیا، امام علیہ الصلوات والسلام فرماتے ہیں آؤ ہمارے گلے سے لگ جاؤ پھر تمہیں اجازت ہے، شہزادے قریب آئے، آقا نے دونوں کے بوسے لئے، بار بار گلے سے لگایا، آنکھیں برس رہی ہیں پھر فرمایا بہت کمسن ہو، سفر بھی مشکل ہے، گھبرانا نہیں، جہاں تم جا رہے ہو عنقریب ہم

بھی وہاں پہنچ جائیں گے، سفر میں تکالیف آ جاتی ہیں پریشان نہیں ہونا، مقدر میں ہوا تو ہم بھی تم سے آن ملیں گے، اپنے شہنشاہ ماموں علیہ الصلوات والسلام سے اجازت لے کر دونوں شہزادے بہت خوش ہو گئے، فوراً اپنے خیمہ میں پہنچے، ان کی پاک ماں صلواۃ اللہ علیہا نے دوبارہ ان سے پیار کیا پھر ان کی ضرورت کا سامان تیار کیا......(R_57)

15 ماہ رمضان کی رات گزر رہی ہے، تمام گھر بیدار ہے کیونکہ آدھی رات کے بعد یہ مختصر قافلہ روانہ ہونا ہے، روانگی کا وقت قریب آیا تو پاک ماں صلواۃ اللہ علیہا نے فرزندوں کو نئی پوشاکیں پہنائیں، ان کی زلفیں سنواریں، دونوں شہزادوں کو گود میں بٹھایا اور جی بھر کے دونوں کو پیار کیا، ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ یہ معظّمہ بی بی اپنے پیار کرنے کی تمام حسرت اسی ایک لمحہ میں پوری فرمانا چاہتی ہیں، یہ جانتے ہوئے کہ ان کمسنوں کیلئے میرا پیار کرنے کا یہ آخری موقعہ ہے

جب پاک ماں صلواۃ اللہ علیہا نے اپنے بیٹوں کو پیار کر لیا تو ان معصوم شہزادوں کی دو بہنیں پاک بھائیوں کے قریب آئیں انہوں نے بھائیوں کو بہت پیار کیا گلے سے لگایا روروکر فرماتی ہیں کہ ہمیں تمہارا انتظار رہے گا، تمہارے بغیر ہمیں عید بھی اچھی نہیں لگے گی، تم بہنوں کا پیار بھول نہ جانا، عید آنے والی ہے عید پر ضرور واپس آ جانا

روانگی کا وقت ہو گیا ہے، جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام سب بچوں سے اس طرح پیار کر رہے ہیں جس طرح کہ آخری بار مل رہے ہوں، شہنشاہ وفا علیہ الصلوات والسلام کی پاک بہن سر جھکا کے عرض کرتی ہیں سرتاج اجازت ہو تو ایک بار پھر میں اپنے بیٹوں کو پیار کر لوں، اجازت ملی تو دونوں فرزندوں کو بار بار گلے سے لگا کر پیار کی حسرت مٹائی پھر دونوں کی انگلیاں پکڑ کر اپنے وارث کے قریب آئیں، سر جھکا کر عرض کرتی ہیں

کہ میرے آقا میری آخری گذارش ہے کہ رشتہ کے لحاظ سے آپ ان معصوم شہزادوں کے بابا ہیں، ماں تو نہیں ہیں اس لئے تاکید کرنا چاہتی ہوں کہ سفر میں ان کا بہت زیادہ خیال رکھنا، ان کو والدہ کی کمی محسوس نہ ہونے دینا، رات کو ان دونوں کو اپنے ساتھ سلانا کیونکہ کمسن بچوں کو اگر اکیلا سلایا جائے تو بعض اوقات وہ ڈر جاتے ہیں اور اگر ہو سکے تو عید کے موقعہ پر ان کو ہم سے ضرور ملانا، ہماری نگاہیں آپ کے راستوں پر ہی رہیں گی، ہم آپ کا شدت سے انتظار کریں گے، کوشش کرنا کہ عید پر ضرور لوٹ آنا

مومنین! یہ تو ایک ماں کی خواہش تھی کہ میرے لعل اپنے پاک بابا کے ساتھ عید تک ضرور لوٹ آئیں مگر تقدیر کی ستم ظریفی دیکھیں کہ آج تک ماں اور بہنوں کی نگاہیں اپنے جگر گوشوں کے دیدار کو ترس رہی ہیں، انہیں بلا رہی ہیں، ان کا انتظار کر رہی ہیں، ان کیلئے تڑپ رہی ہیں اور اس تڑپ کو صرف وہ ماں ہی محسوس کر سکتی ہے جس سے اس کا کمسن بیٹا جدا ہو چکا ہو، وہ اس دکھ کی شدت کو سمجھ سکتی ہے

اس لئے تمام مومنین کا اولین فریضہ ہے کہ وہ دل کی گہرائیوں سے دعا کریں کہ اب ان مظلوموں کے دکھوں کا ازالہ ہو، سسکتی ہوئی پاک بہنیں اپنے بھائیوں کو گلے لگا کر پیار کریں، ان کا منتقم حقیقی عجل اللہ فرجہ الشریف فوراً سے بیشتر تشریف لا کر خاندانِ تطہیر علیہم الصلوات والسلام پر روا رکھے گئے ہر ظلم کا انتقام لیں

﴿ آمین یارب العالمین ﴾

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ آلِ مُحَمَّدٍ وَعَجِّل فَرَجَھُم بِقَائِمِھِمْ عَجَلَ اللّٰہُ فَرَجَہُ الشریف
وَصَلَوَاتُ اللّٰہُ عَلَیہِ وَ عَلٰی آلِہٖ اَجمَعِین

یاھوالوہاب الخبیر العلیم
یا مولا کریم عجل اللہ فرجک وصلوات اللہ علیک

مجلس نمبر 9

روانگی امیر مسلمؑ

علیہ الصلوات والسلام

مکہ میں شہنشاہِ معظم مولا امام حسین علیہ الصلوات والسلام کی بارگاہِ اقدس میں کوفیوں کے مسلسل خطوط پہنچنا شروع ہوئے

کوفہ میں ستر 70 قبائل آباد تھے، زیاد بن سمیہ ملعون کے دور میں اہل کوفہ پر اتنے زیادہ ظلم ڈھائے گئے کہ ایک عام کوفی بھی اموی حکومت کو ناپسند کرتا تھا

جب یزید ملعون کی بیعت کی خبر پہنچی تو کوفہ کے تمام قبائل کے سرداروں نے جناب سلیمان بن صرد خزاعی کے گھر میٹنگ کی جس میں متفقہ فیصلہ کیا گیا کہ یزید ملعون کی بیعت نہیں کرنا چاہیے۔۔۔۔۔۔(R_58)

وہاں یہ بھی سوال اُٹھا کہ پھر کس کی بیعت کی جائے؟ کچھ لوگوں نے عبداللہ بن عمر کا نام لیا کہ اسے دعوت دی جائے، کچھ لوگوں نے عبداللہ بن زبیر کا نام لیا، مگر جناب سلیمان بن صرد خزاعی نے شہنشاہ کربلا علیہ الصلوات والسلام کا نام لیا اور کہا کہ

یہ فرزند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی ہیں اور ان کا ساتھ تمام اہل عرب دیں گے، ان کی حکومت اسلام کے عین اصولوں پر قائم ہوگی، یہ لفظ کچھ لوگوں کیلئے تکلیف دہ تھے کیونکہ اسلامی حکومت کے قیام سے عیاشی، لوٹ مار اور نمبر دو کام کرنے والوں کے

امکانات ختم ہو جاتے ہیں، اس لئے کچھ لوگوں نے شہنشاہ معظم علیہ الصلوات والسلام کے نام کو اپنے لئے خطرے کی گھنٹی سمجھا، ان لوگوں نے سب کے سامنے تو اظہار نہ کیا مگر ان کے مزاج سے میل کھانے والی حکومت یزید ملعون کی تھی، اس کے باوجود تمام لوگوں کے ساتھ مل کر انہوں نے بھی خطوط لکھنا شروع کر دیئے

اگر ہم تاریخی حوالوں سے دیکھیں تو صرف ماہِ شعبان میں کوفیوں کے 24 ہزار خطوط پہنچے اور ماہ رمضان کی 10 تاریخ تک کوفیوں کے 30 ہزار خطوط پہنچے

آخری 12 سو خطوط لے کر آخری 3 قاصد 10 رمضان المبارک کو پہنچے یعنی اس عرصہ میں کوئی دن ایسا نہ تھا جس دن کوفہ سے کوئی نہ کوئی قاصد نہ پہنچا ہو

یہاں مناسب ہوگا کہ میں چند رؤسائے کوفہ کے نام بھی لکھ دوں تاکہ آپ کو کچھ نہ کچھ تاریخی صورتِ حال معلوم ہو جائے

() جناب سلیمان بن صرد خزاعی شہید توابین () جناب حبیب ابن مظاہر الاسدی شہید کربلا () جناب رفاعہ بن شداد شہید توابین () جناب مسلم ابن عوسجہ شہید کربلا

() جناب عبداللہ ابن عفیف شہید کربلا () مسیّب بن نجبہ خزاعی شہید کربلا

() جناب عابس بن شبیب شاکری شہید کربلا () جناب مختار بن ابوعبیدہ ثقفی

() جناب عبداللہ بن دال تمیمی () یزید بن حارث () حجاز بن ابجر اسدی

() جناب بریر بن خضیر ہمدانی () اعمش بن طارق () عبدالرحمٰن بن نجیف

() جناب ہانی بن عروہ شہید کوفہ () عمرو بن قیس () عبداللہ بن سعد

() جناب محمد بن کثیر شہید () ورقا بن عازب () امیہ بن سعد طائی شہید

() جبلہ بن علی شیبانی شہید () محمد بن عمرو تمیمی () قاسم بن حبیب ازدی شہید

() جنادہ بن حارث ہمدانی شہید () مجمع بن عبداللہ عائذی شہید () طارق بن اعمش () عمر ابن سعد ملعون () شیث بن ربیع ملعون () عمر ابن حجاج زبیدی ملعون () محمد ابن اشعث ملعون () ابجر بن کعب ملعون () خولیٰ بن یزید اصجی ملعون (R_59)

انہی ناموں پر اکتفا کرتے ہوئے میں یہ عرض کروں گا کہ کوفہ کے کچھ سرداروں نے سرکارؑ کی بھرپور نصرت کی اور شہید بھی ہوئے، کچھ کربلا میں ناصر بن کر شہید ہوئے، اور انہی خط لکھنے والوں میں کافی ملاعین ایسے بھی ہیں جنہوں نے کربلا میں اپنے ہاتھوں سے ظلم کیئے، بہرحال خطوط کا سلسلہ بڑھتا گیا اور امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام تمام خطوط عقبہ بن سمعان کے سپرد فرماتے گئے اور ہر بار فرماتے تھے کہ ان خطوط کی حفاظت کریں یہ اتمام حجت کے کام آئیں گے، اس دوران جو قاصد بار بار آتے رہے ان میں چند لوگوں کے نام بھی لکھ دوں

() عبداللہ بن مسمع ہمدانی () عبداللہ بن شداد (یہ رفاعہ کا بھائی تھا) () عمارہ بن عبداللہ سلولی () عبداللہ بن دال تمیمی () جناب قیس بن مسہر صیداوی () یحییٰ بن ہانی () سعد بن عبداللہ

ان کے علاوہ بھی کافی لوگ قاصد بن کر آئے، خطوط کے بارے میں یہ الفاظ تھے☆

تواترالکتب فی رمضان عندہ حتیٰ اجتمع فی نوب متفرقۃ اثنا عشرالف کتاب (R_60)

یعنی صرف ماہ رمضان میں بارہ ہزار خطوط آئے، کل خطوط ملا کر 30 ہزار خطوط موصول ہوئے، تمام نام نہاد مسلمانوں نے جب یزید ملعون کے خلاف نفرت اور بغاوت کے آثار دیکھے تو ان کا خیال تھا کہ یہ ملعون اس بغاوت پر قابو نہیں پا سکے گا، اس لئے انہوں نے اپنا راستہ بنانے کیلئے ہر طرف خط لکھے، ان کے خطوط ان کی

ذہنیت کی ترجمانی بھی کرتے تھے یعنی ان کے خطوط کا مضمون یہ تھا کہ

اب فصلیں بہت اچھی ہیں، موسمی پھل بے پناہ ہوئے ہیں، ہر چیز آپ کو بلا رہی ہے

یعنی آؤ اور مال غنیمت لوٹو اور ہم اس کام میں آپ کا ساتھ دیں گے

جملہ ابن الوقت لوگوں کے خطوط اس قسم کے تھے......(R_61)

شہنشاہ کربلا علیہ الصلوات والسلام نے جو خط تحریر فرمایا تھا اس کے الفاظ یہ تھے......(R_62)

☆فاناباعث اليكم اخى وابن عمى وثقتى ومن اهل بيتى مسلم بن عقيل علیہما السلام

ہم تمہاری طرف اپنے اہل بیت علیہم الصلوات والسلام کے اس فرد کو روانہ کر رہے ہیں

جو ہمارے بھائی ہیں، قابل اعتماد ہیں اور ہمارے چچا زاد بھی ہیں

خط عطا فرماتے وقت امام کائنات علیہ الصلوات والسلام کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے

اور فرمایا بھائی آپ کو اصل صورت حال بھی بتا دیں

☆ان الله شاء ان يراك قتيل......(R_63)

اللہ آپ کو درجۂ شہادت پر فائز دیکھنا چاہتا ہے پھر دعا فرمائی، پاک بھائی کو اس

طرح وداع فرمایا جس طرح کربلا میں شہزادہ علی اکبر علیہ الصلوات والسلام کو وداع فرمایا تھا

ان کو گلے سے لگا کر بہت دیر تک امام کائنات علیہ الصلوات والسلام گریہ فرماتے رہے

☆وبكى مسلم عليه الصلوات والسلام معه بكاء عالياً

جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام بھی اس لمحہ جدائی میں بلند آواز سے گریہ فرما رہے تھے

امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام نے انہیں گلے سے لگا کر فرمایا بھائی ہم آپ کے جسم اطہر کو

قصر دارالامارہ کی بام سے زمین کی طرف آتا ہوا دیکھ رہے ہیں

☆يابن عم ارجوالله ان يوصلنى واياك مانريد يرفعنا الى درجة الشهادة (R_64)

میرے بھائی ہم دونوں ایک ہی راستے کے مسافر ہیں خالق کے فیصلہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ہم دونوں نے معراجِ شہادت پر فائز ہونا ہے، آپ نے پہلے اور ہم نے بعد میں

کئی روایات یہ ہیں کہ 14 رمضان بعد از نماز ظہر جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام کو روانہ کر دیا گیا تھا مگر درست روایت یہ ہے کہ 15 رمضان کو روانہ کیئے گئے تھے

یہاں میں یہ مناسب سمجھتا ہوں کہ جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام کے کچھ فضائل بھی بیان کرتا چلوں کیونکہ تمام لوگ ان کے مصائب تو پڑھتے ہیں ان کے فضائل کوئی شخص بیان نہیں کرتا اور کرتا بھی ہے تو سرسری طور پر، اس لئے ان کے مقامات عالیہ کی طرف اشارہ کرتا چلوں

مقاماتِ عالیہ

امام کائنات علیہ الصلوات والسلام نے جب جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام کو کوفہ کی طرف روانہ کیا تو اس وقت ان کو کئی اعزازات سے نوازا اور کئی مقامات عالیہ عطا فرمائے

مقام نیابت

پہلا مقام نیابت تھا کہ جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام نائب امام زمانہ علیہ الصلوات والسلام بن کر کوفہ تشریف لے گئے

نیابت، ناب، ینوب کے کئی مقصد ہیں، مثلاً باری آنا، اپنا قائم مقام بنانا، اپنے اختیارات میں شریک کرنا، مصیبت میں مبتلا کرنا کیونکہ کسی کی نیابت اس کے مسائل کو اپنے سر لینے کے مترادف ہوتی ہے، اس لئے اسے مصیبت بھی کہتے ہیں کیونکہ

مصیبت کی دو قسمیں ہوتی ہیں ( ) خیری ( ) شری ......ان دونوں قسموں کی مصیبت کیلئے عربی کا ایک جامع لفظ نوائب استعمال ہوتا ہے جیسا کہ ہم نادعلیؑ میں پڑھتے ہیں ☆تجده عونالك فى النوائب یعنی جو خیر برنگ مصیبت ہو یا شر برنگ مصیبت ہو

امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام ان دونوں قسموں کی مصیبتوں میں انسان کی مدد فرماتے ہیں یعنی شر کی شریت ختم فرما دیتے ہیں اور خیر کی مصیبت کو ختم فرما کر سراپا رحمت بنا دیتے ہیں

جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام کو عہدۂ نیابت حاصل ہوا، یہ نیابت کوئی عام چیز نہیں کیونکہ نیابت کا دائرہ منیب کے دائرہ اختیار تک پھیلا ہوا ہوتا ہے اس لئے ان کو صرف کوفہ کا مالک نہ سمجھو بلکہ عالمین میں ان کی نیابت کارفرما تھی اور ان کی نیابت صرف ظاہری ہی نہ تھی بلکہ باطنی اورسری امور میں بھی ان کو نیابت حاصل تھی اور سب سے اہم بات یہ تھی کہ شہنشاہ کربلا علیہ الصلوات والسلام کے جملہ مصائب کو ان کی نیابت میں اپنے سر لینے کیلئے یہ کوفہ تشریف لے آئے تھے

﴿ مقام امارت ﴾

ان کو امیر بنا کر روانہ کیا جا رہا تھا یہاں صرف اتنا عرض کروں گا کہ امیر روزی رساں کو بھی کہتے ہیں، امیر کے معنی قائد و مالک کے بھی ہوتے ہیں اور حاکم بالتصرف کے بھی ہوتے ہیں، آگے آپ کی مرضی جو بھی معنی سمجھ لیں

﴿ مقام وثاقت ﴾

دوسرا مقام وثاقت ہے یعنی اپنا اصل راز سونپ کر ان پر بھروسہ کیا گیا کہ یہ راز بھی

رہے گا اور عمل بھی ہوگا، انہیں قابل بھروسہ بنایا گیا، معتبر کیا گیا، ایک معنی یہ بھی ہے کہ ان کو صاحب میثاق بنایا گیا

مقام وکالت

جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام کے القاب میں ایک لقب ہے وکیل علیہ الصلوات والسلام

آپ کو یہ بھی علم ہے کہ یہ لقب اللہ کا بھی ہے، آپ بھی نعم الوکیل کہتے ہیں، جو ننانوے اسمائے الحسنٰی بیان کئے جاتے ہیں ان میں اسم الوکیل بھی ہے، وکیل کے معنی ہیں جس پر توکل کی جا سکے، بالفاظ دیگر جسے اپنی مجبوری کی وجہ سے اپنے اختیارات سونپ دیئے جائیں اور جو کامیابی کا ضامن ہو اسے وکیل کہتے ہیں

یعنی اگر کوئی فرد کسی کام کو خود نہ کر سکے یا کام کرنے سے مجبور ہو چاہے وہ مجبوری جسمانی ہو یا روحانی یا سٹیٹس (Status) کی مجبوری ہو یا کسی بھی کمزوری کی وجہ سے وہ آدمی کسی اور سے اپنا کام لے تو اسے وکیل کہتے ہیں یعنی اس کے اندر یہ مفہوم بھی ہوتا ہے کہ کسی مجبوری کی وجہ سے کسی کو اپنا کام سپرد کر دینا

اس کی مثال ہمارے عدالتی نظام میں موجود ہے یعنی جو آدمی خود قانون سے نا آشنا ہے وہ اپنا کیس کسی کے سپرد کر دیتا ہے آگے وکیل کی مرضی اسے چلائے یا نہ چلائے اس کا تمام کیس وکیل کی ذمہ داری ہوتی ہے، اسی طرح نکاح کا معاملہ ہے کوئی عورت مرد خود نکاح نہیں پڑھ سکتے تو وہ کسی پڑھے لکھے کو اپنا وکیل کر لیتے ہیں

وہ مقرر کردہ شخص ☆انکحت لموکلی لموکلتی علی المھر المعلوم کہہ کر ان کی عصمتوں کو ایک دوسرے کیلئے مباح کر دیتا ہے اور ان دونوں کا اختیار شرعاً اسے مل جاتا ہے

اب عورت مرد خاموش ہوتے ہیں تمام ایجاب وقبول وہ وکیل کررہا ہوتا ہے اسی طرح دعا میں بھی وکیل کیا جا سکتا ہے اور دیگر امور میں بھی وکیل کرکے اس کے سپرد وہ کام کیا جا سکتا ہے، بعینہ اللہ جل جلالہٗ نے چودہ معصومین علیہم الصلوات والسلام کو اپنا وکیل قرار دیا ہے کیونکہ وہ قادر ذات ہے اس قادر ذات کے سٹیٹس (Status) اور شان کی یہ مجبوری ہے کہ وہ کسی کے سامنے نہیں آ سکتا، کسی کو بلا واسطہ اپنا تعارف نہیں کروا سکتا، کسی کو بلا واسطہ کوئی چیز نہیں دے سکتا، کسی سے بلا واسطہ کوئی چیز لے نہیں سکتا اس لئے انہوں نے اپنے وکیل بنائے ہیں جس طرح کہ کوئی سربراہ مملکت عدالت میں پیش ہونا اپنی توہین سمجھتا ہے تو وہ کسی کو اپنا وکیل کر لیتا ہے اور وکالتاً پیش ہوکر کیس لڑتا ہے، وکیل کی کوئی بات ذاتی تصور نہیں ہوتی بلکہ وہ جو کچھ کہہ رہا ہوتا ہے وہ عین مؤکل کا بیان تصور ہوتا ہے، اس طرح اللہ جل جلالہٗ کا انسانی شعور کی عدالت میں پیش ہونا اپنی توحید اور وحدت کے کیس کو play کرنا اس کی شان کے خلاف تھا اس لئے اس نے اپنی وحدانیت کو ثابت کرنے کیلئے چودہ معصومین پاک علیہم الصلوات والسلام کو پیش کیا اور جب بھی اللہ کی وحدانیت کو کسی نے چیلنج کیا تو اللہ کا کیس چودہ پاک علیہم الصلوات والسلام نے ہی لڑا چاہے ظاہر ہوکر یا پوشیدہ رہ کر

یعنی شہنشاہ کربلا علیہ الصلوات والسلام نے اپنا وکیل بنا کر جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام کو بھیجا یہ وکیل صرف تاجدار کربلا علیہ الصلوات والسلام کے نہیں تھے بلکہ چودہ پاک علیہم الصلوات والسلام کی وکالت کا عہدہ ان کو مل رہا تھا، وہ وقت ایسا تھا کہ فرعون شام کی طرف سے گویا ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کی نبوت کو چیلنج کیا جا رہا تھا بلکہ خود اللہ کی وحدانیت کو چیلنج کیا جا رہا تھا اور امام کائنات علیہ الصلوات والسلام نے اس کیس کا وکیل بنایا ہے کسے؟ جناب

امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام کو

وکیل کے بارے میں نے عرض کی تھی کہ وکیل کون ہوتا ہے؟ جسے اپنی مجبوری کی وجہ سے کوئی اپنے اختیار سونپ دے اور جو کامیابی کا ضامن ہو وہ ہوتا ہے وکیل

اور یہ یہاں ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کے وکیل بھی تھے چودہ پاک علیہم الصلوات والسلام کے وکیل بھی تھے اور اللہ کے وکیل بھی تھے اور وکیل کامیابی کا ضمانت ہوتا ہے گویا اللہ جل جلالہ کو اس کی وحدانیت کی ضمانت دینے والے ہیں جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام چودہ پاک علیہ الصلوات والسلام کو ان کے مقصد عظیم کی ضمانت دینے والے ہیں جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام ...... اور ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کی نبوت ورسالت کی ضمانت دینے والے کون ہیں؟ جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام ...... یعنی جو اللہ سمیت ہر نبی کو کامیابی کی ضمانت دے اسے کہتے ہیں تاجدار کربلا علیہ الصلوات والسلام کا وکیل

یہ ایک گھنٹے کی بات میں نے چند منٹوں میں مکمل کر دی ہے کیونکہ یہ سلسلہ مقتل کا ہے اس لئے یہاں فضائل پر میں زیادہ وقت نہیں لگانا چاہتا

﴿ مقام سفارت ﴾

سَفَرا، سَفر، سَفِیر کے اندر کئی چیزیں جمع ہوتی ہیں

(1) سفر، () اظہار و درخشندگی () شباہت بالکتاب اسفار () وضاحت () ترجمانی

عام طور پر سفیر کے معنی ایلچی کے کئے جاتے ہیں مگر ایلچی سے سفیر کا مقام منفرد ہوتا ہے جیسا کہ امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام نے نہج البلاغہ میں فرمایا ہے کہ تم ہر کسی کو سفیر نہ بناؤ بلکہ سفیر بنانے کے معاملے میں بہت احتیاط کرو کیونکہ

☆سفیرك ترجمان عقلك یعنی سفیر تمہاری عقل کا ترجمان ہوتا ہے

سفیر اور رسول میں بہت فرق ہوتا ہے رسول کسی کا بھی بھیجا ہوا ہوسکتا ہے، اس لئے جو رسول اِلٰہی ہوگا اس کا نبی یا فرشتہ ہونا لازم ہوگا جیسا کہ جناب جبرئیل کو رسول بنا کر بھیجا گیا تھا انہوں نے جناب مریم سلام اللہ علیہا سے فرمایا

☆انا رسول ربك...... اس طرح جو رسول بن کر انسانیت کی ہدایت کیلئے آئے ہیں ان کا اصطلاحی نبی ہونا شرط ہے ورنہ کفار کے بھیجے ہوئے قاصد کو بھی رسول کہتے ہیں، یہ ایک حقیقت ہے کہ نبی سے رسول کا مقام بلند ہوتا ہے اور رسول سے سفیر کا مقام اونچا ہوتا ہے، اس لئے اللہ جل جلالہ نے نبی بہت بنائے رسول صرف تین سو تیرہ بنائے اور اپنا سفیر چودہ پاک علیہ الصلوات والسلام کو بنایا

اس کی وجہ یہ تھی کہ اللہ تعالیٰ کی ذاتِ واجب الوجود عقل کل ہے، اور کوئی جزا اپنے کل کی ترجمانی کر ہی نہیں سکتی

جیسا کہ سمندر کی ترجمانی کوئی قطرہ نہیں کرسکتا ایسے ہی کوئی عقل جزوی عقل کل کی ترجمانی کرنے میں عاجز ہے، یہی وجہ تھی کہ اللہ جل جلالہ نے اپنا سفیران ذوات کرام علیہم الصلوات والسلام کو بنایا کیونکہ یہ عقل کل کے ترجمانِ کلی ہیں جیسا کہ اس نے کلام اِلٰہی کے بارے میں فرمایا ہے

☆فی صحف مکرمه مرفوعة مطهرة بایدی سفرة کراماً بررة

یہ کلام مقدس اور مکرم صفحات میں ہے جو صفحات بلند ترین ہیں اور مظہر ہیں اور وہ صفحات اس کے (چودہ) سفیروں کے ہاتھوں میں ہیں، جو سفیر عالی مرتبہ اور صاحب اکرام ہیں، اگر دیکھا جائے تو مکرم کے معنی بھی صاحب اکرام کے نظر آتے

ہیں یعنی تکریم دیا گیا یہ اسم مفعول ہے اور اس میں ایسی تکریم کا ذکر ہوتا ہے جس میں تکریم دیئے گئے آدمی کی ایک حدتک عزت ہوتی ہے نہ کہ تکریم کی انتہا ہوتی ہے

میں مثال دیتا ہوں کہ کسی ملک میں دوسرے ملک کا وزیر جاتا ہے تو اسے عزت دی جاتی ہے، 12 توپوں کی سلامی دی جاتی ہے مگر کسی ملک کے سربراہ کے برابر تکریم نہیں دی جاتی کیونکہ اسے 21 توپوں کی سلای دی جاتی ہے، یہ تکریم آنے والے مہمان کے عہدے کے مطابق ہوتی ہے مگر سربراہ مملکت کو وہ تکریم دی جاتی ہے جو تکریم کی آخری حد ہوتی ہے

اس لئے مکرم اور کرام میں یہی فرق ہے جن کو کرام کا لقب ملتا ہے ان کیلئے پیچھے کوئی تکریم بچا کے نہیں رکھی جاتی، یہ بھی یاد رہے کہ کرام کریم کی جمع ہے، یہ ان چودہ کریموں کا ذکر ہے جو اللہ کے سفیر کرام ہیں، اس لفظ پر میں اسمائے امام زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کے تشریحاتی خطبات میں روشنی ڈال چکا ہوں اس لئے یہاں صرف اتنا کہوں گا کہ جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام اللہ کے ایک سفیر کی عقل کے ترجمان بنا کر کوفہ روانہ کئے جارہے تھے اب ان کی عظمت کا اندازہ کون کرسکتا ہے؟

میں اب اپنے موضوع کی طرف آؤں

15 رمضان 60 ہجری 18 جون 680 عیسوی جمعرات سحری کا وقت ہے، مقام شعب یعنی مکہ سے ایک چھوٹا سا کارواں روانہ ہورہا ہے، 14 ماہ رمضان کا دن تیاری میں گزر گیا، رات کو بھی تیاری ہوتی رہی، اس لئے سحری کے وقت قافلہ روانہ ہورہا ہے کیونکہ شدید گرمی کا موسم تھا، دن کو شدید لو اور طوفانی گرم ہوائیں چلتی تھیں اس لئے گرمیوں میں پچھلی رات سے دن کے پہلے پہر تک سفر کیا جاتا تھا، پھر گرمی

زیادہ ہو جاتی تھی جس کی وجہ سے سفر کرنا ممکن نہیں ہوتا تھا

یہاں یہ وضاحت کرتا چلوں کہ شعبان میں ولید ملعون کو معزول کیا گیا تھا اور رمضان میں یحییٰ بن عاص کو معزول کر کے اس کی جگہ عمرا بن سعید ملعون کو حاکم مدینہ اور مکہ بنایا گیا تھا اس لئے اس کی تقرری کی اطلاع پہنچ چکی تھی ، جبکہ اس نے مکہ کا چارج رمضان کے آخری عشرہ میں سنبھال لیا تھا مگر اس بات کا امکان تھا کہ وہ ملعون شاید جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام کے راستے میں رکاوٹ بنے یا ان کا تعاقب کرے اس لئے امام کائنات علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا کہ مدینہ سے مکہ کی طرف جو دو مشہور راستے آتے ہیں ان کی بجائے اس راستے سے سفر کیا جائے جس راستے سے شہنشاہ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ سے مدینہ تشریف لے گئے تھے ، یہ خفیہ راستہ تھا ، اس راستہ کیلئے کسی نہ کسی گائیڈ کی بھی ضرورت پڑتی تھی ، اس لئے شہنشاہ کربلا علیہ الصلوات والسلام نے جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام کے ساتھ دو آدمی قبیلہ قیس کے تیار فرمائے جو ان راستوں سے آشنا تھے ، کئی مؤرخین نے لکھا ہے کہ مدینہ سے گائیڈ ساتھ لئے گئے تھے مگر یہ درست نہیں بلکہ مکہ سے گائیڈ لئے گئے تھے ......(R_65)

دونوں گائیڈ باپ بیٹا تھے ایک کا نام عبداللہ بن منذر ارجی تھا دوسرے کا نام عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن منذر ارجی تھا ، کوفہ میں تعارف کیلئے جناب قیس بن مسہر الصید اوی الاسدی اور جناب یحییٰ بن ہانی اور جناب سعید بن عبداللہ بھی ساتھ روانہ ہوئے

یہاں جناب یحییٰ بن ہانی کے بارے میں اختلاف ہے کہ وہ ساتھ واپس گئے تھے یا نہیں ، خدمت کیلئے چند غلام بھی تھے ، ان میں جناب عمارہ بن عبیداللہ سلولی بھی شامل تھے ، 15 ماہِ رمضان کے زرد رُو چاند نے نگاہ کی کہ شعب کے مقام سے یہ

قافلہ سحری کے بعد چل رہا ہے، ان کے ساتھ پانچ اونٹ ہیں جن میں سے چار اونٹوں پر سامانِ سفر ہے مگر ایک اونٹ پر کجاوہ ہے، اس پر کٹھرا بھی لگا ہوا ہے اس کجاوہ میں دو معصوم شہزادے سوار ہیں، ان اونٹوں کے ساتھ ساربان ہیں، کئی جوان گھوڑوں پر سوار ہیں، ان کے آگے اشقر رنگ کے گھوڑے پر جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام سوار ہیں، اشقر زردی مائل سرخ رنگ کے گھوڑے کو کہتے ہیں

مکہ سے مدینہ منورہ تک بدر اور عسفان والے راستہ سے کل فاصلہ 450 کلومیٹر بنتا ہے، اگر بائی ائیر Byair کوئی جائے تو پھر 338 کلومیٹر بنتا ہے اور ذات العرق کے راستے سے یہ فاصلہ 500 کلومیٹر بنتا ہے، بائی روڈ سفر کرنے سے شاید چند کلومیٹر کا فرق ہو، عربی میلوں سے یہ فاصلہ 166 میل یعنی 55 فرسخ بنتا ہے، یہاں میں عربی پیمائش کا حساب بھی بتا تا چلوں تا کہ کسی کو ضرورت ہو تو اسے معلوم ہو جائے

__1 دانۂ جو =	15.625	سنٹی میٹر
__2 دانۂ جو = 1 انگشت	31.25	سنٹی میٹر
__24 انگشت = 1 درع	75	ڈیسی میٹر
__4 درع = 1 اباع	3	میٹر
__ہزار اباع = 1 میل عربی	3000 میٹر	= 3 کلومیٹر
__3 میل عربی = 1 فرسخ	9000 میٹر	= 9 کلومیٹر
__4 فرسخ = 1 برید	36000 میٹر	= 36 کلومیٹر
__عراقی میل = 2 کلومیٹر	عراقی فرسخ = 6 کلومیٹر	

﴿ بادِ سموم ﴾

دوستو! جب یہ مختصر سا قافلہ مکہ سے روانہ ہوا تو ان کے سامنے مکہ سے کوفہ تک 1647 کلومیٹر کا سفر تھا، یہاں سے یہ قافلہ روانہ ہوا، انہوں نے خفیہ راستے سے مدینہ کی طرف سفر کرنا شروع کر دیا، یہ تمام سفر صحرائی تھا، عام حالات میں یہ تین دن کا سفر تھا مگر اتفاق یہ ہوا کہ جب یہ مدینہ سے صرف ایک دن کے فاصلہ پر تھے یعنی 17 ماہ رمضان 60 ہجری 20 جون 680 عیسوی ہفتہ کی رات صحرائے مدینہ میں بادسموم کا طوفان اٹھا، اگر یہ طوفان نہ آتا تو قافلہ 18 کی رات مدینہ پہنچ جاتا، جب طوفان چلا تو انہوں نے سوچا کہ اگلی منزل قریب ہے اس لئے سفر جاری رکھا جائے کیونکہ طوفان کی وجہ سے سفر کی رفتار سست ہوگئی تھی اور طوفان کی وجہ سے گائیڈ کو راستہ کا تعین بھی نہیں ہوسکتا تھا، کیونکہ اکثر گائیڈ رات کو ستاروں سے سمت معلوم کر کے سفر کرتے تھے، تیز طوفان اور عرب کی موٹے دانے والی ریت نے آنکھیں کھولنے کے قابل نہ رکھا آسمان پر ویسے بھی کوئی ستارہ نظر نہیں آتا تھا اس لئے گائید کو یقین ہو گیا کہ وہ راستہ بھول گئے ہیں، ادھر طوفان میں اچانک تیزی آ گئی

انہوں نے جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام سے عرض کی آقا بادسموم ہے جو انسان کیلئے زہر قاتل سے کم نہیں اور یہ اب تیز ہوتی جا رہی ہے اس لئے ہمیں یہاں رک کر اپنے قدیم طریقے سے اپنا تحفظ کرنا چاہیے

یہاں یہ بھی عرض کرتا چلوں کہ اس خفیہ راستہ سے پانی تو میسر تھا مگر یہ راستہ دشوار گزار تھا اور راستہ میں جو قبائل آباد تھے وہ مسافروں کو لوٹ بھی لیتے تھے یعنی غیر

محفوظ ہونے کی وجہ سے لوگ ان راستوں سے بچنے کی کوشش کیا کرتے تھے
چونکہ اس راستہ سے پانی ملتا رہتا تھا اس لئے گائیڈ نے عرض کی کہ یہاں سے پانی لینے کی ضرورت نہیں اگلی منزل قریب ہے وہاں پانی بھی موجود ہے اس لئے ان کے پاس بہت کم پانی تھا جو بادسموم کی وجہ سے لگنے والی پیاس بجھاتے ہی ختم ہوگیا
جب تیز لو چل رہی ہو تو پیاس زیادہ لگتی ہے کیونکہ جسم کا پانی جلد خشک ہوجاتا ہے اور جسم کے نمکیات بھی ختم ہونا شروع ہوجاتے ہیں، عام طور پر اہل عرب کا یہ دستور تھا کہ اگر کسی کو صحرا میں بادسموم کا طوفان لپیٹ لیتا تو وہ لوگ اپنے اونٹوں کو بٹھا دیتے تھے ان کی ٹانگیں باندھ کر ان کی اوٹ میں خود بیٹھ جاتے تھے اور اپنے اوپر اُونی کمبل جو بکریوں یا اُونٹوں کی اُون کے ہوتے وہ اُوڑھ لیتے تاکہ گرم ہوا نہ لگے
یہاں انہوں نے بھی یہی کیا، اُونٹوں کو بٹھا دیا، ٹانگیں باندھ دیں، کوئی کسی اُونٹ کی اوٹ میں کوئی کسی اُونٹ کی اوٹ میں بیٹھ گیا، جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام اور ان کے فرزند پاک ایک اونٹ کی اوٹ میں بیٹھ گئے، انہوں نے ایک ہی کمبل اوڑھ لیا طوفان تھا کہ رکنے کا نام ہی نہیں لیتا تھا، پوری رات طوفان چلتا رہا، رات کے کسی وقت بچوں نے آواز دی بابا جان پانی دیں، انہوں نے مشکوں میں دیکھا اگر کچھ پانی تھا بھی تو وہ تیز گرم ہوا کی وجہ سے ختم ہو چکا تھا انہوں نے اپنے بچوں کو تسلی دی کہ تھوڑی دیر تک یہ طوفان تھم جائے گا تم گھبراؤ نہیں پھر ہم سفر کریں گے
سامنے تو اگلی منزل ہے مگر طوفان کا دورانیہ طویل ہوتا چلا گیا اُدھر پیاس بڑھتی گئی جب رات اپنے اختتام کے قریب تھی تو اس وقت پاک شہزادگان علیہما الصلوات والسلام کی

کیفیت یہ تھی کہ ان کی آنکھیں بند تھیں اور آہستہ آہستہ آواز آرہی تھی

پانی...... پانی...... پانی

ان کی جب یہ کیفیت دیکھی تو اس وقت عبداللہ بن منذر رارجبی نے اپنے فرزند عبدالرحمٰن سے کہا کہ اُٹھو بیٹا اب ہم کوشش تو کریں ممکن ہے ہمیں کہیں سے پانی مل جائے، اس وقت باہر نکلنا ہے تو موت کے منہ میں جانے کے برابر مگر ان معصوم شہزادوں کی حالت مجھ سے دیکھی نہیں جاتی، یہ باپ بیٹا کمبل چھوڑ کر باہر نکلے ویسے تو صبح ہونے والی تھی مگر آندھی کی وجہ نظر کچھ بھی نہیں آتا تھا، ریت کا سمندر جوش مار رہا تھا، یہ دونوں پانی کی تلاش میں روانہ ہوئے مگر افسوس کہ واپس نہیں آسکے

معصوم شہزادوں کی یہ رات بڑی مشکل سے گزری، یہ بھی بتا تا چلوں کہ یہ طوفان اگلے دن بھی جاری رہا مگر دن کے دس بجے کے بعد اس کی شدت میں کمی آئی

اس وقت جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا کہ تم ان بچوں کے پاس رہو ہم گھوڑے پر سوار ہو کر دیکھتے ہیں کہ وہ کہاں چلے گئے جو رات کو پانی کیلئے نکلے تھے، یہ گھوڑے پر سوار ہو کر صحرا میں آئے بہت دیر تک انہیں تلاش کیا مگر دور دور تک ان کا کوئی پتہ نہ تھا، انہوں نے ایک بلند مقام پر اپنے راہوار کو لے جا کر کھڑا کیا، وہاں پر کھڑے ہو کر انہوں نے نگاہ فرمائی تو اُنہیں دور سیاہ رنگ کی کوئی چیز نظر آئی، انہوں نے اپنے راہوار کو اس سمت موڑ دیا، قریب جا کر دیکھا تو عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن منذر سویا ہوا تھا مگر اس کا جسم ریت میں دفن ہو چکا تھا صرف اس کا سر باہر تھا یہ جلدی سے گھوڑے سے اُترے جا ان کا سر اٹھایا تو وہ جاں بحق ہو چکے تھے

صحرا کی ریت کے بہاؤ کا یہ قانون ہے کہ اس کے سامنے اگر کوئی رکاوٹ آجائے تو یہ اس رکاوٹ کے ساتھ جمع ہونا شروع ہو جاتی ہے جب اس کے برابر تک پہنچتی ہے تو پھر اس کے اوپر الٹنا شروع ہو جاتی ہے اور پھر اس چیز کو دفن کر دیتی ہے، ہمارے تھل کے علاقہ کے لوگ ہواؤں کے موسم میں اپنی زمینوں میں چھوٹی چھوٹی جھاڑیاں بھی نہیں رہنے دیتے کیونکہ ان کے گرد ریت جمع ہو کر زمین کو خراب کر دیتی ہے

جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام اس کے باپ کو تلاش کرنے کیلئے روانہ ہوئے تو اگلے ٹیلے کے قریب اس کی بھی یہی کیفیت تھی یہ فوراً گھوڑے سے اتر کر اس کے پاس گئے تو وہ آہستہ آہستہ سانس لے رہا تھا جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام نے اس کا سر گود میں لیا، اس نے آنکھیں کھول دیں مگر وہ اس کی آخری کوشش تھی اس وقت اس نے مغرب کی طرف اشارہ کیا یعنی اس نے انہیں اشارے سے بتایا کہ یہاں سے سفر کس طرف شروع کرنا ہے، یہ اشارہ کر کے وہ بھی جاں بحق ہو گئے

جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام واپس تشریف لے آئے یہاں پہنچ کر انہوں نے اپنے تمام ساتھیوں کو حالات سے آگاہ فرمایا پھر یہ سب قافلے والے ان کی لاشوں پر پہنچے ان کا جنازہ پڑھ کر ان کو دفن کیا پھر قافلہ نے اس سمت سفر شروع کر دیا جس طرف عبدالرحمٰن ارجبی نے اشارہ کیا تھا، تمام دن سفر کرتے رہے، شام کو دور سے درختوں کا جھنڈ نظر آیا جو اس بات کی علامت تھا کہ وہاں پانی ضرور ہوگا، انہوں نے اس طرف سفر شروع کر دیا، جب یہ قریب پہنچے تو اس مقام پر ایک قافلہ پہلے سے قیام پذیر تھا، یہ قافلہ بنی محارب کا تھا اور مکہ جا رہا تھا، اس قافلہ نے دیکھا کہ سامنے کچھ اونٹ آرہے ہیں مگر ان کے اوپر سواریوں کی عجیب حالت ہے، وہ سمجھ گئے کہ صحرائی

طوفان کی وجہ سے راستہ بھولا ہوا قافلہ ہے اور یقیناً یہ لوگ پیاسے ہیں، اُنہوں نے فوراً مشکیں اُٹھائیں اور ان کی طرف دوڑے، قریب آ کر نیم بے ہوش لوگوں کے ہونٹوں سے مشکیں لگائیں، ان کو اپنے خیام میں لائے اور تمام حال دریافت کیا جب ان کے ہوش بحال ہوئے تو جناب عمارہ بن عبداللہ سلولی نے پوچھا کہ یہ کون سی جگہ ہے ان لوگوں نے بتایا کہ یہ وادی بطن الخبت یا بطن الخبیت ہے

یہاں برساتی پانی کی ایک چھوٹی سی جھیل ہے، یہ سامنے جو پہاڑی سلسلہ نظر آ رہا ہے اسے کوہسارِ آرۃ کہتے ہیں، اس سلسلہ کا جو پہاڑ ہمارے سامنے ہے اس چوٹی کو لحف کہتے ہیں، اس جھیل سے چند فرلانگ کے فاصلہ پر مضیق کی بستی ہے جہاں پانی کے کنویں بھی ہیں اور یہاں قبیلہ محارب اور اسد کے لوگ رہتے ہیں، یہاں رہائش کا معقول انتظام ہے، اس لئے قافلے جو گردونواح سے مکہ یا مدینہ جاتے ہیں وہ یہاں رہائش رکھتے ہیں ......(R_66)

یہاں یہ وضاحت کرتا چلوں کہ یہ پہاڑی بستیاں مکہ اور مدینہ کے درمیان تھیں نہ کہ کوفہ اور مدینہ کے درمیان، اس لئے ثابت ہوتا ہے کہ گائیڈ مکہ سے ہی ساتھ تھے اور یہ واقعہ مکہ سے مدینہ کے درمیان پیش آیا، تفصیل کیلئے دیکھو......معجم البلدان

یہاں جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام نے رات بسر کی، یہاں سے ایک خط تحریر فرمایا جو محاربی لوگوں کو دیا کہ شہنشاہ کربلا علیہ الصلوات والسلام کو پیش کریں خط میں انہوں نے تفصیلی حالات سے آگاہ کیا، چونکہ یہ لوگ حج کیلئے مکہ جا رہے تھے اس لئے انہوں نے یہ خط سرکارؐ کی بارگاہ تک پہنچانے کا وعدہ کیا......(R_67)

یہاں سے غریبوں کا یہ کاروان روانہ ہوا اور 19 ماہ رمضان مدینہ پہنچا......(R_68)

جب جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام کے پاک فرزند مدینہ پہنچے تو یہاں ان کو نانی پاک یعنی اُم العباس بی بی صلواۃ اللہ علیہا نے اپنے پاس بلوایا، دونوں بچوں کو بے حد پیار کیا، جیسا کہ بزرگوں کا دستور ہے کہ معصوم بچوں سے سفر کا حال پوچھتے ہیں اسی طرح پاک سیدہ علیہ الصلوات والسلام نے ان سے سفر کا حال پوچھا تو ان بچوں نے اپنی تیاری سے مدینہ پہنچنے تک کا احوال بیان فرمایا

اس کے بعد سفر کے ڈرے ہوئے معصوم پاک نانی صلواۃ اللہ علیہا سے عرض کرتے ہیں کہ جس قدر کٹھن سفر ہم نے کیئے ہیں اب ہمیں تو ایسا محسوس ہوتا ہے کہ ہم جس سفر پر جا رہے ہیں یہ ہمارا آخری سفر ہے اور یہی سفرِ آخرت ہے اور ہم نے زندہ واپس نہیں آنا ہے، نہیں معلوم کہ ہم کبھی اپنی پاک ماں یا بہنوں سے مل بھی سکیں گے یا نہیں

19 ماہ رمضان سے 23 رمضان تک مدینہ میں قیام فرمایا اور 24 کی رات کو پھر یہ کاروانِ غریباں کوفہ کیلئے روانہ ہوگیا

پاک نانی ام العباس صلواۃ اللہ علیہا کو گلے سے لگا کر دونوں معصوم رو کر عرض کرتے ہیں کہ ہم کوفہ جا رہے ہیں، اگر ہمیں دیر ہو جائے یا زیادہ دن لگ جائیں تو ہمیں اپنی پاک ماں بہت یاد آئیں گی، پاک بہنیں بہت یاد آئیں گی، آپ ہماری طرف سے ہمارے پاک ماموں کو عرض کرنا کہ وہ ہر حال میں ہماری خبر گیری فرماتے رہیں اور اگر مناسب سمجھیں تو عید پر ہمیں اپنی بہنوں کے پاس ضرور بلوالیں



اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ وَّ آلِ مُحَمَّدٍ وَعَجِّل فَرَجَھُم بِقَائِمِھِمۤ عَجَلَ اللّٰہُ فَرَجَہُ الشریف وَصَلَوَاتُ اللّٰہُ عَلَیہِ وَ عَلٰی آلِہٖ اجمَعِین

یا ھوالوہاب الخبیر العلیم
یا مولا کریم عجل اللہ فرجک وصلوات اللہ علیک

مجلس نمبر 10

جناب امیر مسلمؑ

علیہ الصلوات والسلام

دوستو! میں اکثر مجالس میں عرض کرتا رہتا ہوں کہ دعا وعزا دونوں لازم وملزوم ہیں ایام عزا منانے کی کئی وجوہات ہیں جن میں سے ایک وجہ یہ بھی ہے کہ جب ان مظلومین کے واقعات بیان ہوں گے اوران کی مظلومیت دل پر اثر انداز ہوگی تو دل میں انتقام کی خواہش پیدا ہوگی، یہی خواہش انتقام ہی اصل چیز ہے جس کی خاطر عزاداری کے قیام پر زور دیا گیا ہے کیونکہ اس سے جذبۂ انتقام ہمیشہ تازہ ہوتا رہے گا اور اگر دل میں جذبۂ انتقام تازہ ہوگا تو انسان ان کے منتقم عجل اللہ فرجہٗ الشریف کے انتظار میں رہے گا اور ہمیشہ دعائے انتقام کرتا رہے گا اور جب ان مظلوموں کے منتقم حقیقی عجل اللہ فرجہٗ الشریف آواز دیں گے

☆یالِثَارالحسینؑ علیہ الصلوات والسلام

کوئی ہے جو ہماری جد اطہر کے انتقام میں ہماری نصرت کرے تو اس وقت وہی لوگ لبیک کہیں گے کہ جن کے دلوں میں جذبۂ انتقام جوان ہوگا ورنہ کوئی بھی لبیک نہیں کہہ سکے گا...... تمام دنیا اس عزاداری کو روکنے میں مصروف رہی ہے مگر پاک خاندان علیہ الصلوات والسلام اس کے قیام میں خود بھی مصروف رہے اوراس کی تاکید بھی

فرماتے رہے، وجہ یہی تھی کہ ہمارے منتقم عجل اللہ فرجہٗ الشریف کو انتقام کے دوران چند انصار میسر آجائیں اور نصرت کر کے مومنین کو معراج سعادت نصیب ہو، حقیقتاً وہ ذات ہماری نصرت کی محتاج نہیں بلکہ اپنی نصرت کروا کے ہمیں کچھ عطا فرمانا چاہتے ہیں

دوسری وجہ یہ بھی ہے کہ جب ہم کسی مظلوم کا دن منائیں گے اس دن اس مظلوم علیہ الصلوات والسلام کا واسطہ دے کر اگر ہم سوال کریں گے تو خالق ہمارا وہ سوال رد نہیں کرے گا اور ہم پر واجب ہے کہ جس شہنشاہ علیہ الصلوات والسلام کا ہم یوم منائیں اس دن ان کے انتقام اور ان کیلئے ابدی مسرت کی بھیک اپنے مالک حقیقی سے طلب کریں اور ان کا واسطہ دے کر ہم ان کے گھر اطہر کی آبادی کی دعا کریں یہ ہمارے فرائض میں شامل ہے، یہ ہماری غلامی وعبدیت کے اظہار کا ایک ذریعہ بھی ہے، ہمارا فرض ہے کہ ہم اپنے شہنشاہ زمانہ عجل اللہ فرجہٗ الشریف کی خدمت میں بھی عرض کریں اور ان کے اجداد طاہرین علیہم الصلوات والسلام کی خدمت میں بھی عرض کریں کہ آقا آپ نے ہر دکھ پر صبر کیا، آپ کی خاطر تمام گھر پاک نے صبر کیا، یہ صبر کی منزل کم نہیں بلکہ صدیوں کا صبر ہے وہاں آپ کے اپنے گھر کے افراد تھے وہ آپ سے عرض نہیں کریں گے آپ جتنے بھی دکھوں کا وزن ان پر رکھیں گے وہ اُف تک نہیں کریں گے، وہ ہر دکھ کو مسکرا کر اُٹھالیں گے کیونکہ وہ تو آپ کی رضا پر راضی ہیں اس لئے انہوں نے تو آپ سے عرض نہیں کرنا مگر ہم عرض کرتے ہیں کہ اپنوں پر اتنا وزن نہ رکھیں، اب اپنوں کو اپنی خوشیاں دکھائیں، ان کی آنکھوں کو ٹھنڈک دیں، ان کو اپنی حکومت اِلٰہیہ دکھائیں، ان کو ابدی خوشیوں سے سرشار فرمائیں، آپ نے پاک فضل کے بابا علیہ الصلوات والسلام پر جتنے وزن رکھے انہوں نے اُٹھالئے، افسوس کے ہاتھ ملتے ہوئے زین سے اُتر گئے

انہوں نے تو عرض نہیں کرنا مگر ہم عرض کرتے ہیں کہ کیا ایسے مہربانوں کو اتنا عرصہ اُداس رکھنا مناسب ہے؟ اب تو ان کو انتقام کا موقعہ ملنا چاہیے اب تو انہیں پاک بہنوں صلواۃ اللہ علیہن کی ابدی خوشیاں دکھائیں

یہ ایام عزا ہمارے لئے دعا کے ایام بھی ہیں یہ عرض کرنے کے بعد اپنے موضوع کی طرف آنا چاہتا ہوں

24 ماہ رمضان 60 ہجری بمطابق 27 جون 680 عیسوی ہفتہ کی رات ہے، مدینہ شہر کے شمال مشرقی دروازے باب الجہنیہ سے ایک مختصر سا قافلہ معدن النقرہ کی طرف مصروف سفر ہے، اس قافلہ میں تین اُونٹ ہیں جن میں سے دو اُونٹوں پر سامان سفر ہے اور ایک اُونٹ پر دو معصوم سوار ہیں، ان اُونٹوں کے سامنے دو شخصیات اپنے اپنے گھوڑوں پر سوار ہیں ان، آگے چند آدمی پیدل چل رہے ہیں رات کا وقت ہے، موسم خوشگوار ہے کیونکہ گرمی میں رات کے وقت چلتی ہوئی لو ٹھنڈی ہو جاتی تھی، افق مشرق سے 24 ماہ رمضان کا چاند اپنا زرد چہرہ صاف کر کے اس چھوٹے سے قافلہ کو مصروف سفر دیکھ رہا ہے

اب میں ان کا تعارف کروادوں کہ وہ کون ہیں؟ اس قافلے کے آگے اشقر (زردی مائل سرخ) رنگ کے گھوڑے پر جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام سوار ہیں، ان کے ساتھ دوسرے گھوڑے پر جناب قیس بن مسہر صیداوی سوار ہیں ساتھ چند غلام ہیں اور اس محمل پر جو معصوم سوار ہیں وہ شہزادہ محمد علیہ الصلوات والسلام اور شہزادہ ابرہیم علیہ الصلوات والسلام ہیں اس قافلہ کے ساتھ دو گائیڈ ہیں جن کا تعلق قبیلہ بنی قیس سے ہے، یہ معروف اور غیر معروف راستوں کے ماہر ہیں، یہ مختصر سا پاک قافلہ کوفہ کی طرف جا رہا ہے، مدینہ

سے روانہ ہونے کے بعد درمیان میں تقریباً 500 کلومیٹر کے فاصلہ پر منزل توز سے آگے منزل فید آتی ہے، وہاں تک تو کوئی قابل ذکر واقعہ نہیں ہوا

یہاں یہ بھی عرض کرتا چلوں کہ قدیم کتب مسالک (سیاحت نامہ) میں مدینہ سے فید کا فاصلہ 160 عربی میل لکھا ہوا ہے جو کلومیٹر میں تبدیل کیا جائے تو 480 کلومیٹر بنتا ہے، اگر ہم جدید اٹلس کے فاصلوں کو دیکھتے ہیں تو یہ کم وبیش 500 کلومیٹر بنتا ہے میرا خیال یہ ہے کہ قدیم لوگوں کی پیمائش اندازوں کے مطابق ہوتی تھی اس لئے وہ سوفی صد درست نہیں ہوتی تھی، اس کی ایک وجہ یہ بھی ہوسکتی ہے کہ اس زمانے میں مختلف شہروں کے اوزان و پیمانے جدا جدا تھے حتیٰ کہ مکہ اور مدینہ کے پیمانے بھی ایک دوسرے سے جدا تھے، کوئی سٹنڈرڈ پیمانہ موجود نہ تھا اور جو پیمانہ یہاں پیش کیا گیا ہے یہ آٹھویں صدی ہجری کا سٹنڈرڈ پیمانہ ہے اس لئے قدیم لوگوں نے شاید کسی اور شہر کے فرسخ اور میل کے حساب سے لکھا ہو

یہ منزل فید آج بھی ایک معروف شہر کی حیثیت سے موجود ہے اس زمانے میں فید سے اگلی تین منزلوں سمیت یہ منازل طے شمار ہوتے تھے کیونکہ یہاں طائی قبیلہ آباد تھا جو اپنے وقت کے مشہور سخی حاتم طائی کا قبیلہ تھا……(R_69)

یہ چار منزلیں ہیں یعنی منزل فید، منزل اجفر، منزل خزیمیہ (زرود) اورمنزل قیر العبادی جسے ابطان بھی کہتے ہیں، ان منزلوں کے سامنے مغربی سائیڈ پر دو پہاڑ ہیں ایک پہاڑ کا نام جبل سلمیٰ اور دوسرے کا نام جبل اُجا ہے، یہ پہاڑ اس قدر دشوار گزار ہیں کہ آج بھی ان پہاڑوں سے کوئی سڑک نہیں گزرتی بلکہ عراق جانے والی سڑکیں ان کے اردگرد چکر کاٹ کر سرحدی شہروں کی طرف جاتی ہیں

اسی علاقہ کے بارے میں جناب طرماح بن عدی بن حاتم نے شہنشاہ کربلا علیہ الصلوات والسلام کومشورہ دیا تھا کہ آپ ہمارے ان پہاڑوں میں تشریف لے جائیں، یہ وہ علاقہ ہے جسے قیصر وکسریٰ بھی فتح نہیں کر سکے، فرعون شام کی کیا جرأت ہے کہ وہ اس طرف کا رخ کرے، اگر آئے گا بھی تو 30 طائی قبیلے کے جوان اپنی تلواروں سے اس کا راستہ روک دیں گے اور یہ کچھ بھی نہیں بگاڑ سکے گا، اس مقام کا 178 کلومیٹر کا علاقہ طائی قبیلہ کا اپنا ذاتی تھا مگر اس وقت وہ 300 کلومیٹر کے علاقے میں پھیلے ہوئے تھے، اس وقت فید ایک چھوٹا سا شہر تھا مگر اس شہر میں مسافروں کیلئے بڑی بڑی سرائے بنی ہوئی تھیں جن میں فوجی لشکروں کی رہائش کی گنجائش بھی موجود تھی، پانی وافر مقدار میں تھا، اس زمانہ میں یہاں بازار بھی لگایا جاتا تھا، یہ بازار ہمارے جمعہ بازار یا اتوار بازار کی طرح لگائے جاتے تھے، اس زمانہ میں عام طور پر جنس کے بدلے میں جنس کا سودا ہوتا جو کہ سونے چاندی کے سکوں کی صورت میں بھی ہوتی، اس زمانے میں یہ سکے روم (ترکی) میں ڈھالے جاتے تھے یعنی ان کا ٹیکسال روم میں بھی تھا، یہ سکے امام محمد تقی علیہ الصلوات والسلام کے زمانے تک روم سے بن کر آتے رہے شہنشاہ معظم علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا کہ ان سکوں پر صلیب کا نشان ہے اور جناب عیسیٰ علیہ السلام کو ابن اللہ لکھا گیا ہے ان کو بدل دیا جائے، عباسیوں نے قیصر روم سے بات کی تو اس نے بدلنے سے انکار کر دیا جس کی وجہ سے عباسیوں نے اپنا ٹیکسال علیحدہ بنایا

﴿ آمدم برسر موضوع ﴾

جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام نے شوال کا چاند تقریباً اسی مقام پر دیکھا یعنی انہوں نے

عید غالباً منزل فید پر کی ہے، ہمیں یہ تو معلوم نہیں کہ انھوں نے عید کس طرح گزاری کیسے عید نماز پڑھی یا پڑھائی، ہاں اتنا تو محسوس کیا جا سکتا ہے کہ جس کے ساتھ چھوٹے چھوٹے معصوم بچے ہوں اور وہ اپنی پاک والدہ سے پہلی بار جدا ہوئے ہوں ان کی عید کیسے گزری ہوگی؟

﴿واقعہ شگون ہرن﴾

جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام یہ رات فید میں گزار کر جب صبح روانہ ہوئے تو ابھی تک تاریکی چھائی ہوئی تھی، جناب قیس بن مسہر کی طرف دیکھ کر فرماتے ہیں کہ جب صبح طلوع ہوگی اس کے بعد جو بھی چیز سب سے پہلے سامنے آئے گی ہم اس سے شگون لیں گے کہ ہمارے اس سفر کا انجام کیا ہے

جب سورج طلوع ہوا اور قافلے نے پہاڑی موڑ کاٹا تو سامنے دیکھا کہ ایک شکاری ہرن کو شکار کر کے راستے کے اوپر ذبح کرنے میں مصروف ہے......(R_70)

جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا ☆انا لله واناالیه راجعون

فرماتے ہیں کہ فرزند رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان عین حق ہے اس کے بعد وہ مشہور فقرہ ادا فرمایا جو پاک خاندان علیہ الصلوات والسلام کا معمول تھا

☆رِضاً بقضائه وتسليماً لامره

فرمایا ہم اپنے محبوب حقیقی کی ہر رضا پر راضی ہیں، فید سے کوفہ تقریباً 648 کلومیٹر دور ہے

یہاں سے روانہ ہو کر جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام نے 7 جولائی 5 شوال منگل کی شام

کوفہ کے باب الحجاج کے سامنے اپنا رہوار روکا، انہوں نے اس وقت کوفہ میں داخل ہونا پسند نہیں فرمایا، نمازِ مغرب وعشاء کوفہ کے باہر ادا کی اور رات گئے اس وقت کوفہ میں داخل ہوئے جب دربان فصیل کا دروازہ بند کر رہا تھا......(R_71)

﴿کوفہ﴾

یہ تو آپ کو پہلے بتا چکا ہوں کہ کوفہ کو دوسرے خلیفہ کے زمانہ میں دوبارہ آباد کیا گیا تھا اور یہاں ایک فوجی چھاؤنی بنائی گئی تھی بصرہ اور کوفہ ایک ہی سال آباد کئے گئے تھے یہاں تھوڑا سا کوفہ کا تعارف کرانا ضروری سمجھتا ہوں

یہ کوفہ جناب نوح علیہ السلام کا شہر تھا جس کا ثبوت مسجد کوفہ میں آج بھی مقام طوفان اور تنور موجود ہے، اس زمین کے بارے میں فرمایا گیا ہے کہ اس زمین پر تمام انبیاء علیہم السلام نے نمازیں ادا کیں، اس شہر میں جناب ابراہیم علیہ السلام کا گھر بھی تھا، یہ شہر کئی بار آباد ہوا اور پھر برباد ہوا پھر آباد ہوا مگر اس کی مٹی کی تاثیر وہی رہی کہ تمام عرب کہتا تھا الکوفی لا یوفی یعنی کوفی ہوگا تو بے وفا ہوگا یعنی کوفی کسی کا دوست نہ ہوگا

17 ہجری میں قدیم میسوپوٹیمیا (عراق) میں دو شہر آباد کئے گئے تھے اس وقت یہ ارادہ تھا کہ مدائن کے قریب ایک فوجی چھاؤنی بنائی جائے مگر یہاں کی فضا عربوں کو راس نہ تھی جس کے بعد یہ فیصلہ کیا گیا جو فضا اُونٹوں کے مزاج کیلئے سازگار ہوگی وہی عربوں کیلئے بھی درست ہوگی، اس فیصلہ کے بعد کوفہ کو دوبارہ آباد کیا گیا، بہت عرصہ تک یہاں مکانات تعمیر ہوتے رہے، ابتدا میں یہ مکانات کچی اینٹوں سے تعمیر کئے گئے تھے پھر ایک عظیم آتش زدگی کے بعد پختہ مکانات تعمیر کئے گئے

﴿کوفہ کی آبادی﴾

اس زمانہ میں کوفہ میں ستر قبائل کو آباد کیا گیا تھا اور ان کے 80 ہزار گھر تعمیر کئے گئے تھے جن کی مختصر سی تفصیل بھی عرض کرتا چلوں، 50 ہزار گھر ربیع ومضر قبائل کے بنائے گئے تھے، 24 ہزار دیگر اعراب وقبائل کے گھر بنائے گئے، 6 ہزار گھر صرف فوج کی رہائش کیلئے بنائے گئے تھے، پھر اس کی آبادی میں اضافہ ہوتا گیا، اس اضافہ کو دیکھتے ہوئے زیاد بن سمیہ نے اسے کئی ارباع میں تقسیم کیا گیا (حکومت کی سہولت کیلئے جو حصے بنائے جاتے تھے ان کو ارباع کہا جاتا تھا) یعنی موضع یا محلّہ یا وارڈ

زیاد ملعون کا دور حکومت 50 ہجری کے قریب تھا......(R_72)

آبادی میں اضافہ کی شرح ہمیشہ یہ ہوتی ہے کہ ہر 50 سال بعد تقریباً دس گنا آبادی بڑھ جاتی ہے، اس لئے 50 ہجری میں آبادی بہت زیادہ ہوچکی تھی، اسی وجہ سے یہ ارباع بنانا پڑے، یہاں جن سات بڑے قبائل کو اہمیت حاصل تھی ان کی ترتیب یہ تھی

(1)...... بنی کنانہ، بنی جدیلہ، بنی جلفا کوہ حبش کے قبائل کہلواتے تھے

(2)......احابیش تین قبائل کو کہا جاتا تھا جو ان سے مختلف تھے ان کے نام یہ تھے بنی حرث بن عبدالمناۃ، بنی ھون بن خذیمیہ، بنی مصطلق جو خزاع کی شاخ تھی

(3)......ایار...... بنی عبدالقیس اور اس کے حلیف دیگر قبائل کو کہا جاتا تھا

(4)...... بنی قضاعہ، بنی بجیلہ، بنی عسفان، بنی کندہ، بنی حضرموت، بنی ازد

(5)...... بنی مذحج، بنی حمیر، بنی ہمدان

(6...... بنی تمیم، بنی رباب

(7)...... بنی اسد، بنی محارب، بنی فراز، بنی بکسر، بنی تغلب...... یہ ربیعہ کی شاخیں تھیں ......(R_73)

کئی قبائل علیحدہ شمار ہوتے تھے مگر وہ تھے ان قبائل کی شاخوں سے، اس لئے ان کا ذکر ترک کر رہا ہوں، تفصیل کیلئے دیکھیں جی لی سٹرینج کی کتاب خلافتہ المشرقی، تاریخ طبری، تاریخ ابن خلدون، یہاں یہ بھی عرض کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ اس شہر کے کون کون سے حاکم اور عامل رہے ہیں

﴿حکام کوفہ﴾

36 ہجری سے قبل عمر عاص اور ولید بن عتبہ یہاں حاکم تھے

36 سے 40 ہجری تک خود امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام یہاں حاکم رہے

41 ہجری سے 50 ہجری تک مغیرہ بن شعبہ حاکم رہا جو طاعون سے ہلاک ہوا

50 ہجری میں کوفہ میں زیاد بن سمیہ حاکم بنا جو کینسر کی وجہ سے ہلاک ہوا

53 ہجری میں عبداللہ بن خالد حاکم بنا، اس کے بعد ضحاک بن قیس فہری حاکم رہا جس کا ذکر جناب عقیل علیہ الصلوات والسلام کے خط میں تھا

58 ہجری میں کوفہ پر عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن حکم نے حکومت کی

59 ہجری میں نعمان بن بشیر انصاری نے حکومت کی

60 ہجری سے میں عبیداللہ ابن زیاد ملعون حاکم بنا

63 ہجری میں عمر بن حریث حاکم بنا

64 ہجری میں عبداللہ بن یزید انصاری حاکم رہا……(R_74)
یہ تھوڑی سی کوفہ کے متعلق بنیادی معلومات تھیں جن کا عرض کرنا ضروری تھا، جس وقت جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام کوفہ میں داخل ہوئے اس وقت کوفہ کا حاکم نعمان بن بشیر انصاری تھا

﴿نعمان بن بشیر انصاری﴾

یہاں نعمان بن بشیر کا کچھ نہ کچھ تعارف ضروری ہے کیونکہ اصل کرداروں کے حقیقی چہرے سامنے آجائیں، اس کا شجرہ نسب ہے
نعمان بن بشیر بن سعد بن ثعلبہ خزرجی الانصاری……(R_75)
عام طور پر بشیر ابن جزلم کے بارے میں لوگوں کو اشتباہ ہے کہ شاید وہ یہ بشیر انصاری ہے مگر حقیقت یہ ہے کہ بشیر یا بشر ابن جزلم بن شتر الاسدی بصرہ کا رہنے والا تھا اور امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام کا صحابی تھا، جب قافلہءِ تسلیم و رضا بارہ محرم کو کوفہ پہنچا تو یہ اسی دن اچانک کوفہ آیا ہوا تھا، یہاں ایک روایت اس سے بھی مروی ہے کہ میں نے امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام کے خطبات سنے ہوئے تھے مگر ملکہ عالمین صلواۃ اللہ علیہا کے خطبات نے مجھے امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام کے خطبات بھلا دیئے، یہ قافلہ پاک کے ساتھ شام گیا تھا اور یہاں قصر الاخضر کے غلاموں میں شامل ہو گیا تھا، اس کا مقصد کسی صورت میں نصرت کرنا تھا، جب شام سے واپسی ہوئی تو یہ نعمان بن بشیر انصاری کے فوجی دستہ میں بطور سپاہی شامل تھا، تفصیل کیلئے مجالس المنتظرین جلد پنجم دیکھیں، نعمان بن بشیر انصاری کی ماں کا نام عمرہ تھا یہ عبداللہ بن رواہ انصاری کی

بہن تھی جو جناب جعفر طیار علیہ السلام کے ساتھ جنگ موتہ میں شہید ہوئے تھے (R_76)

نعمان بن بشیر انصاری کے بارے میں لکھا ہے کہ ہجرت کے بعد انصار میں سب سے پہلے یہ پیدا ہوا تھا...... (R_77)

جب سقیفہ بنی ساعدہ میں بیعت اور الیکشن کا ڈرامہ ہوا تو سعد بن عبادہ نے مخالفت کی تھی، اس وقت اسی نعمان کا باپ بشیر اٹھا اور اسی نے سب سے پہلے بیعت کی تھی جس کی وجہ سے باقی انصار نے بھی بیعت کر لی تھی......(R_78)

یہ بھی ایک عجیب بات ہے کہ یہ نعمان بن بشیر انصاری جناب مختار ثقفی سلام اللہ علیہ کا سسر بھی تھا......(R_79)

اس کا باپ بشیر بن سعد جنگ عین التمر میں خالد بن ولید کے ساتھ فی النار رہوا تھا

یہ نعمان اپنے وقت کا مشہور عثمانی تھا اور جنگ صفین میں یہ واحد انصاری تھا جو کہ امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام کا مخالف تھا......(R_80)

جب یزید کے بیٹے معاویہ ثانی نے حکومت اور تخت قبول نہ کیا تو اس وقت مروان ملعون کو حاکم شام بنا دیا گیا تھا، اس کے دور میں یہ حمص کا حاکم تھا مگر اس نے مروان کی مخالفت کی تھی اور اس نے عبداللہ بن زبیر کی بیعت لینا شروع کر دی تھی مگر اہل حمص اس کے مخالف ہو گئے تھے، پھر اس نے اپنی خلافت کا ڈھونگ رچایا جس کی وجہ سے اس کی مزید مخالفت شروع ہو گئی اور اسے حمص سے رات کو فرار ہونا پڑا

اس کے مخالفوں کو فرار کے متعلق علم ہو گیا انہوں نے اس کا تعاقب کیا اور مقام معرہ پر اسے فی النار کر دیا گیا، یہ واقعہ 65 ہجری کا ہے، اس کی قبر آج بھی معرہ کے شہر میں ہے، اس شہر کو آج معرۃ النعمان کہا جاتا ہے

جب جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام کوفہ تشریف لائے تو اس وقت یہ نعمان بن بشیر انصاری کوفہ کا حاکم تھا......(R_81)

﴿ داخلہ کوفہ ﴾

5 شوال بمطابق 7 جولائی منگل کی شام جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام کا کارواں کوفہ شہر کے باہر پہنچا مگر کوفہ میں یہ داخل نہیں ہوئے کیونکہ یہ سمجھتے تھے کہ رات کو شہر میں داخل ہونا زیادہ مناسب ہے، جب نماز عشاء کے بعد فصیل شہر کے دروازے کو دربان نے بند کرنے کا ارادہ کیا تو گھوڑوں کی ٹاپوں کی آواز سن کر یہ رک گیا، اس وقت یہ چھوٹا سا کارواں شہر میں داخل ہوا اور انہوں نے جناب مختار ثقفی سلام اللہ علیہ کے گھر کا رخ کیا، وہاں پہنچ کر دستک دی، وہ پہلے ہی منتظر تھے کہ کریم کر بلا علیہ الصلوات والسلام کے بھائی آنے والے ہیں، جناب مختار ثقفی سلام اللہ علیہ نے خود آکر دروازہ کھولا اور دوڑ کر جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام کی قدم بوسی کی

یہاں دو روایات ہیں، ایک روایت یہ ہے کہ سب سے پہلے انہوں نے جناب سلیمان بن صرد خزاعی کے گھر کو زینت بخشی، صاحب مروج الذہب لکھتے ہیں کہ انہوں نے سب سے پہلے جناب مسلم بن عوسجہ کے گھر کو شرف عطا فرمایا......حقیقت یہ ہے کہ جناب مختار ثقفی کا رہائشی گھر لقف (خطرانیہ) میں تھا مگر انہوں نے کوفہ میں مسلم بن مسیّب سے ایک مکان خرید کیا کہ وہ جب بھی کوفہ میں تشریف لاتے تو اسی گھر میں قیام کرتے تھے اور جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام نے اسی گھر میں قیام فرمایا تھا......(R_82)

جب جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام یہاں پہنچے تو جناب مختار ثقفی نے اپنے کچھ غلاموں کو حکم دیا کہ وہ جا کر ان تمام لوگوں کو اطلاع دیں جوان کی آمد کے منتظر ہیں، اس رات سو سے بھی کم لوگ جمع ہوئے مگر یہ تمام کوفہ کے رؤسا تھے یا ان کے انتہائی قریبی لوگ تھے، یہاں جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام نے اپنا وہ شہرآفاق خطبہ ارشاد فرمایا جس کی سوائے پاک خاندان کے کسی اور طرف مثال ہی موجود نہیں

6 شوال بدھ کے دن تمام کوفہ میں جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام کی آمد کی خبر پھیل گئی پھر ہزاروں کی تعداد میں لوگ جمع ہونا شروع ہوگئے اور تمام ہجوم شہنشاہ کربلا علیہ الصلوات والسلام کا پیغام سننے کیلئے بے قرار تھا

سب سے پہلے جناب عابس بن شبیب شاکری سلام اللہ علیہ جو کربلا کے شہید بھی ہیں انہوں نے کھڑے ہو کر خطاب کیا اور حقوقِ امام وقت پر روشنی ڈالی، ان کے بعد جناب حبیب ابن مظاہر سلام اللہ علیہ نے حالات کی نزاکت اور دین کی اہمیت کو بیان فرمایا، ان کے بعد جناب سعید بن عبداللہ حنفی نے فرعون شام کے کردار کو عیاں کیا اور شہنشاہ کربلا علیہ الصلوات والسلام کی ذات کا تعارف کروایا......(R_83)

سب سے آخر میں جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام تشریف لائے اور انہوں نے سرکار امام حسینؑ علیہ الصلوات والسلام کا گرامی نامہ سامعین کو خود پڑھ کر سنایا، اس وقت لوگوں کے اشتیاق کا یہ عالم تھا کہ جب تک یہ نامہ مبارک تلاوت ہوتا رہا لوگ بے ساختہ آنسو بہاتے رہے

اس تقریب کے بعد سلسلۂ بیعت شروع ہوا جو بدھ اور جمعرات دو دن تک جاری رہا، اس دوران 25000 افراد نے بیعت کی، بروایت دیگر تیس ہزار افراد نے

بیعت کی، اگلے روز جمعہ تھا اور نماز جمعہ جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام نے پڑھانا تھی اس وقت دوست دشمن اتنی تعداد میں مسجد میں جمع ہوئے کہ کئی نوجوانوں کو صرف ضعیف لوگوں کے بچانے پر مامور کرنا پڑا کیونکہ ضعیف لوگوں کے کچلے جانے کا خطرہ پیدا ہو گیا تھا

﴿نائبین بیعت﴾

یہ بیعت کا سلسلہ رکا نہیں تھا بلکہ اسے توسیع دی گئی تھی کیونکہ اہل کوفہ پوری طرح ساتھ نہیں دے رہے تھے اس لئے مضافاتِ کوفہ میں بھی بیعت کا سلسلہ جاری کرنا ضروری تھا تاکہ زیادہ سے زیادہ انصار بنائے جائیں، اس لئے جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام نے اپنے کئی نائبین بیعت قرار دیئے تھے اور فرمایا کہ جو شخص ان کے ہاتھ پر بیعت کرے گا وہ گویا کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام کے ہاتھ پر بیعت کرے گا، یہ نائبین بیعت کئی افراد تھے جن کے نام یہ ہیں

(1) جبلہ بن علی شیبانی سلام اللہ علیہ

یہ کربلا کے شہید ہیں، جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام کی شہادت کے وقت یہ کوفہ سے باہر بیعت لینے کیلئے گئے ہوئے تھے، ان کو واپس آنے کا موقع ہی نہیں ملا تھا

(2) خبادہ بن حارث انصاری سلمانی ازدی سلام اللہ علیہ

(3) جندب بن حجیر کندی سلام اللہ علیہ

یہ جنگ صفین میں امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام کی طرف سے بنی کندہ کے علمبردار تھے یہ بھی باہر گئے ہوئے تھے اس لئے جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام کی نصرت نہ کر سکے اور

یہ منزل واقصہ کے بعد جناب حر سلام اللہ علیہ سے پہلے مولا کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے، کیونکہ جناب حر سلام اللہ علیہ شیراف سے سفر کرنے کے بعد پہنچے تھے

(4)شبیب بن جراد کلابی شجاع ...... جو 9 محرم کو کربلا پہنچے تھے

(5)جناب عباس بن جعدہ بن ہبیرہ بن مخزوم بن عبدالمطلب علیہم الصلوات والسلام

جناب جعدہ بن ہبیرہ بن مخزوم علیہ الصلوات والسلام امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام کے بھانجے تھے جس دن امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام کو ضرب لگی اس دن انہی کو حکم ہوا کہ آپ نماز پڑھائیں، جناب ہبیرہ بن مخزوم بن عبدالمطلب علیہ الصلوات والسلام امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام کے چچازاد بھائی بھی ہیں

(6)عمرو ابن جندب حضرمی سلام اللہ علیہ یہ امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام کے صحابی ہیں

(7)عمرو بن قرظہ انصاری سلام اللہ علیہ یہ کربلا کے شہید ہیں اور کربلا میں عمر ابن سعد ملعون کے ساتھ مذاکرات کے دوران یہ سفارت کار کا کام کرتے رہے، ان کے والد جناب قرظہ انصاری جنگ احد سے پہلے دائرہ اسلام میں داخل ہو چکے تھے اور جنگ احد سمیت باقی تمام غزوات میں شہنشاہ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نصرت کرتے رہے جنگ صفین اور جنگ جمل میں امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام کے ساتھ رہے، انصار کا علم ان کے ہاتھ میں رہا، انہیں امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام نے ایران کا گورنر بھی بنایا تھا مگر عجیب بات ہے کہ ان کا ایک بیٹا علی ابن قرظہ کربلا میں ابن سعد کے لشکر میں شامل تھا

(8)نافع بن ہلال جملی سلام اللہ علیہ یہ وہ شخصیت میں جن پر زیارت ناحیہ میں شہنشاہ کائنات امام زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف نے سلام فرمایا ہے، یہ جناب نافع سلام اللہ علیہ علم حدیث

کے بھی ماہر تھے، فن جنگ کے شاہ سوار تھے، فن کتابت میں بھی زریں رقم تھے، یہ کوفہ سے جب روانہ ہوئے تو یہ عذیب الھیجانات سے آگے رہیمیہ کے راستے پر امام کائنات علیہ الصلوات والسلام کے ساتھ شامل ہو گئے تھے

(9) یحییٰ بن ہانی بن عروہ سلام اللہ علیہم یہ جناب قیس سلام اللہ علیہ کے ہمراہ خطوط لے کر مکہ پہنچے تھے اور پھر جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام کے ہمراہ واپس کوفہ پہنچے، یہ بھی بیعت کے سلسلہ میں کوفہ سے باہر تھے اور جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام کی موقعہ پر نصرت نہ کر سکے، بعد میں یہ کربلا معلیٰ پہنچ کر درجۂ شہادت پر فائز ہوئے، اور عجیب اتفاق ہے کہ عمرا بن حجاج زبیدی ملعون جو شقی ازلی ہے وہ ان کا نانا تھا

(10) عبید اللہ بن عمرو کندی سلام اللہ علیہ یہ امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام کے صحابی تھے، بہت بڑے بہادر تھے، جنگ جمل وصفین میں انہوں نے امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام کی بھرپور نصرت فرمائی، جب جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام نے اعلان جنگ فرمایا تو ان کو چوتھائی فوج جو بنی کندہ و بنی ربیعہ پر مبنی تھی اس کا علمبردار بنایا اور جب تمام کوفیوں نے جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام کا ساتھ چھوڑ دیا تو ان کو حصین بن نمیر نے گرفتار کر کے شہید کروا دیا

(11) عمارہ بن صلخب ازدی سلام اللہ علیہ ان کے واقعات الگ بیان ہوں گے یہاں صرف اتنا عرض کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ ان کو محمد بن اشعث نے گرفتار کر کے شہید کروا دیا تھا

(12) سلیمان بن صرد خزاعی سلام اللہ علیہ

(13) جناب حارث بن امراء القیس کندی سلام اللہ علیہ یہ شہزادہ علی اصغر علیہ الصلوات والسلام

کے ماموں تھے اور کربلا میں شہید ہوئے

(14) عبدالاعلیٰ کلبی علیمی سلام اللہ علیہ یہ جناب حبیب ابن مظاہر کے ہمراہ نواح کوفہ میں بیعت لیتے رہے تھے۔۔۔۔۔۔(R_84)

یہ تمام لوگ تو نائبین بیعت تھے ان کے علاوہ یہاں کئی حاجب بنائے گئے تھے اور جس گھر میں جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام نے قیام فرمایا ہوا تھا وہاں دربانی کی ضرورت تھی یہ عہدہ جناب مسلم بن عوسجہ نے قبول کیا تھا۔۔۔۔۔۔(R_85)

جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام جب یہاں اپنے انصار بنانے میں مصروف تھے تو لوگ نصرت میں کافی مال پیش کرتے یعنی خمس کی مد میں مال پیش کیا جاتا، نصرت اور جہاد کی مد میں مال پیش کیا جاتا، اس لئے جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام کو ایک علیحدہ شعبہ قائم کرنا پڑا جسے شعبہ مال کہا جا سکتا ہے، اس شعبہ میں کئی لوگ شامل تھے مگر ان کے انچارج جناب عمرو ابن عبداللہ المعروف جناب ابوثمامہ صیداوی یا صائدی سلام اللہ علیہ تھے، ان کی ذمہ داری تھی کہ جو بھی مال آئے وصول کر کے رسید لکھ دیں اور اس مال سے جنگ کیلئے اسلحہ خریدیں کیونکہ کئی جوان ایسے تھے جن کے پاس جنگ کیلئے ہتھیار نہ تھے، کسی کے پاس گھوڑا نہیں تھا، کسی کے پاس تلوار نہیں تھی، اس لئے تمام لشکر کو اسلحہ سے لیس کرنا ضروری تھا۔۔۔۔۔۔(R_86)

یہ جناب ابوثمامہ صیداوی سلام اللہ علیہ امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام کے اصحاب میں سے تھے پھر امام مجتبیٰ علیہ الصلوات والسلام کی نصرت میں بھی شامل رہے، سب سے پہلی میٹنگ جو کہ جناب سلیمان بن صرد خزاعی کے گھر ہوئی یہ اس میں شامل تھے اور خط لکھنے والوں میں یہ بھی شامل تھے، جب جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام نے جنگ کی تو بنی ہمدان کا علم

ان کے ہاتھ میں تھا، پھر یہ کربلا میں شریک ہوئے اور روز عاشور انہوں نے عرض کی کہ آقا دل چاہتا ہے کہ شہادت سے پہلے آپ کی اقتداء میں نماز ادا کروں تا کہ ایک اعزاز اور بھی مل جائے ...... (R_87)

جب یہ عرض کی تو شہنشاہ کربلا علیہ الصلوات والسلام نے ان کو تحسین فرمائی اور فرماتے ہیں کہ ابوتمامہ تم نے مشکل وقت میں ہمیں نماز یاد دلائی ہے ہم دعا فرماتے ہیں کہ خالق تمہیں بروزِ محشر نمازیوں میں شمار فرمائے مگر تم سے جناب اویس قرنی کا ایمان زیادہ کامل تھا کہ جنہوں نے نمازِ نصرتِ امام کی ادائیگی میں ہر چیز کو پس پشت ڈال دیا تھا

کربلا کا میدان ہے، دس محرم کا دن ہے، نماز ظہر کا وقت ہے، شہنشاہ کربلا علیہ الصلوات والسلام کی اقتداء میں پاک اصحاب نے نماز شروع کی، لیکن جونہی نماز شروع ہوئی ہے ملاعین شام نے تیروں کی بارش شروع کردی، اس وقت ابوتمامہ علیہ الصلوات والسلام نے نماز چھوڑ دی اور امام کائنات علیہ الصلوات والسلام کے سامنے آ کر سینہ سپر ہوگئے ہیں اور ہر آنے والے تیر کو انہوں نے اپنے جسم اطہر پر وصول کیا

جب نماز ختم ہوئی ہے اس وقت یہ زخمی حالت میں لڑکھڑاتے ہوئے زمین پر گرے شہنشاہ کربلا علیہ الصلوات والسلام نے اختتام نماز پر فوراً قریب آ کر اس کا سر اپنی گود میں لیا

یہاں پر یہ بھی بتاتا چلوں کہ جب یہ شہید ہوئے تو اختتام جنگ کے بعد ان کے چچا کے بیٹے قیس بن عبداللہ ملعون نے ان کا سر اطہر جسم سے جدا کیا تھا......(R_88)

دل مانتا ہے کہ جناب شریکۃ الحسینؑ پاک عالیہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا جب مقتل گاہ میں آئی ہوں گی تو انہوں نے اپنے اس بھائی کو دعا ضرور کی ہوگی اور فرمایا ہوگا کہ

اے پروردگارِ عالم میں نے اپنا یہ بھائی تیرے دین کی بقا پر قربان کیا ہے، اس کی

قربانی کو منظور فرما، اور ان کو قربانیوں کا ثمر عطا فرما، مجھے جلد از جلد اپنے اس بھائی کا گھر دوبارہ آباد دِکھا، ہمارے آخری لعل منتقم آل محمدؑ عجل اللہ فرجہٗ الشریف کو جلد بھیج، وہ ان تمام شہداء کا انتقام لیں، ان کے دل کی ہر آس بر آئے، جس جس نے جس رنگ میں جہاں بھی تیرے دین کی نصرت کی ہے ان کا انتقام اب تیرے ذمہ ہے، بے شک تو سب سے بہتر اجر دینے والا ہے، ہماری یہی دعا ہے کہ اب ہر ناصرِ امام زمانہ عجل اللہ فرجہٗ الشریف اپنی مراد کو پائے



﴿ آمین یارب العالمین ﴾



اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ وَّ آلِ مُحَمَّدٍ وَعَجِّل فَرَجَھُم بِقَائِمِھِمّ عَجَلَ اللّٰہُ فَرَجَہٗ الشریف
وَصَلَوَاتُ اللّٰہُ عَلَیہِ وَعَلیٰ آلِہٖ اَجمَعِین

یاھوالوہاب الخبیر العلیم
یا مولا کریم عجل اللہ فرجک وصلوات اللہ علیک

مجلس نمبر 11

﴿خطبہ سفیرِ حسینؑ﴾

علیہ الصلوات والسلام

6 شوال بمطابق 8 جولائی بدھ کی صبح ہوئی، جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام نے جامع مسجد کوفہ میں نماز ادا فرمائی، لوگوں میں منادی ہوئی کہ جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام نے اپنا اولین خطاب فرمانا ہے، ایک طرف منادی ہورہی تھی دوسری طرف مسجد میں جمع ہونے والے لوگوں میں سرگوشیاں شروع تھیں، اس وقت جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام تشریف لے آئے اور انہوں نے امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام کا گرامی نامہ سب کو پڑھ کر سنایا جس کا مفہوم یہ تھا

''اے گروہِ مومنین و مسلمین! تمہارے لاتعداد خطوط ہم تک پہنچے، جن میں سے آخری خطوط فرزند ہانی سلام اللہ علیہ اور جناب سعید سلام اللہ علیہ لے کر آئے، تم سب نے ہم پر حجت تمام کی ہے، ہم بھی اتمام حجت کیلئے اپنے خاندان پاک علیہ الصلوات والسلام کے معزز ترین اور معتمد ترین بھائی اور چچازاد کو تمہاری طرف روانہ کررہے ہیں، اگر تم سب نے ان کی پذیرائی کی تو ہم بھی ضرور تشریف لے آئیں گے، تم سب نے امامت کے بارے میں سوال کیا ہے، تو سنو

ہمیں اپنی حیاتِ طیبہ کی قسم کہ کوئی امام نہیں ہوسکتا مگر وہ جو قرآن کے ساتھ حکومت

کرے، جو قائم بالقسط و عدل و انصاف ہو، اللہ کے دین کو قائم کرنے والا ہو، رضائے اِلٰہی کے سامنے اپنے نفس کو جھکانے والا ہو..........

جب جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام یہ خط پڑھ رہے تھے تو لوگوں کی یہ کیفیت تھی کہ اکثریت دھاڑیں مار مار کر رو رہی تھی، خط سننے کے بعد سب سے پہلے عابس بن شبیب شاکری سلام اللہ علیہ اٹھے، انہوں نے تلوار کے قبضہ پر ہاتھ رکھ کر عرض کی کہ میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ جب تک ہماری جان میں جان ہے ہم تلوار کے ساتھ اپنے آقا کی نصرت کرتے رہیں گے، اس وقت تک ہماری تلواریں نہیں رکیں گی جب تک ہم اپنے خالق سے ملاقات نہیں کر لیں گے، اسی طرح جناب حبیب ابن مظاہر سلام اللہ علیہ نے ان کی تائید میں تقریر کی، بہت سے لوگوں نے قسمیں اٹھائیں

رئیس کوفہ محمد بن بشیر کے ساتھ ان لوگوں میں حجاج بن علی بیٹھا ہوا تھا اس نے محمد بن بشیر سے کہا کہ کیا تمہارے پاس کہنے کیلئے کچھ نہیں، تم کیوں خاموش بیٹھے ہو، اس نے جواب دیا کہ میں اس پاک گھر کو تمام دنیا سے محبوب رکھتا ہوں مگر میں یہ بھی نہیں چاہتا کہ میں قتل کر دیا جاؤں اور یہ بھی اچھا نہیں لگتا کہ میں ان کے سامنے جھوٹی قسمیں اٹھا کر وعدہ کروں اور کل اسے پورا نہ کر سکوں

اس پہلی بیعت کے بعد جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام نے عابس بن شبیب شاکری سلام اللہ علیہ کو خط دے کر امام علیہ الصلوات والسلام کی طرف روانہ کیا اور تمام تفصیل لکھی

میں عرض کر رہا تھا کہ جب 6 شوال بدھ کا دن ہوا اور تمام کوفہ کو اطلاع ہوئی کہ تاجدار کربلا علیہ الصلوات والسلام کا پاک وکیل علیہ الصلوات والسلام کوفہ میں پہنچ چکا ہے تو تمام لوگ مسجد کوفہ میں جمع ہو گئے، وہاں اپنے پرائے تمام لوگ جمع ہوئے کیونکہ عرب میں پاک

خاندان علیہ الصلوات والسلام کی فصاحت و بلاغت ایک ضرب المثل تھی اسی لئے کوفہ کے تمام لوگ ان کا خطبہ سننے کیلئے جمع ہو گئے ، جن لوگوں نے بیعت کی تھی ان کی تعداد اگرچہ ہزاروں میں تھی مگر تمام لوگوں کے سامنے ان کی تعداد پانچ فیصد سے زیادہ نہ تھی باقی تمام لوگ مخالف تھے ، یہاں جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام نے ایک فصیح و بلیغ عظیم خطبہ ارشاد فرمایا جس کی وجہ سے قاضی شریح جیسا مخالف بھی بیعت پر آمادہ ہو گیا

اس مقام پر لوگ بیعت کیلئے یوں امنڈ پڑے جس طرح کوئی دریا بے قابو ہو کر کناروں سے باہر آجائے ، یہاں جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام نے امیر المومنین علیہ الصلوات والسلام کے لب و لہجہ میں منبر پر کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد فرمایا ☆

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

و صل علی محمدؐ و آلہ اجمعین امابعد ایھا الناس ان اللہ جعل محمدؐ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم و علیؑ علیہ الصلوات والسلام دلیلاً لذاتہٖ واقامھما مقامہٗ فی سائر بریاتہٖ فجعل احدھماروحہٗ و الآخر نفسہٗ وجعل الواحد منھما تاجٌ لمشیتہ و الثانیَ سیفاً لارادتہٖ وکان سیدنا الاکبر ینطق عن اللہ و للہ وباللہ و سیدنا الاصغر کان یفعل عنہ و لہٗ و بہٖ فمضی طاھرین طیبین راضیین و مرضیین عند اللہ و لیس لھما الیوم علی وجہ الارض وارثٌ سوا ابی عبداللہ الحسین علیہ الصلوات والسلام کلیم القرآن المناجی بالرحمن و حلیف الایمان و قاسم کل خیر المفروض طاعتہٗ علی الجن والانس والوحش والطیر فاعقلوا اھل الکوفۃ لو تستطیعوا ان تعقلواءَ ترکتم ابا عبداللہ علیہ الصلوات والسلام مصباح الصلواۃ و نور المحراب خلاصۃ الوجود و تفسیر الکتاب لشارب الخمور والاعب بالکلاب ءَ رضیتم

بـالـحـمـيـم لـلـمـطروق من عين الحياة المرزوق هل يستوى الخمر و السلسبيل و سامع الاغانى من الغوانى من مناجى له جبريل عليه السلام هانا ارسلت فيكم سفيراً وكـنـت فيكـم داعيـاً الى بيعت الله تعالىٰ الى بيعت ابى عبدالله عليه الصلوات والسلام فامشوا اثرىٰ غباره فاسروا الجنة ...... (R_89)

حمد وثنا وصلوات کے بعد فرمایا اے لوگو! یقیناً اللہ جل جلالہٗ نے شہنشاہ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام کو اپنی ذات پر دلیل قرار دیا ہے یعنی یہ دونوں انوار اس کی ذات پر دلیل ہیں

آپ جانتے ہیں کہ ایک ہوتا ہے دعویٰ اور ایک ہوتی ہے دلیل، اور کوئی دعویٰ اس وقت تک ثابت نہیں ہوسکتا اور ہر دعویٰ باطل ہوتا ہے جب تک اس کی کوئی محکم دلیل نہ ہو، بعینہٖ اللہ جل جلالہٗ کی ذات پاک ان کے بغیر ایسا دعویٰ ہے جس کی کوئی دلیل نہ ہو یعنی اللہ جل جلالہٗ کی ذات انہی کی ذات پاک سے ثابت ہوتی ہے، زیارات میں امام زمانہ عجل اللہ فرجہٗ الشریف کے جو اسمائے مبارکہ بیان ہوئے ہیں ان میں سے ایک یہ ہے ''دلیل علیٰ ذات اللہ'' یعنی تمام معصومین علیہ الصلوات والسلام ہی اس مقام پر فائز ہیں انفرادی طور پر اللہ نے اپنی صفات کے مختلف مظاہر بنائے ہیں جس طرح کہ اسم ممیت کے مظہر جناب عزرائیل ہیں، اسم رزاق کے مظہر جناب میقائیل ہیں، اسی طرح تمام صفات کے مظاہر موجود ہیں، مگر نہ کوئی مظہر جامع جمیع صفات ہے اور نہ ہی کوئی اس کا مظہر ذات ہے، کیونکہ جو مظہر ہوتا ہے وہ ہی دلیل بن سکتا ہے، اگر اللہ نے اپنی جملہ صفات اور کلی ذات کا کسی کو مظہر بنایا ہے تو وہ اس کا اپنا نور ذات ہے، جو نورِ اول ہے، جو دنیا میں چودہ اشکال میں ظاہر ہوا ہے، اس اسم مبارک کی تشریح

پر میں ایک مکمل مجلس پڑھ چکا ہوں ، یہ مجلس نہج المعرفت میں دیکھیں

☆واقا مهما مقامه فی سائر بریاته

اللہ جل جلالہ نے شہنشاہ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام کو تمام عالم موجودات پر اپنا قائم مقام بنایا ہے، ...... قائم مقام کیا ہوتا ہے؟

اس بات کو آپ اپنے ملک میں دیکھیں کہ جب کوئی سربراہ مملکت کسی ملک کے دورے پر جاتا ہے تو اس کے بعد تمام ملک پر حاکم اس کا کوئی قائم مقام ہوتا ہے، جس کے ہاتھ میں پورے ملک کا نظام ایسے ہوتا ہے جس طرح مکمل سربراہ کے ہاتھ میں ہوتا ہے یعنی قائم مقام صدر کے پاس اس وقت تمام اختیارات ہوتے ہیں جو صدر کے پاس ہوتے ہیں، اختیاراتی طور پر ان میں کوئی فرق نہیں ہوتا

یہ اللہ کے قائم مقام ہیں تو ماننا پڑے گا کہ عالم موجود میں اللہ تعالیٰ کے تمام اختیارات ان کے پاس ہیں، ان کے اختیارات اللہ جل جلالہ کے پاس ہیں

☆وجعل احدهما روحهٗ والاخر نفسهٗ

جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام فرماتے ہیں کہ اللہ جل جلالہ نے ان دوانوار میں سے سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نور کو اپنی ذات کیلئے بلاتشبیہ روح قرار دیا ہے اور امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام کو اپنا نفس قرار دیا ہے، یہ دونوں ہی روح اللہ اور نفس اللہ ہیں

نفس اللہ اور روح اللہ کے موضوع پر میں کئی خطبات دے چکا ہوں یہاں ان کا اعادہ نہیں کرنا چاہتا

☆وجعل الواحد منهما تاجاً لمشيته والثانی سیفاً لارادته وکان سیدنا الاکبر ینطق عن الله ولله وبالله

جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام فرماتے ہیں کہ اللہ جل جلالہٗ نے ان دو ذوات اطہار میں ایک کو اپنی مشیت وخواہش کا تاج قرار دیا ہے اور دوسری ذات کو اپنے ارادوں کی تلوار قرار دیا ہے، یعنی اللہ جل جلالہٗ جو کچھ چاہتا ہے وہ اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعے چاہتا ہے اور جو کرتا ہے وہ یداللہ علیہ الصلوات والسلام کے ذریعے کرتا ہے

پھر فرماتے ہیں کہ شہنشاہ معظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کی طرف سے اور اللہ کیلئے اور اللہ کی خاطر بولتے ہیں

آپ دیکھیں ہر شخص اپنے کس عضو کے ساتھ بولتا ہے؟ زبان کے ساتھ، کسی شخص کو آپ نے ہاتھوں یا پاؤں سے بولتا دیکھا ہے؟ نہیں ......تمام دنیا کے بولنے کا ذریعہ زبان ہے اور سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قوتِ ناطقہ خود اللہ جل جلالہٗ ہے، اب اللہ جل جلالہٗ فرماتے ہیں کہ ما ینطق عن الھویٰ تو اعتراض کیسا؟ کیونکہ یہ تو اللہ کے ذریعے بولتے ہیں یعنی ان کی قوت کلام اور ان کی قوت فعلیہ اللہ جل جلالہٗ کی ذات ہے

دوستو! اللہ کا ایک اسم متکلم ہے جس کے بارے میں تمام مذاہب کہتے ہیں کہ وہ بولتا نہیں مگر وہ جس چیز میں چاہتا ہے کلام کو پیدا کر دیتا ہے یعنی اللہ جل جلالہٗ بلا واسطہ نہیں بولتا بلکہ اس کے کلام کے تین ذرائع ہیں، جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام فرماتے ہیں کہ اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بولنے کا ذریعہ خود اللہ جل جلالہٗ ہے

☆سید نا الاصغر کان یفعل عنه وله وبه

جو امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام ہیں وہ جو بھی کرتے ہیں اللہ کے ذریعے کرتے ہیں، اللہ کیلئے کرتے ہیں، اللہ کی طرف سے کرتے ہیں، یہاں بھی وہی صورت موجود ہے کہ اللہ جل جلالہٗ کے بارے میں سب مانتے ہیں کہ وہ ”فعال لما یرید“ ہے یعنی جو چاہتا

ہے کرتا ہے مگر یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ اللہ جل جلالہٗ نے جب اور جو بھی کیا ہے ہمیشہ بالواسطہ کیا ہے، بغیر واسطے کے اس نے کبھی بھی کچھ بھی نہیں کیا، وہ ہمیشہ کسی نہ کسی واسطے یا وسیلے کے ذریعے ہی جو کچھ چاہتا ہے کرتا ہے

مگر یہاں فرمایا جارہا ہے کہ امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام جب بھی کچھ کرتے ہیں اللہ کے ذریعے کرتے ہیں، اللہ کے واسطے کرتے ہیں، اللہ کی طرف سے کرتے ہیں، امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام کو یداللہ تو سب مانتے ہیں مگر اس مقام پر ان کو اللہ کا ہاتھ قرار نہیں دیا جارہا بلکہ اللہ کو ان کا ہاتھ یا آلہ فعل قرار دیا جارہا ہے

☆فمضى طاهرين طيبيين راضيين ومرضيين عندالله وليس لهما اليوم على وجه الارض وارث سوا ابى عبدالله الحسين علیہ الصلوات والسلام

جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام فرماتے ہیں وہ دونوں طاہر وطیب ذوات واصل باللہ ہوگئی ہیں اور جو جاتا ہے اس کا کوئی نہ کوئی وارث ضرور ہوتا ہے اور اس دور میں ان دونوں ذوات اقدس کا سوائے تاجدار کربلا علیہ الصلوات والسلام کے کوئی وارث ہی نہیں

ان دونوں کے جملہ اختیارات ومراتب کے اکلوتے وارث شہنشاہ کربلا علیہ الصلوات والسلام ہیں، یعنی اللہ جل جلالہٗ اب چاہتا ہے تو ان کے ذریعے چاہتا ہے اور کچھ کرتا ہے تو ان کے ذریعے کرتا ہے اور یہ جو کچھ بولتے ہیں اللہ کے ذریعے بولتے ہیں اور یہ جو کچھ کرتے ہیں اللہ کے ذریعے کرتے ہیں یعنی جو کچھ وہ پاک ذوات علیحدہ علیحدہ ہیں وہ کچھ اس وقت ہمارے لئے شہنشاہ کربلا علیہ الصلوات والسلام تنہا ہیں

حقیقت یہ ہے کہ باقی ہر کریم کی کریمی مشروط ہے مگر شہنشاہ کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام کی کریمی ہمیشہ سے غیر مشروط ہے باقی ذوات کے معاملے میں اللہ جل جلالہٗ کبھی کبھی

خاموشی اختیار کر لیتا ہے مگر کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام کے معاملے میں وہ کبھی خاموش نہیں رہتا، کئی مواقع ایسے آئے کہ کسی سائل نے اولاد طلب کی امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام بھی خاموش رہے، سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی خاموش رہے کہ اولاد لکھی ہوئی نہیں مگر کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام نے تحریراتِ ازل کی پرواہ کیئے بغیر ہمیشہ اپنے کرم کے دریا کو جاری رکھا

☆کلیم القرآن المناجی بالرحمن وحلیف الایمان

جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام فرماتے ہیں کہ شہنشاہ کربلا علیہ الصلوات والسلام وہ ذات ہیں جو باتیں قرآن سے کرتے ہیں، سرگوشیاں رحمٰن ورحیم سے کرتے ہیں، ایمان کے حلیف ہیں

حلیف کیا ہوتا ہے؟ کوئی قبیلہ اگر اپنے دشمنوں سے اکیلا اپنا دفاع نہیں کر سکتا تھا تو وہ کسی اور قبیلہ کو اپنا حلیف بنا لیتا تھا یعنی اس قبیلہ سے یہ حلف یا عہد لیا جاتا تھا کہ اگر اس قبیلہ پر مشکل وقت آئے تو حلیف قبیلہ اس کا ساتھ دے گا، دشمن حملہ آور ہو گا تو وہ پورا ساتھ دے گا

یہاں صورتِ حال یہ ہے کہ ایمان ایک کمزور قبیلہ کی طرح ہے اور شہنشاہِ کربلا علیہ الصلوات والسلام اس کے حلیف ہیں یعنی جہاں بھی ایمان پر حملہ ہوتا ہے یا ایمان کی بقا کو خطرہ لاحق ہوتا ہے وہاں ایمان کی حفاظت اگر کوئی کرتا ہے تو وہ شہنشاہ کربلا علیہ الصلوات والسلام ہیں جو حلیف الایمان ہیں

وقاسم کل خیر المفروض طاعتہٗ علی الجن والانس والوحش والطیر

جناب مسلم علیہ الصلوات والسلام فرماتے ہیں اللہ جل جلالہٗ کی قسم شہنشاہ کربلا علیہ الصلوات والسلام وہ ذات

ہیں جو دنیا و عقبیٰ کی ہر قسمی خیر کو تقسیم فرمانے والے ہیں

اور خیر وہ لفظ ہے جس کے دائرہ میں گندم کے ایک دانہ سے لے کر عطائے حکمت تک ہر چیز اور ہر نعمت آجاتی ہے، ہر نیکی سے لے کر جنت کے اعلیٰ درجات تک ہر چیز آجاتی ہے ،اور یہ فرما رہے ہیں کہ شہنشاہ کربلا علیہ الصلوات والسلام ہر خیر کو تقسیم فرمانے والے ہیں

پھر فرماتے ہیں کہ شہنشاہ کربلا علیہ الصلوات والسلام وہ ذات ہیں جن کی اطاعت انسانوں، جنات، درندوں، پرندوں، چرندوں پر اس طرح واجب ہے جس طرح اللہ کی اطاعت واجب ہے، اس حقیقت کا مظاہرہ اس وقت فرمایا گیا جس وقت انہوں نے کربلا معلیٰ کی سرزمین پر ھل من ناصر کی صدا بلند فرمائی تو اللہ جل جلالہٗ سے لے کر ایک کمزور سے کمزور جرثومے نے بھی نصرت کی خاطر لبیک کہی، کائنات کے ہر ذرے اور ہر ایٹم میں سے آواز آرہی تھی

☆لبيك لبيك يا بن رسول الله صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

فاعقلوا اهل الكوفة لو تستطيعوا ان تعقلوا ءَ تركتم ابا عبدالله عليه الصلوات والسلام مصباح الصلوٰة و نور المحراب خلاصة الوجود و تفسير الكتاب لشارب الخمور و للاعب بالكلاب

فرماتے ہیں او اہل کوفہ! اگر تم عقل رکھتے ہو تو عقل سے کام لو کیا تم اس شہنشاہ کائنات علیہ الصلوات والسلام کو چھوڑنا چاہتے ہو جو نماز کے درخشاں چراغ ہیں، جو محراب عبادت کے نور ہیں، جو عالم یریٰ و ما لا یریٰ کے وجود کا خلاصہ اور وجہ وجود ہیں اور جو ام الکتاب کی زندہ تفسیر ہیں

ان کو تم اس کی خاطر چھوڑ رہے ہو جو شخص دن کے اجالے میں شراب نوشی کو عبادت

سمجھتا ہے اور ظاہری و باطنی دونوں قسم کے کتوں کے ساتھ کھیلنے پر اکتفیٰ کرتا ہے

تفسیر الکتاب کا مفہوم کیا ہے؟ پہلی بات تو یہ ہے کہ یہاں مراد قرآن بھی ہے اور وہ کتاب بھی ہے جس کے بارے میں ارشاد ہے کہ ☆ و ھوفی کتاب مکنون

یعنی قرآن اور ازل و ابد تک کی ہر چیز کتاب مکنون و مخفی میں ہے اور اس کتاب کو حقیقت محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہا جاتا ہے یہ شہنشاہ کربلا علیہ الصلوات والسلام اس کتاب کی جیتی جاگتی تفسیر بھی ہیں اور قرآن کی عملی تفسیر بھی ہیں

تفسیر کا فائدہ کیا ہوتا ہے؟ انسان قرآن پڑھتا ہے اس کی کسی آیہ کی سمجھ نہیں آتی تو وہ کوئی کتاب نہ دیکھے صرف کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام کو دیکھے اسے سمجھ آجائے گی کہ اللہ کیسے ایک ہے، کوئی پڑھتا ہے اللہ صمد یعنی اللہ بڑا بے نیاز ہے اگر اسے سمجھ نہ آئے کہ اللہ کیسے بے نیاز ہے تو امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام کے آخری سجدہ سے پہلے اولین وآخرین وملکوت وجنات وارواح انبیاء سلام اللہ علیہم کو مدد کیلئے حاضر دیکھیں اور کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام کو بڑی بے نیازی سے ہر ایک کی مدد کو ٹھکراتا ہوا دیکھیں پھر خود ہی سمجھ آجائے گی کہ اللہ کیسے بے نیاز ہے؟

☆ ءَ رضیتم بالحمیم المطروق من عین الحیاۃ المرزوق ھل یستوی الخمر و السلسبیل و سامع الاغانی من الغوانی من مناجی لہ جبریل علیہ السلام

جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام فرماتے ہیں او کوفیو! کیا تم ایسے کریم علیہ الصلوات والسلام کے بدلے یزید ملعون کو منتخب کررہے ہو جو کتوں کے ساتھ کھیلتا ہے، کیا تم آب حیات کے جاری وساری چشمے کے بدلے جہنم کے نجس کیچڑ بھرے غلیظ پانی کو پسند کررہے ہو

عربی زبان میں ''من ماء المطروق '' ایک محاورہ ہے یہ اس شخص کو کہا جاتا ہے جو

مخلوط النطفہ ہو یعنی جو یقینی حرام زادہ بھی ہو اور حرام میں بھی کئی نطفوں کا امتزاج ہو اس لئے فرما رہے ہیں کہ جہنم کا گندہ کیچڑ بھرا پانی کجا اور آب حیات کجا، پیشہ ور لونڈیوں کے گانے سننے والا کجا، جناب جبرائیل کی دل آویز مقدس لوریوں کو سننے والا کجا، خود سوچو

☆ھانا ارسلت فیکم سفیراً وکنت فیکم داعیاً الی بیعت اللہ تعالیٰ الی بیعت ابی عبداللہ علیہ الصلوات والسلام فامشوا اثریٰ غبارہ فاسروا الجنۃ

فرماتے ہیں او کوفیو! مجھے شہنشاہ کائنات علیہ الصلوات والسلام نے تمہارے پاس اپنا سفیر بنا کر بھیجا ہے اور ہم تمہارے درمیان اللہ جل جلالہٗ کی بیعت کی طرف بلانے والے ہیں جو شہنشاہ کربلا علیہ الصلوات والسلام کی بیعت ہے

عجیب بات یہ ہے کہ یہ بیعت مانگ رہے ہیں اللہ کی اور فرماتے ہیں اللہ کی بیعت وہ ہے جو شہنشاہ کربلا علیہ الصلوات والسلام کی بیعت ہے مگر کس ہاتھ پر ہوگی؟ وہ ہاتھ ہوگا جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام کا، گویا ہاتھ جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام کا دعوت کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام کی اور بیعت اللہ کی، حقیقت یہ ہے کہ نمائندے اور سفیر کی حیثیت ذاتی نہیں ہوتی بلکہ اصالتاً ہوتی ہے چونکہ یہ شہنشاہ کربلا علیہ الصلوات والسلام کے سفیر ہیں اس لئے اب ان کا ہاتھ ان کا نہیں رہا بلکہ یہ اللہ کا ہاتھ ہے، اور ہر شخص یہ بات جانتا ہے کہ انہوں نے کئی اپنے نواب بیعت بنائے یعنی آگے جس جس کو یہ اپنی بیعت کا اختیار دیتے گئے پھر ان کے ہاتھ بھی اللہ کے ہاتھ بنتے گئے

فرماتے ہیں تم شہنشاہ کربلا علیہ الصلوات والسلام کے قدموں کی دھول کے پیچھے پیچھے چلتے آؤ جنت تمہارے قدم خود آکر چوم لے گی

یہ تو تھی اس شہرہ آفاق خطبے کی مختصر سی تشریح اب آپ واقعات سنیں

اس خطبے کے اختتام پر تمام کوفہ بیعت کیلئے اُمڈ پڑا، بیعت کیلئے بارہ نائب مقرر کرنا پڑے، اس کے باوجود صبح سے لے کر نماز عشاء کے بعد تک یہ سلسلہ بیعت جاری رہا ایک یہ وقت تھا، دوسرا وقت وہ تھا کہ جب اسی مسجد میں جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام نماز ادا فرما کر باب نبی کندہ پر پہنچے اور پیچھے مڑ کر دیکھا تو کوئی بھی ان کے ساتھ موجود نہ تھا، اکیلے کوفہ کی گلیوں میں محو خرام ہیں، کوئی ٹھکانہ نہیں ہے، کوئی جائے پناہ نہیں ہے اور سوچ رہے ہیں کہ اب کہاں جائیں، اپنے کم سن معصوم شہزادوں کو کس طرح امت ملعونہ کے ظلم سے بچائیں، اور کوفہ والوں کی بدعہدی سے کس طرح اپنے کریم کو آگاہ کریں تاکہ وہ کوفہ تشریف نہ لائیں

تمام مومنین مل کر دعا کریں کہ اب تو ان مظلوموں کا وارث جلد تشریف لائے، ان کی خوشیوں کا موسم جلدی آئے، یہ لعل اپنے پاک بابا کے سائے میں دوبارہ آباد ہوں، اپنی پاک ماں صلواۃ اللہ علیہا کے سائے میں خوشیاں دیکھیں، تمام مومنین جناب عقیل علیہ الصلوات والسلام کی تمام پاک آل کا پرسہ اپنے زمانے کے وارث عجل اللہ فرجہٗ الشریف کو دیں جو ان مظلوموں کا حقیقی وارث ہے، تمام مل کر کہیں کہ اب تو ان کا انتقام لیں ان کو وطن میں آباد فرمائیں



﴿ آمین یارب العالمین ﴾



اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ وَّ آلِ مُحَمَّدٍ وَعَجِّل فَرَجَھُم بِقَائِمِھِمؑ عَجَلَ اللّٰہُ فَرَجَہُ الشریف
وَصَلَوَاتُ اللّٰہِ عَلَیہِ وَ عَلیٰ آلِہٖ اَجمَعِین

یاھوالوہاب الخبیر العلیم
یا مولا کریم عجل اللہ فرجک وصلوات اللہ علیک

مجلس نمبر 12

﴿حالاتِ کوفہ﴾

واقعات جناب شریک بن اعور حارثی

کوفہ کا شہر ہے، محلّہ بنی مذحج ہے، قبیلہ مراد کے 98 سالہ سردار جناب ہانی بن عروہ مرادی کے گھر سے ایک تابوت برآمد ہو رہا ہے، سب لوگ انتظار میں ہیں کہ حاکم کوفہ عبیداللہ ابن زیاد ملعون نے آنا ہے اور اس نے آکر ان کی نماز جنازہ ادا کرنا ہے، یہ کس کا تابوت ہے؟

قبیلہ عبدالمدان کی شاخ بنی حارث کے سردار جناب شریک ابن اعور الحارثی کا تابوت ہے، لوگ سوال کرتے ہیں کہ ان کی وفات کیسے ہوئی ہے؟

5 شوال منگل کی شام کو جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام کوفہ میں داخل ہوئے، 19 ذیقعد بمطابق 20 اگست 680ء بروز جمعرات ابن زیاد ملعون کوفہ میں داخل ہوا، کوفہ میں جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام کا کل قیام 66 دن کا ہے، ان دنوں میں 46 دن وہ ہیں جو ان کے عروج کے تھے اور 19 ذیقعد سے 9 ذوالحجہ تک 20 دن ایسے تھے جن میں ہر دن ایک نئی مصیبت لے کر آتا رہا، ہر روز ایک نئی قیامت آتی رہی، اس قیامت میں کافی لوگ شہید ہوئے، کافی لوگ مرتد ہوئے، مگر خوش نصیب تھے وہ لوگ جو معراج شہادت کو پا گئے

سب سے بڑی بدبختی ابن زیاد ملعون لے کر آیا سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہ کون تھا ؟

﴿عبیداللہ ابن زیاد ملعون﴾

کیونکہ اب کوفہ کے حالات کی تبدیلی کی وجوہات بیان کرنا ضروری ہے اس لئے اس تبدیلی کی اصل وجہ جو شخص بنا ہے اس کا تعارف کرانا بھی ضروری ہے اور یہ ہے عبیداللہ ابن زیاد بن سمیہ ملعون

تاریخ کا ہر طالب علم جانتا ہے کہ زیاد بن سمیہ ایک مجہول النسب شخص تھا یعنی اسے کوئی بھی حلال زادہ نہیں سمجھتا تھا کیونکہ اس کے باپ کا کسی کو علم تھا ہی نہیں اور اسے سب ماں کے نام سے بلاتے تھے، 36 ہجری تک یہ ماں کے نام سے پہچانا جاتا تھا کتاب مسلم بن عقیل صفحہ 499 میں ہے کہ عائشہ اسے زیاد بن ابیہ (بغیر باپ والا) کہہ کر پکارتی تھی

اس کی ماں کے بارے میں مؤرخین یہ لکھتے ہیں کہ ''سمیہ'' ایران کے ایک شہر زندرکی ایک لونڈی تھی جو شاہ ایران کے محل میں رہتی تھی اور ہر آنے والے مہمان کے سامنے پیش کی جاتی تھی، ایک دن عرب کا ایک معمولی تاجر ابوالخیر عمرالکندی ایران گیا اور شاہِ کسریٰ کا مہمان ہوا، اس وقت تمام بادشاہ تاجروں کی عزت کرتے تھے چاہے وہ کوئی معمولی تاجر ہی کیوں نہ ہو، یہاں رات کو یہ لونڈی اس کا دل خوش کرنے کیلئے بھیجی گئی اور اسے یہ لونڈی پسند آ گئی، صبح کو شاہِ کسریٰ نے ابوالخیر کندی سے حال پوچھا تو اس نے کہا کہ آپ کی یہ لونڈی مجھے پسند آ گئی ہے، شاہ کسریٰ نے حکم دیا کہ یہ لونڈی اسے بخش دی جائے، یہ ابوالخیر کندی اسے لے کر عرب میں آ گیا

جب یہ طائف پہنچا تو یہ بیمار ہو گیا، کافی علاج کروایا مگر صحت یاب نہ ہو سکا، آخر اس نے حرث بن کلاہ بن عمر بن حلاج ثقفی جو بڑا طبیب تھا اسے بلایا اور اپنا علاج کروایا اس کے علاج سے ابوالخیر کندی ٹھیک تو ہو گیا مگر اس کی تمام جمع پونجی علاج پر پہلے ہی خرچ ہو چکی تھی، اب اس کے پاس حکیم حرث بن کلاہ کو دینے کیلئے کچھ بھی نہ تھا

اس لئے اس نے طبیب کو فیس کے بدلے یہی لونڈی یعنی زیاد ملعون کی ماں سمیہ دے دی، وہ بوڑھا حکیم تھا اس نے گھر آ کر اس کے ساتھ شادی کر لی، یہاں سمیہ نے اس کے سیاہ فام غلام کے ساتھ ناجائز تعلقات قائم کر لئے، جس سے دو بیٹے ہوئے ایک کا نام ابوبکر فضیح تھا اور دوسرے کا نام ابوعمر نافع تھا، جب بوڑھے حکیم کو پتہ چلا کہ یہ جو میرے وارث بنے ہوئے ہیں یہ تو سیاہ فام غلام کے بیٹے ہیں تو اس نے مکہ کے ایک آدمی کے ہاتھ زیاد ملعون کی ماں سستے داموں بیچ دی، بروایت دیگر خود حرث بن کلاہ نے اسے پیشے پر لگا دیا، اس دور میں طائف ایک عیاشی کا اڈا تھا اور بقول صاحب مروج الذہب طائف کے محلّہ البغایا میں ابومریم خمار سلولی چکلا چلاتا تھا اور جو لوگ اپنی لونڈیوں سے پیشہ کرواتے تھے اس کے پاس بھیج دیتے یا اسے کہہ دیا جاتا تھا کہ جب کوئی گاہک میسر ہو تو ہماری لونڈی طلب کر لینا

ابومریم خمار سلولی کے قحبہ خانہ میں سالِ ہجرت میں بقولے دیگر سالِ فتح مکہ میں اس کا بیٹا زیاد ملعون پیدا ہوا تو سب نے پوچھا کہ اس کا باپ کون ہے؟ مگر سمیہ کوئی جواب نہ دے سکی، اس وقت قیافہ شناسوں کو بلایا گیا مگر کسی کو اس کا باپ ثابت نہ کیا جا سکا، اسے ماں کے نام کے ساتھ پہچان دی گئی، یہ زیاد بن سمیہ کے نام سے مشہور ہو گیا، اسی طرح ساٹھ سال گزر گئے، پھر اس کی اولاد بھی جوان ہو گئی بلکہ بوڑھی

ہوگئی ......(R_90)

جب جنگ صفین ہوئی تو اس وقت یہ امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام کے لشکر میں شامل تھا کیونکہ حرام زادہ ہمیشہ مکار اور زیرک ہوتا ہے اس لئے یہ بھی بڑا اچال باز تھا

معاویہ کو یہ کام کا آدمی نظر آیا، معاویہ نے عمرابن عاص سے کہا کہ تو اسے کسی طریقہ سے اس لشکر سے جدا کر کے ہمارے ساتھ ملا دے، یہاں انہوں نے ایک تجویز سوچی اور زیاد ملعون کو بلایا گیا اور معاویہ نے اسے کہا کہ میں تمہیں اپنا بھائی بنانا چاہتا ہوں اور اس موقع پر ابو مریم خمار سلولی جو بوڑھا کھوسٹ تھا اس سے قرآن سر پہ رکھوا کے وہ مشہور بیان دلوایا گیا جسے سن کر خود زیاد ملعون جیسے بے غیرت کو بھی غیرت آنے لگی اور زیاد نے کہا کہ تم لوگوں نے بھائی بنانے کیلئے مجھے بلایا ہے یا گالیاں دینے کیلئے؟

ابو مریم خمار سلولی نے سر پر قرآن رکھ کر بھرے دربار میں جو بیان دیا اس کا خلاصہ یہ تھا کہ ایک موقع پر ابوسفیان سفر سے آیا اس نے آکر مجھ سے ایک رات کیلئے لونڈی مانگی مگر اس دن کام کی تمام لونڈیاں پہلے دھندے پر جا چکی تھیں اس لئے میں نے کہا کہ اس گھٹیا سی لونڈی کے سوا میرے پاس کوئی لونڈی موجود نہیں، اس نے کہا تو وہی لونڈی میرے پاس بھیج دے اور اس کے بعد ایک غلیظ بیان تھا جسے ضبط تحریر میں نہیں لایا جا سکتا ہے، اس کے بعد معاویہ نے اعلان کر دیا کہ آج کے بعد زیاد ملعون کو زیاد بن سمیہ کوئی بھی نہیں کہے گا بلکہ آج کے بعد اسے زیاد بن ابوسفیان کہا جائے کیونکہ اب یہ بات خمار سلولی کے بیان سے ثابت ہو چکی ہے کہ یہ میرا حقیقی بھائی ہے

پھر معاویہ نے اسے شام بلوالیا اور تنہائی میں اپنی بہن جویریہ بنت ابوسفیان کو اس

حال میں بھیج دیا کہ اس کے بال کھلے ہوئے تھے اس زمانے میں غیر محرم کے سامنے بال کھول کر جانا بہت بڑا جرم تصور کیا جاتا تھا جس کی وجہ سے زیاد نے کہا کہ یہ تم نے کیا کیا ہے؟...... اس نے جواب دیا کہ جب تم میرے پدری بھائی ہو تو پھر شرم کیسا؟...... (بحوالہ کتاب مسلم بن عقیل صفحہ 496)

اس حرام زادہ زیاد بن سمیہ ملعون کا بیٹا تھا ''عبیداللہ ابن زیاد''......(R_91)

﴿کوفہ کی گورنری﴾

تاریخ یہ بتاتی ہے کہ معاویہ کے دور میں یزید ملعون اور ابن زیاد ملعون کی آپس میں شدید مخالفت تھی، اس کی وجہ یہ تھی کہ معاویہ کے دور میں ایک دفعہ یزید ملعون بصرہ آیا، یہاں یہ بصرہ کے ایک سردار منذر بن جارود کا مہمان بنا جہاں یزید کی نگاہ منذر بن جارود کی بیٹی بحریہ پر پڑی، یہ ویسے بھی دل پھینک عاشق تھا اسی لئے یہ اس کی ہوس میں گرفتار ہو گیا، یہ چاہتا تھا کہ اسے حاصل کرے

اسی دوران عبیداللہ ابن زیاد ملعون حاکم بن کر بصرہ میں آ گیا، اسے بھی علم تھا کہ منذر بن جارود کی بیٹی بڑی خوش شکل ہے، اسے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ یزید ملعون اس کا عاشق اور شیدائی ہے، زیاد ملعون نے آتے ہی اس کی خواست گاری کی جو منظور ہو گئی اور اس کی اس لڑکی سے شادی ہو گئی، یہ شادی اس نے یزید ملعون کے ساتھ ضد کی وجہ سے کی، اس لئے یزید ملعون ہمیشہ اس کے درپئے آزار رہتا تھا (R_92)

جس وقت وہ باپ کی موت کے بعد تخت پر بیٹھا تو اس کی اولین خواہش تھی کہ کسی صورت ابن مرجانہ کو جہنم رسید کرے مگر سیاسی حالات ایک دم بگڑنا شروع ہو گئے

جس کی وجہ سے ملعون کی یہ خواہش پوری نہ ہوسکی ...... تاریخ یہ بتاتی ہے کہ جب جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام کوفہ پہنچے تو عرب میں ہر طرف سے یزید ملعون کی مخالفت کی آتش بھڑک اٹھی اور ہر صوبہ سے اموی حامیوں کے خطوط آنا شروع ہو گئے کہ یہ حاکم بدل دو، فضا خراب ہورہی ہے یہاں اور حاکم روانہ کرو

ایک دن ملعون شام اپنے محل میں خطوط دیکھ رہا تھا اور سوچ رہا تھا کہ اب کیا کروں کوفہ بھی ہاتھ سے جاتا ہے اور اگر کوفہ ہاتھ سے نکل گیا تو پھر باقی صوبے بھی ہاتھ سے نکل جائیں گے، اسی وقت سرجعن یا سرجون بن منصور رومی مختلف صوبہ جات کی رپورٹیں اٹھا کر اس کے پاس پہنچ گیا، وہ تمام رپورٹیں اس کے آگے اس نے پھیلا دیں، یزید ملعون نے رپورٹیں دیکھیں، آذربائیجان فساد و مخالفت، مکہ فساد و مخالفت، مدینہ فساد و مخالفت، عراق فساد و مخالفت، خراسان دستی دیلم وغیرہ فساد و مخالفت ...... جب بصرہ کی رپورٹ دیکھی تو وہاں مکمل کنٹرول تھا

یزید نے سرجون رومی سے کہا کہ بصرہ کا حاکم عبیداللہ ابن زیاد ملعون ہے، چاہے بصرہ ہمارے ہاتھ سے نکل ہی کیوں نہ جائے اس کو معزول کر کے اس کے قتل کا حکم تحریر کیا جائے، اس وقت سرجون رومی نے کہا او احمق تجھے یہ معلوم ہے کہ شہنشاہ کربلا علیہ الصلوات والسلام مکہ پہنچ چکے ہیں اور ان کے وکیل جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام نے تمام کوفہ کا کنٹرول سنبھال لیا ہے، اگر یہی صورت حال رہی اور کوفہ کو بچانے کیلئے تجھے مدد کی ضرورت پیش آئی تو کم از کم بصرہ کی سپورٹ تو مل سکتی ہے اور اگر بصرہ بھی کمزور ہوگیا تو پھر تیری حکومت صرف شام تک محدود ہو جائے گی

یزید ملعون نے کہا کہ اب میں کیا کروں؟ سرجون رومی نے کہا کہ تو ایک تیر سے

دو شکار کر یعنی تو بصرہ کے ساتھ کوفہ کا حاکم بھی ابن زیاد ملعون کو بنا دے اور اسے کہہ دے کہ وہ شہنشاہ کربلا علیہ الصلوات والسلام کے معاملہ کو کلی طور پر سنبھال لے
وہ پہلے ہی اپنے اقتدار سے محروم ہو جانے کی فکر میں ہوگا جب اسے بصرہ کے ساتھ ساتھ کوفہ کی بھی حکومت دے دی جائے گی تو وہ تمہارا دل جیتنے کیلئے جہنم کو بھی گلے لگانے میں دیر نہیں کرے گا اور شہنشاہ کربلا علیہ الصلوات والسلام سے ہر صورت جنگ کرے گا، اگر یہ مر گیا تو بھی تمہارا دشمن مر گیا، اگر اس نے شہنشاہ کربلا علیہ الصلوات والسلام کو شہید کر دیا تو پھر بھی تمہارے اقتدار کی راہ ہموار ہوگئی اور تم ان کی شہادت کا تمام الزام ابن زیاد ملعون پر ڈال دینا، اگر ضرورت محسوس ہو تو فرزند رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شہید کرنے کے جرم میں اس ملعون کا سر کاٹ دینا اور تمام مسلمانوں کی آنکھوں میں دھول جھونک کر بے گناہ بن جانا......(R_93)
یزید ملعون کو یہ مشورہ پسند آیا، اس نے فوراً حکم دیا کہ شاہی فرمان تیار کیا جائے اس کے حکم سے فوراً شاہی فرمان تحریر کیا گیا اور اسی وقت مسلم ابن عمر الباہلی سے کہا گیا کہ وہ بصرہ جائے اور یہ خط ابن زیاد ملعون تک پہنچا دے......(R_94)
وہ فوراً بصرہ پہنچا، جب زیاد ملعون کو اطلاع ملی کہ شام سے یزید ملعون کا قاصد آیا ہے تو زیاد نے فوراً پڑھا انا للہ وانا الیہ راجعون یعنی اسے یقین تھا کہ یہ میرے قتل کا پروانہ لایا ہے، اس نے کانپتے ہوئے ہاتھوں سے وہ پروانہ کھول کر پڑھا، پڑھتے ہی حیرت سے اس کا چہرہ کھل اٹھا کہ یہ کس طرح ہو گیا، مجھے قتل کرنے کی بجائے کوفہ کا بھی گورنر بنا دیا گیا ہے، خط میں یہ بھی لکھا ہوا تھا کہ تم نعمان بن بشیر انصاری کو معزول کر کے خود چارج سنبھال لو اور جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام اور ان کے

ساتھیوں کوشہید کر کے ان کے سر فوراً شام بھیج دو، اس ملعون نے فوراً کوفہ جانے کی تیاری کی اور اپنے بھائی عثمان بن زیاد ملعون کو بصرہ میں اپنا نائب بنایا……(R_95)

اس دور میں اس کی جناب شریک ابن اعور الحارثی المدانی کے ساتھ بڑی دوستی تھی کیونکہ یہ اپنے قبیلہ کے سردار تھے، بزرگ تھے، اس کے باپ کی عمر کے تھے، صاف گو، صاحب کردار، بہادر اور دوستوں کے دوست تھے اسی لئے ابن زیاد ملعون ان کا بڑا احترام کرتا تھا……(R_96)

یہاں یہ بھی عرض کرتا چلوں کہ ابن زیاد ملعون کے ساتھ کافی لوگ بصرہ سے اس نیت کے ساتھ روانہ ہوئے تھے کہ یہاں سے ابن زیاد ملعون کے حمایتی بن کر جائیں گے کوفہ پہنچ کر کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام کی نصرت کریں گے، ان لوگوں میں ایک جناب شریک ابن اعور الحارثی بھی تھے

یہاں مناسب ہوگا کہ میں جناب شریک ابن اعور کا تعارف بھی کرا دوں

جناب شریک ابن اعور الحارثی جناب امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام کے خاص شیعہ تھے یہ بڑے بے باک، پرگو، حاضر جواب اور شجاع ہونے کے ساتھ ساتھ زاہد شب زندہ دار بھی تھے، بصرہ کے رؤساء واشراف میں ان کا شمار ہوتا تھا

امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام کی شہادت کے بعد یہ ایک بار شام تشریف لے گئے جب یہ وہاں پہنچے تو حاکم وقت کو اطلاع ملی، اس نے فوراً ایک رئیس شام کو ان کے پاس بھیجا اور انہیں اپنے محل میں بلایا، یہ محل میں تشریف لے گئے، حاکم وقت نے انہیں کرسی پیش کی، پر تکلف دعوت کے بعد حاکم شام نے ان کے ساتھ دل لگی کے انداز میں طنز اور توہین کی باتیں کرنا شروع کر دیں

وہ کہنے لگا اے ابن عور (عور کے معنی ہیں بھینگا) آپ کو معلوم ہے یک چشم سے دو چشم افضل ہوتا ہے، آپ کی صورت ایسی ہے کہ کوئی آپ کو خوبصورت نہیں کہہ سکتا، جو آپ سے خوبصورت ہے وہ آپ سے افضل ہے، آپ کا نام شریک ہے جو اللہ کو پسند نہیں کیونکہ اللہ لاشریک ہے

جناب شریک ابن اعور نے فرمایا تم اپنی باتیں کرتے رہو گے یا میری بھی سنو گے؟ حاکم شام بولا آپ اپنی بھی سنائیں آپ نے فرمایا تمہارا باپ سخر (ان تراشا پتھر) تھا اس سے سہل (نرم زمین) افضل ہوتی ہے، تمہارا دادحرب (جنگ وفساد) تھا اور فساد سے صلح افضل ہوتی ہے اور فساد بہت برا ہوتا ہے، تمہارا مورث اعلیٰ امیہ تھا اور امیہ امت کی تصغیر ہے یعنی ایک لونڈیا تھی اور لونڈی کا بیٹا امیر المسلمین کس طرح بن گیا ہے اور تمہارا اپنا نام وہ ہے جس کا مطلب ہے صرف بھونکنے والی کتیا یا حاملہ کتیا اس سے کون افضل ہے آگے تم خود سمجھ دار ہو، یہ فرما کر فوراً فی البدیہ یہ اشعار آپ نے پڑھے ☆

فلا تبسط علینا یا بن هند	لسانك ان بلغت فی الامانی
و ان تك للشقاء لنا امیراً	فانا لا نقر علی الهوانی
ان تك من امیة فی ذراها	فانا فی ذری عبد المدانی

اے ہند کے بیٹے اپنی زبان کو پٹہ ڈالو اسے ہم جیسے شریفوں پر چھوڑ دینا اچھا نہیں اقتدار سے ناجائز فائدہ مت اٹھاؤ، ہماری اس سے بڑی بدقسمتی اور کیا ہوسکتی ہے کہ تم جیسا شخص ہمارا امیر بن بیٹھا ہے، ہم زیادہ دیر یہ برداشت نہیں کرسکیں گے ہاں اگر تمہیں اپنے دادا امیہ جیسے سفیہ پر فخر ہے تو ہمیں عبدالمدان جیسے شریف پر فخر

ہے، یہ اشعار پڑھ کر چل پڑے وہ بلاتا رہا مگر یہ ناراض ہو کر چلے آئے ……(R_97)
جب ابن زیاد ملعون بصرہ کا گورنر بنا تو اس ملعون نے ان کے ساتھ بہت زیادہ دوستانہ مراسم پیدا کر لئے تاکہ ان کا قبیلہ اس کی حمایت سے دست کش نہ ہو جائے یہ سیاسی دوستی 60 ہجری تک چلتی آئی، جب فرعون شام نے اس ملعون کو بصرہ کے ساتھ ساتھ کوفہ کی حکومت بھی دے دی تو اس ملعون نے دربار میں خوشی منائی، اس خوشی کی محفل میں حارث بن قیس فہری اور دیگر روسائے بصرہ کے ساتھ شریک ابن اعور بھی تھے، جب محفل برخواست ہوئی، تمام لوگ جانے لگے تو اس ملعون نے حارث بن قیس فہری اور جناب شریک بن اعور کو روک لیا، تنہائی میں جناب شریک نے پوچھا کہ تمہاری اب کوفہ کی طرف کب تیاری ہوگی، اس نے جواب دیا میں نے یہی پوچھنے کیلئے آپ کو اور حارث بن قیس کو روکا ہے، پھر یہ ملعون حارث بن قیس کی طرف مخاطب ہوا کہ میرے باپ نے مرتے وقت مجھے وصیت کی تھی اگر تمہیں کبھی دشمن سے پناہ کی ضرورت پڑے تو حارث بن قیس تمہارے بھائی جیسا ہے اس کے پاس پناہ لینا، اب مجھے کوفہ کی حکومت کا پروانہ مل گیا ہے مگر میں سوچ رہا ہوں کہ کوفہ جاؤں کیسے؟ کیونکہ یزید ملعون کا کردار تمام عرب کے سامنے عیاں ہے اس لئے تمام عرب کا جھکاؤ فرزند رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف ہے، ان کا قاصد بصرہ بھی پہنچ چکا ہے جسے میں نے اسیر تو کر لیا ہے مگر عوام کی نفرت میرے خلاف شدت اختیار کر رہی ہے اب مجھے یہ خطرہ ہے کہ میں جس بستی سے یزید ملعون کا نمائندہ بن کر گزروں گا وہ مجھے قتل کر دیں گے، اب تم مجھے کوفہ پہنچا دو حارث بن قیس نے جواب دیا کہ یہ کام اتنا آسان نہیں مگر میں عرب ہوں اور عربی ہر پناہ مانگنے والے کو پناہ ضرور دیتے ہیں

اس لئے میں صرف اتنا کرسکتا ہوں کہ تمہیں کوفہ کے باہر جو بنی ناحیہ کی بستیاں ہیں وہاں تک پہنچادوں گا لیکن کوفہ نہیں جاؤں گا، آج رات جس وقت تاریکی چھا جائے تو تم اپنے ساتھیوں کو لے کر ہماری بستی میں پوشیدہ طور پر آجانا میں تمہیں بنی ناحیہ جو تمہارے باپ کے دوست ہیں ان تک پہنچادوں گا

ابن زیاد ملعون نے اسی وقت اپنے بھائی عثمان بن زیاد ملعون کو بتایا اور حکم دیا کہ تم بصرہ کی ناکہ بندی کردو اور کوشش کرنا کہ کوئی آدمی امام حسین علیہ الصلوات والسلام کی نصرت کیلئے یہاں سے کوفہ کی طرف نہ جائے اور جو شخص خفیہ طور پر جاتا ہوا گرفتار ہو جائے اسے سب کے سامنے قتل کر کے سولی پر لٹکا دینا اس بات سے لوگوں کے دلوں میں خوف وہراس پھیل جائے گا اور بغاوت کا امکان ختم ہو جائے گا......(R_98)

جب جناب شریک بن اعور نے یہ باتیں سنیں تو انہوں نے فوراً فرمایا اے ابن مرجانہ تم نے مجھ سے پہلے یہ بات کیوں نہ کی، تم میرے دوست تھے تمہاری جان کو خطرہ ہے تو میں تمہیں اکیلا نہیں جانے دوں گا، ان حالات میں تمہارے ساتھ کوفہ میں بھی چلوں گا، وجہ یہ تھی کہ پہلے جناب شریک بن اعور کا خفیہ جانے کا پروگرام تھا جب انہوں نے ناکہ بندی کا سنا تو انہوں نے سوچا کہ میں اس کی دوستی سے فائدہ کیوں نہ اٹھاؤں، اس لئے اس سے ہمدردی کا اظہار کیا پھر جناب شریک نے پوچھا کہ شہنشاہ کربلا علیہ الصلوات والسلام کا کب تک کوفہ آنے کا امکان ہے؟ اس نے جواب دیا کہ کوفہ کے جاسوسوں کی اطلاع کے مطابق جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام نے ان کو کوفہ تشریف لانے کا عریضہ بھیج دیا ہے اب وہ کسی وقت بھی کوفہ تشریف لے آئیں گے، رات کو جب ابن زیاد بصرہ سے روانہ ہونے لگا تو اس نے قرآن کریم اٹھا کر

تفاول کیا کہ اس سفر کا انجام کیا ہوگا ؟ فال کیلئے قرآن کریم کو کھولا تو یہ آیت سامنے آئی ......☆اتی وخاب کل جبار عنید

اس نے تین بار قرآن سے فال لی ، ہر مرتبہ یہی آیت اسے جہنم کی نوید دیتی ہوئی نظر آئی ، پھر یہ ملعون قرآن کے حق میں بکواس کرتا ہوا باہر نکل آیا......(R_99)

جناب شریک ابن اعور اور ابن زیاد ملعون اپنے ساتھیوں سمیت رات کو حارث بن قیس فہری کے گھر آئے ، وہ پہلے ہی تیار تھا ، یہ وہاں سے رات کو روانہ ہوئے ، ابن زیاد ملعون نے یزید ملعون کا تحریر کردہ اپنی گورنری کا پروانہ اپنی آستین کے اندر چھپایا ہوا تھا ، یہ کاروان ایک بستی کے قریب سے گزرا ، اس ملعون نے پوچھا کہ یہ کون سی جگہ ہے؟ حارث نے بتایا کہ یہ بنی سلیم کی بستیاں ہیں ، اس نے کہا کہ اب ہم سلامتی کے ساتھ پہنچ گئے ہیں ، آگے پھر آبادی نظر آئی پھر اس نے پوچھا یہ کون سی آبادی ہے حارث نے بتایا کہ یہ بنی ناجیہ کی بستیاں ہیں ، یہاں پہنچتے پہنچتے دن کافی نکل چکا تھا ، یہاں انہیں چند آدمی ملے انہوں نے روک کر پوچھا کہ تم کون ہو اور کہاں جا رہے ہو؟ حارث نے بتایا کہ میں حارث بن قیس فہری ہوں ہم کوفہ جا رہے ہیں ، ان آدمیوں نے ایک دوسرے سے کہا یہ تو ہمارے چچازاد قبیلہ کا بندہ ہے ، ہمارا بھائی ہے ، اچانک ان کے قبیلہ کا ایک جوان آ گیا جو امام علیہ الصلوات والسلام کے شیعوں میں سے تھا اس کی نگاہ ابن زیاد ملعون پر پڑی تو اس نے سوالیہ انداز میں کہا یہ تو ابن زیاد و مرجانہ ہے؟ ابھی جواب نہیں ملا تھا کہ اس نے اپنی کمان میں تیر ڈالا ادھر سے حارث بڑھا کہ اس ملعون کو بچائے مگر تیر کمان چھوڑ چکا تھا ، تیر ابن زیاد کے عمامہ کے آر پار ہو گیا ، فوراً حارث اسے اپنے گھر جہاضم میں لے آیا ، اسے یہاں

بٹھا کر وہ مسعود بن عمرو بن مالک بن فہر کے گھر گیا وہ اس قبیلہ کا سردار تھا، اسے تمام حالات سے آگاہ کیا اس نے جواب دیا کہ تم ایک فتنہ وفساد کو ساتھ لئے پھرتے ہو میں اب کیا کروں، اس نے کہا کہ تمہاری قوم نے اس کے باپ کو بھی پناہ دی تھی، اب اس کا بیٹا تمہارے پاس آ گیا ہے وہ اتنا چاہتا ہے کہ اسے کوفہ خیریت سے پہنچا دیا جائے کیا تم اتنی مدد بھی نہیں کر سکتے، مسعود بن عمرو بن مالک نے کہا کہ امام علیہ الصلوات والسلام کسی وقت بھی کوفہ پہنچ سکتے ہیں، اس کے ساتھ جانا خطرے سے خالی نہیں مگر کوشش کریں گے بہرحال انہوں نے وعدہ کرلیا......(R_100)

القرعا بصرے سے کوفہ اور مدینہ کا دوراہا تھا اور امام کائنات علیہ الصلوات والسلام بھی اس منزل سے گزرے، یہ بصرہ سے 7 منازل کے فاصلے پر تھا وہ منازل یہ ہیں

(1) عین الجمل (2) عین الصید (3) اخادید (4) اقر (5) قلع (6) مارق (7) القرعا...... بصرہ سے کوفہ کا کل فاصلہ 680 کلومیٹر ہے

جب ابن مرجانہ ملعون کا قافلہ القرعا پہنچا تو جناب شریک ابن اعور نے یہاں کے لوگوں سے پوچھا کہ کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام کا کارواں یہاں سے گزر چکا ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ ابھی تک وہ یہاں سے نہیں گزرے، یہ ذیقعد کا مہینہ تھا اور اس وقت کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام مکہ میں قیام پذیر تھے مگر افواہ یہ تھی کہ وہ مکہ سے روانہ ہو چکے ہیں اور کسی وقت کوفہ پہنچ سکتے ہیں، اسی لئے جناب شریک ابن اعور نے لوگوں سے پوچھا، جب لوگوں نے بتایا کہ امام علیہ الصلوات والسلام ابھی نہیں گزرے تو جناب شریک ابن اعور نے اپنے ساتھیوں کو تنہائی میں بلا کر مشورہ کیا اور کہا کہ تم سب جانتے ہو کہ کوفہ شہر کی مثال اونٹ کی طرح ہے جو بھی اس کی گردن پر سوار ہو جائے

اہل شہر اسی کی اطاعت کر لیتے ہیں، ہمیں یہ کوشش کرنا چاہیے کہ ابن زیاد ملعون کسی صورت راستے میں زیادہ سے زیادہ دیر رک جائے اور اس کے پہنچنے سے پہلے امام کائنات علیہ الصلوات والسلام کوفہ پہنچ جائیں پھر کوفہ ان کی مکمل اطاعت کرے گا، اب تم بتاؤ کہ میں اسے کیسے روکوں؟ کسی کے ذہن میں کوئی تدبیر نہ آئی تو انھوں نے پھر کہا کہ میری ایک تجویز ہے کہ میں سفر کے دوران اپنے آپ کو گھوڑے سے گرا لیتا ہوں اور اچھی طرح اپنے آپ کو زخمی کر لیتا ہوں جس کی وجہ سے یہ ملعون کچھ وقت کیلئے راستے میں رک جائے گا، کیونکہ مجھے پوری امید ہے کہ یہ ملعون مجھے زخمی حالت میں چھوڑ کر نہیں جائے گا، اس تجویز سے سب نے اتفاق کیا جب قافلہ چلا تو راستے میں جناب شریک بن اعور نے اپنے گھوڑے کو ڈرایا پھر اپنے آپ کو گھوڑے سے اس طرح گرایا کہ کافی زخمی ہو گئے (یہ بھی نصرت امام علیہ الصلوات والسلام کا ایک رنگ تھا)

ابن زیاد ملعون ان کے قریب آیا ان کی حالت پر بہت افسوس کرتا رہا مگر یہ ملعون ان کو اسی حالت میں چھوڑ کر کوفہ کی طرف روانہ ہو گیا اور ان کی تجویز ناکام ہو گئی (R_101)

جس راستہ سے یہ ملعون آیا اس راستے سے بصرہ سے القرعا تقریباً 510 کلومیٹر ہے القرعا سے کوفہ کا سیدھا راستہ 170 کلومیٹر ہے یعنی یہ کل فاصلہ 680 کلومیٹر کے قریب ہے، یہ ملعون ازل کوفہ کی طرف روانہ ہو گیا

جب یہ کوفہ کے باہر پہنچا اس وقت نماز عصر کا وقت تھا اس ملعون نے کوفہ میں داخل ہونے کی بجائے اسی جگہ قیام کیا اور اپنے ساتھیوں سے کہا کہ ہم رات کو کوفہ میں داخل ہوں گے، جس وقت یہ ملعون کوفہ کے باہر خیمہ زن تھا اس وقت ایک قافلہ یہاں سے گزرا، اس قافلہ نے جا کر اہل کوفہ کو اطلاع دی کہ ہم نے کوفہ سے دس

پندرہ کلومیٹر دور ایک قافلہ خیمہ زن دیکھا ہے پتہ نہیں کہ وہ کس کا قافلہ ہے ان کی اس اطلاع سے تمام کوفہ میں یہ خبر پھیل گئی کہ کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام کوفہ سے باہر قیام پذیر ہیں اور شام تک کوفہ پہنچ جائیں گے اس لئے بڑی تعداد میں لوگ کوفہ کی فصیل کے باہر آ کر ان کے انتظار میں بیٹھ گئے اور شام تک انتظار کیا، اس ملعون کے ساتھ اس وقت دس آدمی تھے، جب رات ہوئی تو یہ ملعون وہاں سے روانہ ہوا، نماز عشاء کے بعد یہ کوفہ کی فصیل کے دروازہ پر پہنچا مگر اس نے اپنی حالت یہ بنائی ہوئی تھی کہ سیاہ عمامہ سر پہ تھا، تمام لباس سفید تھا، ہاتھ میں تازیانہ اٹھایا ہوا تھا، چہرے پر نقاب تھا جس طرح ہم پگڑی کا پلڑا چہرے پر اوڑھ لیتے ہیں، اس ملعون نے اپنے باقی ساتھیوں سے کہا کہ تم سب بعد میں آنا پہلے میں یہ ڈرامہ کروں گا، پھر اس ملعون نے اپنی دونوں سائیڈوں پر اپنے ساتھیوں کو رکھا تاکہ کوئی اس کے قریب نہ آ سکے، اس رنگ میں وہ ملعون گھوڑے پر سوار ہو کر کوفہ میں داخل ہوا

اس وقت کوفہ کی عورتیں اور مرد امام کائنات علیہ الصلوات والسلام کے انتظار میں بیٹھے ہوئے تھے، ان کی نگاہ اس ملعون پر پڑی، رات کی تاریکی اور نقاب کی وجہ سے انہوں نے یہ گمان کیا کہ کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام تشریف لے آئے ہیں، ایک عورت نے چہرے پر ہاتھ رکھ کر استقبال کی روایتی آواز نکالی جس کے بعد تمام کوفہ میں خوشی کی لہر دوڑ گئی اور ہر گلی کوچہ سے استقبالی آواز کی گونج سنی جا رہی تھی، اس آواز کے ساتھ چالیس ہزار لوگ جمع ہو گئے اور کئی لوگ آل محمد علیہ الصلوات والسلام پر صلوات پڑھنے میں مصروف ہو گئے اور کئی آل امیہ پر لعنت کرنے میں مصروف تھے، کئی کہہ رہے تھے

☆مرحبا بك يا بن رسول الله قذمت خير مقدم ……(R_102)

یہ ملعون بڑی خاموشی کے ساتھ تمام کوفہ سے گزرتا ہوا قصر دارالامارۃ کے دروازے پر پہنچ گیا، جب یہ قصر کے دروازے پر پہنچا اس وقت نعمان بن بشیر انصاری نے اپنی فوجوں کو حکم دیا کہ وہ دروازہ بند کردیں تاکہ کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام قصر کے اندر نہ آسکیں......(R_103)

جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام اور ان کے رفقاء حیران تھے کہ کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام بغیر آگاہ فرمائے کیسے تشریف لے آئے ہیں، وہ نہیں ہوسکتے، اسی لئے انہیں علم ہوگیا کہ یہ کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام نہیں بلکہ ملعون شام کا کوئی ڈرامہ ہے، اسی لئے وہ استقبال کیلئے بھی نہ آئے، حقیقت یہ تھی کہ جو خط جناب قیس بن مسہر الصیداوی کو دے کر روانہ کیا گیا تھا اور کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام کو کوفہ آنے کی عرض کی گئی تھی وہ خط روانہ کئے ہوئے ابھی صرف 6 دن ہوئے تھے، اس دوران ان کا تشریف لے آنا ناممکن تھا جب یہ ملعون قصر دارالامارۃ کے دروازہ پر پہنچا تو نعمان بن بشیر نے دروازہ بند کرادیا اور خود قصر کی چھت پر سوار ہوگیا، جب اس ملعون نے دروازے پر دستک دی تو اس نے چھت سے آواز دی اے فرزند رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کوفہ کے امن اور سکون کو تہہ و بالا نہ کریں اور مدینہ تشریف لے جائیں، اس وقت ابن زیاد ملعون نے زور سے کہا او بڈھے کھوسٹ دروازہ کھولو......(R_104)

جب اس نے یہ آواز دی تو ساتھ کھڑے ہوئے ہجوم میں سے ایک آدمی نے کہا یہ فرزند رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آواز تو نہیں یہ وہ انداز گفتگو تو نہیں یہ تو کوئی بدتمیز آدمی ہے، دوسرے آدمی نے کہا واللہ یہ تو ابن مرجانہ ملعون ہے

ایک روایت یہ ہے کہ جب یہ ملعون قصر دارالامارہ کے دروازے پر پہنچا تو اس وقت

لوگوں نے اس موقع کو غنیمت سمجھ کر اور اس ملعون کو امام کائنات سمجھتے ہوئے قدم بوسی کرنے کی کوشش کی ، ہجوم اچانک قدم بوسی کیلئے ٹوٹ پڑا تو اس وقت مسلم ابن عمر البا ہلی نے کہا او کوفیو اس طرح بے قابو نہ ہو جاؤ یہ فرزند رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہیں بلکہ ابن مرجانہ ہے......(R_105)

یہ سن کر تمام لوگ بوکھلا اٹھے، کچھ لوگ چپ چاپ وہاں سے کھسک گئے، کچھ لوگ اس ملعون کو گالیاں دیتے ہوئے گھروں کو لوٹ گئے ، کچھ لوگوں نے دور کھڑے ہو کر ملعون پر پتھر برسائے اور کچھ نے اچانک اپنا رویہ تبدیل کرلیا، اس ملعون کو خوش آمدید کہنے والوں نے نعرے لگانا شروع کر دیئے، اسی دوران دروازہ کھل گیا اور یہ ملعون قصر دارالامارہ کے اندر داخل ہو گیا

ادھر جناب شریک ابن اعور سلام اللہ علیہ شدید زخمی حالت میں تھے مگر اپنی تدبیر کی ناکامی کا انہیں بہت افسوس تھا، اس کے باوجود وہ ناامید نہ تھے بلکہ انہوں نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ وہ اسے اسی حالت میں کوفہ پہنچا دیں، اگر جسم نصرت کرنے کے قابل نہیں تو زبان تو مولا کی نصرت کرسکتی ہے، ان کے ساتھی انہیں کوفہ لے آئے ، انہوں نے جناب ہانی بن عروہ مرادی سلام اللہ علیہ کے گھر آ کر قیام کیا اور یہ بھی ان کی تدبیر اور مقصد تھا کیونکہ جناب ہانی ان کے قریبی دوست تھے

یہاں میں ایک عرض کر دوں کہ جب سے جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام کوفہ تشریف لے آئے تھے اس دن سے جناب ہانی سلام اللہ علیہ نے اپنی ضعیفی کو عذر بنا کر خود کو گھر میں گوشہ نشین کرلیا تھا اور انہوں نے اپنے فرزندوں کو حکم دیا تھا کہ وہ جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام کی بھرپور نصرت کریں مگر وہ خود عملی طور پر الگ تھے

جب جناب شریک ابن اعور سلام اللہ علیہ ان کے گھر مہمان ہوئے تو آتے ہی جناب ہانی سلام اللہ علیہ سے پوچھا کہ آپ جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام کی نصرت کیلئے کیا کر رہے ہیں؟ انہوں نے جواب دیا کہ میں 98 سال کا ضعیف آدمی ہوں میں ان کی نصرت کیسے کر سکتا ہوں، میں نے اپنے بیٹے یحییٰ کو ان کے ساتھ رکھا ہوا ہے اور جو ہو سکے گا وہ ان کا ساتھ دیں گے، ان پر اپنی جان بھی قربان کرنے سے انکار نہیں کریں گے

جناب شریک بن اعور سلام اللہ علیہ نے ان کی یہ بات سن کر افسوس کا اظہار کیا اور کہا کہ افسوس ہے تمہارے ایمان پر کیا اپنے بیٹے کو جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام کے ساتھ بھیج کر تمہاری طرف سے نصرت کا حق ادا ہو گیا ہے؟ کیا نصرت کے سامنے کوئی بھی عذر قابل قبول ہو سکتا ہے؟ کیا ضعیفی کی وجہ سے اپنے زمانے کے امام کا حق ساقط ہو جاتا ہے؟ کیا آج شہنشاہ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس رنگ میں کوفہ آتے تو آپ ان کے سامنے یہ عذر پیش کرتے؟ اگر یہ عذر پیش کرتے تو کیا یہ کوئی معقول عذر شمار ہوتا؟ اس تمام غفلت کی وجہ یہ ہے کہ آپ نے اپنے زمانے کے امام علیہ الصلوات والسلام کے مقام اعلیٰ کو سمجھا ہی نہیں ہے، ہم پر فرض تو یہ ہے کہ ہم ان کو شہنشاہ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مقام دیں انہیں اس مقام پر کھڑا کر کے اپنے فرائض کو سمجھیں، یہاں کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام کے وکیل اور پاک بھائی تشریف لے آئے ہیں اور آپ چار بچے ان کے ساتھ بھیج کر خوش بیٹھے ہیں؟ آپ کم از کم ان کو اپنے گھر رہائش دیتے، ان کی خاطر تلوار نہ سہی اپنی زبان کو سیف حق بنا کر بھرپور استعمال کرتے، ان کو اپنے قبیلے کے انصار پیش کرتے، آپ کی زبان ہلتی اور شہنشاہ کو انصار مل جاتے، اس وقت جناب ہانی سلام اللہ علیہ کی آنکھیں کھلیں، فوراً جناب ہانی سلام اللہ علیہ نے اپنے بیٹے کو بھیج کر جناب امیر مسلم علیہ

الصلوات والسلام کو اپنے گھر آنے کی دعوت دی، جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام جناب مختار سلام اللہ علیہ کا گھر چھوڑ کر جناب ہانی سلام اللہ علیہ کے گھر تشریف لے آئے

یہاں جناب ہانی کا ایک قول ہے کہ آپ کا میرے گھر تشریف لانا درحقیقت ہمارے گھر کی تباہی کا موجب تو ہے مگر اب ہم آپ کی نصرت ضرور کریں گے...... (R_106)

﴿قتل کا منصوبہ﴾

جناب شریک بن اعور سلام اللہ علیہ نے جناب ہانی سلام اللہ علیہ کو جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام کی نصرت کی بہت ترغیب دی اور ان کی موجودگی میں 25 ہزار کوفیوں نے بیعت کی یعنی اس تعداد کی شمولیت سے 50 ہزار سے بھی زیادہ لوگ دائرۂ بیعت میں آئے

حالانکہ ابن زیاد ملعون کے آنے سے پہلے یہ تعداد بہت زیادہ تھی پھر اس ملعون کے آنے کے بعد اکثر لوگ خوف کے ماتحت ساتھ چھوڑ گئے تھے

اس کا اندازہ ہم اس بات سے لگا سکتے ہیں کہ ابن زیاد ملعون کے آنے سے پہلے جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام نے امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام کو خط لکھا تھا کہ

☆انا معك مع ماته الف سيوف فلا تتا خر...... (R_107)

آپ کی حمایت میں ایک لاکھ تلواریں بے نیام ہو چکی ہیں آپ اب جلد تشریف لائیں مگر ابن زیاد ملعون کے آنے سے فضا اچانک بدل گئی پھر اس فضا کو جناب شریک بن اعور نے کچھ درست کیا یہ بہت زیادہ زخمی ہونے کے باوجود شہنشاہ علیہ الصلوات والسلام کی نصرت کی اہمیت پر تقریریں کرتے رہے

ایک دن ابن زیاد ملعون عمرا ابن حجاج کو کہتا ہے کہ میں جب سے کوفہ آیا ہوں میرے

پاس تمام کوفی سردار آئے ہیں مگر جناب ہانی سلام اللہ علیہ میرے پاس نہیں آئے اس کی وجہ کیا ہے؟ وہ جناب ہانی کا سسر تھا اس نے جواب دیا کہ ان کی ضعیفی بھی ہے اور کچھ عرصہ سے بیمار بھی ہیں

یہ ملعون کہتا ہے کہ اگر وہ واقعی بیمار ہوتے تو میں خود ان کی عیادت کیلئے جاتا مگر مجھے معلوم ہوا کہ وہ شام کو باہر لوگوں میں بیٹھتے ہیں، ان کے پاس کافی تعداد میں لوگ آجا رہے ہیں اور میرے خیال میں کچھ زیادہ ہی لوگ آتے جاتے ہیں، ابن حجاج ملعون نے جناب ہانی سلام اللہ علیہ سے جا کر عرض کی کہ آپ ایک بار ابن زیاد کے پاس جائیں، انہوں نے جواب دیا کہ ابن زیاد ملعون نے یہاں شریک ابن اعور سلام اللہ علیہ کی عیادت کیلئے آنا ہے میں اس کی تمام غلط فہمیاں دور کردوں گا، اس کے بعد جناب ہانی سلام اللہ علیہ سے جناب شریک ابن اعور سلام اللہ علیہ نے کہا کہ ابن زیاد ملعون سے میرے بڑے دوستانہ مراسم ہیں میں اس کی طرف پیغام بھیج دیتا ہوں کہ تم کیسے دوست ہو کہ میری عیادت کو بھی نہیں آئے، وہ میری عیادت کو ضرور آئے گا آپ پس پردہ کسی کو تلوار دے کر بٹھا دیجئے گا، جب وہ ملعون غافل ہو کر بیٹھ جائے تو اس پر اچانک حملہ کر کے اس کی گردن اڑا دی جائے، یہ پروگرام طے ہو گیا

جناب شریک ابن اعور سلام اللہ علیہ نے ملعون کی طرف پیغام بھیجا ان کا خیال تھا کہ ملعون کل دن کو کسی وقت آئے گا، اس وقت تک ہم کسی جوان کو اسے فی النار کرنے کیلئے تیار کرلیں گے مگر وہ ملعون غیر متوقع طور پر اسی رات ان کی عیادت کیلئے آگیا، یہ اسے فی النار کرنے کا منصوبہ کلی طور پر تیار نہ کرسکے، جب ملعون دروازے پر آیا تو اس نے اندر اطلاع بھجوائی، جناب شریک سلام اللہ علیہ حیران ہو گئے کہ اب کیا کیا جائے

کیونکہ رات کو تمام جوان کوفہ میں تبلیغ کیلئے چلے جاتے تھے، اس وقت کوئی جوان گھر میں موجود نہ تھا سوائے جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام کے

اس وقت جناب شریک سلام اللہ علیہ نے جناب ہانی سلام اللہ علیہ سے کہا کہ آپ جا کر جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام سے عرض کریں کہ اس گھر میں آپ کے سوا کوئی جوان اس وقت موجود نہیں، آپ خود مہربانی فرمائیں، ہمارے کمرے کے پچھلے دروازہ پر کھڑے ہو جائیں، جب میں پانی مانگوں یا عمامہ اتاروں تو آپ اس ملعون پر حملہ کر دیں ہماری مجبوری یہ ہے کہ ہم دونوں ہی معذور ہیں ورنہ آپ کو یہ زحمت کبھی نہ دیتے

جناب ہانی سلام اللہ علیہ جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام کو تمام پروگرام سے آگاہ کر کے چلے آئے، پھر ابن زیاد ملعون کو اندر بلایا گیا اس کے ساتھ سپاہی بھی تھے اور اس کا چہیتا غلام مہران بھی ساتھ تھا، یہ آکر جناب شریک سلام اللہ علیہ کے ساتھ مسند پر بیٹھ گیا اور ان کی حالت پر بڑا افسوس کرتا رہا، جب جناب ہانی سلام اللہ علیہ نے جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام کو پروگرام سے آگاہ کیا تو آپ نے فرمایا یہ ہماری روایت کے خلاف ہے کہ غافل دشمن کو قتل کر دیا جائے، ہمیں ہمارے جد اطہر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سختی سے منع فرمایا ہے کہ کسی غافل پرندے کو بھی شکار نہیں کرنا چاہیے اور غافل دشمن کو قتل کرنا تو بزدلی ہے اور غیر اخلاقی عمل ہے اسی لئے ہم یہ کام نہیں کر سکتے

جناب ہانی سلام اللہ علیہ انہیں بہت مجبور کرتے رہے مگر انہوں نے صاف انکار کر دیا، ادھر ابن زیاد ملعون اور جناب شریک سلام اللہ علیہ کے درمیان گفتگو شروع ہو گئی، اسی دوران جناب شریک بن اعور نے پروگرام کے مطابق اپنا عمامہ تین بار اتار کر لہرایا کہ اب یہ ملعون غافل ہے وار کریں مگر جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام نے وار نہ کیا، پھر جناب

شریک سلام اللہ علیہ نے چند اشعار پڑھے جن کا مفہوم یہ تھا کہ دشمن غافل ہو تو اس کی غفلت سے فائدہ اٹھانا عین دانائی ہے مگر جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام نے پھر بھی حملہ نہ کیا، اس وقت ان کے اشعار سے ملعون کے غلام مہران کو شک ہو گیا اس نے فوراً ملعون کو اٹھنے کا اشارہ کیا، جناب شریک سلام اللہ علیہ نے اس کا دامن پکڑ کر فرمایا کہ تم میرے دوست ہو میں چاہتا ہوں تمہیں چند وصیتیں کر دوں کیونکہ میری زندگی کا کوئی پتہ نہیں، اس ملعون نے جواب دیا کہ میں دوبارہ آؤں گا، یہ کہتے ہوئے ملعون روانہ ہو گیا، راستے میں غلام نے کہا کہ تمہارے قتل کا منصوبہ بنایا گیا تھا مگر اسے یقین نہ آیا......(R_108)

اس عیادت کے بعد ملعون نے اپنے غلام معقل تمیمی سے کہا کہ ان کی نگرانی شروع کر دو اور جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام کے بارے میں معلوم کرو کہ وہ کہاں ہیں

جب یہ ملعون وہاں سے روانہ ہو گیا تو جناب شریک سلام اللہ علیہ نے جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام سے عرض کی آپ نے کیا کیا ہے؟ اس ملعون کو زندہ واپس جانے دیا

جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا بنی ہاشم کا یہ دستور نہیں کہ کسی غافل پر حملہ کریں چاہے وہ دشمن ہی کیوں نہ ہو

ابو مخنف کا قول ہے کہ جناب ہانی نے انہیں خود روکا تھا......ابوالفتوح کا قول ہے کہ جناب ہانی کا خیال کرتے ہوئے جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام نے خود تلوار نہیں چلائی

صاحب ریاض الاحزان کا قول ہے کہ جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام کو اپنی شہادت کا علم تھا اور انہیں پہلے ہی سے یہ علم بھی تھا کہ یہی ملعون انہیں شہید کرے گا، وہاں اس کا قتل کرنا رضائے الٰہی کے اجراء میں مداخلت کے مترادف تھا اور خالق کے فیصلے میں کوئی بھی اعلیٰ

ذات مداخلت نہیں کرتی

اس واقعہ کے دو دن بعد جناب شریک سلام اللہ علیہ زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے دنیا سے رحلت فرما گئے اور آخری وقت جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام سے عرض کی کیا میں نے آپ کے آقا کی نصرت کا حق ادا کر دیا ہے؟ انہوں نے فرمایا واللہ آپ نے وہ حق ادا کر دیا ہے...... یہ بات سنتے ہی ان کا وصال ہو گیا

میں نے آغاز یہاں سے کیا تھا کہ جناب ہانی کے گھر سے ایک جنازہ برآمد ہونے والا ہے جو جناب شریک ابن اعور کا ہے، اس جنازہ میں ابن زیاد ملعون نے بھی شرکت کرنا ہے، اس لئے لوگ اس ملعون کے انتظار میں ہیں

جب ابن زیاد پہنچا تو جناب شریک سلام اللہ علیہ کا تابوت برآمد ہوا، فرعون کوفہ نے آکر کاندھا دیا اور قبرستان تک لایا، یہاں اس کے باپ زیاد بن سمیہ کی قبر تھی، یہاں آکر اس نے بڑی شان وشوکت کے ساتھ جنازہ پڑھایا اور شاہی پروٹوکول کے ساتھ خود ان کو دفن کرایا، یہ ملعون بعد میں اکثر کہتا تھا کہ مجھے جناب شریک سلام اللہ علیہ کے بارے میں علم نہ تھا ورنہ میں ان کو باپ کے پہلو میں دفن نہ ہونے دیتا، اگر یہ کسی بھی دوسری جگہ پر دفن ہوتا تو میں ان کی لاش کو قبر سے نکال کر نذر آتش کر دیتا، اب مجھے اپنے باپ کا لحاظ ہے اس لئے میں ایسا نہیں کرتا، مگر یہ ملعون ان کو شاہی انداز میں وہاں دفن کروا چکا تھا......

(R_109)

گریز مصائب

میں تو کہوں گا شریک ابن اعور سلام اللہ علیہ آپ بہت خوش نصیب ہیں، آپ نے رحلت فرمائی تو آپ کو شاہی انداز میں کفن دیا گیا ہے، شان وشوکت کے ساتھ آپ کا

جنازہ کوفہ کے بازاروں سے گزرا ہے، آپ کا لاکھ احترام کے ساتھ جنازہ پڑھا گیا ہے، قربان جاؤں اس مظلوم علیہ الصلوات والسلام پر کہ جس کو شہید کرنے کے بعد کوفہ کے ہر بازار کی سیر کرائی گئی، کوفہ شہر کی گلیاں تھیں، آگے آگے ظالمین تھے، پیچھے کئی مظلوموں کی لاشیں تھیں، تمام لوگ چھتوں پر سوار ہو کر دیکھ رہے تھے، ایک ملعون ازل بازار میں اعلان کرتا ہوا آ رہا تھا کہ اے لوگو میں تمہیں ان کا تعارف کروا دوں

یہ جناب مسلم ابن عقیل علیہا الصلوات والسلام ہیں، ان کے ساتھ ان کی حمایت کرنے والے ہیں

تمام مومن مل کر دعا کریں کہ اب ان مظلوموں کی مظلومیت کا پھل انہیں مل جائے ان کا انتقام لیا جائے، سرکار عباس علیہ الصلوات والسلام کی پاک بہن صلواۃ اللہ علیہا کا گھر آباد ہو، وہ پاک شہزادی صلواۃ اللہ علیہا پھر اپنے فرزندوں کے ساتھ آباد ہو، تمام گلشن عقیل علیہ الصلوات والسلام میں دوبارہ بہار کا ایسا موسم لوٹ آئے جو ہمیشہ خزاں نا آشنا رہے



﴿آمین یارب العالمین﴾



اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ وَ آلِ مُحَمَّدٍ وَعَجِّل فَرَجَھُم بِقَائِمِھِمّ عَجَلَ اللّٰہُ فَرَجَہُ الشریف وَ صَلَوَاتُ اللّٰہُ عَلَیہِ وَ عَلیٰ آلِہٖ اَجمَعِین

یاھوالوہاب الخبیر العلیم
یا مولا کریم عجل اللہ فرجک وصلوات اللہ علیک

مجلس نمبر 13

جناب ہانی بن عروہ

سلام اللہ علیہ

کل کی مجلس میں بار بار جناب ہانی بن عروہ المرادی سلام اللہ علیہ کا ذکر خیر ہوتا رہا ہے میں یہ پہلے عرض کر چکا ہوں کہ 19 ذیقعد کو ابن زیاد ملعون کوفہ آیا، اس کے آتے ہی کوفہ کی فضا اچانک بدل گئی یعنی اس ملعون کے آنے سے پہلے 40، 50 ہزار کوفی بیعت کر چکے تھے مگر اس ظالم کے آنے سے 10 ہزار بچ گئے باقی تمام لوگ خوف کی وجہ سے چھوڑ گئے

یہاں عام طور پر یہ تاثر دیا جاتا ہے کہ جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام کی بیعت ایک ہی وقت میں تمام کوفیوں نے کر لی تھی، یہ تاثر غلط ہے، کیونکہ اس وقت جو جوان جنگ کے قابل سمجھے جاتے تھے ان کی کوفہ میں تعداد ایک لاکھ چالیس ہزار تھی، ان سب میں سے یہ معلوم نہیں کہ کتنے جوانوں نے بیعت کی تھی مگر کمزور اور ضعیف ملا کر کل تعداد 50 ہزار سے زیادہ نہ تھی، بعض روایات میں بیعت کرنے والوں کی تعداد ایک لاکھ بھی لکھی ہوئی ہے مگر یہ تعداد بنی امیہ کی نوازشات سے محروم طبقے سمیت بنتی ہے جبکہ شیعوں کی تعداد 50 ہزار سے زیادہ نہ تھی، باقی سب پہلے سے ہی اموی ملعونوں کے ساتھ شامل تھے، اسی لئے یزید ملعون نے لکھا تھا کہ کوفہ میں جو ہمارے

شیعہ ہیں وہ بھی ہمیں چھوڑ رہے ہیں اب ان کو فوراً سنبھالنے کی ضرورت ہے
یعنی زیادہ تعداد پہلے ہی اموی ملعونوں کی تھی اور جو امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام کے شیعہ تھے وہ بہت کم تھے اور جو یہ 50 ہزار تھے ان میں بھی کچھ لوگ تھے جو اس امید پر شامل ہوئے کہ اگر شہنشاہ کربلا علیہ الصلوات والسلام کی حکومت کوفہ میں قائم ہوگئی تو ہمیں بھی دربار میں کرسی مل جائے گی یعنی وہ ابن الوقت لوگ تھے جو اقتدار اور دولت کے لالچ کی وجہ سے دائرۂ بیعت میں آئے

ماضی کا زمانہ قبائلی زندگی اور سرداری نظام پر مبنی تھا اس میں کئی ایسے قبائل تھے جو افرادی لحاظ سے کمزور تھے اس لئے دشمن سے حفاظت کیلئے کئی دوسرے چھوٹے قبائل کو اپنا حلیف بنا لیتے تھے یعنی ایک دوسرے کی حفاظت کرتے تھے

اس وقت کوفہ میں قبیلہ مذحج کی بہت سی شاخیں بن چکی تھیں جو اپنا اپنا الگ تشخص و پہچان رکھتی تھیں مگر وہ ایک دوسرے کی حلیف بھی تھیں یعنی دکھ سکھ میں ایک دوسرے کا بھرپور ساتھ دیتی تھیں

قبیلہ مذحج کی ایک شاخ قبیلہ مراد تھی اور اس قبیلہ کی جتنی شاخیں تھیں ان سب کے ایک مشترکہ سردار تھے جن کا نام جناب ہانی بن عروہ مرادی المذحجی سلام اللہ علیہ تھا

ان کی اس وقت عمر 98 سال تھی، ان کے بارے میں مشہور تھا کہ جب یہ کسی طرف جانے کیلئے نکلتے تھے تو ان کے ساتھ اپنے قبیلے کے چار ہزار سوار 8 ہزار پیادے سلاح لوش یعنی لوہے میں غرق جوان نکلتے تھے اور دیگر حلیف قبائل کو ساتھ ملا کر کل 30 ہزار جنگجو جوانوں کے ساتھ یہ باہر آتے تھے، ان کے سر پر ایک بہت بڑا عمامہ ہوتا تھا، ان کی زلفیں کاندھوں تک تھیں، یہ بڑی وجاہت والے تھے، یعنی یہ کوفہ کے

ان چند بڑے سرداروں میں سے ایک تھے جن کی حکومت عزت کرتی تھی

جب جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام کوفہ تشریف لے آئے تو جناب ہانی سلام اللہ علیہ نے اپنے فرزندوں کو ان کی تحریک میں شامل کر دیا تھا مگر خود شرکت نہ کی، جب جناب شریک ابن اعور سلام اللہ علیہ نے ان کو نصرت کی اہمیت سے آگاہ کیا تو پھر ان کو تمام بات سمجھ میں آگئی اور اس وقت جناب شریک بن اعور سلام اللہ علیہ کے ساتھ ان کو نصرت پر آمادہ کرنے والے دوسرے شخص تھے جناب عبداللہ بن نوفل بن حارث، ان ہی کے مشورے کے بعد جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام کو جناب ہانی سلام اللہ علیہ کے گھر رہائش دی گئی تھی، جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام جناب ہانی سلام اللہ علیہ کے گھر یکم ذوالحجہ بمطابق 31 اگست سوموار کی رات تشریف لے آئے، 2 ذوالحجہ منگل کی رات کو ابن زیاد ملعون جناب شریک ابن اعور سلام اللہ علیہ کی عیادت کیلئے آیا، 3 ذوالحجہ کی شب جناب ہانی سلام اللہ علیہ اپنے محلے کا خفیہ چکر کاٹ کر جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام کی بیعت لیتے ہیں اس سے قبل بہت تعداد میں لوگ خوف کی وجہ سے چھوڑ جاتے ہیں، پھر دوبارہ بیعت کا اہتمام ہوتا ہے تو اس میں پھر 25 ہزار آدمی آکر جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام کے دست مبارک پر بیعت کرتے ہیں، مگر جناب ہانی سلام اللہ علیہ کی وجہ سے نہ کہ امام کائنات علیہ الصلوات والسلام کی نصرت کے جذبہ سے

اسی شب جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام فرماتے ہیں کہ اب ہمارے پاس فوج کی ایک معقول تعداد موجود ہے اس لئے ہمیں اعلان جنگ کر کے قصر دارالامارہ پر قبضہ کرنا چاہیے اور ابن زیاد کو فی النار کرنے کا اب اولین موقعہ ہے مگر جناب ہانی عرض کرتے ہیں کہ ابھی تو میں نے ایک چکر لگایا ہے جس کی وجہ سے 25 ہزار جوان

ہمارے ساتھ ہو گئے ہیں، اگر میں ایک یا دو چکر اور لگا لوں تو ہماری فوج کی تعداد بہت زیادہ ہو جائے گی اور فتح خود بڑھ کر ہمارے قدم چومے گی، اب تک کسی سردار نے آپ کے ساتھ بھرپور تعاون نہیں کیا، اسی لئے کوفہ درمیان میں لٹکا ہوا ہے

اب ہم خود اس مشن میں شامل ہو گئے ہیں، انشاء اللہ وہ رنگ نہیں ہو گا یعنی ان کو پوری امید تھی کہ بہت سے لوگ اور ہمارے ساتھ شامل ہو جائیں گے

بدھ 3 ذوالحجہ کے دن ابن زیاد ملعون نے عمر ابن حجاج زبیدی سے کہا کہ تم جناب ہانی سلام اللہ علیہ سے کہو وہ مجھے ملنے ضرور آئیں حالانکہ میں ان کے گھر بھی گیا ہوں مگر وہ مجھے ملنے نہیں آئے اس کی کیا وجہ ہے؟

(عمر ابن حجاج زبیدی کی بیٹی رویحہ خاتون جناب یحییٰ بن ہانی شہید کی والدہ تھیں اور یہ عمر ابن عمر حجاج ملعون کربلا میں نہر فرات کے کنارے پر متعین تھا)

اس ملعون نے جواب دیا کہ وہ ضعیف بھی ہیں اور بیمار بھی رہتے ہیں زیاد ملعون نے کہا کہ وہ کیسے بیمار ہیں کہ آنے والے لوگوں سے تو ملتے ہیں اور کوفہ کے حالات پر گفتگو بھی کرتے ہیں بہر حال جیسے بھی ہو ان سے جا کر کہو وہ ایک بار مجھے آ کر ملیں

میں نے کل کی مجلس میں عرض کی تھی کہ ابن زیاد ملعون نے جناب شریک سلام اللہ علیہ کی عیادت کے بعد واپسی پر فوراً اپنے ایک غلام معقل تمیمی سے کہا تھا کہ وہ آج رات سے جناب ہانی سلام اللہ علیہ کے گھر کی نگرانی شروع کر دے اور معلوم کرے کہ جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام کہاں ہیں؟

یہ اسی رات نمازِ عشاء کے بعد مسجد میں بیٹھ گیا، اس زمانے میں عام طور پر شیعہ مسجد میں پہچانے جاتے تھے، اس کی وجہ یہ تھی کہ تمام شیعان علی علیہ الصلوات والسلام کا یہ دستور تھا

کہ وہ مسجد میں سب سے پہلے آتے اور سب سے بعد مسجد سے باہر نکلتے تھے یعنی کثیر العبادت جو شخص ہوتا اسے لوگ یہی سمجھتے تھے کہ یہ یقیناً شیعہ ہوگا، آج تو اللہ کا فضل ہے مگر ماضی میں ہماری پہچان عبادت تھی

یہ معقل ملعون آکر مسجد میں بیٹھ گیا اور کافی دیر تک عبادت کرتا رہا، پھر ملعون نے دیکھا کہ جناب مسلم بن عوسجہ سلام اللہ علیہ آرہے ہیں یہ ان کے ساتھ نماز میں مصروف ہوگیا جب وہ فارغ ہوئے تو انہوں نے اس ملعون سے پوچھا تم مسافر نظر آتے ہو کہاں سے آئے ہو؟

اس ملعون نے جواب دیا کہ میں شام سے آیا ہوں اور مجھے ذوالکلاح حمیری نے بھیجا ہے، میں ان کا غلام ہوں، انہوں نے مجھے کچھ مالِ امام بھی دیا ہے اور حکم دیا ہے کہ میں جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام کی بیعت بھی کروں اور ان کی نصرت بھی کروں اور ان کی خدمت میں یہ مال بھی پیش کروں مگر یہاں تو مجھے کوئی نظر نہیں آتا

جب ملعون نے یہ کہا تو انہوں نے فرمایا کہ تم صحیح آدمی کے پاس پہنچ گئے ہو میں بھی ان کا غلام ہوں میں تمہیں ان کے پاس لے کر جاؤں گا، وہ اس ملعون کو جناب ہانی سلام اللہ علیہ کے گھر لے آئے، یہ ملعون جناب ہانی سلام اللہ علیہ کے گھر میں ہونے والی بیعت میں شریک ہوا، اس نے ایک ہزار دینار مال امام بھی پیش کیا......(R_110)

جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام فرماتے ہیں ہمارا دل نہیں چاہتا کہ ہم تمہارا مال قبول کریں مگر رضائے اِلٰہی یہی ہے تو ہم اس کی رضا پر راضی ہیں تم یہ مال ابو تمامہ صیداوی سلام اللہ علیہ کو دے دو

اس دوران معقل ملعون نے ابن زیاد ملعون سے مسلسل رابطہ رکھا اور روزانہ کی

رپورٹ ملعون کو دیتا رہا، یہاں یہ بھی عرض کرتا چلوں کہ جس دن سے معقل ملعون کو جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام کی تلاش پر لگایا گیا تھا اسی دن مالک بن یربوع ملعون ابن زیاد کے دربار میں آیا، اس نے آکر بتایا کہ آج کوفہ سے ہم نے ایک شخص کو باہر نکلتے ہوئے دیکھا ہے، ہم نے اس کا تعاقب کیا اور اسے گرفتار کرلیا ہے، جب ہم نے اس کی تلاشی لی تو اس کے پاس ایک خط تھا جوکہ اس نے ضائع کردیا اس کا نام عبداللہ بن یقطر سلام اللہ علیہ ہے، وہ جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام کا خط لے کر امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام کی طرف جارہا تھا اب اس کیلئے کیا حکم ہے؟ اس ملعون نے کہا کہ تم ان کو نظر بند کردو.......(R_111)

5 ذوالحجہ بمطابق 4 ستمبر جمعہ کا دن ہے، جناب ہانی سلام اللہ علیہ غسل کرکے اپنی زلفیں سنوار کر نماز جمعہ کی خاطر مسجد میں آتے ہیں، اس وقت ابن زیاد ملعون جمعہ کا خطبہ دینے میں مصروف تھا، اس ملعون کی نگاہ جناب ہانی سلام اللہ علیہ پر پڑی اور وہ نگاہ ایک معنی خیز نگاہ تھی اور اس وقت جناب ہانی سلام اللہ علیہ نے بھی اس کی نگاہ کے انداز سے کچھ معانی اخذ کرلیئے، جب نماز جمعہ سے فارغ ہوتے ہیں اس وقت یہ ملعون ازل جناب ہانی سلام اللہ علیہ کے سسر عمر ابن حجاج زبیدی ملعون اور ابی حسان اسماء بن خارجہ فرازی (جس نے جناب حسن مثنیٰ علیہ الصلوات والسلام کو بچایا تھا) سے کہتا ہے کہ تم جناب ہانی سلام اللہ علیہ کو میرے قصر دارلامارہ میں لے کر آؤ

یہ ملعون ان کو حکم دے کر خود قصر کی طرف چلا جاتا ہے اور یہ دونوں جناب ہانی سلام اللہ علیہ کے پاس آتے ہیں اور ان سے کہتے ہیں کہ آپ ابن زیاد ملعون سے مل کر واپس گھر جائیں، ادھر ابن زیاد ملعون قیس بن اشعث بن قیس کندی سے کہتا ہے کہ جب

جناب ہانی سلام اللہ علیہ قصر میں آئیں تو تم قصر کا دروازہ بند کر دینا

جناب ہانی سلام اللہ علیہ سے عمر ابن حجاج ملعون اصرار کرتا ہے کہ آپ پہلے قصر میں چلیں کیونکہ ابن زیاد ملعون آپ پر شک کرتا ہے کہ آپ اس کی مخالفت کر رہے ہیں آپ کے ملنے سے اس کا شک رفع ہو جائے گا، جناب ہانی سلام اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں اس کی نگاہوں کی عبارت پڑھ چکا ہوں اس لئے ہم قصر میں نہیں جائیں گے

وہ کہتا ہے کہ ہم سب آپ کے ساتھ ہیں آپ گھبرائیں نہیں وہ آپ کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا، جناب ہانی سلام اللہ علیہ کہتے ہیں کہ تم پہلے اس سے بات کرو اور اس سے امان نامہ لکھوا کر لے آؤ پھر ہم قصر جائیں گے، اسماء بن خارجہ فرازی ملعون اور عمر ابن حجاج زبیدی ملعون قصر پہنچے، انہوں نے زیاد ملعون سے تمام بات کی، اسے کہا کہ وہ ہمارے حلیف قبیلہ کے سردار ہیں تم ان کو امان نامہ لکھ دو وہ آنے کیلئے تیار ہیں کیونکہ ان کو تم پر اعتبار نہیں ہے، اس ملعون نے فوراً امان نامہ تحریر کیا، مہر لگا کر اسما بن خارجہ ملعون کے حوالے کر دیا، وہ یہ امان نامہ لے کر جناب ہانی سلام اللہ علیہ کے پاس پہنچا، انہوں نے فرمایا بھتیجے ہم نے اپنی زندگی لوگوں کی فطرت کو سمجھنے میں گزار دی ہے، اگر چہ اس ملعون نے امان نامہ لکھ دیا ہے پھر بھی ہمیں خطرہ محسوس ہو رہا ہے کیونکہ امان نامہ کا پاس حلال زادے اور خاندانی لوگ کرتے ہیں، اسے چند دن ہوئے ہیں کہ ایک سازش کے تحت ولدیت ملی ہے، آج تک تو اس کے باپ کا کسی کو پتہ ہی نہیں تھا، اس کے امان نامہ کا کیا بھروسہ، تم کہتے ہو تو ہم چلتے ہیں، یہ کہتے ہوئے وہ قصر کی جانب چل پڑے جب قصر کے دروازے پر پہنچے تو اس وقت جناب ہانی سلام اللہ علیہ نے اسماء بن خارجہ ملعون سے کہا کہ ہمیں اب بھی خطرہ محسوس ہو رہا ہے کہ یہ ملعون

کسی اخلاقی وشرعی وقبائلی روایت کو کچھ نہیں جانتا یہ یقیناً دھوکہ دے گا

اسماء بن خارجہ عرض کرتا ہے آپ نہ گھبرائیں اس نے ہمارے ساتھ وعدہ کیا ہے کہ وہ آپ کو امان دے گا، جب جناب ہانی سلام اللہ علیہ قصر دارالامارہ کے اندر پہنچے تو یہ ملعون تخت پر بیٹھا ہوا تھا، اس ملعون نے اشارہ کیا، قیس بن اشعث بن قیس کندی نے دروازہ بند کردیا، جناب ہانی سلام اللہ علیہ نے کلمہ استرجاع پڑھا

☆انا لله وانا اليه راجعون

یہ ملعون ان کی تعظیم کیلئے بھی اٹھا اورانہیں اپنے ساتھ بٹھایا مگر اس نے ایک عرب کا شعر پڑھا جس کا مفہوم یہ تھا کہ خائن اپنے قدموں پر چل کر آیا ہے مگر اس نے یہ شعر ہنسی مذاق میں گم کردیا، دربار میں قاضی شریح بھی موجود تھا

ابن زیاد ملعون نے جناب ہانی سلام اللہ علیہ کے ساتھ گفتگو کا آغاز یوں کیا کہ آپ کے اور میرے باپ کے درمیان پیار کا ایک عجیب رشتہ تھا، مجھے کبھی آپ کے اور اپنے باپ کے درمیان فرق محسوس نہیں ہوتا تھا، جب 50 ہجری میں میرے باپ کو شیعوں کے قتل کیلئے بھیجا گیا اس موقع پر کوئی بھی شیعہ اس کی کاروائی سے نہ بچ سکا مگر اس نے آپ کو اور آپ کے باپ کو کچھ بھی نہ کہا

میں بھی اِن پرانے مراسم کو نقصان نہیں پہنچانا چاہتا اور میں صرف اتنا چاہتا ہوں کہ آپ مجھے امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام کے بارے میں بتائیں کہ وہ کہاں ہیں؟

جناب ہانی سلام اللہ علیہ نے جواب دیا کہ ہم نہیں جانتے کہ وہ کہاں ہیں اور کیا کررہے ہیں؟ ...... وہ ملعون باربار پوچھتا رہا کہ آپ کو علم ہے آپ بتائیں کہ وہ کہاں ہیں

اس وقت جناب ہانی سلام اللہ علیہ نے بتانے سے صاف انکار کردیا پھر اس ملعون نے

پردے کی طرف انگلی سے اشارہ کیا، اسی وقت اس کا تمیمی غلام معقل سامنے آ گیا ابن زیاد ملعون کہتا ہے کہ کیا آپ اسے جانتے ہیں؟ جناب ہانی سمجھ گئے کہ ہمیں دھوکہ دیا گیا ہے، یہ ملعون سب کچھ معلوم کر چکا ہے، اس لئے جناب ہانی سلام اللہ علیہ نے فرمایا حقیقت یہ ہے کہ جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام ہمارے پاس موجود ہیں، وہ ہمارے پاس خود تشریف لائے تھے، ہم نے انہیں نہیں بلایا تھا اور عرب کا دستور ہے کہ جو بھی آ کر پناہ مانگے تو اسے ہر عرب پناہ دیتا ہے اور تمہیں یہ معلوم ہونا چاہیے کہ وہ ہماری پناہ میں ہیں، اگر تمہیں یہ پسند نہیں تو ہم انہیں جا کر کہیں گے کہ وہ کسی اور طرف تشریف لے جائیں، جب وہ ہمارے گھر سے تشریف لے جائیں تو پھر تم بے شک انہیں گرفتار کر لینا، یہ ملعون کہتا ہے کہ پہلے آپ کا بیان اور تھا اب اور ہے اس لئے آپ پر ہمیں اعتبار نہیں رہا، اب آپ جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام کو ہمارے حوالے کر دیں

جناب ہانی سلام اللہ علیہ فرماتے ہیں او ملعون تمہیں علم ہے کہ مجیر جراد عربوں کا ایک آئیڈیل انسان تھا، اس کا واقعہ یہ ہے کہ اس کے خیمہ کے قریب رات کو ٹڈی دل اتری تھی، صبح کو عربی لوگ اسے مارنے آئے تھے تو مجیر جراد نے انہیں وہ ٹڈی دل اس لئے نہیں مارنے دی کہ ٹڈی دل نے اس کی پناہ لی تھی اور اس نے اپنی جان پر کھیل کر اس ٹڈی دل کو بچایا تھا اور میں وہ روایت توڑ دوں اور وہ بھی آل رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گرفتار کروا کر؟ یہ ناممکن ہے

وہ ملعون کہتا ہے کہ میں کسی روایت کا پابند نہیں ہوں، میں ایک بات کرتا ہوں مجھے یہ بتاؤ کہ جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام کہاں ہیں؟ یہاں جناب ہانی سلام اللہ علیہ نے اپنا وہ

مشہور فقرہ فرمایا جس سے ان کے ایک کامل سردار ہونے کا ثبوت ملتا ہے

فرماتے ہیں او ملعون ازل اب تک ہم نے حالات کو خراب ہونے سے بچانے کی کوشش کی ہے اب ہم اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ ہم حالات کو خراب ہونے سے اس وقت تک نہیں بچا سکتے جب تک ہم اپنی روایات اور اخلاقیات سے دست بردار نہ ہو جائیں اور ہمارے لئے موت آسان ہے مگر اپنی روایات، اخلاقیات اور خاندانیت کو چھوڑنا بہت مشکل ہے اب تم سوال کرو اور ہم سے جواب لو (R_112)

تم نے پوچھا ہے کہ جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام کہاں ہیں؟ ہم یہ کہتے ہیں کہ اگر ان کے کسی ایک مددگار کا کوئی بچہ بھی ہمارے قدموں میں چھپا ہوا ہے تو ہم خود شہید ہو جائیں گے مگر اپنا قدم نہیں ہٹائیں گے، تم کس غلط فہمی میں مبتلا ہو، کیا ہم شہنشاہ کربلا علیہ الصلوات والسلام کے پاک وکیل کو تمہارے حوالے کر دیں گے؟

جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام کے بارے میں ہمیں سب کچھ معلوم ہے مگر ان کے بارے میں تم ہم سے نہیں پوچھ سکتے کہ وہ اب کہاں ہیں؟

اس وقت ابن زیاد ملعون نے کھڑے ہو کر حکم دیا کہ ان پر تشدد کیا جائے مگر ابھی شہید نہیں کرنا جب تک یہ جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام کے بارے میں بتا نہ دیں

ظالم کے فوجیوں نے جمع ہو کر ان پر تشدد شروع کر دیا، اس وقت اسماء بن خارجہ اور عمر بن حجاج نے شور مچا دیا کہ ان کو ہم لے کر آئے تھے اور تم نے حفاظت کا وعدہ کیا تھا، امان نامہ بھی لکھ کر دیا تھا، ابن زیاد ملعون نے گرج کر کہا اگر تم خاموش نہ ہوئے تو میں تمہاری بھی گردن اڑا دوں گا، اس پر وہ دونوں خاموش ہو گئے، بروایت دیگر ان پر تشدد کر کے انہیں قصر سے باہر نکال دیا گیا، جناب ہانی سلام اللہ علیہ تنہا رہ گئے، اس

وقت ان ظالموں نے ان پر بے پناہ تشدد اور ظلم کیا مگر جناب ہانی سلام اللہ علیہ کا ایک ہی جواب تھا کہ ہم شہادت کے منتظر ہیں، تم ہمارے جواب کا انتظار مت کرو (R_113)

اس منظر کی جناب میر انیس نے خوب ترجمانی کی ہے کہ جناب ہانی فرماتے ہیں

مسلمؑ کا پتہ کافر و بے دیں کو بتا دوں؟
گر خاک بھی ہو جاؤں تو مسلمؑ کو چھپا دوں

جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام

جب جناب ہانی سلام اللہ علیہ کو قصر میں لے جایا جارہا تھا تو اس وقت کچھ لوگ دیکھ رہے تھے، انہیں محسوس ہوا کہ جناب ہانی سلام اللہ علیہ پر اب مشکل وقت آ گیا ہے، انہوں نے فوراً جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام کو اطلاع دی اور کچھ لوگوں نے قصر کے اندر کے حالات معلوم کر کے جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام کو بتائے، اسی وقت جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام نے اپنے ایک ساتھی عبداللہ ابن حازمؒ (خازم) کو روانہ کیا کہ جا کر جناب ہانی سلام اللہ علیہ کی خیریت معلوم کریں ......(R_114)

یہ عبداللہ ابن حازم وہ شخصیت ہیں جو کوفہ میں تو جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام کی نصرت نہ کر سکے اور نہ ہی کربلا میں نصرت کی تھی مگر لشکر توابین کے ساتھ جناب سلیمان بن صرد خزاعی سلام اللہ علیہ کے ساتھ مل کر انہوں نے نصرت کی تھی

ان کے بارے میں یہ مشہور ہے کہ جب وہ کوفہ سے روانہ ہونے لگے تو ان کی بیوی ان کے چھوٹے چھوٹے بچے اٹھا کر ان کے سامنے آ کھڑی ہوئی اور روتے ہوئے کہا کہ تم تو شہید ہونے جا رہے ہو ان معصوم بچوں کا تمہارے سوا کوئی بھی کفیل نہیں

اور تمہاری بہنوں اور پورے خاندان کا تمہارے سوا کوئی کفیل نہیں تمہارے بعد ان سب کی کفالت کون کرے گا، ان کو روٹی کون مہیا کرے گا؟

انہوں نے فرمایا تھا کہ مجھ سے پہلے بھی اسی خیال کی وجہ سے دو غلطیاں ہوئیں، اب میں دنیا کے اس دھوکہ میں نہیں آؤں گا، کیونکہ پہلے بھی میں کفر کی منزل پر پہنچ گیا تھا میں نے اپنے آپ کو بچوں کا رازق اور محافظ سمجھ لیا تھا مگر اب میں مسلمان ہو گیا ہوں اور سمجھ گیا ہوں کہ کوئی انسان کسی کا رازق و کفیل نہیں ہوتا، بلکہ کائنات کی رازق ایک ذات ہے تمہارا رزق بھی وہی ذات فراہم کرے گی، میرا فریضہ نصرت امام علیہ الصلوات والسلام ہے وہ میں اب قضا نہیں کروں گا، یہ کہتے ہوئے وہ گھر سے نکل پڑے اور مقام عین الورد (جسے راس العین بھی کہتے ہیں جہاں سے شام جاتے ہوئے قافلہءِ تسلیم و رضا بھی گزرا تھا) پر جناب سلیمان بن صرد خزاعی کے ساتھ یہ عبداللہ بن حازم بھی شہید ہوئے تھے……(R_115)

میں عرض کر رہا تھا کہ جناب عبداللہ بن حازم کو جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام نے روانہ کیا کہ جناب ہانی علیہ الصلوات والسلام کی خیریت معلوم کریں، یہ روایت کرتے ہیں کہ جمعہ کی شام تھی، ہم قصر کے دروازہ پر پہنچے، وہاں جا کر بیٹھ گئے کہ شاید کچھ معلوم ہو کہ جناب ہانی سلام اللہ علیہ پر کیا گزری ہے، جب سورج غروب ہوا تو ہم نے دیکھا کہ جناب ہانی سلام اللہ علیہ کو زخمی حالت میں ایک سواری پر سوار کر کے محل سے کسی اور طرف منتقل کیا جا رہا تھا، ان کی حالت یہ تھی کہ ان کے چہرے سے خون جاری تھا، ان کے ہونٹ پھٹے ہوئے تھے، رخساروں کا گوشت پھٹا ہوا تھا، ان کی سفید ریش خون سے سرخ ہو چکی تھی، ان کی آنکھیں بند تھیں، اور آہستہ آہستہ آواز دے رہے تھے

☆وا مذحجا وا مذحجا...... ہائے میرا قبیلہ مذحج، ہائے میرا قبیلہ مذحج
عبداللہ بن حازم کہتا ہے کہ جب میں نے یہ حالت دیکھی تو فوراً میں جناب ہانی سلام اللہ علیہ کے گھر کی طرف دوڑا، جب میں ان کے محلّہ میں پہنچا تو اس وقت گلیوں میں عورتوں کو دیکھا جو واغربتاہ واغربتاہ کے بین کر کے ماتم میں مصروف تھیں ہر طرف عورتوں کا ہجوم تھا جو رو رہی تھیں......(R_116)
جناب ہانی سلام اللہ علیہ کے گھر میں صف ماتم بچھی ہوئی تھی، اس وقت جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام نے خادم کو حکم دیا کہ جن جن لوگوں نے ہماری بیعت کی ہے ان سے جا کر کہو کہ وہ صبح تک جمع ہو جائیں، ہم نے جناب ہانی سلام اللہ علیہ کو ظالم کی قید سے رہائی ضرور دِلانا ہے، کیونکہ انہیں صرف ہماری وجہ سے گرفتار کیا گیا ہے، یہ خادم رات کو ایک ایک گھر میں پہنچا کچھ لوگوں نے مدد کرنے کی حامی بھر لی، اس نے آ کر اطلاع کر دی مگر جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام نے ہفتہ کی رات کو خود کوفیوں کے گھروں میں جانے کا پروگرام بنایا اور خود ارباع کوفہ میں تشریف لے گئے، سب کو آگاہ فرمایا کہ کل ہم نے جناب ہانی سلام اللہ علیہ کو رہا کروانا ہے، ہم قصر دارالامارہ پر حملہ کریں گے، تم لوگوں نے ضرور آنا ہے
ارباعِ کوفہ میں خود جا کر بنی اسد، بنی مذحج، بنی کندہ اور بنی حمدان کے قبائل کو نصرت کی دعوت دی، یہ 6 ذوالحجہ ہفتہ کی رات کا واقعہ ہے
جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام نے اپنے انصار کو 6 ذوالحجہ ہفتہ کی صبح کو قصر کے گرد جمع ہونے کا حکم دیا مگر اس وقت لوگ بڑی کم تعداد میں شامل ہوئے اور جنھوں نے شرکت کرنے کا وعدہ کیا وہ بھی زیادہ تر مرادی تھے یعنی جناب ہانی سلام اللہ علیہ کے قبیلے

کے لوگ تھے، جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام نے انہیں جنگ کا شعار یہ دیا تھا

☆یَا مَنصُور اَمِت اَمِت......(R_117)

یہاں یہ بھی وضاحت کرتا چلوں کہ جنگ کے دوران دوست دشمن کی پہچان کرنا مشکل ہو جاتا تھا، اس لئے اس زمانہ میں جنگ کیلئے ایک شعار یعنی نعرہ دیا جاتا تھا جو ہر جنگجو جوان کو مسلسل زبان پر جاری رکھنا ہوتا تھا، اسی سے ایک دوسرے کو پہچان سکتے تھے ورنہ گھمسان کی جنگ میں تو تلوار کسی پر بھی چل سکتی ہے، جنگ میں دو لشکروں کی پہچان ان کے نعرہ یا شعار ہی سے ہوتی تھی

ہفتہ 6 ذوالحجہ کی صبح مسجد کوفہ میں نماز پڑھنے کیلئے آنے والوں میں جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام کے انصار جمع ہوئے مگر ان کی تعداد چار ہزار تھی اور ان میں بھی زیادہ تر مرادی قبیلہ کے لوگ تھے جو جناب ہانی سلام اللہ علیہ کی رہائی کیلئے آئے ہوئے تھے، نہ کہ جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام کی نصرت کیلئے ...... اور کوفہ سے باہر جو لوگ بیعت لینے میں مصروف تھے ان کو بھی جمع ہونے کی اطلاع نہ مل سکی کیونکہ یہ سب کچھ جلدی میں کیا گیا، اس وقت جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام نے اس چار ہزار کے مختصر ترین لشکر کو چار حصوں میں تقسیم کیا، ہزار ہزار کے دستے تشکیل دیئے، اور ان کے جو علمبردار مقرر کئے گئے وہ یہ تھے

(1) جناب عبداللہ بن عزیز کندی سلام اللہ علیہ (شہید کوفہ)

(2) جناب مسلم بن عوسجہ سلام اللہ علیہ (شہید کربلا)

(3) جناب عباس بن جعدہ بن ہبیرہ علیہ الصلوات والسلام (شہید کوفہ)

(4) جناب ابوتمامہ صیداوی سلام اللہ علیہ ان کو بنی تمیم و بنی حمدان کا علم عطا فرمایا

یہ چار ہزار کا لشکر جب کوفہ کی مسجد کے دروازے پر جمع ہوا اس وقت نماز کے بعد ابن زیاد ملعون منبر پر اہل کوفہ کو ڈرانے دھمکانے میں مصروف تھا، اس وقت اس لشکر نے مسجد کے باہر نعرہ تکبیر بلند کیا، ایک فوجی بھاگتا ہوا ابن زیاد ملعون کے پاس پہنچا اور آتے ہی کہا کہ......☆قد جاء مسلم بن عقیل علیہاالصلوات والسلام

جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام تمہارے سر پر پہنچ گئے ہیں، جب ملعون نے یہ بات سنی تو اسے پاؤں سے زمین نکلتی ہوئی محسوس ہوئی، اسے خطبہ کا ہوش بھی نہ رہا، یہ منبر چھوڑ کر مسجد کے پچھلے دروازہ سے اپنے قصر کی طرف بھاگ کھڑا ہوا، اس کے پیچھے اس کی ابلیسی ٹیم بھی بھاگ گئی اور ان سب نے قصر میں آکر پناہ لی ......(R_118)

اسی دوران عمر ابن حجاج زبیدی ملعون بھی 30 ہزار جوان لے کر قصر کے دروازے پر پہنچ گیا اور ابن زیاد ملعون کو للکارا کہ وہ جناب ہانی سلام اللہ علیہ کو فوراً چھوڑ دے

یہاں بڑی تعداد میں لوگ ابن زیاد ملعون کو گالیاں دینے میں مصروف تھے اس وقت قصر کے اندر صرف 30 ہزار افراد اس کے ساتھ تھے، ملعون نے اپنی ابلیسی ٹیم کے ساتھ مشورہ کیا کہ اب کیا کرنا چاہیے؟

آخر مشورہ یہ ہوا کہ اب ہمیں باضابطہ جنگ نہیں کرنا چاہیے بلکہ اس جنگ کو صرف جھڑپوں تک محدود رکھا جائے اور اپنی اس ٹیم میں سے جن جن لوگوں کے قبائل کے سرداروں سے اچھے مراسم ہیں ان کو امان کا علم دے کر ان کی طرف بھیج دینا چاہیے تاکہ جتنے لوگ جدا ہو جائیں گے اتنا لشکر کمزور ہو جائے گا اور ہمارے لئے فتح آسان ہو جائے گی، ان لوگوں نے وہاں جا کر یہ افواہ بھی اُڑانا ہے کہ ایک بڑا لشکر شام سے بھی آرہا ہے جو عنقریب پہنچنے والا ہے، اس لئے تمام قبائل کو امان کے علم

کے نیچے آ جانا چاہیے

اس تجویز پر عمل کرنے کیلئے انہوں نے ایک شیطانی ٹیم تشکیل دی جس میں محمد بن اشعث ملعون کو بنی مراد اور بنی کندہ کی طرف روانہ کیا گیا، اسی طرح قعقاع بن شوذب ذہلی، شیث بن ربیعی، حجار بن ابجر بن کعب عجلی اور شمر ملعون وغیرہ کو مختلف قبائل کی طرف امان کے علم دے کر روانہ کیا گیا اور کثیر بن شہاب حارثی ملعون کو مذحج و حارث کے قبائل کی طرف بھیجا گیا تھا

یہاں یہ بھی عرض کرتا چلوں کہ کثیر بن شہاب حارثی ملعون پر جناب ہانی سلام اللہ علیہ کا ایک بہت بڑا احسان بھی تھا کیونکہ جب یہ ملعون خراسان کا حاکم تھا تو اس ملعون نے وہاں مال کے معاملے بہت بڑا گھپلا کیا تھا جس کا علم فرعون شام کو ہوا تو اس نے اس کے قتل کا حکم دیا تھا اور کہا تھا کہ یہ ملعون جہاں بھی ملے اس کی گردن اڑا دی جائے یہ ملعون ڈر کی وجہ سے جناب ہانی سلام اللہ علیہ کے پاس پناہ کیلئے آیا، جناب ہانی سلام اللہ علیہ نے اس ملعون کو پناہ دی اور خود جا کر فرعونِ شام سے بات کی کیونکہ یہ کئی قبائل کے مشترکہ سردار تھے اس لئے فرعون شام نے ان کی بہت عزت کی اور ان کے کہنے پر کثیر بن شہاب حارثی ملعون کو معاف کر دیا تھا

ادھر قصر دارلامارہ کے باہر ہجوم تھا، نعرے بلند ہو رہے تھے، تلواریں لہرا رہی تھیں اور ادھر ابن زیاد ملعون کے ساتھی لشکر میں شامل ہو کر جوڑ توڑ میں مصروف تھے، ان کا پروگرام یہ تھا کہ کسی بھی طریقہ سے یہ جنگ نہیں ہونا چاہیے، دوسری طرف عمر بن حجاج زبیدی بھی جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام کے لشکر میں شامل ہو کر جناب ہانی کو چھڑانا چاہتا تھا اس کی شمولیت سے لشکر کی تعداد 50 یا 40 ہزار تک پہنچ گئی

ابن زیاد ملعون نے کہا کہ آج تصادم نہیں ہونا چاہیے کیونکہ اس وقت قصر میں اس کے پاس کوئی بڑا لشکر موجود نہ تھا، وہ چاہتا تھا کہ جو لوگ یہاں بازار لگانے آئے تھے وہ اپنا اپنا سامان اٹھا کر واپس اپنے گھروں میں چلے گئے ہیں، اس لئے اس لشکر کو یہاں کھانے کیلئے کچھ نہیں ملے گا تو یہ کھانا کھانے ضرور اپنے اپنے گھروں کی طرف جائیں گے، جب واپس چلے جائیں گے تو ہم شہر کی ناکہ بندی کر کے اہم اہم شخصیات کو گرفتار کر لیں گے……(R_119)

یہاں جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام کا لشکر بہت کم تعداد میں تھا اس کی وجوہات یہ تھیں کہ جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام نے بہت سے اہم ساتھیوں کو کوفہ سے باہر بیعت لینے کیلئے بھیج دیا تھا، وہ شہر سے باہر تھے، دوسری وجہ یہ تھی کہ یہ جنگ بغیر اعلان کے ہو رہی تھی اور قبل از وقت ہو رہی تھی، تیسری وجہ یہ تھی کہ قبائل کے سردار خوف کی وجہ سے گھروں میں بیٹھ گئے تھے، لوگ شرکت کیلئے آتے اور دیکھتے کہ کیا ہمارا سردار یہاں موجود ہے، پتہ چلتا کہ وہ نہیں ہے، یہ دیکھ کر وہ لوگ بھی واپس چلے جاتے
اسی لئے جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام کے ساتھ صرف چار ہزار کا لشکر تھا جبکہ فرعون کوفہ کے ساتھ کوفہ میں 40 ہزار لوگ موجود تھے جو قصر کے باہر تھے اور جنگ کو شورش بنا رہے تھے تاکہ باضابط جنگ نہ ہو سکے، شام تک یہ ہنگامہ جاری رہا لیکن جنگ نہیں ہوئی بلکہ ابن زیاد کی طرف سے جوڑ توڑ کا عمل جاری رہا اور وہ کافی حد تک اپنے مقصد میں کامیاب بھی ہو گیا

اسی دوران ابن زیاد ملعون نے قاضی شریح سے کہا کہ وہ قصر کی چھت پر جا کر تمام لوگوں کے سامنے قسم اٹھائے کہ جناب ہانی سلام اللہ علیہ کو شہید نہیں کیا گیا بلکہ وہ ٹھیک ہیں

وہ ایک وقتی اختلاف تھا جو ختم ہو چکا ہے کل تک تمام اختلاف ختم ہو جائیں گے اور ہم جناب ہانی سلام اللہ علیہ کو باعزت رہا کر دیں گے

قاضی شریح قصر کی چھت پر پہنچ گیا اور قرآن اٹھا کر لشکر سے کہا کہ جناب ہانی سلام اللہ علیہ محفوظ ہیں، ان کے ساتھ معمولی سا اختلاف تھا، کل تک ان کو چھوڑ دیا جائے گا، آپ سب لوگ واپس چلے جائیں، یہ سن کر عمر بن حجاج ملعون کا لشکر تو واپس چلا گیا مگر پھر بھی بڑی تعداد میں لوگ اصرار کرتے رہے کہ جناب ہانی سلام اللہ علیہ کو فوراً رہا کر دیا جائے ...... (R_120)

شام ہوگئی، اس وقت اکثر لوگ کھانے پینے کیلئے اپنے اپنے گھروں کو روانہ ہو گئے، اسی دوران جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام کے کافی انصار کو گرفتار کر لیا گیا، یعنی عمر ابن حریث نے عبداللہ بن حارث کو گرفتار کر لیا، جناب عباس بن جعدہ بن ہبیرہ علیہ الصلوات والسلام کو بھی راستے میں گرفتار کر لیا گیا، جناب عبداللہ بن عزیز کو بھی راستے ہی میں گرفتار کر لیا گیا، جناب مختار ثقفی سلام اللہ علیہ کا گھر کوفہ سے باہر تھا یہ گرفتار ہونے سے بچ گئے، اس وقت نماز مغرب کا وقت ہوگیا، جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام نے یہ نماز اپنے ساتھیوں کے ساتھ مسجد کوفہ میں ادا فرمائی، نماز کے بعد انہوں نے تعقیبات سے فارغ ہوکر پیچھے مڑ کر دیکھا تو تمام لوگ اپنے اپنے گھروں کی طرف جا چکے تھے، مگر پھر بھی ان کے ساتھ چند ساتھی تھے جو اس انتظار میں تھے کہ جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام جب کسی مقام پر تشریف لے جائیں گے تو وہ پھر اپنے گھروں کو روانہ ہوں گے......(R_121)

مسجد سے باہر آکر جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام نے اپنے باقی ساتھیوں کو حکم دیا کہ وہ

بھی اپنے اپنے گھروں کی طرف چلے جائیں، ساتھیوں کو روانہ کر کے جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام فوراً جناب ہانی سلام اللہ علیہ کے گھر کی طرف روانہ ہوئے کیونکہ ان کے دونوں فرزند جناب محمدؐ اور جناب ابراؑہیم علیہما الصلوات والسلام جناب ہانی سلام اللہ علیہ کے گھر موجود تھے

6 ذوالحجہ ہفتہ کے دن یہ واقعہ ہوا، اتوار کی رات ہوگئی، یہ رات جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام نے جناب ہانی سلام اللہ علیہ کے گھر بسر کی مگر اسی رات جناب ہانی کے گھر ابن زیاد ملعون کے فوجیوں نے چھاپہ مارا، اس وقت جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام کے دونوں فرزند بھی جناب ہانی سلام اللہ علیہ کے گھر موجود تھے، اس وقت جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام نماز شب میں مصروف تھے، انہوں نے گھوڑوں کی ٹاپوں کی آواز سنی تو سمجھ گئے کہ ملعون کی فوج آ گئی ہے، اس لئے انہوں نے فوراً اپنے بچوں کو جگایا

ملاعین فوج نے آتے ہی پہلے محلے کا محاصرہ کیا، پھر اس گھر کا محاصرہ کیا یعنی ہر طرف سے ناکہ بندی کرنے کے بعد وہ گھر کی طرف روانہ ہوئے، اس وقت جناب ہانی کے فرزند جناب یحییٰ بن ہانی سلام اللہ علیہ بھی جاگ گئے

یہاں یہ بتانا ضروری ہے کہ جناب ہانی سلام اللہ علیہ کے گھر کی پچھلی دیوار اور قاضی شریح کے گھر کی دیوار ایک ہی تھی یعنی یہ دونوں گھر ایک دوسرے سے متصل تھے، اس وقت جناب یحییٰ بن ہانی سلام اللہ علیہ اور ان کی بہنوں نے عرض کی کہ آقا اب ہمارا گھر آپ کیلئے محفوظ نہیں رہا اس لئے مناسب ہوگا کہ آپ ساتھ والے گھر منتقل ہو جائیں جناب یحییٰ بن ہانی سلام اللہ علیہ دیوار پھلانگ کر قاضی شریح کے گھر داخل ہوئے، اسے جگا کر کہا تم عرب ہو اور عرب کے قبائل امان مانگنے والے شخص کو اپنی خاندانیت کے

امتحان کیلئے اللہ کی رحمت سمجھتے ہیں اور وہ اللہ کی رحمت آج تمہارے دروازہ پر آ گئی ہے، قاضی شریح نے جواب دیا کہ تم بات کھول کر کرو، جناب یحییٰ سلام اللہ علیہ نے فرمایا کہ جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام اور ان کے فرزند آج تمہارے پاس امان بن کر آنا چاہتے ہیں کیا تم انہیں امان دو گے؟ قاضی شریح کے ماتھے پر پسینہ آ گیا

وہ کہنے لگا کہ میں دربار میں مرکزی کرسی پر بیٹھتا ہوں اور میرا یہ راز کھل گیا تو میرا تمام گھر برباد ہو جائے گا مگر میں اپنے خاندان کے چہرے پر یہ لعنت نہیں آنے دوں گا کہ قاضی نے امان واپس موڑ دی ہے

قاضی کی طرف سے جب تسلی بخش جواب ملا تو جناب یحییٰ بن ہانی سلام اللہ علیہ نے جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام اور ان کے بچوں کو اپنے گھر کی پچھلی دیوار سے قاضی شریح کے گھر پہنچا دیا اور خود واپس آ کر کوفی فوجیوں سے گفتگو شروع کر دی کہ تم بیشک ہمارے گھر کی تلاشی لے لو یہاں کوئی بھی نہیں

یہاں یہ بھی بتاتا چلوں کہ یہ قاضی شریح خود بھی پاک خاندان کا دشمن تھا اور جناب عبداللہ بن یقطر سلام اللہ علیہ کو اسی ظالم نے شہید کیا تھا

7 ذوالحجہ اتوار کا دن جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام نے قاضی شریح کے گھر گزارا

جب 8 ذوالحجہ کی رات ہوئی تو جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام نے قاضی سے فرمایا کہ ہم چاہتے ہیں کوفہ شہر سے باہر چلے جائیں، ہم اپنے ان بچوں کے ساتھ کوفہ سے باہر نہیں جا سکتے اس لئے یہ بچے ہماری امانت کے طور پر تمہارے سپرد ہیں، اگر ہم نہ آ سکیں تو ان کا خیال رکھنا، ہماری ذات پر اب جو بھی بیتے ان کو آگاہ نہ کرنا، اور اگر ہو سکے تو ان کا مدینہ پہنچا دینا، لیکن یہ خیال رکھنا کہ پرایا دیس ہے، یہ تو کسی سے راستہ بھی نہیں پوچھ سکتے، کسی

با اعتماد آدمی کے ہاتھ ان کو روانہ کرنا تا کہ یہ اپنی والدہ تک پہنچ جائیں، اپنی بہنوں سے جا ملیں، ہم چاہتے یہ ہیں کہ میرے یہ **معصوم** کوفہ والوں کے ظلم سے بچ جائیں

اب تمام مومنین مل کر دعا فرمانویں کہ خدا کرے کہ جناب **مسلم** علیہ الصلوات والسلام کا پاک گھر جلد آباد ہو، ان کے تمام فرزند اپنے پاک گھر میں آباد ہوں، ان کی پاک والدہ اپنے بچوں کی ابدی خوشیاں دیکھیں تا کہ ان کا دکھی دل خوشیوں سے **معمور** ہو



﴿ آمین یارب العالمین ﴾



اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلىٰ مُحَمَّدٍ وَّ آلِ مُحَمَّدٍ وَعَجِّل فَرَجَهُم بِقَائِمِهِمْ عَجَلَ اللّٰهُ فَرَجَهُ الشريف
وَصَلَوَاتُ اللّٰهُ عَلَيهِ وَ عَلىٰ آلِهٖ اَجمَعِين

یاھوالوہاب الخبیر العلیم
یا مولا کریم عجل اللہ فرجک وصلوات اللہ علیک

مجلس نمبر 14

جناب محمدؐ بن کثیر

سلام اللہ علیہ

8 ذوالحجہ کی رات جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام قاضی شریح کے گھر سے باہر تشریف لے آئے، ان کا رہوار جناب ہانی سلام اللہ علیہ کے گھر موجود تھا، انہوں نے وہاں سے اپنا رہوار لیا، ظالمین کا خیال تھا کہ جناب مسلم علیہ الصلوات والسلام اگر کسی طرف روانہ ہوں گے تو آدھی رات کے بعد روانہ ہوں گے اسی لئے انہوں نے شہر کی ناکہ بندی شام کو نہ کی

جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام کا پروگرام یہ تھا کہ ہم کسی صورت کوفہ سے باہر چلے جائیں اور باہر پہنچ کر کوفہ کے اردگرد کے لوگوں کو جمع کر کے دوبارہ کوفہ پر حملہ کریں اندر اور باہر کی جنگ میں ابن زیاد ملعون کیلئے سوائے شکست کے اور کوئی راستہ نہ ہوگا اسی لئے وہ یہاں سے روانہ ہوئے، جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام نے گھوڑے کا رخ باب البادیہ (باب الحجاج) کی طرف کر دیا، سامنے دیکھا سعید بن احنف آ رہا تھا اس نے جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام کو پہچان لیا آگے بڑھ کر سلام کیا اور دریافت کیا کہ آپ اب کس طرف جا رہے ہیں؟ جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا ہمارا ارادہ کوفہ چھوڑ دینے کا ہے سعید نے کہا آقا اب تو کوفہ کے تمام دروازوں پر ناکہ

بندی ہے اور کچھ دیر تک کوفہ کی تمام گلیوں کی بھی ناکہ بندی ہو جائے گی اس لئے آپ کیلئے کوفہ چھوڑنا ناممکن ہے، فصیل کے تمام دروازے بھی بند ہو چکے ہیں اور وہاں سخت فوجی پہرہ ہے، آپ کوفہ سے باہر نہیں جا سکتے، جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا کہ اگر ہم کوفہ سے باہر نہیں جا سکتے تو پھر ہم کس طرف جائیں؟ کوئی ایسی جگہ ہمیں چاہیے جہاں بیٹھ کر ہم اپنے ساتھیوں سے رابطہ کر سکیں

سعید بن احنف نے عرض کی کہ آقا میرا مشورہ یہ ہے کہ یہاں سے قریب ہی جناب محمد بن کثیر سلام اللہ علیہ کا گھر ہے اور وہ ہے بھی آپ کا ملنے والا، آپ وہاں تشریف لے چلیں ممکن ہے وہاں آپ کے باہر جانے کی کوئی راہ بھی نکل آئے، سعید بن احنف انہیں جناب محمد بن کثیر سلام اللہ علیہ کے گھر لے آیا، جب انہوں نے دروازہ پر دستک دی تو وہ باہر آیا لیکن پہچان نہ سکا پھر سعید بن احنف نے ان کا تعارف کروایا، وہ بہت خوش ہو گیا اور فوراً انہیں اپنے گھر کے اندر لے گیا

8 ذوالحجہ کی رات انہوں نے محمد بن کثیر سلام اللہ علیہ کے گھر بسر کی، صبح ابن زیاد ملعون کے جاسوسوں نے اطلاع دی کہ رات کے وقت دو آدمی جناب محمد بن کثیر سلام اللہ علیہ کے گھر داخل ہوئے ہیں شاید وہ جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام ہیں، اس وقت ابن زیاد ملعون نے فوراً اپنے بیٹے خالد بن عبید اللہ ملعون کو ایک فوجی دستہ دیا اور کہا کہ وہ جناب محمد بن کثیر سلام اللہ علیہ کے گھر جا کر فوراً تلاشی لے

یہ ملعون فوج لے کر جناب محمد بن کثیر سلام اللہ علیہ کے گھر پہنچا فوراً گھر کا محاصرہ کر لیا اور گھر کے اندر داخل ہونے کا ارادہ کیا، جناب محمد بن کثیر سلام اللہ علیہ کے گھر کے اندر ایک خفیہ تہہ خانہ تھا جس کا علم کسی کو نہیں تھا، انہوں نے جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام کی

خدمت میں عرض کی کہ آپ اس تہہ خانہ میں تشریف لے جائیں باقی معاملہ ہم سنبھال لیں گے، خالد بن عبیداللہ ملعون نے تمام گھر کی تلاشی لی مگر اسے تہہ خانہ کا پتہ نہ چل سکا، اس کے باوجود شک کی بنیاد پر اس ملعون نے جناب محمد بن کثیر سلام اللہ علیہ اور ان کے فرزند کو گرفتار کرلیا اور ان کو قصر دارالامارہ میں لے آیا

یہ 8 ذوالحجہ کی صبح کا واقعہ ہے، ان کی گرفتاری کی خبر تمام کوفہ میں پھیل گئی، یہ بھی اپنے قبیلہ کے سردار تھے اس لئے کوفہ میں نفرت کی شدید لہر دوڑ گئی کیونکہ جناب ہانی سلام اللہ علیہ پہلے سے گرفتار تھے اور کئی دوسرے سردار بھی گرفتار ہو چکے تھے

جب جناب محمد بن کثیر سلام اللہ علیہ گرفتار ہوئے تو ان کے قبیلہ کے لوگوں نے تمام حلیف قبائل سے بات کی اور 8 ذوالحجہ کے دن قصر دارالامارہ کے سامنے احتجاجی مظاہرہ کیا مگر وہ احتجاجی مظاہر کچھ دیر بعد ایک جنگ کی صورت اختیار کر گیا

یہاں ایک وضاحت کرتا چلوں کہ گذشتہ دن جناب مختار ثقفی سلام اللہ علیہ اور جناب سلیمان بن صرد خزاعی سلام اللہ علیہ جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام سے اجازت لے کر کوفہ سے باہر چلے گئے تھے تاکہ کوفہ کے اردگرد کے لوگوں کو نصرت پر آمادہ کیا جائے اور جب کوفہ کے اندر دوسرے دن شورش کا علم ہوا تو اس وقت جناب مختار ثقفی سلام اللہ علیہ جناب سلیمان سلام اللہ علیہ کے پاس پہنچ گئے اور کہا کہ کوفہ میں اس وقت شورش عروج پر ہے اگر ہم بھی کچھ ہمت سے کام لیں تو ابن زیاد ملعون کی حکومت ختم ہوسکتی ہے

دروازوں پر متعین باضابطہ فوج اس وقت شورش ختم کرنے کیلئے قصر کے گرد جمع ہے دروازوں پر اب محدود لوگ ہیں اور ہم آسانی سے اندر جا سکتے ہیں

ان کے مشورہ سے جناب سلیمان بن صرد خزاعی سلام اللہ علیہ بھی اپنی فوج لے کر کوفہ کے

اندر داخل ہو گئے اور باقی لوگوں میں شامل ہو گئے اس وقت جناب مختار ثقفی سلام اللہ علیہ اس رنگ میں کوفہ میں داخل ہوئے کہ یہ گھوڑے پر سوار تھے، ان کے ہاتھ میں سبز رنگ کا علم تھا، انہوں نے عمر ابن حریث مخزومی ملعون کے گھر کے سامنے اپنا علم آ کر لگایا اور جناب عبداللہ بن حارث بن نوفل سلام اللہ علیہ کے ہاتھ میں ایک سرخ رنگ کا علم تھا انہوں نے خود بھی سرخ رنگ کا لباس پہنا ہوا تھا، انہوں نے بھی اپنا علم آ کر قصر کے سامنے لگا دیا اور یہاں لوگوں کی یہ کیفیت تھی کہ لوگ زیاد ملعون کو زبردست گالیوں سے نواز رہے تھے......(R_122)

جب جناب مختار ثقفی سلام اللہ علیہ اور ان کے ساتھی جنگ میں شریک ہونے کیلئے آئے تو سعید بن احنف نے جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام کو اطلاع دی کہ آج پھر قصر کا محاصرہ ہو گیا ہے اور جنگ میں بڑی تعداد میں لوگ شریک ہیں

اس وقت جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام بھی گھوڑے پر سوار ہو کر لشکر میں شامل ہو گئے مگر یہ نقاب میں تھے جس کی وجہ سے چند خاص آدمیوں کے سوا کسی کو معلوم نہ ہوا کہ یہ بھی اس جنگ میں شریک ہیں

عین اسی وقت قصر دارالامارہ کے اندر ابن زیاد ملعون جناب محمد بن کثیر سلام اللہ علیہ سے گفتگو کر رہا تھا اور ان سے جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام کے بارے میں پوچھ رہا تھا قصر کے باہر جنگ کے طبل بج رہے تھے قصر کے سامنے تقریباً 40 ہزار جوان تلواریں بے نیام کر کے نعرے لگا رہے تھے، ان میں 36 ہزار جوان جناب محمد بن کثیر ازدی اور جناب ہانی سلام اللہ علیہ کے حامی تھے، کچھ دوسرے قبائل کے لوگ بھی شامل تھے، چار ہزار جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام کے حامی تھے

قصر کے اندر گفتگو جاری تھی اور ابن زیاد ملعون بار بار جناب محمد بن کثیر سلام اللہ علیہ سے پوچھ رہا تھا کہ وہ بتائے جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام کہاں ہیں جناب محمد کثیر سلام اللہ علیہ یہی جواب دیتے کہ باہر جو 30 ہزار جوان کھڑے ہیں اس کا جواب وہی دیں گے پھر ابن زیاد ملعون نے جناب محمد بن کثیر سلام اللہ علیہ سے گستاخانہ گفتگو شروع کر دی تو جناب محمد بن کثیر سلام اللہ علیہ نے جوش میں آ کر فرمایا

اے ملعونِ ازل تم ایک مجہول النسب باپ کے بیٹے ہو اور جمعہ جمعہ آٹھ دن ہوئے ہیں کہ جھوٹی قسموں سے سیاسی ضرورت کے تحت تمہارے باپ کو ابوسفیان کا بیٹا بنایا گیا ہے، تم عرب کی خاندانی روایات کو کیا جانو، کیونکہ تم کسی خاندان کے فرد ہی نہیں ابن زیاد ملعون غصے سے پاگل ہو گیا اور اپنے تخت کے سامنے رکھی ہوئی دوات ان کے سر پر دے ماری جس سے ان کی پیشانی زخمی ہوگئی، سفید ریش خون سے سرخ ہوتی چلی گئی

جناب محمد بن کثیر سلام اللہ علیہ زخمی شیر کی طرح اٹھے اور اپنی تلوار بے نیام کر کے ابن زیاد ملعون پر حملہ کر دیا، جب انہوں نے پہلا وار کیا تو ملعون کے غلام سامنے آ گئے یہ ملعون تو بچ گیا مگر اس کا غلام معقل تمیمی تلوار کی زد میں آ گیا، معقل تمیمی کی گردن ایک ہی وار سے کٹ کر دور جا گری، پھر ابن زیاد کی فوج نے ان پر حملہ کر دیا، جناب محمد بن کثیر سلام اللہ علیہ اور ان کے فرزند نے مل کر قصر کے اندر جنگ شروع کر دی جس کی وجہ سے قصر کے اندر ظالمین کی کئی لاشیں بکھری ہوئی نظر آئیں، باپ بیٹے نے کاندھے سے کاندھا ملا دیا اور بھرپور جنگ شروع کر دی اور آہستہ آہستہ قصر کے دروازہ کی طرف بڑھنا شروع کر دیا تاکہ قصر کا دروازہ کھل جائے اور باہر کھڑا لشکر اندر آ جائے،

یہ جنگ کرتے ہوئے دروازے کی طرف بڑھ رہے تھے، اسی دوران جناب محمد بن کثیر سلام اللہ علیہ زخمی ہوکر زمین پر گر گئے، ان کے فرزند تیزی سے دروازہ کی طرف بڑھے، انہوں نے دروازہ کھولنے کا ارادہ کیا ہی تھا کہ عین اسی وقت ایک غلام نے ان پر دور سے نیزے کا وار کیا جو کارگر ثابت ہوا، یہ بھی زخمی ہوکر زمین پر آئے، فوراً ایک فوجی نے ان کا سر جسم سے جدا کر دیا

ابن زیاد ملعون نے اس غلام سے کہا کہ تم قصر کی چھت پر جا کر تمام لشکر کو ان کا سر دکھاؤ اور پھر یہی سر زمین پر پھینک دو یہ تمام جنگ ان کی رہائی کی وجہ سے ہو رہی ہے جب لشکر کو معلوم ہو جائے گا کہ وہ تو شہید ہو گئے جن کی رہائی کیلئے ہم لڑنے آئے تھے تو وہ جنگ روک دیں گے

اس غلام نے قصر کی چھت پر کھڑے ہوکر لوگوں سے مخاطب ہوکر کہا کہ جن کی خاطر تم لڑ رہے ہو وہ تو شہید ہو گئے ہیں یہ ان کا سر آ رہا ہے، اس ملعون نے سر زمین کی سمت روانہ کر دیا، جب ازدی قبیلہ نے یہ دیکھا تو ان کا جوش زیادہ ہو گیا

ابھی شورش اپنے عروج پر تھی، شام کا وقت تھا اور سورج غروب ہونے میں کچھ دیر باقی تھی، عین اس وقت عامر بن طفیل ملعون شام سے 10 ہزار فوج لے کر کوفہ میں داخل ہوا، اس ملعون نے دیکھا کہ یہاں تو جنگ ہو رہی ہے اور جب اسے یہ معلوم ہوا کہ یہ جنگ ابن زیاد ملعون کے خلاف ہے تو اس نے بھی اپنا لشکر جنگ میں جھونک دیا سورج غروب ہو گیا، جنگ ختم ہو گئی، بلکہ حقیقت یہ ہے کہ لشکر شام کے آنے سے کوفیوں کے حوصلے پست ہو گئے اور انہوں نے راہِ فرار اختیار کی کیونکہ یہ کوفی گرفتاری سے خائف تھے……(R_123)

عباس جدلی روایت کرتا ہے کہ اس دن میں خود اس جنگ میں شریک تھا، دو پہر تک لشکر کی تعداد 50 ہزار تھی مگر عامر بن طفیل کے آنے سے اس لشکر کی تعداد صرف چار ہزار رہ گئی، سورج غروب ہوا، نماز کا وقت ہو گیا، اس وقت صرف 300 آدمی باقی بچ گئے تھے اور جب جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام نے مسجد سے محلّہ بنی کندہ کی طرف رخ کیا، اس وقت صرف 5 آدمی موجود تھے اور جب مسجد سے باہر آئے اور انہوں نے مڑ کر دیکھا تو ایک بھی آدمی موجود نہ تھا......
(R_124)

اب نہ جناب ہانی سلام اللہ علیہ کا گھر رہا تھا، نہ جناب محمد بن کثیر سلام اللہ علیہ کا گھر تھا، جائیں تو کس طرف جائیں؟ یہ گھوڑے پر سوار ہو کر سوچ رہے تھے کہاں جائیں، اگر ہم جناب محمد بن کثیر سلام اللہ علیہ کے گھر جائیں گے تو ان کے گھر والے حال پوچھیں گے، ان کی بیٹیاں آ کر پوچھیں گی، ان کے گھر کا نقصان ہوا ہے تو ہماری وجہ سے، ان کی کوئی ذاتی دشمنی تو نہ تھی، اب اگر ہم ان کے گھر جائیں گے تو ان کی بیٹیاں ہم سے اپنے باپ اور جناب ہانی کا حال پوچھیں گی ہم کیا جواب دیں گے، وہ ہم سے اپنے باپ کے نہ آنے کی وجہ پوچھیں گی ہم کیا بتائیں گے

اس وقت تقدیر کی آواز آئی کہ آپ جناب محمد بن کثیر سلام اللہ علیہ کی اولاد کے دکھ کو یاد کر کے رو رہے ہیں، ذرا اپنی پاک بیٹیوں صلواۃ اللہ علیہا کے بارے میں بھی سوچیں جن کو دوران سفر آپ کی شہادت کی اطلاع ملے گی، اس وقت ان کا کیا حال ہوگا

تمام مومن دعا کریں کہ جنابِ امیر مسلمؑ علیہ الصلوات والسلام کا مقصد عظیم پورا ہو، یعنی انہوں نے جو دکھ پسند فرمائے یا جو مصیبتیں جھیلیں تو ان کا مقصد صرف اور صرف محمد و آل محمد

علیہم الصلوات والسلام کی حکومت الٰہیہ کا قیام ہی تھا، دل سے دعا فرمانویں کہ اب جلد سے جلد خاندانِ تطہیر کے منتقم حقیقی عجل اللہ فرجہٗ الشریف تشریف لے آئیں، جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام کا انتقام ہو اور ان کے دکھوں کا صدقہ اس دنیا میں محمد و آل محمد علیہم الصلوات والسلام کی ابدی اور دائمی حکومت کا قیام ہماری ترستی ہوئی نگاہیں دیکھیں



﴿ آمین یارب العالمین ﴾



اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ وَ آلِ مُحَمَّدٍ وَعَجِّل فَرَجَھُم بِقَائِمِھِمْ عَجَلَ اللّٰہُ فَرَجَہُ الشریف وَصَلَوَاتُ اللّٰہُ عَلَیہِ وَ عَلٰی آلِہٖ اَجمَعِین

اھوالوہاب الخبیر العلیم
یا مولا کریم عجل اللہ فرجک وصلوات اللہ علیک

مجلس نمبر 15

جنگ جناب امیر مسلمؑ

علیہ الصلوات والسلام

9 ذوالحجہ بمطابق 8 ستمبر منگل کی رات ہے، یعنی سوموار کا سورج ابھی غروب ہوا ہے نماز عشاء کا وقت ہو رہا ہے، ایک سوار کوفہ کی گلیوں میں مصروفِ سفر ہے، کسی وقت کسی طرف اپنے رہوار کا رخ کرتا ہے، پھر اپنے رہوار کو روک کر دوسری طرف موڑ دیتا ہے

کل میں نے بیان کیا تھا کہ جناب محمد بن کثیر سلام اللہ علیہ کی شہادت کے بعد شام تک جنگ جاری رہی، اس جنگ میں جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام بھی شریک تھے، دوپہر کو اس لشکر کی تعداد 50 ہزار تھی مگر شام سے دس ہزار فوج کے ساتھ عامر بن طفیل ملعون کے آنے سے تعداد کم ہو کر صرف 4 ہزار رہ گئی، سورج غروب ہونے کے بعد نماز کے وقت یہ تعداد 300 رہ گئی، جب جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام نے مسجد میں نماز ادا فرمائی تو 100 دمیوں نے اقتداء کی، نماز کے اختتام تک صرف 10 دمی رہ گئے، جب آپ مسجد کے دروازہ سے باہر آئے تو پانچ آدمی تھے، پھر مڑ کر دیکھا تو ان میں سے کوئی بھی موجود نہ تھا، سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اچانک یہ انقلاب کیوں آیا؟

40--50 ہزار آدمی ساتھ ہونے کے باوجود تنہائی تک کا عمل کیسے وقوع پذیر ہوا؟

پہلی بات یہ ہے کہ یہ لشکر جو جمع ہوا تھا وہ تمام جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام کا حمایتی یا ناصر نہ تھا بلکہ یہ ان قبائلی سرداروں کے قبیلہ کے لوگ تھے جو ذہنی طور پر ابن زیاد ملعون کے ساتھ تھے مگر قبیلہ کی حمیت کی وجہ سے سرداروں کو چھڑانے کیلئے جمع ہوئے تھے، اب جیسے بنی مراد تھے یا اس کے حلیف قبائل تھے یا جیسے بنی مذحج تھے یا ایسے ہی دوسرے قبائل کے لوگ تھے

اس وقت کافی تعداد میں جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام کے حمایتی بھی موجود تھے مگر جس وقت عامر بن طفیل کی فوج کے آنے سے جنگ میں دشمن کا پلڑا بھاری ہوا تو کوفیوں کے حوصلے پست ہو گئے، جیسے جیسے اجتماعیت کم ہوتی گئی ساتھ چھوڑنے کا عمل زیادہ ہوتا گیا اور خوف طاری ہوتا گیا، جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام تنہا رہ گئے ......(R_125)

اس رات ابن زیاد ملعون مسجد کوفہ میں نماز مغرب پڑھنے نہیں آیا کیونکہ اسے خوف تھا کہ کوئی نہ کوئی مخالف مسجد میں موجود ہوگا اور چھپ کر وار کردے گا، ایک روایت یہ ہے کہ وہ ملعون چاہتا تھا کہ میں مسجد میں جا کر نماز بھی پڑھوں اور کوفیوں کو دھمکاؤں اور ڈراؤں مگر اسے حصین ابن نمیر ملعون (جو محل کے محافظوں کا انچارج تھا) نے روک دیا کہ وہ نہ جائے مگر یہ بضد رہا، پھر اس ملعون نے کہا کہ مسجد کی تلاشی کرو ممکن ہے وہاں کوئی ہمارا دشمن چھپا ہوا ہو کیونکہ میں مسجد ضرور جاؤں گا

پھر اس نے حکم دیا کہ تمام کوفہ میں اعلان کر دیا جائے کہ نماز عشاء کے بعد کوفہ کے تمام گھروں کے سربراہ مسجد میں جمع ہو جائیں اور ہاں جو سربراہ آج نہیں آئے گا ہم اس گھر کے تمام افراد کو قتل کر دیں گے اور اس گھر کو جلا دیں گے......(R_126)

شہر میں سختی سے اعلان کیا گیا تو تمام کوفی سردار مسجد کی طرف روانہ ہو گئے کچھ گھوڑوں پر سوار تھے اور کچھ پیدل مسجد کی طرف بڑھ رہے تھے

اس وقت جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام کوفہ سے باہر جانے کی کوشش کر رہے تھے مگر شہر کے تمام راستے بند تھے اس لئے انہوں نے اپنا پاک رہوار ایک کھجور کے درخت کے ساتھ کھڑا کیا اور خود کھجور کے درخت کا آسرا لے کر زمین پر بیٹھ گئے اور سوچتے رہے کہ کس طرف جانا چاہیے

اچانک سامنے والے گھر سے ایک مستور نے انہیں دیکھا وہ فوراً ان کے پاس آئی اور پوچھا آپ اس وقت یہاں کیوں بیٹھے ہیں؟ جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام فرماتے ہیں کہ ہمیں پیاس لگی ہے اس لئے یہاں بیٹھ گئے ہیں، وہ فوراً اپنے گھر سے ایک جام پانی لے آئی اور ان کی خدمت میں پیش کر دیا اور برتن لے کر واپس چلی گئی

اس مستور کا لڑکا صبح سے دربار کوفہ میں گیا ہوا تھا اور ابھی تک واپس نہیں آیا تھا اور اس نے تمام دن کوفہ کی گلیوں میں جنگ کی آوازیں سنی تھیں، تکبیر کے نعروں اور تلواروں کی جھنکار بھی سنتی رہی تھی، اب یہ سخت پریشان تھی کہ اس کا فرزند گھر کیوں نہیں آیا، اسی پریشانی میں یہ بار بار دروازے سے جھانک رہی تھی، کوفہ کی فضا بڑی خطرناک بنی ہوئی تھی، ایک طرف جنگ کی تیاری ہو رہی تھی تو دوسری طرف کوفہ کی گلیوں میں گھوڑے دوڑ رہے تھے، کوئی خیریت سے گھر سے نکلتا تھا تو شام کو اس کی موت کی خبر ملتی تھی یا اس کی لاش گھر آتی تھی، ہر فرد اپنے آپ کو غیر محفوظ محسوس کر رہا تھا، کسی کی زندگی بھی یقینی نظر نہیں آتی تھی، اس لئے یہ ماں ہونے کے ناطے بہت پریشان تھی کہ ابھی تک میرا بیٹا واپس نہیں آیا کہیں قتل تو نہیں ہو گیا

یہ دوبارہ اپنے بیٹے کو دیکھنے باہر آئی تو اس نے دیکھا کہ جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام ابھی تک وہاں موجود ہیں جبکہ اس کا خیال تھا کہ وہ پانی پینے کے بعد چلے جائیں گے مگر ابھی تک انہیں وہاں موجود پا کر وہ پھر جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام کے قریب آئی اور عرض کی کہ اے مسافر آپ نے پانی تو پی لیا ہے اب یہاں کیوں بیٹھے ہیں؟ پہلی بات تو یہ ہے کہ شرعاً آپ میری اجازت کے بغیر میرے دروازہ کے سامنے نہیں بیٹھ سکتے، دوسری بات یہ ہے کہ آج کوفہ کی فضا بڑی خراب ہے، کوئی گھر محفوظ نہیں آپ اپنے گھر جائیں، آپ کے گھر والے بھی پریشان ہوں گے، جس طرح میں اپنے بیٹے کیلئے پریشان ہوں اسی طرح آپ کی بیٹیاں اور بیٹے پریشان ہوں گے

امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام فرماتے ہیں کہ آپ کی بات درست ہے ہمارے گھر والے بھی بہت پریشان ہوں گے، ہماری بیٹیاں اللہ جانے کہاں ہوں گی، ہم تو کوفہ میں مسافر ہیں، ہمارا گھر یہاں سے بہت دور ہے، اس شہر میں ہمارے ساتھ صرف دو معصوم بیٹے ہیں جو ہم سے جدا ہو چکے ہیں، اللہ جانے ان پر کیا بیت رہی ہوگی ......(R_127)

یہ آہستہ آہستہ پوچھتی ہے کیا آپ جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام کے ساتھ تو نہیں آئے جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام سر جھکا کے فرماتے ہیں

☆انا مسلمؑ بن عقیل علیہ الصلوات والسلام کذبنی ھو لاء القوم وغرونی واخرجونی من دیاری ثم خزلونی ولم ینصرونی وترکونی وحیداً

ہم ان کے ساتھ نہیں آئے بلکہ ہم ہی وہ مظلوم ہیں جس کی ان کوفی ملعونوں نے تکذیب کی ہے، انہوں نے ہم سے دھوکہ کیا ہے، اپنے شہر میں بلا کر ہمیں بے یار

ومددگار چھوڑ دیا ہے اور ہماری نصرت نہیں کی، ہمیں اکیلا کر دیا گیا ہے کہ اب ہمارے پاس واپس جانے کا کوئی بھی راستہ نہیں بچا

جب اس مستور نے یہ باتیں سنیں تو فوراً قدموں میں گر پڑی اور رو رو کر کہتی ہے کہ میں معافی چاہتی ہوں مجھے علم نہ تھا، اب آپ بالکل یہاں نہ بیٹھیں فوراً میرے گھر کے اندر تشریف لے چلیں یہاں تو تمام کوفی آپ کے خون کے پیاسے ہیں

جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام اس مستور کے گھر تشریف لے آئے مستور نے عرض کی کہ آپ یہاں آرام کریں کیونکہ میرا بیٹا آنے والا ہے اور وہ بھی شاید آپ کی ذات کو قبول نہ کرے کیونکہ آج کسی پر بھی اعتبار نہیں کیا جا سکتا

جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام فرماتے ہیں ہمیں سجادۂ نماز (مصلیٰ) اور پانی کا ایک آفتابہ لا دیں تا کہ ہم تجدید وضو کر کے نماز ادا کریں، اس نے سجادۂ نماز اور پانی کا آفتابہ لا کر دیا اور خود کھانا تیار کرنے میں مصروف ہوگئی

اب یہاں مناسب ہوگا کہ میں اس مستور کا تعارف بھی کرا دوں

طوعہ خاتون سلام اللہ علیہا

طوعہ خاتون سلام اللہ علیہا ایک شامی کنیز تھی جو خالد بن ولید کی جنگ کے دوران شام کے علاقہ سے آئی تھی، جب یہ مدینہ آئی تو اشعث بن قیس کندی نے اسے خرید لیا، اس میں سے اس کا بیٹا پیدا ہوا جس کا نام بلال ملعون تھا، جب وہ مر گیا تو اس کے بعد اس کنیز سے اسید حضرمی نے عقد کیا یہ اس وقت اسید حضرمی کے گھر تھی

اشعث بن قیس کندی کے زمانہ میں شہنشاہ امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام نے کوفہ کو زینت

بخشی تو یہ مستور حرم پاک میں آتی رہتی تھی اور کئی اسباق قرآن کے معظّمہ کونین شریکتہ الحسین صلواۃ اللہ علیہا سے اس نے حاصل کئے اور مسجد کوفہ میں باقی عورتوں کے ساتھ یہ بھی امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام کے خطبات سنتی رہتی تھی اس لئے یہ پاک گھر سے بہت متاثر تھی ، جب اس کی شادی اسید حضرمی سے ہوئی تو اس کا بیٹا کمسن تھا جو اس کے ساتھ اسید حضرمی کے گھر آ گیا جو آج تک اس کے ساتھ رہتا تھا

اسے دیکھنے کیلئے یہ بار بار گھر سے باہر آتی تھی ، اس کا یہ بیٹا رشتہ کے لحاظ سے محمد بن اشعث بن قیس کا پدری بھائی تھا اور عبدالرحمٰن بن محمد بن اشعث ملعون جو اس کا بھتیجا بھی تھا اس کے ساتھ اس کا یارانہ تھا اور یہ اکثر اس کے ساتھ شراب وکباب کی محفلوں میں بیٹھتا تھا ، محمد بن اشعث ، قیس بن اشعث ، عبدالرحمٰن بن محمد بن اشعث یہ تینوں ابن زیاد کے دربار کے اہم افراد شمار ہوتے تھے اور یہ کربلا کی جنگ میں سب سے بڑے یزیدی تھے (اللہ کی ان تمام ملعونوں پر ابدی لعنت ہو)

یہ بلال ملعون اس رات ابن زیاد ملعون کے قصر کی کاروائیاں دیکھنے میں مصروف رہا رات کو دیر ہونے کی وجہ یہی تھی کہ عبدالرحمٰن بن محمد بن اشعث ملعون نے اسے روک لیا تھا کہ حالات خراب ہیں گھر نہ جاؤ ، یہ خالد بن عبیداللہ بن زیاد ملعون کی محفل میں بیٹھا رہا ، اسی وجہ سے یہ بہت دیر سے گھر پہنچا ، آتے ہی بستر پر لیٹ گیا اور اپنی والدہ کو کھانا پکاتے اور پھر ساتھ والے کمرے میں اسے کھانا لے جاتے ہوئے دیکھتا رہا پھر حیران ہوا کہ اس وقت کون سا مہمان ہے اور یہ کیسا مہمان جسے گھر کے مرد سے چھپایا جارہا ہے؟

یہ فوراً اٹھا اور اپنی والدہ سے پوچھا کہ آج کیسا مہمان ہے جس کی خاطر آپ نے اتنی

کوشش سے کھانا تیار کیا ہے اور ابھی تک خدمت میں مصروف ہیں؟
اس مستورنے اپنے بیٹے سے کہا کہ بتا ناکسی کو نہیں آج ہمارے گھر اللہ کی کلی رحمت مہمان ہے بلکہ یوں سمجھو کہ آج امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام ہمارے گھر تشریف لائے ہیں، تم بھی قدم بوسی کرلو، یہ ملعون کمرے کی طرف بڑھا اور جھانک کر دیکھا کہ جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام سجادۂ نماز پر تشریف فرما ہیں اور ایک دعا تلاوت فرما رہے ہیں، یہ وہ دعا تھی جو اس وقت کے ہر بچے کو یاد تھی کیونکہ تمام لوگ یہ جانتے تھے کہ جب شہنشاہ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم طائف تشریف لے گئے تھے تو اس وقت طائف کے لوگوں نے ان پر بڑے ظلم کئے، سر اطہر کے لہو سے آپ کی نعلین بھر گئی تھی، اس وقت شہشاہ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہی دعا تلاوت فرمائی تھی اور یہ دعا ہماری کتب میں دعائے جعفر طیار علیہ الصلوات والسلام کے نام سے مشہور ہے جس کے ابتدائیہ فقرے یہ ہیں

☆ اللهم انی اشکو الیك ضعفی وقلة حیلتی

عرفا کا قول ہے کہ جب کوئی واصل باللہ ہونا چاہے تو اسے ایک ہزار منزل عبور کرنا پڑتی ہے اور ہزارویں منزل پر پہنچ کر ہی کوئی شخص متصل باللہ ہوتا ہے
وہ فرماتے ہیں کہ یہ منزل اس وقت حاصل ہوتی ہے جب کوئی شخص تمام کائنات سے کلی طور پر منقطع ہو جاتا ہے (ماسوا اللہ) تمام عالم سے ناامید ہو کر ایک سے ایک ہو جاتا ہے تو متصل باللہ ہوتا ہے، جب تک کوئی وحید نہ ہو توحید کے ساتھ واصل نہیں ہوسکتا یہ تو ایک عام انسان کی بات ہے پاک خاندان علیہم الصلوات والسلام کے بارے میں تو کوئی سوچ بھی نہیں سکتا کہ ان کا کیا مقام ہے، مگر عام حالات میں دیکھا جائے تو اس رات جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام اس منزل پر پہنچے کہ تمام کائنات سے کلی طور پر منقطع

ہوکر ایک کے ساتھ ایک ہو چکے تھے

یہ رات جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام نے عبادت میں گزار دی

9 ذوالحجہ 8 ستمبر منگل کی صبح ہوئی، مسجد کوفہ سے آذان شروع ہوئی، اس وقت کوفہ میں چالیس سے زیادہ مساجد موجود تھیں مگر معروف مساجد چار تھیں، باقی چھوٹی چھوٹی مسجدیں تھیں جو محلوں میں مصروف اور معذور لوگوں کیلیئے بنائی گئی تھیں

جس طرح کہ آج ہمارے علاقہ کے دیہاتی لوگ مٹی کی ڈھیری لگا کر اسے مسجد کا نام دیتے ہیں اسی طرح وہاں بھی اسی قسم کی چھوٹی چھوٹی مسجدیں تھیں جن میں باضابطہ نماز باجماعت نہیں ہوتی تھی، نہ آذان ہوتی

آذانِ صبح کی آواز تمام کوفہ میں گونجی تو جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام نے نمازِ صبح کی اقامت کہی، ادھر ابن زیاد ملعون بھی بیدار رہا یہ فوراً وضو کر کے مسجد کی جانب دوڑا آگے حصین بن نمیر آ رہا تھا، اس نے کہا کہ تم ٹھہر جاؤ پہلے ہمیں مسجد کی تلاشی لینے دو شاید کوئی مخالف چھپا ہوا ہو کیونکہ کل کی جنگ میں کافی کوفی جوان شہید ہوئے ہیں، ہوسکتا ہے کہ کوئی ان کا انتقام لینے کیلیئے آیا ہو، انہوں نے مسجد کی تلاشی لی حتیٰ کہ لپٹی ہوئی صفوں کو بھی کھول کر دیکھا گیا پھر ابن زیاد ملعون کو مسجد بلایا گیا

تمام لوگ انتظار میں تھے کہ یہ ملعون نماز پڑھائے گا مگر یہ نماز پڑھانے کی بجائے منبر پر بیٹھ گیا، عمر بن نافع سے کہا کہ تم گھوڑے پر بیٹھ کر تمام کوفہ میں اعلان کر دو کہ تمام کوفی مسجد میں پہنچیں میں ان کے انتظار میں منبر پر بیٹھا ہوں

دوسرا یہ اعلان بھی کر دو کہ جو شخص جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام کی اطلاع دے گا اسے ہم ایک دیت انعام دیں گے یعنی 100 یا 80 اونٹ کی قیمت کے برابر رقم دیں گے

عمر بن نافع ملعون منادی کیلئے شہر میں داخل ہوا، جیسے جیسے اس کی آواز پہنچتی گئی لوگ مسجد کوفہ کی طرف جانے لگے اور کچھ تو خوف کی وجہ سے دوڑ رہے تھے

یہ ملعون نماز پڑھ کے فوراً واپس قصر میں پہنچا اور اس نے فوراً عمر ابن حریث ملعون کو بلایا اور اسے علم اور جنگی طبل تلواریں اور دیگر سامانِ جنگ نکال کر دیا اور کہا کہ تم فوراً ایک لشکر تیار کر کے اسے کوفہ شہر کے ہر دروازے پر بھیج دو اور لشکر والوں سے کہو کہ وہ شہر کے ہر دروازے پر امان کا علم لگائیں اور پھر اعلان کریں کہ جو شخص ان علموں کے نیچے آجائے گا وہ کتنا بڑا مخالف ہی کیوں نہ ہو اسے حاکم کوفہ کی طرف سے امان حاصل ہوگی

گرفتاری جناب مختار ثقفی سلام اللہ علیہ

کل جو جنگ ہوئی تھی اس کے بعد انصار کی قلت دیکھ کر جناب مختار سلام اللہ علیہ اور جناب سلیمان صرد خزاعی سلام اللہ علیہ نے مشورہ کیا تھا کہ اس جنگ سے واپس جانے والی فوج کے ساتھ وہ کوفہ سے نکل جائیں گے تاکہ اپنے ساتھیوں کو کل کی جنگ کیلئے تیار کر کے لے آئیں

اس وقت کوفہ کا شہر 12×36 میل تک پھیلا ہوا تھا، ہر طرف فوج کی آمد و رفت جاری تھی، اندرون شہر کی ناکہ بندی صرف جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام کیلئے تھی جناب مختار ثقفی سلام اللہ علیہ جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام کی مدد کیلئے شہر سے باہر لقف کے قصبے میں گئے ہوئے تھے کیونکہ ان کا گھر لقف میں تھا اور یہ لقف خطرانیہ کا ایک حصہ شمار ہوتا تھا

علی الصبح جناب مختار سلام اللہ علیہ جب باب الفیل (جو خطرانیہ کے راستے پر تھا) پر یہ دیکھنے آئے کہ رات گزرنے کے بعد کوفہ ک حالات کیا ہیں تو وہاں انہوں نے دیکھا کہ باب الفیل کے سامنے علم لگے ہوئے ہیں اور ان کے نیچے لوگوں کا ہجوم ہے، اپنے پرائے تمام لوگ ان کے نیچے امان لینے کیلئے بیٹھے ہوئے ہیں

جناب مختار سلام اللہ علیہ یہ منظر دیکھ کر حیران ہو گئے اور اس سوچ میں ڈوب گئے کہ کوفہ والوں کو کیا ہو گیا ہے، حالات اچانک کیوں بدل گئے ہیں؟ یہ حیرت کے عالم میں تھے کہ کسی نے پیچھے سے آکر آپ کا کاندھا ہلایا، آپ نے مڑ کر دیکھا تو ہانی بن حیہ وراعی ان کے پیچھے کھڑا تھا

وہ جناب مختار سے مخاطب ہوا اور کہا کہ کیا آپ اپنی زندگی سے تنگ آ گئے ہیں، کیا آپ کو معلوم ہے کہ اس وقت آپ کہاں کھڑے ہیں؟

جب آپ نے یہ بات سنی تو آپ کو احساس ہوا کہ میں کہاں کھڑا ہوں اور حالات کیا ہیں، اب آپ کیلئے وہاں سے فرار ہونا بھی ناممکن تھا کیونکہ آپ کے چاروں طرف لوگ جمع ہو چکے تھے، یہ مجبور ہو گئے کہ سوائے امان لینے کے اور کوئی راستہ ہی نہیں

آپ نے فوراً سوچا کہ اب امان لی جائے، جب موقع ملے گا تو جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام سے رابطہ کر کے ان سے آئندہ کا پروگرام پوچھ کر قدم اٹھاؤں گا

اسی خیال سے آپ عمر ابن حریث مخزومی کے پاس آئے، اس ملعون نے آپ کو دیکھ کر سخت غصہ کا اظہار کیا، آپ نے اس سے کہا کہ تم تو میرے دوست تھے تم اس قدر خفا کیوں ہو رہے ہو؟ اس نے جواب دیا کہ کل آپ نے میرے دروازہ پر علم لگایا تھا آج آپ کو دوست نظر آتا ہوں؟ آپ نے کہا اے ملعون کل میں کوفہ کے حالات

کا جائزہ لینے آیا تھا جب میں نے تمہارے دروازہ پر ہجوم دیکھا تو میں نے اسی وقت علم بنا کر تمہارے دروازہ پر لگا دیا تھا، دراصل میں تمہیں بچانا چاہتا تھا تم آج تمام احسان بھلا کر مجھے ہی مجرم ٹھہرا رہے ہو

یہ باتیں سن کر ملعون نے کہا کہ کچھ دیر ٹھہریں میں آپ کو ابن زیاد ملعون کے پاس لے جاؤں گا اور اپنی طرف سے سفارش بھی کروں گا مگر میں آپ کو امان نامہ نہیں دے سکتا، یہ ان کو لے کر ابن زیاد کے دربار میں پہنچا، ابن زیاد ملعون نے آپ سے جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام کے بارے میں دریافت کیا، آپ نے لاعلمی کا اظہار کیا عمر ابن حریث نے کہا کہ کل کے ہنگامے میں یہ مجھے بچانے کیلئے آئے تھے ان کا مجھ پر احسان ہے، ابن زیاد ملعون نے کہا یہ تمہیں بچانے کیلئے ضرور آئے ہوں گے مگر مجھے بچانے نہیں آئے تھے، تمہاری سفارش کی وجہ سے میں انہیں سزائے موت نہیں دوں گا مگر یہ مجھے بتائیں کیا یہ جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام کے طرف سے بیعت نہیں لیتے رہے؟ آپ نے کوئی جواب نہیں دیا، عمر بن حریث ملعون نے کہا اگر ہم امان کے علم نہ لگاتے اور ان کو خود گرفتار کرتے تو پھر ہمارا حق بنتا تھا کہ ہم ان کو سابقہ مخالفت کی سزا دیتے اب تو یہ خود ہمارے پاس چل کر آئے ہیں، یہ شہر سے باہر تھے ہم نے انہیں گرفتار نہیں کیا یہ ہمارے پاس خود آئے ہیں تو ہمیں اپنے وعدہ کی پاسداری کرنا چاہیے، ابن زیاد ملعون نے کہا ان کو کچھ نہ کچھ سزا تو میں ضرور دوں گا اس ملعون نے آپ پر چابک کا وار کیا جس سے جناب مختار ثقفی سلام اللہ علیہ کا ہونٹ ابرو اور آنکھ زخمی ہوگئی، پھر ملعون نے حکم دیا کہ جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام کی گرفتاری تک ان کو نظر بند رکھا جائے

یہاں سے جناب امیر مختار ثقفی سلام اللہ علیہ کی گرفتاری کا سلسلہ شروع ہوا پھر یہ کئی سال تک زندان میں رہے یہ واقعہ صبح تقریباً 9 بجے کا ہے……(R_128)

اب ذرا جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام کے بارے میں عرض کرتا چلوں

جب صبح کی آذان ہوئی اور تمام شہر میں منادی ہوئی تو ہر شخص اپنے گھروں کے دروازے کھلے چھوڑ کر مسجد میں پہنچا، اس وقت طوعہ خاتون سلام اللہ علیہا کا ناخلف بلال بھی مسجد میں آ گیا، یہ وہاں پہنچا تو ایک ہنگامے کی فضا تھی جس کی وجہ سے اسے جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام کی خبر دینا بھول گئی، جب ملعون نے تقریر ختم کی تو یہ قصر میں آ گیا یہاں پہنچ کر اس نے اپنا دربار خاص لگایا، اس میں تمام بڑے بڑے ابلیس جمع ہوئے، اس دوران ملعون نے کہا کہ یہ بھی عجیب بات ہے کہ میں نے ایک دیت 80--100 اونٹ دینے کا وعدہ بھی کیا ہے مگر مجھے اب تک کسی نے جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام کی کوئی اطلاع نہیں دی

اس وقت بلال ملعون کو یاد آیا کہ میں نے تو اطلاع دینا تھی، یہ عبدالرحمٰن کے پاس آیا اور آہستہ سے اس کے کان میں کہا کہ جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام تو ہمارے گھر میں موجود ہیں، عبدالرحمٰن نے اپنے باپ محمد بن اشعث ملعون سے بات کی، اس وقت ابن زیاد ملعون نے کہا کہ یہ تم نے کیا کھسر پھسر لگا رکھی ہے ذرا مجھے بھی تو بتاؤ کہ بات کیا ہے؟ محمد بن اشعث ملعون نے کہا ہم جنہیں تمام کوفہ میں ڈھونڈتے پھر رہے ہیں وہ تو ہمارے گھر میں موجود ہیں، اس وقت ابن زیاد ملعون نے اس ملعون سے طنزیہ طور پر کہا کہ تم تو مجیر جراد سے بھی بدتر ہو اس نے تو اپنی جان ہار دی تھی مگر اپنی مہمان مکڑی کسی کو نہیں مارنے دی تھی تم کیسے عرب ہو کہ ایک طرف امان دیتے ہو اور

دوسری طرف خود نشاندہی بھی کرتے ہو......(R_129)

اچھا اب اس کی سزا یہ ہے کہ تم خود جا کر ان کو گرفتار کر کے ہمارے دربار میں لاؤ
جب بلال ملعون نے ابن زیاد کو اطلاع دی تو اس ملعون نے اسے انعام میں ایک سونے کا ہار اور ایک طلائی تاج دیا......(R_130)

محمد بن اشعث ملعون گرفتاری کا حکم سن کر پریشان ہوگیا، پھر اس نے 180 زمودہ کار جنگجو جوان بنی کندہ کے اپنے ساتھ لئے اور وہاں سے روانہ ہوگیا، اس کے جانے کے بعد ابن زیاد ملعون نے عبیداللہ ابن عباس بن مرداس کو اپنے پاس بلایا اور کہا کہ یہ ملعون جا تو رہا ہے مگر مجھے معلوم ہے کہ وہ اس کے باپ سے بھی گرفتار نہیں ہو سکتے کیونکہ وہ تو اسداللہ کے شیر ہیں اور یہ اشعث بن قیس جیسے لومڑی صفت بزدل کا بیٹا ہے تم اپنے ساتھی قبیلہ قیس کے ستر جنگجو لے کر اس کی مدد کیلئے فوراً چلے جاؤ، یہ بھی اس لشکر کے پیچھے بنی بجیلہ کے محلّہ کی طرف روانہ ہوگیا یہ واقعہ صبح طلوعِ آفتاب کے وقت کا ہے

اس وقت طوعہ خاتون سلام اللہ علیہا نے جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام کا ناشتہ تیار کیا اور ان کے سامنے لا کر رکھا مگر انہوں نے ناشتہ پسند نہ فرمایا بس سر جھکا کر بیٹھے رہے پھر طوعہ خاتون سلام اللہ علیہا نے عرض کی کہ آقا میں رات کو اُٹھ اُٹھ کر آپ کو دیکھتی رہی ہوں آپ نے تمام رات آرام نہیں فرمایا اس کی کیا وجہ ہے؟

جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا کہ ہم مصلیٰ عبادت پر تشریف فرما تھے ایک لمحہ کیلئے ہمیں نیند آ گئی، ہم نے دیکھا کہ شہنشاہ امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام تشریف لے آئے ہیں انہوں نے اپنے بازو کھول کر فرمایا

☆الوحا الوحا العجل العجل

میرے لعل یہ تمہارے دکھوں کی آخری رات ہے کل رات تم ہمارے پاس آجاؤ گے تم ہمارے پاس جلد سے جلد آجاؤ ہم منتظر ہیں، اس فرمان سے ہمیں یقین ہو گیا ہے کہ ہمارے لئے یہی آج کا دن مشکل ہے، اچھا جو میرے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پسند ہے وہ ہمیں بھی پسند ہے......(R_131)

ابھی گفتگو جاری تھی کہ گھوڑوں کی ٹاپوں کی آواز آئی، کیونکہ 180 گھوڑے دوڑ رہے تھے بروایت دیگر500 گھوڑے سوار اور ایک ہزار پیدل فوج تھی (R_132)

جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام نے مصلیٰ چھوڑ دیا، زرہ پہنی، کمر بند باندھا، اپنی نعلین کے تسمے درست کیئے، تلوار اٹھائی اور فوراً گھر کے دروازے کی طرف روانہ ہوئے مگر طوعہ خاتون سلام اللہ علیہا نے بڑھ کر آپ کا دامن تھام لیا اور رو کر عرض کی کہ آقا آپ نہ جائیں پہلے مجھے جانے دیں، شہنشاہ نے فرمایا کہ ہمیں جانے دو، انہوں نے ہمیں اگر تمہارے گھر سے نکلتا دیکھ لیا تو تمہارا گھر بھی جلا دیں گے اور ہم یہ ہرگز نہیں چاہتے کہ ہماری خاطر مزید کسی کا نقصان ہو......(R_133)

آپ فوراً باہر آئے، اپنے رہوار کو اسی کھجور کے نیچے کھڑا ہوا پایا ایک روایت یہ ہے کہ ایک کندی کا ساتھ ہی کھجوروں کا باغ تھا رات کو یہ رہوار اسی باغ میں چلا گیا صبح جب یہ باہر تشریف لائے تو اس کندی نے رہوار پیش کیا یہ سوار ہو گئے ......(R_134)

بعض لوگوں نے امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام کے بارے میں یہ لکھا ہے کہ انہوں نے فرمایا تھا کہ ہم جناب ہانی سلام اللہ علیہ کا انتقام اور بدلہ لینے کیلئے تلوار اٹھا رہے ہیں ......

یہ بات خلافِ واقعہ ہے کیونکہ جناب ہانی کو جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام کے بعد شہید

کیا گیا تھا، جب ظالمین کا لشکر سامنے آیا تو وہاں جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا اگر تم مرد ہو اور مردوں کی اولاد ہو تو پھر ایک ایک ہو کر میرے سامنے آؤ تا کہ تمہیں پتہ چلے کہ جنگ کیسے کی جاتی ہے، مگر ان میں سے کسی ملعون نے جرأت نہ کی بلکہ ابن اشعث ملعون نے چالیس گھوڑے سواروں کو حکم دیا کہ ان کو گرفتار کرلو

اس وقت جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام نے 60 سال کی ضعیفی کے باوجود ان سواروں پر حملہ کیا، تلوار ایک بار چمکی، پھر تمام کوفیوں نے دیکھا کہ چالیس گھوڑے بغیر سواروں کے گلیوں میں بھاگ رہے تھے، پھر تمام ملعونوں نے مل کر حملہ کیا ادھر جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام نے رجز پڑھی

☆اقسمت لا اقتل حراً...... الخ......(R_135)

کوفی عورتیں اور مرد اپنے گھروں کی چھتوں پر سوار ہو کر یہ جنگ دیکھنے میں مصروف تھے، انہوں نے حملہ کیا، گھمسان کی جنگ ہوئی، ان کی جنگ کا عالم یہ تھا کہ جو بھی سامنے آتا یہ اس کی گردن سے پکڑ کر اسے آسمان کی طرف پھینک دیتے مگر کیفیت کیا تھی کتب مقتل کے الفاظ یہ ہیں

☆واکن من قوته ان یاخذ الرجل بیده ویرمیٰ به من فوق البیت...... (R_136)

جس کی بھی گردن پکڑ کر آسمان کی طرف پھینکتے وہ مکانوں کی چھت پر جا گرتا اگر چہ قریبی مکان دو منزلہ ہی کیوں نہ ہوتا، اس دن آپ نے جنگ خیبر کی یاد تازہ کردی آپ نے ملک الموت سے فرمایا کہ آج تم کوفہ کی گلیوں کو خیبر کا میدان سمجھنا، ان گلیوں میں اتر کر کسی کی روح قبض کرنے کی بات سوچنا بھی نہیں، اگر میری تلوار کی تمہیں ہوا بھی لگ گئی تو تم فنا ہو جاؤ گے، پہلے تم کسی کی گردن پر پاؤں رکھ کر روح

قبض کر لیتے ہو یا کسی کے سینے پر سوار ہو کر روح قبض کر لیتے ہو مگر آج ان کے نزدیک آنے کی کوشش نہ کرنا بلکہ کوفہ کی گلیوں پر محو پرواز رہنا، ان کی روحیں میری تلوار کے خوف سے آسمان کی طرف پرواز کریں گی تم خود وہاں سے پکڑتے رہنا جیسے جنگل کو آگ لگے تو حشرات الارض اڑتے ہیں اور پرندے ان کو فضا ہی میں پکڑ کر کھاتے ہیں اسی طرح تم بھی ان کی روحیں کیچ کرتے جانا

تمام لشکر بدحواس ہو کر بھاگا 180 آزمودہ کار سپاہیوں میں سے ایک بھی نہ بچ سکا اس وقت محمد بن اشعث ملعون نے ابن زیاد کی طرف آدمی روانہ کیا کہ جلد از جلد ایک بڑی فوج ہماری مدد کیلئے روانہ کرو، جنگ ہمارے ہاتھ سے نکل چکی ہے، ابن زیاد نے جواب دیا کہ تم اتنی بڑی فوج لے کر گئے تھے ایک فردِ واحد کا مقابلہ کرنے سے عاجز آ گئے ہو، انہوں نے جواب میں کہا کہ یہ صرف فردِ واحد ہی نہیں بلکہ میدانِ کارزار کا فردِ واحد ولاشریک بھی ہے

☆لولم تعلم انك بعثتنى الى اسد ضرغام وسيف حسام فى كف بطل همام من آلِ خيرالانام...... (R_137)

اے ملعون! کیا تمہیں یہ علم ہے کہ تم نے ہمیں کس کی طرف بھیجا ہے یہ وہ ذات ہیں جو عالم جلال میں غضب ناک شیر ہیں، جو عرصہ کارزار میں اللہ کی چمکتی ہوئی تلوار ہیں، تم نے ہمیں اس خاندان کے جوان کے ساتھ لڑنے کیلئے بھیجا ہے جو اللہ کی طرح کائنات پر کلی تصرف رکھتے ہیں، ان کے ہاتھ میں جو تلوار ہے وہ نوشتہءِ تقدیر کے ساتھ کھیلنا اپنا مشغلہ سمجھتی ہے، تم نے ہمیں کوفہ کے کسی بقال (سبزی فروش) کی طرف تو نہیں بھیجا کہ وہ دکان پر بیٹھا ہے اور ہم اسے کان سے پکڑ کر لے آئیں گے

یا ہمیں موصل کے جرامقہ میں سے کسی جرمقی کی طرف تو نہیں بھیجا جو تمام عرب میں بنیئے اور بزدل مشہور ہیں

یہ تو اللہ کے شیروں میں سے ایک اسداللہ الغالب ہیں اگر انہیں گرفتار کرنا ہے تو ایک بڑی فوج روانہ کرو ورنہ ہم بھی واپس آ رہے ہیں

اس وقت ابن زیاد ملعون نے کہا کہ اے ملعونو یہ تو ایک جوان ہے جس کے سامنے تمہاری یہ حالت ہے، کل ہمارا شہنشاہ کربلا علیہ الصلوات والسلام کے خوبرو جوانوں سے مقابلہ ہونا ہے وہاں تو تمام گھرانہ ایسے جوانوں سے بھرا ہوا ہے وہاں تم کیا کرو گے

پھر اس ملعون نے 500 جنگجو جوانوں کی فوج روانہ کی اور کہا کہ میں جانتا ہوں کہ یہ فوج بھی ناکافی ہوگی، کوئی دھوکہ یا فریب دو پھر فتح پا سکو گے، اس وقت ان ظالموں نے چھتوں پر آدمی چڑھا دیئے انہوں نے تیروں کی نوکوں پر کپڑے باندھ کر ان کے اوپر روغن زیتون لگا کر پھر ان کو آگ لگا کر ان تیروں کی بارش کر دی یعنی دست بدست جنگ کی بجائے بزدلانہ جنگ شروع کر دی اور نیچے ظالموں نے حملہ کر دیا مگر کیفیت یہ تھی کہ ملعونوں کی لاشوں سے کوفہ کی گلیاں بند ہوگئیں، انہیں کوئی گھوڑا بھی عبور نہیں کر سکتا تھا......(R_138)

جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام دوران جنگ جب شدید زخمی ہو گئے تو انہوں نے طوعہ خاتون سلام اللہ علیہا سے پانی طلب کیا مگر جنگ کی شدت کی وجہ سے پانی پی نہ سکے (R_139

اب جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام شدید زخمی ہو چکے تھے، ضعیفی بھی تھی، یہ ایک مکان کی دیوار کی ٹیک لے کر بیٹھ گئے، اس وقت تمام جسم اطہر سے خون جاری تھا، وہ مکان بکیر ابن حمران ملعون کا تھا، اس ملعون کا باپ حمران جنگ نہروان میں جناب امیر

کائنات علیہ الصلوات والسلام کے ہاتھوں فی النار ہوا تھا، اس ملعون نے اپنے مکان کی چھت سے دیکھا تو وہ فوراً نیچے اترا اور دیوار کی اوٹ سے چھپتا ہوا آیا اور جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام پر اچانک وار کیا جس کی وجہ سے آپ کے ہونٹ اور دندان مبارک زخمی ہو گئے، آپ نے جوابی وار کیا جو اس ملعون کے بازو پر لگا، بازو کا گوشت کٹ گیا مگر یہ ملعون بچ گیا

کچھ لوگ کہتے ہیں کہ اس وقت ظالمین نے امان نامہ پیش کیا جس کی وجہ سے آپ گرفتار ہوئے مگر ایسا کچھ بھی نہیں ہوا کیونکہ آپ نے اپنی رجز میں قسم اٹھا کر فرمایا تھا کہ ہم آزاد ہیں اور آزاد رہ کر ہی شہادت قبول کریں گے، اس لئے آپ کا خود کو پیش کرنا ناممکن تھا اس لئے مقتل ابی مخنف کی یہ روایت کہ گڑھا کھودا گیا اور اس میں آپ گرے یا امان نامہ قبول کرنے والی روایت قرین عقل و تاریخ نہیں لگتی (واللہ اعلم بالصواب)

میں عرض کر رہا تھا کہ بکیر ابن حمران (جو کوفہ کا تنخواہ دار جلاد تھا) کے وار سے آپ شدید زخمی ہو گئے اور ساتھ ہی ظالمین نے مل کر حملہ کر دیا، طوعہ خاتون سلام اللہ علیہا اپنے مکان کی چھت پر پہنچ گئیں اور بین کرتے ہوئے اہل کوفہ کو مخاطب ہو کر فرماتی ہیں کہ اے کوفہ والو اگر تم میں کچھ غیرت اور حمیت ہے تو آؤ اور میری مدد کرو کہ آج یہ ظالمین میرے مہمان کو شہید کرنا چاہتے ہیں، اہل عرب کی حمیت کہاں رہ گئی ہے، کیا تم میں سے کسی نے بروزِ محشر رسول اللہ کے روبرو پیش نہیں ہونا ہے کہ ان کی آل کے ایک فرد کے ساتھ جنگ کر رہے ہو

پھر طوعہ خاتون سلام اللہ علیہا محمد بن اشعث بن قیس سے مخاطب ہوئیں کیونکہ وہ ان کا سوتیلا

بیٹا تھا وہ کہتی ہیں اے ملعون ازل تم تو یہ ظلم نہ کرتے یہ مظلوم سید علیہ الصلوات والسلام ایک میرا ہی مہمان نہ تھا بلکہ تمہارا بھی مہمان تھا، تمام کوفہ کا مہمان تھا، اگر تمام کوفی ظلم کرتے تمہارا حق بنتا تھا کہ تم ان کی حفاظت کرتے، کیونکہ یہ تمہاری ماں کے گھر میں مہمان تھا اور عرب کے لوگ مہمان کی نصرت میں جان دینا اپنی عزت سمجھتے ہیں، تم تو شرم کرتے، مگر ابن اشعث ملعون نے ماں کی کوئی بات بھی نہ سنی، نہ ہی کسی اور نے اس مظلومہ کی آہ وفغاں پر توجہ دی اور سب ملاعین نے مل جل کر ایک مظلوم اور مسافر پر مظالم کی انتہا کر دی

تمام مومن مل کر دعا کریں کہ اب تو ان مظلوموں پر روا رکھے گئے ہر ظلم کا حساب ہو، ان کے پاک منتقم عجل اللہ فرجہٗ الشریف کی پاک بارگاہ میں فریاد کریں کہ آقا صدیاں گزر گئی ہیں اور ان مظلومین کا انتقام ابھی تک تشنۂ تکمیل ہے آپ جلد از جلد تلوار انتقام بے نیام فرما کر ظہور فرمائیں اور ہر ظالم سے انتقام لیں تا کہ ان مظلومین کا افسردہ دل ہمیشہ ہمیشہ کیلئے شاد ہو



﴿ آمین یارب العالمین ﴾



اَللّٰھُمَّ صَلِّ علیٰ مُحَمَّدٍ وَّ آلِ مُحَمَّدٍ وَعَجِّل فَرَجَھُم بِقَائِمِھِمْ عَجَلَ اللّٰہُ فَرَجَہُ الشریف وَصَلَوَاتُ اللّٰہُ عَلَیہِ وَ عَلیٰ آلِہٖ اَجمَعِین

یاھوالوہاب الخبیر العلیم
یا مولا کریم عجل اللہ فرجک وصلوات اللہ علیک

مجلس نمبر 16

شہادت امیر مسلمؑ

علیہ الصلوات والسلام

9 ذوالحجہ بمطابق 8 ستمبر منگل کا دن ہے، کوفہ کا شہر ہے، قبیلہ بجیل کا محلّہ ہے، طوعہ خاتون سلام اللہ علیہا کا گھر ہے، ایک مسافر ہے جس کا تمام شہر دشمن ہے، زخموں سے چور چور ہے، ہونٹوں سے خون جاری ہے، سر اطہر زخمی ہے، زِرہ کی کڑیاں ٹوٹی ہوئی ہیں جسم سے خون برس رہا ہے، زمین پر بیٹھا ہے، انوارِ الٰہیہ کے جلووں میں سر جھکا کر مستغرق ہے، ابن اشعث ملعون آہستہ آہستہ دیوار کی اوٹ میں چھپتا ہوا پہنچا، تلوار نکالی، یہ ملعون کہتا ہے کہ جب میں نے وار کرنے کا ارادہ کیا تو اس وقت جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام کی آہستہ آہستہ آواز آئی

☆انا للہ وانا الیہ راجعون رضاً بقضائہ وتسلیماً لامرہ

خالق میں تیری ہر رضا پر راضی ہوں، اور تیرے ہر حکم پر سرِ تسلیم خم ہے

ابن اشعث ملعون نے چھپ کر سر اطہر پر وار کیا گویا تاریخ نے اپنے آپ کو دوہرایا اور دوبارہ امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام کا سر اطہر کسی اور ابن ملجم ملعون کی ضرب سے اسی شہر میں زخمی ہوا، ملعونِ ازل نے انہیں پابند رضائے الٰہی کیا، ایک ناقہ پر سوار کیا اور کوفہ کی گلیوں سے مہار کھینچتا ہوا قصر دارالامارہ کی طرف روانہ ہوا

عبیداللہ بن عباس بن مرداس مسلمی روایت کرتا ہے کہ میں گھوڑے پر سوار ہو کر ان کی ناقہ کے ساتھ آ رہا تھا، میں نے دیکھا کہ جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام گریہ فرما رہے ہیں، میں ان کی ناقہ کے قریب اپنا گھوڑا لے گیا اور عرض کی آقا جو لوگ اتنے بڑے کام کرتے ہیں ان کے ساتھ اکثر ایسا ہی ہوتا ہے جیسا آپ کے ساتھ ہو رہا ہے، مگر اتنا بڑا کام کرنے والے کبھی روتے ہوئے نہیں دیکھے گئے ہمیشہ مسکراتے ہوئے اپنی زندگی کو مقصد اعلیٰ پر قربان کر دیتے ہیں، جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام نے سر اقدس اٹھایا اور رو کر فرماتے ہیں کہ ہم اپنی ذلت کیلئے تو نہیں رو رہے ہیں، واللہ ہم نے اپنی زندگی میں کبھی شہادت کو ناپسند نہیں کیا بلکہ ہماری اولین خواہش یہی رہی ہے کہ ہماری زندگی اپنے مالک کی راہ میں قربان ہو، خدا کی قسم ہم اپنے دکھوں پر نہیں رو رہے، شہادت تو ہمارا ورثہ ہے اور ورثہ وارث کو نہیں ملے گا تو پھر کسے ملے گا، عبیداللہ ابن عباس کہتا ہے کیا آپ پردہ داروں اور اولاد کے دکھوں کو رو رہے ہیں؟

فرماتے ہیں کہ یہ وجہ بھی نہیں حقیقت یہ ہے کہ ہم اس مظلوم علیہ الصلوات والسلام کے دکھوں پر گریہ کر رہے ہیں جسے تم کوفہ والوں نے گھر میں بھی نہیں رہنے دیا اور کوفہ بھی نہیں آنے دے رہے ہو، تم لوگوں نے یہ بھی نہیں سوچا کہ امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام کے ساتھ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیٹیاں صلواۃ اللہ علیہن ہیں جو ازل کی پردہ دار ہیں، تم سب ظلم پر تیار نظر آ رہے ہو خدا جانے ان کے ساتھ تمہارا کیا رویہ ہوگا ......(R_140)

پھر اس سے فرماتے ہیں کہ تم امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام کی طرف ایک خط لکھ کر اطلاع کر دو کہ وہ کوفہ نہ آئیں، اس ملعون نے جواب دیا کہ میں یہ کام بالکل نہیں کر سکتا

تاریخ بتاتی ہے کہ ابن اشعث ملعون انہیں قصر کے دروازے پر لے آیا یہاں امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام ابن اشعث ملعون سے فرماتے ہیں کہ تم امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام کو خط لکھ کر کوفہ کے حالات سے آگاہ کردو خدارا کوفہ تشریف نہ لائیں مگر اس ملعون نے بھی انکار کر دیا……(R_141)

ابن اشعث ملعون جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام کو اپنی فوجوں کے گھیرے میں لے کر قصر کے اندر داخل ہوا، اس وقت ابن زیاد ملعون اپنے تخت پر ابھی تک نہیں پہنچا تھا اور لوگ اس کی انتظار میں کھڑے تھے، یہاں پہنچ کر ابن اشعث نے دیکھا کہ کوفہ کے چار سردار سامنے کھڑے ہیں

(1) عمارہ بن عقبہ بن ابی معیط (2) عمرابن حریث مخزومی

(3) مسلم بن عمر الباہلی (4) کثیر بن شہاب حارثی

ان سرداروں نے جب جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام کی یہ حالت دیکھی تو ابن اشعث ملعون سے کہا کہ تم جیسا بد بخت بھی کائنات میں نہیں ہوگا، اپنی ماں کے گھر سے اس کا مہمان گرفتار کر کے کندی قبیلے کے چہرے پر لعنت کا ٹیکہ لگایا ہے، آج کے بعد کوئی بھی کندی قبیلے پر اعتبار نہیں کرے گا اور تمہیں سوائے لعنت کے کوئی یاد نہیں کرے گا

یہ ملعون جواب دیتا ہے کہ اولوالامر کے حکم کی تعمیل کرنا عین اسلام ہے چاہے وہ روایاتِ عرب کے خلاف ہی کیوں نہ ہو

دربار میں انتظار کرنے والوں کیلئے پانی رکھا ہوا تھا تاکہ اگر کوئی پیاس محسوس کرے تو پانی پی لے، جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام نے ایک بار اپنی نگاہ پانی کی طرف فرمائی پھر اپنے باندھے ہوئے ہاتھوں کی طرف دیکھا اس کے بعد مسلم بن عمر الباہلی سے

مخاطب ہو کر فرمایا کہ ہمیں سخت پیاس محسوس ہو رہی ہے پانی تو پلا دو وہ ملعون کہتا ہے یہ پانی آپ کیلئے نہیں ہے......(R_142)

پھر جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام نے سامنے کھڑے ہوئے لوگوں کی طرف دیکھا اور فرمایا کوئی ہے جو ہمیں پانی پلا دے، اس وقت عمر ابن حریث ملعون کے ایک غلام (جس کا نام سلمان یا سلیم تھا) نے عمر ابن حریث مخزومی کی طرف دیکھ کر کہا کہ اگر اجازت ہو تو میں اس مظلوم کو پانی پلا دوں، اس نے سر کے اشارے سے اجازت دے دی، اس نے فوراً پانی پیش کیا، جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام نے اس کا شکریہ ادا کیا اور پابند ہاتھوں سے پانی کا جام ہونٹوں کے قریب لے گئے مگر دہن مبارک سے خون جاری تھا وہ خون اس پانی میں شامل ہو گیا اور خون سے جام بھر گیا

انہوں نے خون آلودہ پانی زمین کے سپرد کر دیا، دوبارہ پانی طلب کیا، غلام نے دوبارہ پانی پیش کیا، پھر جام ہونٹوں سے لگایا، ہونٹوں سے جاری خون پھر پانی میں شامل ہو گیا، انہوں نے یہ پانی بھی زمین کے سپرد کر دیا......(بحوالہ ریاض القدس جلد 1 ص 119)

تیسری مرتبہ پانی طلب فرمایا، پھر اس غلام نے پانی پیش نہیں کیا بلکہ اس وقت عمارہ بن عقبہ بن ابی معیط کے ساتھ اس کا غلام موجود تھا جس کا نام قیس تھا اس نے اپنے سردار سے عرض کی کہ اگر مجھے اجازت ہو تو میں پانی پیش کروں، اس نے اجازت دی، وہ پانی لے کر آپ کے قریب آیا، پانی آپ کے منہ میں ڈالا کیونکہ دہن مبارک کے اندر بھی خون تھا انہوں نے اس وقت پانی سے کلی کی تو چند دندان مبارک پانی کے ساتھ باہر آئے، اس کے بعد پانی زمین پر گرا کر فرماتے ہیں کہ ہمارا اس دنیا سے دانہ پانی ختم ہو چکا ہے اب ہمیں خود جد اطہر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آ کر کوثر پلائیں گے، پھر

آپ نے پانی طلب نہیں فرمایا......(R_143)

کچھ دیر بعد انتظار گاہ میں ابن زیاد ملعون کا دربان پہنچ گیا، اس نے کہا کہ عبیداللہ ابن زیاد ملعون تخت پر بیٹھ چکا ہے اب تم دربار میں آجاؤ، ابن اشعث ملعون جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام کو لے کر دربار میں داخل ہوا، آپ نے فرعونِ کوفہ کو سلام نہیں کیا ابن اشعث نے عرض کی آپ امیر کوفہ کو سلام کریں آپ نے فرمایا سلام صرف مسلمانوں کیلئے ہوتا ہے کفار کیلئے نہیں ہوتا

اس وقت ابن زیاد ملعون نے بکواس کی کہ کیا خلافت صرف آپ کا حق ہے؟

جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام فرماتے ہیں کہ خلافت آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علاوہ کسی کا حق کس اصول سے بنتا ہے؟

اس ملعون نے کہا میں نے ابھی بہت سے فیصلے کرنا ہیں اس لئے آپ سے زیادہ بات نہیں کرنا چاہتا، اب آپ اپنی آخری خواہش بتادیں کیونکہ میں آپ کو شہید کرنے کا مکمل پروگرام بنا چکا ہوں

جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام فرماتے ہیں کہ ہم کچھ وصیتیں کرنا چاہتے ہیں ملعون نے کہا اس دربار میں جو بھی آپ کو امین نظر آئے اس سے تنہائی میں بیشک وصیت کریں

اس وقت جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام نے چاروں طرف نگاہ فرمائی سامنے ایک کرسی پر عمر ابن سعد ملعون بیٹھا تھا، انہوں نے فرمایا اے عمر ابن سعد تم ہماری آخری وصیت سن لو، اس نے ابن زیاد ملعون کے ڈر سے وصیت سننے سے انکار کر دیا

یہ ایک مسلمہ ہے کہ ''جو لوگ اصول کے ساتھ دشمنی رکھتے ہیں وہ فروع کے بڑی سختی کے ساتھ پابند ہوتے ہیں'' ...... یہ ملعون وصیت اس لئے بھی نہیں سننا چاہتا تھا کہ

اسے خوف تھا کہ ابن زیاد ملعون وصیت پر عمل تو نہیں کرنے دے گا اور وصیت کا پورا کرنا واجب ہے اور وہ ترکِ واجب کا گناہ گار نہ ہو جائے

اس وقت ابن زیاد ملعون نے کہا اے ملعون ازل وصیت کو سننے میں کیا حرج ہے وصیت پوری کرنا یا نہ کرنا بعد کا مسئلہ ہے سن تو سہی کہ یہ فرماتے کیا ہیں؟

وہ ملعون آپ کے قریب پہنچا آپ اسے ایک طرف لے گئے اور اسے چند وصیتیں فرمائیں، فرماتے ہیں کہ

ہماری پہلی وصیت یہ ہے کہ ہماری طرف سے شہنشاہ کربلا علیہ الصلوات والسلام کی طرف ایک خط روانہ کر دینا، لکھنا کہ وہ اب کوفہ تشریف نہ لائیں کوفہ ان کے قابل نہیں رہا

دوسری وصیت یہ ہے کہ ہم جب سے کوفہ میں آئے ہیں ہم نے مال امام سے کچھ بھی نہیں لیا بلکہ اپنا خرچ خود کرتے رہے ہیں اسی وجہ سے ہم سات سو درہم کے مقروض ہیں ہم اس قرض سے ضروریات زندگی پوری کرتے رہے ہیں اور ہم نے شہنشاہ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا تھا کہ جب کوئی شہید درجہ شہادت پر پہنچتا ہے تو اس کے خون کے پہلے قطرہ کے گرنے سے قبل سب کچھ معاف کر دیا جاتا ہے لیکن اگر اس نے کسی کا قرض دینا ہو تو وہ معاف نہیں ہوتا، اس لئے ہم چاہتے ہیں کہ ہمارا گھوڑا بہت قیمتی ہے، ہماری تلوار بھی ہے، یہ ٹوٹی ہوئی زرہ بھی ہے، یہ تمام چیزیں بہت قیمتی ہیں، انہیں فروخت کر کے ہمارا قرض اتار دینا

تیسری وصیت یہ ہے کہ ہمارے اس سامان کے فروخت کرنے سے جو کچھ ملے گا وہ ہمارے قرض سے کئی گنا زیادہ ہوگا، اگر تم مناسب سمجھنا تو بقیہ رقم سے ہمارے کفن دفن کا انتظام کر دینا، ہماری لاش کو باعزت طور پر مسجد کوفہ کے پہلو میں دفن کر دینا

اور چوتھی اور آخری وصیت یہ ہے کہ ہمارا یہ خون آلودہ لباس اور سامان ہمارے اہل وعیال تک پہنچا دینا، ان کے پاس ہماری یہ یادگار رہ جائے گی

جب آپ نے وصیتیں فرمائیں تو یہ ملعون سیدھا ابن زیاد ملعون کے پاس گیا اور تمام باتیں کھول کر بتا دیں، اس وقت ابن زیاد ملعون نے عمر ابن سعد پر طنز کیا، طنزیہ قہقہ لگا کر کہتا ہے کہ جو خیانت میں بڑے بدنام ہوں ان کے بارے میں کبھی کبھی سنتے ہیں کہ انہوں نے امانت کا خیال رکھا ہے مگر کسی امین کو خائن بنتا پہلی بار دیکھ رہا ہوں، انہوں نے پوشیدہ طور پر تمہیں اپنی وصیت کا امین بنایا اور تم نے سب کچھ مجھے بتا کر خیانت کا ارتکاب کیا ہے، یہ ملعون بہت پشیمان ہوا

ابن زیاد ملعون نے کہا کہ انہوں نے وصیت کی ہے کہ خط لکھ کر امام کائنات علیہ الصلوات والسلام کو کوفہ آنے سے روکا جائے، تم یہ کام فوری طور پر کرو کیونکہ اس میں ہمارا فائدہ ہے، دوسری وصیت انہوں نے کی ہے کہ ان کا مال وسامان فروخت کر کے ان کا قرضہ ادا کیا جائے تو اس کا جواب یہ ہے کہ ہمیں ان کی جان کی ضرورت تھی، ان کے مال سے ہمیں کوئی دلچسپی نہیں، بے شک وہ فروخت کر کے ان کا قرض اتار دو، سامان وطن روانہ کرو یا جو بھی کرو، ان کی لاش سے بھی مجھے کوئی غرض نہیں صرف ان کا سر اطہر میں اپنے پاس رکھوں گا کیونکہ میں یہ سر اطہر فرعون شام کو تحفہ کے طور پر بھیجوں گا......(R_144)

اس کے بعد اس ملعون نے دربار کے تنخواہ دار جلاد بکیر ابن حمران نہروانی کی طرف دیکھا اور اس سے مخاطب ہو کر کہا کہ تم پر ان کے دو قرضے ہیں تم بھی تو وہ اتار دو پہلا قرضہ یہ ہے کہ امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام نے تمہارے باپ کو نہروان میں فی النار

کیا تھا اور یہ ان کی پاک دختر صلواۃ اللہ علیہا کے سرتاج ہیں اس قتل کا بدلہ تم آج لے لو دوسرا قرض آج کا ہے کہ تمہارے بازو کا گوشت انہوں نے اتارا ہے اس تازہ قرض کو بھی اتارو، ان کو مسجد کے مینار پر سوار کر کے اس رنگ میں شہید کرو کہ تمام کوفہ انہیں شہید ہوتا دیکھ سکے

بکیر ابن حمران ملعون ایک فوجی دستہ کے ساتھ جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام کو لے کر روانہ ہوا، تمام دربار پر موت کا سناٹا چھایا ہوا تھا

اس وقت ایک ملعون نے آ کر فرعونِ کوفہ سے کہا کہ اب جناب ہانی سلام اللہ علیہ اور جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام کے باقی ساتھیوں کے ساتھ کیا سلوک کیا جائے؟ ملعون ازل نے کہا کہ انہیں بھی اسی وقت دربار میں پیش کیا جائے، ایک فوجی دستہ ان تمام ساتھیوں کو لے کر آ گیا جو جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام کی نصرت کے جرم میں گرفتار تھے، سب سے پہلے جناب عبداللہ کلبی علیمی سلام اللہ علیہ کو دربار میں پیش کیا گیا

(یہ جناب حبیب ابن مظاہر سلام اللہ علیہ کے ساتھ مل کر جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام کی طرف سے بیعت لیتے رہے تھے)

ابن زیاد ملعون نے پوچھا کہ کیا آپ بھی جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام کی نصرت کیلئے آئے تھے؟ انہوں نے جواب دیا کہ ہم تو صرف ہنگامہ دیکھنے کیلئے آئے تھے یہاں تمہاری فوج نے ہمیں پکڑ لیا، اس ملعون نے کہا کہ آپ اپنے شہنشاہ کی قسم اٹھا کر کہیں کہ واقعی آپ ان کی مدد کیلئے نہیں آئے تھے؟ میں آپ کو چھوڑ دوں گا

انہوں نے فرمایا اے ملعون اگر پہلے ہم نے نصرت کا اقرار کرنے سے گریز کیا ہے تو اس کی وجہ یہ تھی کہ ہم مزید زندہ رہ کر اپنے شہنشاہِ معظم علیہ الصلوات والسلام کی نصرت کرنا

چاہتے تھے، اب اگر قسم لیتے ہو تو ہم قسم اٹھا کر اس بات کا برملا اقرار کرتے ہیں کہ ہم جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام کی نصرت کیلئے آئے تھے اور ان کی نصرت میں جان دینے کیلئے تیار ہیں، ہمیں اس بات کا شدید دکھ ہے کہ ہم جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام کی نصرت نہیں کر سکے، اب ان کا انتقام لینے کی آرزو ہے جس کیلئے ہم زندہ رہنا چاہتے ہیں مگر ان کے بعد ہم کیا زندہ رہیں گے؟ اس ملعون نے حکم دیا کہ ان کو جبانہ سبیع کے علاقہ میں لے جا کر شہید کر دیا جائے ......(R_145)

ان کے بعد اس ملعون کے سامنے جناب عباس بن جعدہ بن ہبیرہ بن مخزوم بن عبدالمطلب علیہم الصلوات والسلام کو پیش کیا گیا، یہ امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام کے بھانجے جناب جعدہ علیہ الصلوات والسلام کے فرزند تھے، انہیں بھی ابن زیاد ملعون نے شہید کرنے کا حکم دیا ان کے بعد جناب عمارہ بن صلخب ازدی سلام اللہ علیہ آئے ان کو بھی شہید کرنے کا حکم دیا گیا اور انہیں ازدیوں کے محلّہ میں شہید کیا گیا، ان کے بعد عبداللہ بن عزیز کندی سلام اللہ علیہ کو پیش کیا گیا انہیں بھی شہید کرنے کا حکم دیا گیا ......(R_146)

پھر ملعون ازل نے حکم دیا کہ ان کے جتنے ساتھی گرفتار ہیں ان سب کو شہید کر دیا جائے، ان کے واقعات پھر کسی موقع پر بیان کروں گا کیونکہ ان میں سے ہر شہید کے واقعات ایک ایک مجلس کا تقاضہ کرتے ہیں، یہ ایک نشست میں بیان نہیں کر سکتا یہاں صرف عشاق ازل کے نام بتانے پر اکتفا کرتے ہوئے میں عرض کروں گا کہ ان کے بعد جناب ہانی کو دربار میں لایا گیا، جناب ہانی سلام اللہ علیہ نے دربار میں آتے ہی سوال کیا کہ جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام کا کیا ہوا، انہیں کسی نے بتایا کہ جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام کو شہید کرنے کیلئے مسجد کے مینار کی طرف لے گئے ہیں

اس وقت جناب ہانی حالانکہ ضعیف تھے مگر معصوم بچوں کی طرح دھاڑیں مار کر رونے لگے، ملعونِ ازل نے کہا ہانی تم بتاؤ کہ تمہارے ساتھ کیا سلوک کیا جائے

جناب ہانی سلام اللہ علیہ نے فرمایا ارے احمق تم یہ نہ سوچو کہ میں تم سے اپنی زندگی کی بھیک مانگوں گا، تمہیں علم نہیں کہ جس کا جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام جیسا مہمان شہید ہو رہا ہو اور وہ اسے بچا بھی نہ سکے اس کا اس دنیا میں زندہ رہنا جائز بھی ہے؟

اب تو ہمیں اس زندگی کے جہنم سے نجات چاہیے، اس ملعونِ ازل نے اپنے غلام رشید کو حکم دیا کہ وہ ان کو قصابوں کے بازار میں لے جائے اور تمام لوگوں کے سامنے شہید کر دے، بازارِ قصاباں قبیلہ مذحج و مراد کے محلّہ کے سامنے تھا، جب اس ملعون ازل نے شہید کرنے کا حکم دیا تو جناب ہانی سلام اللہ علیہ نے فرمایا...... الحمد للہ

رشید ملعون فوجی دستے کے ساتھ انہیں لے کر بازار قصاباں کی طرف روانہ ہوا، ان کے چاروں طرف فوج تھی کیونکہ ان کے قبیلہ کی طرف سے حملہ کا خطرہ تھا، جب رشید ملعون انہیں لے کر بازار میں پہنچا تو وہاں جناب ہانی سلام اللہ علیہ نے دو رکعت نماز کی اجازت طلب کی، اجازت ملی تو انہوں نے نماز ادا کی، پھر دعا فرمائی، دعا کے دوران رشید ملعون نے تلوار کا وار کیا پھر دوسری ضرب لگائی تو ان کا سر اطہر تن سے جدا ہو گیا......(R_147)

یہاں یہ عرض کرتا چلوں کہ جناب مختار ثقفی کے دورِ حکومت میں جنگ خاور (جو نہر خاور کے کنارے پر ہوئی تھی) کے دوران جناب ابراہیم بن مالک اشتر سلام اللہ علیہ کے ایک صحابی عبدالرحمٰن بن حصین مرادی نے دیکھا کہ یہ رشید ملعون بھی جنگ میں شریک ہے، عبدالرحمٰن نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ اس ملعون کو زندہ پکڑ کر میرے

پاس لے آؤ کیونکہ میں نے ایک قرض چکانا ہے، ان کے ساتھیوں نے اس ملعون کو پکڑ کر جناب عبدالرحمٰن کے سامنے پیش کیا، جب یہ رشید ملعون سامنے آیا تو انہوں نے اسے بڑے اذیت ناک طریقے سے فی النار کیا تھا اور کہا تھا کہ میں یہ جناب ہانی سلام اللہ علیہ کا قصاص لے رہا ہوں، اب تو وہ وقت یاد کر جب ہمارے سامنے تم نے ہمارے سردار کو شہید کیا تھا، آج اپنے باپ عبیداللہ ابن زیاد ملعون کو بلا کہ وہ تجھے آکر بچائے، اس کے بعد ایک ایک عضو کاٹ کر اسے جتنی اذیت دے سکتے تھے دی اس کے بعد اس کی گردن تن سے جدا کی تھی ......(R_148)

شہادت جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام

میں عرض کر رہا تھا کہ بکیر ابن حمران نہروانی جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام کو لے کر روانہ ہوا، اسے حکم دیا گیا تھا کہ وہ ان کو مسجد کے اس مینار پر لے جا کر شہید کرے جو بازارِ کفش گراں اور آہن گراں کے ساتھ ملحق ہے یعنی جہاں لوگ لوہے کا سامان آکر فروخت کرتے ہیں اور اس بازار میں جوتیاں بھی فروخت کی جاتی تھیں

غالباً اس زمانہ میں مسجد کوفہ کے کئی مینار ہوں گے ورنہ اس مینار کی تخصیص نہ کی جاتی یہ ملعون چھ جوانوں کے ساتھ جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام کو لے کر روانہ ہوا، ادھر عمر ابن نافع ملعون نے کوفہ میں منادی کروائی کہ جس نے جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام کو شہید ہوتے ہوئے دیکھنا ہو وہ بازار کفش گراں میں پہنچ جائے

خلق خدا مینار کے نیچے جمع ہوگئی ادھر جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام نے مینار کی سیڑھیوں پر چڑھنا شروع کیا، سب لوگوں کی نگاہیں ان پر جمی ہوئی تھیں، ان لوگوں میں کچھ

لوگ رو رہے تھے، کچھ خوشی محسوس کر رہے تھے، جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام مینار پر پہنچ گئے، وہاں پہنچ کر آپ نے فرمایا کہ اگر اجازت ہو تو ہم دو رکعت نماز ادا کرنا چاہتے ہیں

ایک خاص نکتہ یہ ہے کہ ہر شہید آخری وقت دو رکعت نماز کی اجازت مانگتا ہے اس کی کیا وجہ ہے؟ اس پر میں نے اپنی کتاب نہج المعرفت میں مکمل بحث کی ہے یہاں اس پر تفصیلی روشنی ڈالنے کی گنجائش نہیں

جب جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام نے نماز کی اجازت طلب فرمائی تو انہیں اجازت نہیں دی گئی بلکہ ملعون نے بکواس کی کہ آپ نے میرا بہت زیادہ خون بہایا ہے اب میں اس کا بدلہ لینا چاہتا ہوں، یہ کہتے ہی اس ملعون نے تلوار کا وار کیا جس سے آپ کے جسم اطہر پر ہلکا سا زخم آیا، آپ نے مسکرا کر فرمایا کہ ہم نے تمہارا بہت خون بہایا ہے یہ اس کے برابر تو نہیں ہو سکتا، یہ اس پاک گھر کا خاصہ تھا کہ جب بھی اس پاک گھر کا کوئی فرد شہید ہوتا تو ہمیشہ آخری وقت اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ ہوتی، پھر جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام نے آسمان کی طرف نگاہ اٹھائی اور دعا فرمائی

☆اللهم احكم بيننا وبين قوم غرونا وخزلونا

اے میرے حبیب ازل جل جلالہ اب تو ہی ان کے اور ہمارے درمیان فیصلہ کرنے والا ہے، انہوں نے ہمیں دھوکہ دیا ہے انہوں نے ہمیں بلایا اور پھر ہماری نصرت سے دست کش ہو گئے ہیں اور دکھوں میں ہمیں تنہا چھوڑ دیا، اب تو ہمارے منتقم عجل اللہ فرجہ الشریف کو ہمارے انتقام کیلئے جلد بھیج ...... یہ فقرہ ابھی زبان پر تھا کہ اس وقت سر اطہر پر وار ہوا......(R_149)

عین یہی وقت تھا کہ جب تاجدار کربلا علیہ الصلوات والسلام مکہ سے بستان عامر سے ہوتے ہوئے ذات العرق کی طرف مصروف سفر تھے، کبھی کبھی پاک بہنوں کے محملوں سے پیچھے رہ جاتے اور آنکھوں پر رومال رکھ کر گریہ فرماتے، اچانک پاک ہمشیر نے دیکھا کہ پاک بھائی نظر نہیں آرہے، انہوں نے فوراً جناب عباس علمبردار علیہ الصلوات والسلام کو یاد کیا اور فرمایا کہ کافی دیر ہوگئی ہے کہ ہمیں اپنا بھائی نظر نہیں آئے، آپ فوراً ان کا پتہ کریں، انہوں نے اپنا گھوڑا دوڑایا

جب آکر دیکھا تو تاجدارِ کربلا علیہ الصلوات والسلام کی عجیب کیفیت ہے، ذوالجناح کی باگیں ہاتھوں سے چھوٹی ہوئی ہیں، رکابوں سے پاؤں نکلے ہوئے ہیں، سراطہر جھکا ہوا ہے اور آنکھوں سے آنسوؤں کی برسات ہے

جناب عباس علیہ الصلوات والسلام فوراً اپنے رہوار سے اترے، انہوں نے جا کر آپ کے قدموں کا بوسہ لیا، تاجدار کربلا علیہ الصلوات والسلام نے سراطہر اٹھایا، آنکھیں سرخ تھیں، آنسو صاف کیئے، جناب عباس علیہ الصلوات والسلام نے عرض کی آقا کیا وجہ ہے آپ اس قدر کیوں رو رہے ہیں؟ امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام فرماتے ہیں میرے کائنات سے اچھے بھائی آج ہمارے دکھوں کی بنیاد رکھی جا رہی ہے، آپ میرے محرم راز ہیں اس لئے ہم آپ کو آگاہ فرماتے ہیں

پھر رو کر فرماتے ہیں کہ ہم دیکھ رہے ہیں کوفہ کی مسجد کا مینار ہے، اوپر میرے بھائی امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام سوار ہیں، انہوں نے گردن جھکائی ہوئی ہے، اور رو رو کر کہہ رہے ہیں کہ اکبرؑ کا پاک بابا علیک الصلوات والسلام آپ کہاں ہیں، زیارت تو کروا دیں

اس وقت امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام کوفہ کی طرف رخ کر کے فرماتے ہیں میرے بھائی

آپ ہماری زیارت کرلیں، آپ جانے میں بہت جلدی کر رہے ہیں

جناب عباس علیہ الصلوات والسلام عرض کرتے ہیں آقا مجھے بھی جناب مسلم علیہ الصلوات والسلام کی زیارت کرائیں، امام کائنات علیہ الصلوات والسلام نے ہاتھ سے اشارہ فرمایا تو جناب عباس علیہ الصلوات والسلام نے نگاہ فرمائی، دیکھا کہ کوفہ کی مسجد کے مینار پر جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام سوار ہیں، سر جھکا ہوا ہے، اسی وقت ظالم دوسری ضرب لگانے کا ارادہ کر رہا ہے جناب عباس علیہ الصلوات والسلام تڑپ کر عرض کرتے ہیں آقا مجھے ایک لمحہ کیلئے کوفہ جانے کی اجازت دیں، امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام فرماتے ہیں آپ کوفہ کیوں جانا چاہتے ہیں جناب عباس علیہ الصلوات والسلام عرض کرتے ہیں کہ میں وعدہ کرتا ہوں کہ میں جنگ بھی نہیں کروں گا میں ان کوفیوں سے کچھ بھی نہیں کہوں گا اور نہ ہی اپنے بھائی کو بچاؤں گا امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام فرماتے ہیں کہ پھر کیوں جانا چاہتے ہیں؟ جناب عباس علیہ الصلوات والسلام رو کر عرض کرتے ہیں کہ آقا مسجد کا مینار بہت بلند ہے جو حالت اب جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام کی ہے اگر ان پر ضرب چل گئی تو ان کا سر اطہر زمین پر آئے گا میں چاہتا ہوں کہ میں یہ پاک سر جا کر اپنی گود میں لے لوں، وہ زمین پر نہ گرنے پائے اس وقت امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام فرماتے ہیں ذرا آپ مینار کے نیچے نگاہ فرمائیں جناب عباس علیہ الصلوات والسلام نے نگاہ فرمائی، دیکھا تو ایک سیاہ برقعہ پوش مستور ہیں جنہوں نے اپنی چادر تطہیر کا دامن پھیلایا ہوا ہے اور رو رو کر فرما رہی ہیں کہ بیٹا ماں کی جھولی حاضر ہے، جلدی سے ماں کی آغوش میں آجاؤ

تمام مومنین مل کر دعا کریں کہ اب تو اس معظّمہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا کے مصائب ختم ہو جائیں، ان کا پاک گھر آباد ہو، آپ سب مومنین اس گھر کے پاک وارث امام

زمانہ عجل اللہ فرجہٗ الشریف کو پرسہ دے کر عرض کریں کہ آقا تمام گھر کی نگاہیں آپ پر لگی ہوئی ہیں، آپ آئیں گے تو تمام گھر دوبارہ آباد ہوگا، ہر پاک بی بی اپنے فرزندوں کو سہرے پہنائے گی، آپ آئیں گے تو سارے گھر میں خوشیوں کا موسم واپس آجائے گا، چودہ صدیاں گزر چکی ہیں آپ نے پاک گھر آباد نہیں کیا، اب تو امت ملعون سے انتقام لیں اور پاک گھر کو ابدی خوشیاں دکھائیں



﴿ آمین یارب العالمین ﴾



اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ وَّ آلِ مُحَمَّدٍ وَعَجِّل فَرَجَھُم بِقَائِمِھِمّ عَجَلَ اللّٰہُ فَرَجَہُ الشریف
وَ صَلَوَاتُ اللّٰہُ عَلَیہِ وَ عَلٰی آلِہٖ اَجمَعِین

یاھوالوہاب الخبیر العلیم
یا مولا کریم عجل اللہ فرجک وصلوات اللہ علیک

مجلس نمبر 17

شہزادگان امیر مسلمؑ

علیہم الصلوات والسلام

(قاضی شریح کے گھر سے روانگی)

12ذوالحجہ 11 ستمبر 680ء جمعہ کی شام ہے، کوفہ کا شہر ہے، قاضی شریح کا گھر ہے، گھر کے سرداب میں دو معصوم تنہا بیٹھے ہوئے ہیں، چھوٹا بھائی بڑے بھائی کے چہرے کی طرف دیکھ رہا ہے، بڑا بھائی چھوٹے بھائی کی جانب دیکھ رہا ہے، دونوں ایک دوسرے سے کہتے ہیں کہ بہت دن گزر چکے ہیں ہمیں پاک بابا علیہ الصلوات والسلام کی کوئی خبر نہیں ملی، پتہ نہیں وہ ہمیں چھوڑ کر کیوں وطن واپس چلے گئے ہیں، بڑا معصوم کہتا ہے کہ وہ ہمیں چھوڑ کر وطن نہیں جا سکتے، انہیں کوئی مجبوری درپیش ہوگی جس کی وجہ سے وہ ہمیں ملنے نہیں آئے، اس وقت چھوٹا معصوم روتے ہوئے کہتا ہے کہ مجھے آج ماں بہت یاد آرہی ہے، بڑا معصوم چھوٹے معصوم کو گلے سے لگا کر تسلی دیتا ہے اور کہتا ہے کہ آج جب قاضی شریح کی بیوی یا اس کا بیٹا اسد ہمارا کھانا لے کر آئیں گے تو ہم ان سے بابا پاک علیہ الصلوات والسلام کے بارے میں ضرور پوچھیں گے

رات ہوگئی، قاضی شریخ کی ایک کنیز ان بچوں کا کھانا لے کر سرداب میں داخل ہوئی اس نے ان کے سامنے کھانا رکھا، بڑے معصوم نے کنیز سے پوچھا کہ ہمارے بابا

پاک علیہ الصلوات والسلام کے بارے میں تمہیں خبر ہے کہ وہ کہاں ہیں؟ ان کا کیا حال ہے؟ ہم کب مدینہ واپس جائیں گے؟ انہوں نے اچانک سوالات کرنا شروع کر دیئے مگر کنیز کو سختی سے منع کر دیا گیا تھا کہ معصوم بچوں کو ان کے مظلوم بابا علیہ الصلوات والسلام کی شہادت کی خبر نہیں دینا، کنیز نے بات کو بدلنے کی کوشش کی مگر معصوم رو رو کر کہتے ہیں کہ جب تک تم ہمیں ہمارے بابا پاک علیہ الصلوات والسلام کے بارے میں نہیں بتاؤ گی ہم کھانا نہیں کھائیں گے، اس وقت کنیز واپس چلی گئی، اس نے اہل خانہ کو جا کر بتایا کہ آج بچے بہت رو رہے ہیں اور اپنے بابا پاک علیہ الصلوات والسلام کے بارے میں پوچھتے ہیں، کھانا بھی نہیں کھا رہے، اس وقت قاضی شریح نے اپنے اہل خانہ سے کہا یہ کمسن بچے ہیں اور پردیس کا معاملہ ہے، پردیس میں یتیمی کی خبر سنانا بہت مشکل ہے، اگر یہ اپنے گھر میں اپنے باپ کی شہادت کی خبر سنتے تو ان کی والدہ پاک انہیں سنبھال لیتی ان کو سینے سے لگاتی، ان کا دکھ کافی حد تک کم ہو جاتا، مگر یہاں تو نہ ان کی والدہ پاک ہے، نہ بہنیں ہیں، نہ کوئی اپنا ہے، ہم انہیں یہ اندوہناک خبر سنائیں تو کیسے؟ یہ اپنے بابا پاک علیہ الصلوات والسلام کو بہت روئیں گے، ہم کیسے تسلی دے پائیں گے، یہ آپس میں باتیں کر رہے تھے، ادھر معصوم بچوں کے سامنے سرداب میں کھانا رکھا ہوا ہے اور وہ دونوں رو رہے ہیں، قاضی شریح کہتا ہے ہم بچوں کو کہتے ہیں کہ ہم نے آدمی تمہارے پاک بابا علیہ الصلوات والسلام کی خبر معلوم کرنے کیلئے روانہ کر دیا ہے تم کھانا کھا لو، وہ جیسے ہی واپس آئے گا ہم تمہیں پاک بابا علیہ الصلوات والسلام کے بارے میں خیر کی خبر سنا دیں گے، یہ مشورہ کر کے تمام گھر والے سرداب میں آئے تاکہ بچوں کو کھانا کھلایا جائے، انہوں نے بچوں کے ساتھ وعدہ کیا اور بچوں کو کھانا کھلایا، قاضی کی بیوی نے

بچوں کو پیار کیا، معصوم رو رو کر کہتے ہیں ہمیں ہماری پاک ماں کے پاس پہنچا دو قاضی کہتا ہے کہ اب تم دونوں کی زندگی کو خطرہ ہے تمہارے ساتھ میرا گھر بھی برباد ہو جائے گا، تم ابھی چپ چاپ یہاں رہو، جب مجھے موقع ملے گا تو میں تم دونوں کو وطن روانہ کر دوں گا

یہاں یہ بتانا ضروری سمجھتا ہوں کہ یہ قاضی شریح کون تھا؟

قاضی شریح

اس کا نام شُرَیح بن حارث بن مُنتَجِج کندی تھا، بعض لوگوں نے اس کے باپ کا نام معاویہ لکھا ہے مگر یہ درست نہیں کیونکہ یہ نام اس کی منافقت کی وجہ سے مشہور رہا تھا کہ یہ معاویہ کا بیٹا ہے، اس کی کنیت ابوامیہ تھی، یہ خلیفہ ثانی کے زمانہ میں کوفہ کا قاضی مقرر ہوا تھا، یہ ایسا سیاست دان تھا کہ آنے والا کوئی بھی حاکم اسے تبدیل نہ کر سکا، حتیٰ کہ امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام نے کئی مرتبہ اسے معزول کرنے کا ارادہ فرمایا مگر کوفی لوگ ہنگامہ کرنے پر اتر آئے، اس نے 27 ہجری میں یہ عہدہ سنبھالا تھا اور 87 ہجری تک یعنی پورے 60 سال اپنی موت تک کوفہ کی قضاوت پر قابض رہا

اور یہ 87 ہجری میں 108 سال کی عمر میں جہنم رسید ہوا، اس 60 سالہ دورِ قضاوت میں اسے صرف تین سال کیلئے معزول کیا گیا تھا، وہ عبداللہ بن زبیر ملعون کا زمانہ تھا اس کے بعد پھر جب حجاج بن یوسف ملعون حاکم کوفہ بنا تو اس نے اسے دوبارہ بحال کر دیا کیونکہ یہ اموی ملاعین کا خاص خوشامدی تھا

یہ وہ ملعون قاضی ہے کہ جس سے عبیداللہ ابن زیاد ملعون نے امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام

کے شہید کرنے کا شرعی فتویٰ لیا تھا

واقعہ یہ ہوا کہ جس وقت ابن زیاد ملعون نے کوفیوں کو امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام کے خلاف جنگ کیلئے اکسانا شروع کیا تو کوئی بھی جنگ کیلئے تیار نہ ہوا سوائے خوارج کے، باقی سب یہی کہتے تھے کہ کسی مسلمان کا خون کسی مسلمان پر حلال نہیں ہوتا اس لئے ہم مسلمانوں کے خلاف جنگ نہیں کریں گے

اس وقت ابن زیاد ملعون نے قاضی شریح کو بلا کر کہا کہ میں تمہیں ایک لاکھ دینار دوں گا تم امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام کو شہید کرنے کا فتویٰ جاری کردو مگر قاضی رضا مند نہ ہوا، ابن زیاد ملعون نے سوچا کہ قاضی جیسا لالچی آدمی آخر فتویٰ کیوں نہیں دے رہا اس کی عقل میں بات آ گئی کہ میں نے اسے ایک لاکھ دینار دینے کا وعدہ کیا ہے اور میرے وعدے پر کوئی بھی اعتبار نہیں کرتا کیونکہ میں نے اب تک کوئی بھی وعدہ پورا نہیں کیا، پھر ابن زیاد ملعون نے ایک بڑا صندوق منگوایا، اس میں 50 ہزار دینار رکھے اور قاضی کے گھر پہنچ گیا، رات کا وقت تھا، قاضی استقبال کیلئے گھر سے باہر آیا، اسے ایک علیحدہ کمرے میں لے گیا اور اس نے کہا کہ فرعون شام ملعون نے میرے پاس ایک لاکھ دینار بھیجے ہیں اور اوپر سے کربلا کی جنگ نظر آ رہی ہے، معلوم نہیں کہ اس کا انجام کیا ہوگا، اس لئے میں یہ ایک لاکھ دینار تمہیں امانت کے طور پر دے رہا ہوں، اگر میں مر جاؤں تو یہ میرے اہل خانہ تک پہنچا دینا

اس ملعون نے یہ بات قبول کر لی، ابن زیاد ملعون نے وہ صندوق غلام سے اٹھوا کر اس کے سردابی کمرے میں رکھوا دیا، دو دن بعد ایک رات پھر ابن زیاد ملعون اس کے پاس پہنچ گیا اور اس سے کہا کہ اے ملعون ازل مجھے جنگ کیلئے اس رقم کی

ضرورت پڑ گئی ہے وہ دینار مجھے دے دو

قاضی شریح اپنے کمرے کی طرف روانہ ہوا، یہ ملعون بھی اس کے پیچھے چل پڑا، جب یہ تہہ خانہ میں پہنچے تو غلاموں نے مشعلیں جلائی ہوئی تھیں، ابن زیاد ملعون نے وہ صندوق کھولا اور جان بوجھ کر صندوق کو الٹ دیا اور ظاہر یہ کیا کہ ہاتھ سے چھوٹ گیا ہے، وہ 50 ہزار دینار تھے

قاضی جی نے فوراً کہا کہ اگر ان دیناروں کا ذکر کسی سے نہ کرو تو میں ایسا فتویٰ دینے کیلئے تیار ہوں جیسا کہ تم چاہتے ہو، اس وقت ابن زیاد ملعون نے کہا کہ فتویٰ کیلئے کوئی جواز بنایا جاتا ہے تم امام کائنات علیہ الصلوات والسلام کو شہید کرنے کیلئے کیا جواز بناؤ گے، قاضی نے جواب دیا کہ میں فتوے میں لکھوں گا کہ امت مسلمہ میں فساد اور تخریب پیدا کرنا اور فتنہ پھیلانا وہ جرم ہے جس کی سزا قتل ہے کیونکہ حدیث شریف میں ہے کہ

☆الفتنة اشد من القتل یعنی فتنہ وفساد پھیلانا قتل سے بھی بڑا جرم ہے

کیونکہ قتل کی سزا قتل ہے مگر اس میں معافی کی گنجائش موجود ہے مگر فتنہ وفساد اس سے بھی بڑا جرم ہے اس لئے اس کی سزا صرف قتل ہو سکتی ہے، لہٰذا اسی بات کو جوازِ قتل بنا دوں گا، اس وقت ابن زیاد ملعون نے کہا شاباش اے یزید ملعون کے نمک حلالو پھر کوفہ میں سب سے پہلے امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام کو شہید کرنے کا فتویٰ اسی قاضی شریح ملعون نے دیا، اس کے بعد دوسرے علمائے سُو نے مہریں لگائیں، یہاں صرف اتنا ہی تعارف کافی ہے، تفصیل بیان کرنے سے بات لمبی ہو جائے گی ......(R_150)

آمدم برسر موضوع

16 ذوالحجہ 15 ستمبر کی رات ہے، کوفہ کی گلیاں ہیں، ان گلیوں میں سے ایک نوجوان گزر رہا ہے، اس کے پیچھے دو معصوم بچے ہیں جنہوں نے اپنے چھوٹے چھوٹے عماموں سے اپنے چہرے چھپائے ہوئے ہیں، یہ کوفہ کے باب الحجاج کی طرف آرہے ہیں کیونکہ آج یہاں سے ایک قافلہ مدینہ کی طرف جانے والا ہے، اس قافلہ کو آج رات کسی وقت روانہ ہونا ہے، ان معصوم بچوں نے اس قافلہ میں شامل ہونا ہے، یہ کون ہیں؟

یہ جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام کے وہ فرزند ہیں جو اپنے بابا پاک علیہ الصلوات والسلام کے ساتھ کوفہ آئے تھے، بڑے شہزادے کا نام محمدؐ علیہ الصلوات والسلام ہے، ان کی عمر 8 سال ہے چھوٹے شہزادے کا نام ابراہیم علیہ الصلوات والسلام ہے ان کی عمر 7 سال سے بھی کم ہے

میں نے عرض کی تھی کہ جس وقت جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام قاضی شریح کے گھر تشریف لے گئے تھے تو انہوں نے اپنے دونوں فرزند اس کے حوالے کئے تھے کہ یہ ہماری امان ہیں ان کو کسی صورت مدینہ پہنچا دینا، جب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام شہید ہوگئے تو ابن زیاد ملعون کو اطلاع ملی کہ جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام کے دو فرزند بھی ان کے ساتھ آئے تھے اور اب کوفہ کے کسی گھر میں چھپے ہوئے ہیں، ابن زیاد ملعون نے اعلان کرادیا کہ ہم نے امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام کے شہزادوں کی تلاش کیلئے انعام مقرر کیا ہے جو شخص ان کی اطلاع دے گا اسے ایک ہزار درہم انعام دیا جائے گا اور اگر ہمیں یہ اطلاع مل گئی کہ وہ کس کے گھر میں موجود ہیں تو ہم اس گھر کے تمام افراد

کو حکومت کی مخالفت کے جرم میں قتل کر دیں گے

جب یہ اعلان قاضی شریح نے سنا تو ابن زیاد ملعون سے کہا کہ تم ان معصوم بچوں سے کوئی تعرض نہ کرو کیونکہ ان معصوم بچوں کا تو کوئی جرم نہیں، انہیں اگر کوئی وطن لے جانا چاہے تو تم اجازت دے دو مگر ظالم نے جواب دیا کہ اگر میرے اعلان سے پہلے کوئی ان بچوں کو پیش کرتا تو میں ضرور یہی فیصلہ کرتا مگر اب میں اعلان کرا چکا ہوں اس لئے اپنے اعلان پر عمل کروں گا

یہ سن کر قاضی کے قدموں سے زمین نکل گئی، قاضی بہت پریشان تھا کہ کسی صورت بچوں کو اپنے گھر سے روانہ کر دوں تا کہ امانت سے عہدہ برا بھی ہو جاؤں اور فرعونِ کوفہ کو پتہ بھی نہ چلے مگر اسے کوئی راستہ نظر نہ آیا

16 ذوالحجہ کی شام اسے اطلاع ملی کہ ایک قافلہ مدینہ جا رہا ہے، اس قافلہ میں قاضی کا ایک قابل اعتماد شخص بھی تھا جس کا نام غالباً سعد کندی تھا، قاضی نے اسے کہا کہ میں تمہیں ایک راز کا امین بنا رہا ہوں تم میرے راز کو راز رکھنا اور میری امانت کا خیال رکھنا پھر اسے تمام بات بتائی اور کہا کہ رات کو میں دونوں بچے تمہارے پاس پہنچا دوں گا، پہلے بھی بتا چکا ہوں کہ جب قافلے روانہ ہوتے تھے تو وہ شام کے وقت شہر سے باہر خیمہ زن ہو جاتے تھے تا کہ کسی نے شامل ہونا ہو تو شامل ہو جائے

مدینہ جانے والا قافلہ بھی شام ہوتے ہی کوفہ سے باہر خیمہ زن ہو گیا، جب رات ڈھلنے لگی اور کوفہ میں گشت کرنے والے سپاہی چلے گئے تو قاضی شریح نے بچوں کو تیار کیا اور انہیں تاکید کی کہ قافلہ میں اگر کوئی پوچھے تو تم یہ نہ بتانا کہ تم امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام کے فرزند ہو تمہارے ساتھ یہاں سے میرا بیٹا اسد جائے گا جو تمہیں قافلہ تک پہنچا

دے گا، آگے تمہیں سعد کندی لے کر جائے گا

قاضی شریح نے بچوں کو اپنے بیٹے اسد کے ساتھ گھر سے روانہ کر دیا، رات کا وقت تھا آہستہ آہستہ چلتے ہوئے جب یہ کوفہ سے باہر قافلہ کے پڑاؤ تک پہنچے تو وہاں سے تھوڑی دیر پہلے قافلہ روانہ ہو چکا تھا مگر زیادہ دور نہیں گیا تھا بلکہ ہلکی ہلکی چاندنی میں قافلہ کی گردِ سفر نظر آ رہی تھی، اسد بن قاضی شریح نے بچوں سے کہا کہ سامنے قافلہ جا رہا ہے تم جلدی جلدی دوڑ کر قافلے میں شامل ہو جاؤ، قافلہ میں سعد کندی کا پوچھ کر اس کے ساتھ شامل سفر ہو جانا......(R_151)

معصوم شہزادے قافلے کی جانب دوڑے مگر یہ نازوں کے پروردہ شہزادے تھے یہ کہاں تک دوڑ سکتے تھے، تھوڑی دور تک بھاگنے کے بعد چھوٹے شہزادے نے بڑے شہزادے سے کہا کہ میں اب نہیں چل سکتا میں بہت تھک گیا ہوں، وہاں دونوں شہزادے زمین پر بیٹھ گئے، قافلہ نے جانا تھا سو چلا گیا، یہ دونوں کوفہ کے صحرا میں اکیلے رہ گئے، یہ معصوم کچھ دیر چلنے کے بعد پھر بیٹھ گئے، پھر چلے پھر بیٹھ گئے

اسی طرح چلتے چلتے رات کافی گزر گئی، ایک مقام پر آ کر چھوٹے شہزادے نے کہا بھیا اب میری ہمت جواب دے چکی ہے مجھ میں اب ذرا بھر چلنے کی سکت بھی نہیں ہے، پھر اسی مقام پر دونوں معصوم بیٹھ گئے، بڑے بھائی نے چھوٹے بھائی کو سہارا دیا رات کی ٹھنڈی ہوا چل رہی تھی، یہ دونوں بھائی تھکے ہوئے تھے، ایک دوسرے کے گلے میں بانہیں ڈال کر سو گئے

ابھی سورج طلوع نہیں ہوا تھا کہ وہاں سے حصین بن نمیر ملعون کے ایک ماتحت دستے کا گزر ہوا، انہوں نے دیکھا کہ راستہ کے کنارے پر دو معصوم ایک دوسرے کے

گلے میں بانہیں ڈال کر سو رہے ہیں

انہوں نے اپنے گھوڑوں کا رخ بچوں کی طرف کر دیا، گھوڑوں کی ٹاپوں کی آواز سن کر معصوم ڈر کر بیدار ہو گئے، پھر بھاگنے اور چھپنے کی کوشش کرنے لگے مگر گھوڑے سواروں نے انہیں گھیرے میں لے لیا، یہ دونوں ایک جگہ سہم کر کھڑے ہو گئے، ایک ملعون نے پوچھا کہ تم کون ہو؟ بچوں نے کہا کہ اگر ہم تمہیں بتائیں تو تم ظلم تو نہیں کرو گے؟ اس نے جواب دیا کہ ہم کوئی ظلم نہیں کریں گے

شہزادے کہتے ہیں کہ ہم جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام کے فرزند ہیں، ہم اپنے بابا پاک کے ساتھ کوفہ آئے تھے اور اب وطن جانا چاہتے ہیں مگر مجبوری یہ ہے کہ نہ تو ہمیں راستہ معلوم ہے اور نہ ہی ہم زیادہ دور تک پیدل چل سکتے ہیں

ان ظالمین نے بچوں سے کوئی زیادہ باز پرس تو نہ کی مگر انہیں اپنے ساتھ گھوڑوں پر سوار کر کے ابن زیاد ملعون کے دربار میں لے آئے ......(R_152)

جب یہ ظالم ان بچوں کو دربار میں لائے تو اس وقت دربار میں ابن زیاد ملعون کے ساتھ قاضی شریح بھی کرسی پر بیٹھا ہوا تھا شہزادوں کی نگاہ قاضی شریح پر پڑی انہیں امید تھی کہ یہ ہماری سفارش کرے گا مگر اس نے دوسری طرف منہ پھیر لیا کیونکہ اسے ڈر تھا کہ کہیں ابن زیاد ملعون پر یہ راز افشا نہ ہو جائے کہ اتنے دن بچے اس کے پاس رہے ہیں، اس لئے قاضی شریح فوراً دربار سے باہر آ گیا اور اس انتظار میں رہا کہ کب ان بچوں کا فیصلہ ہوتا ہے، فرعونِ کوفہ نے جب بچوں کو قید کئے جانے کا حکم سنا دیا تو قاضی گھر آ گیا

شام کو عمر ابن حریث ملعون جو زنداں کے محافظ دستے کا انچارج تھا اسے قاضی نے کہا

کہ میں بچوں سے ملنا چاہتا ہوں، جب رات ہوئی تو قاضی شریح ان معصوم بچوں سے ملنے کیلئے زندان پہنچا

ایک روایت یہ ہے کہ قاضی نے ان بچوں کو اپنے گھر میں ہی پاک بابا کی شہادت کی خبر سنائی تھی، دوسری روایت یہ ہے کہ اس مقام پر خبر دی تھی

جس وقت قاضی بچوں کے پاس آکر بیٹھا تو دونوں شہزادوں نے پوچھا کہ ہمارے باباؐ کی کوئی خبر ملی ہے؟ وہ کہاں ہیں؟ ان کو ہماری طرف سے عرض کریں کہ عید پر ہم نے گھر جانا تھا وہ عید بھی گزر گئی ہے، اب ہمیں پاک ماں صلواۃ اللہ علیہا کی یاد شدت سے آتی ہے اب ہمیں اتنا تو آکر بتائیں کہ ہم کب اپنی پاک ماں صلواۃ اللہ علیہا سے ملیں گے

قاضی شریح نے سر جھکا کر روتے ہوئے کہا اے شہزادو اب تم اپنے پاک باباؐ علیہ الصلوات والسلام کے آنے کی امید نہ رکھو، تمام کوفہ تمہارا مخالف ہو چکا ہے، تم دونوں یتیم ہو گئے ہو، دونوں بھائیوں نے رو کر سوال کیا کہ ہمیں یہ تو بتاؤ کہ یتیم کسے کہتے ہیں؟

قاضی شریح کہتا ہے کہ میں کس طرح سمجھاؤں بس یہی سمجھ لو کہ جن کا باپ دنیا سے چلا جائے یا شہید ہو جائے اور ان کا کوئی سہارا نہ رہے انہیں یتیم کہتے ہیں

جب بچوں کو معلوم ہوا کہ ہم پردیس میں یتیم ہو گئے ہیں تو دونوں بھائیوں نے ایک دوسرے کے گلے میں بانہیں ڈال دیں اور روتے رہے

دونوں بھائی زندان میں اس طرح بیٹھے ہیں کہ چھوٹا بھائی بڑے بھائی کے چہرے کی طرف دیکھ کر روتا ہے، بڑا بھائی چھوٹے بھائی کو دیکھ کر روتا ہے، پھر قاضی شریح سے رو رو کر پوچھتے ہیں کہ ہمارے باباؐ علیہ الصلوات والسلام کی مزار کہاں ہے؟ تمام کوفہ جو دشمن تھا ان کی مزار بھی کسی نے بنائی ہے یا نہیں؟

قاضی شریح نے جب بچوں کو بے اختیار روتا ہوا دیکھا تو ان کے قریب جا کر بیٹھ گیا اور عرض کی کہ شہزادے تم اپنے پاک بابا کو رو رہے ہو مجھے تمہاری فکر ہے مجھے تو یہ بھی علم نہیں کہ یہ فرعونِ کوفہ کل تمہارے لئے کیا فیصلہ کرتا ہے

اس وقت دونوں بھائیوں نے ایک دوسرے کو گلے لگا لیا اور بے اختیار رونے لگے، آخر قاضی شریح نے بچوں کو تاکید کی کہ اس بات کا خاص خیال رکھنا کہ کبھی بھی تمہارے ہونٹوں پر میرا نام نہ آنے پائے اور کسی سے اس بات کا تذکرہ ہرگز نہ کرنا کہ ہم قاضی کے گھر میں مہمان رہے ہیں، یہ کہہ کر یہ ملعون بچوں کو روتا اور سسکتا ہوا چھوڑ کر واپس لوٹ آیا

تمام مومن رو رو کر دعا کریں کہ خدا کرے جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام کے ان معصوموں پر روا رکھے گئے ہر ظلم کا جلد از جلد انتقام ہو، ان کا پاک منتقم عجل اللہ فرجہٗ الشریف جلد تشریف لائے اور خاندانِ تطہیر ہمیشہ آباد و شاد رہے



﴿ آمین یارب العالمین ﴾



اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ وَّ آلِ مُحَمَّدٍ وَعَجِّل فَرَجَھُم بِقَائِمِھِمؑ عَجَلَ اللّٰہُ فَرَجَہُ الشریف وَ صَلَوَاتُ اللّٰہُ عَلَیہِ وَ عَلیٰ آلِہٖ اَجمَعِین

توضیح

احباب گرامی یہاں یہ عرض کرنا ضروری ہے کہ بعض کرائے کے لوگوں نے عزاداری کے خلاف کام کرنا شروع کر دیا ہے اور وہ ہر روایت کو مشکوک کرنے میں مصروف ہیں اور اس طرح کے مارکیٹ میں بہت سے کتب بھی آچکے ہیں جن میں یہ بات کہی جا رہی ہے کہ شہزادگان جناب مسلم علیہ الصلوات والسلام کا واقعہ ایک افسانہ ہے اور ان کے بعض کتب میں تو اس کا عنوان بھی یہی دیکھا ہے ''افسانہ طفلان مسلمؑ علیہ الصلوات والسلام''......اس طرح کی باتیں وہ لوگ ان واقعات کو مشکوک کرنے کیلئے کرتے ہیں ورنہ اس حقیقت سے کوئی انکار نہیں کر سکتا کہ یہ واقعہ جملہ کتب مقاتل میں موجود ہے اور یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ کسی واقعہ کی تفصیلات وجزئیات میں اختلاف اس کے جھوٹا ہونے کی دلیل نہیں ہوتی، ورنہ مقاتل کے سارے واقعات ہی کذب ثابت ہو جائیں گے، دوستو واقعات کی موجودگی کے بعد ان کی تنقیح و درستی تحقیق کے عمل سے ہوتی ہے جیسا کہ ابن شہر آشوب یا جناب شیخ صدوق نے انہیں اولاد جناب جعفر طیار علیہ الصلوات والسلام سے لکھا ہے اور یہ بھی لکھا ہے کہ یہ شام غریباں کو کربلا سے نکلے تھے پھر ایک سال زندان میں رہے اس کے بعد شہید ہوئے، یہ بات تحقیقی حوالے سے درست نہیں ہے کیونکہ پہلی بات تو یہ ہے کہ واقعہ کربلا کے بعد ابن زیاد ملعون چھ ماہ تک حاکم کوفہ رہا ہے

اسی سال ماہ رجب کے آخری عشرے میں جب قافلہ واپس کوفہ پہنچا تھا تو یہ ملعون واپس بصرہ جا چکا تھا جبکہ ان شہزادگان کی شہادت کے وقت یہ ملعون حاکم کوفہ تھا جس کی تفصیل اوپر بیان کی جا چکی ہے، شام سے واپسی کے بعد اگر یہ شہزادگان زندان میں ہوتے تو انہیں ضرور رہا کروایا جاتا کیونکہ واپسی پر پورا کوفہ معذرت کیلئے آیا تھا اور سارے کوفیوں نے نصرت کا وعدہ کرنا چاہا تھا جس پر امام زین العابدین علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا تھا کہ اب نہ ہم آپ سے کوئی توقع رکھتے ہیں اور نہ تم ہم پر کوئی توقع رکھنا، یعنی اس وقت سارا کوفہ ساتھ دینے کو تیار تھا تو ان حالات میں ان پاک شہزادوں کا زندان میں رہ جانا اور اگلے سال ذوالحجہ یا محرم میں شہید ہونا قرین عقل نہیں

یاھوالوہاب الخبیر العلیم
یا مولا کریم عجل اللہ فرجک وصلوات اللہ علیک

مجلس نمبر 18

شہزادگان درزندان

چشم تاریخ نے دیکھا کہ دو معصوم بھائی ہیں، کوفہ کا زیرزمین قید خانہ ہے، رات ڈھل رہی ہے، دونوں بھائی زمین پر ایک دوسرے کے گلے میں بانہیں ڈال کر سو رہے ہیں، چھوٹا بھائی بڑے بھائی سے کہتا ہے کہ ہمیں اس زندان میں تقریباً چھ ماہ ہو چکے ہیں، یہ عجیب قید ہے کہ نہ کوئی پیشی ہے، نہ پکار ہے، صرف ایک زندان بان ہے، صبح اور شام دو روٹیاں اور دو جام پانی دے کر بغیر کوئی بات کیئے چلا جاتا ہے، ہمیں خبر ہی نہیں کہ حالات کیا ہیں، ہمارے پاک ماموں علیہ الصلوات والسلام نے کوفہ آنا تھا، ہماری پاک ماں صلواۃ اللہ علیہا نے بھی ان کے ساتھ آنا تھا، معلوم نہیں انہیں کسی نے پاک بابا کی رحلت کی خبر بھی دی ہے یا نہیں؟

ہمیں یہ بھی معلوم نہیں کہ ہمارا جرم کیا ہے، بڑا بھائی چھوٹے بھائی کا بوسہ لے کر کہتا ہے کہ رات کافی بیت چکی ہے سو جاؤ، چھوٹا معصوم کہتا ہے کہ مجھے پاک ماں بہت یاد آ رہی ہے، آج پاک بہنیں بھی بہت یاد آ رہی ہیں، بھیا مجھے بتاؤ کبھی ہم اس قید سے رہا بھی ہوں گے؟ بڑا بھائی رو کر کہتا ہے کہ مجھے پتہ نہیں کہ جو اس زندان میں قید ہوتے ہیں انہیں رہائی ملتی ہے یا نہیں؟ یا وہ قید میں ہی دفن ہوتے ہیں

چھوٹا بھائی رو کر کہتا ہے کہ بھیا! جب زندان کا داروغہ آئے تو اس سے کوئی بات کر

کے دیکھیں شاید اسے ہماری یتیمی پر رحم آ جائے، بڑے بھائی نے تسلی دی کہ اب سو جاؤ صبح ہو گی اور وہ آئے گا تو میں اس سے بات کروں گا، اس تسلی پر بڑے بھائی کو گلے لگا کر چھوٹا بھائی سو گیا

صبح سویرے مشکور داروغہ نے آ کر تالے کو چابی لگائی ہلکی سی آواز پیدا ہوئی چھوٹا بھائی فوراً بڑے بھائی کو جگا کر کہتا ہے جاگ جاؤ بھیا داروغہ آ گیا ہے اس سے بات کرو، بڑے بھائی نے کہا کہ کوفہ کا عجیب دستور ہے جس سے بات کرو ہاتھ پہلے اٹھاتا ہے پھر بات سنتا ہے، یہ بھی ظلم کرے گا، چھوٹا بھائی روتے ہوئے کہتا ہے کہ مجھے ماں کی بہت یاد آ رہی ہے شاید ہم قید سے رہا ہو جائیں ایک بار اس سے بات کر کے تو دیکھو، بڑے بھائی نے خوف کے تحت بات کرنے سے انکار کرنا چاہا مگر چھوٹے بھائی کی آنکھوں سے آنسو ٹوٹ کر برسنے لگے، چھوٹے بھائی کو مایوس اور یوں روتے ہوئے دیکھ کر بڑے بھائی نے کہا گھبراؤ نہیں چلو داروغہ کے ساتھ بات کرتے ہیں، امید اور نا امیدی کی کیفیت میں آہستہ آہستہ چلتے ہوئے داروغہ کے سامنے آ کھڑے ہوئے

داروغہ نے ہاتھ بڑھا کر انہیں کھانا دیا پھر واپس جانے لگا تو بڑے بھائی نے ڈرتے ہوئے مدھم سی آواز میں پوچھا

☆یا شیخ اتعرف محمداً صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کیا تم تاجدار انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پہچانتے ہو؟

داروغہ کے قدم رکے، اس غیر متوقع سوال پر وہ رک گیا اور واپس لوٹ آیا، زندان کے دروازے کے قریب آ کر اس نے کہا کہ

☆کیف لا اعرف محمداً صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم هو نبیی

میں اس شہنشاہ پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کیوں نہیں جانتا وہ تو ہمارے نبی ہیں

اُس کے اس جواب سے شہزادوں کا حوصلہ بڑھا انہوں نے فوراً دوسرا سوال کیا

☆اتعرف جعفر ابن ابی طالب علیہا الصلوات والسلام

کیا تم جناب جعفر طیار علیہ الصلوات والسلام کو جانتے ہو؟ داروغہ نے جواب دیا

☆کیف لا اعرف جعفراً علیہ الصلوات والسلام وقد انبت الله جناحین یطیر بهما مع الملائکة کیف یشا

میں جناب جعفر طیار علیہ الصلوات والسلام کو کیوں نہیں جانتا، انہیں تو خالق نے دو پر عطا کئے ہیں، وہ ملکوت کے ساتھ محو پرواز رہتے ہیں

یہ جواب سن کر شہزادوں کے چہرے پر امید کی کرن چمکی قریب جا کر پھر پوچھا

☆یا شیخ افتعرف علی ابن ابی طالب علیہا الصلوات والسلام

کیا تم امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام کو بھی جانتے ہو؟ داروغہ مشکور نے عرض کی

☆کیف لا اعرف علیاً علیہ الصلوات والسلام وهو ابن عم نبیی واخونبی

میں اس کریم کو کیوں نہیں جانتا وہ تو ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا زاد بھائی ہیں مگر تم کیوں اس قسم کے سوال پوچھ رہے ہو؟ اس وقت دونوں بھائیوں نے ڈرتے ڈرتے کہا☆

قال یا شیخ فنحن عترة نبیك ونحن من ولد مسلم بن عقیل ابن ابی طالب علیہم السلام

مشکور ہم تمہارے نبی کی عترت ہیں، جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام کے یتیم بیٹے ہیں جناب غازی پاک علیہ الصلوات والسلام کے بھانجے ہیں، تم جس کا کلمہ پڑھتے ہو ہم اس کی

اولاد ہیں

☆بیدك اساری من طیب الطعام فلا تطعمنا ومن بارد الشراب فلا تسقینا و قد ضیقت علینا سجننا ...... (R_153)

ہم تمہارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عترت ہیں، عرصہ ہو چکا ہے کہ تمہاری قید میں ہیں، نہ ہمیں مناسب کھانا ملا ہے، نہ ہی ہم نے ٹھنڈا پانی پیا ہے، زندان میں اب تو ہمارا جینا بھی مشکل ہے، مشکور نے جب یہ بات سنی تو

☆بکی بکا شدیداً وانکب علیٰ اقدامهما ویقبلهما

مشکور کے حلق سے چیخ نکل گئی، فوراً قدموں پر گرا، پاؤں چوم کر کہا کہ مجھے علم نہیں تھا کہ آپ جناب عباس علیہ الصلوات والسلام کے بھانجے ہیں، امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام کے نواسے ہیں، مجھے معاف کر دیں

اس کے بعد اس نے ایک ایک شہزادے کو جی بھر کے پیار کیا، جب اتنے عرصہ کے بعد دونوں شہزادوں کو تھوڑا سا پیار ملا تو دونوں شہزادے فوراً مشکور سے لپٹ گئے اور اسے گلے لگا کر اس قدر روئے کہ دونوں کی ہچکی بندھ گئی

مشکور نے پھر رو رو کر کہا آقا زادو! مجھ سیاہ کار کو سفید ریش کو معاف کر دو، میرا جرم بہت بڑا ہے، آپ کریم کے بیٹے ہیں مجھے معاف کر دیں، بہت دیر تک پیار کرتا رہا اور معافی طلب کرتا رہا

پھر عرض کی اے میرے پاک شہزادے اب صبح ہونے والی ہے دن جیسے بھی ہو زندان میں گزاریں جب رات ہوگی میں آپ دونوں کو محفوظ مقام پر پہنچا دوں گا، یہ کہتے ہوئے وہ روانہ ہو گیا مگر یہ تمام دن شہزادوں کا انتظار میں بہت مشکل سے

گزرا، قید سے رہا ہونے کی خوشی میں تمام دن دونوں بھائی پروگرام بناتے رہے کہ اب یہاں سے ہم رہا ہو جائیں گے، اپنی پاک ماں سے ملیں گے، بہنوں سے جا کر ملیں گے، تمام دکھ جا کر بتائیں گے، جب پاک ماں کی گود میں سر رکھ کے سو جائیں گے تو سب دکھ بھول جائیں گے

شام ہوگئی، مشکور نے آ کر زندان کا دروازہ کھولا، دونوں بھائیوں کو اپنے گھر لے آیا، ایک رات اپنے گھر مہمان رکھا، دوسرے دن جب شام ہوئی تو نمازِ مغرب کے وقت اس نے پروگرام بنایا کہ شہزادوں کو شہر کی فصیل کے باہر پہنچا دوں تا کہ نمازِ عشاء کے بعد شہر کی فصیل کے دروازے بند ہونے سے پہلے پہلے یہ کوفہ سے باہر نکل جائیں، اسی پروگرام کے تحت دن کے اترتے ہی یہ دونوں شہزادوں کو گھر سے لے کر باہر آیا، تیز تیز چلتے ہوئے کوفہ کے بابِ عراقین پر پہنچا، وہاں سے شہزادوں کو کوفہ سے باہر نکال لایا، سر جھکا کر کہا آقا زادے یہاں سے قادسیہ نزدیکی شہر ہے وہاں میرا بھائی رہتا ہے جس کا نام عبداللہ ہے، وہ فرعونِ شام کی طرف سے قادسیہ کا حاکم ہے، یہ میری انگوٹھی بطور نشانی اسے دکھانا، وہ آپ کو مدینہ پہنچا دے گا

بڑے شہزادے کو سمجھایا کہ زمانہ آپ کے خاندان پاک کے خلاف ہے اس لئے رات کو سفر کرنا، جب دن ہو جائے تو کسی درخت یا جھاڑیوں میں محفوظ ہو کر بیٹھ جانا تا کہ کوئی دیکھ نہ سکے، اگر راستہ میں کوئی شخص ملے تو اسے نام اور پتہ نہ بتانا کیونکہ ظالم لوگ آپ پر ظلم کریں گے پھر مشکور نے اپنے بھائی کے نام ایک خط بھی لکھ کر دیا

جب عشاء کی آذان ہوئی تو یہ شہزادوں کو قادسیہ کا راستہ بتا کر واپس آ گیا (R_154)

پاک شہزادے قادسیہ کے راستے پر روانہ ہو گئے، مشکور دروازے پر آ کر رک گیا

ایک بار مڑ کر دیکھا، دروازہ بند ہونے کی آواز آئی، یہ شہر میں داخل ہوگیا، چوکیدار نے دروازہ بند کر دیا، یہ گھر پہنچا، بستر پر لیٹ گیا، سوچتا رہا اور دعا مانگتا رہا کہ خدا کرے یہ معصوم خیریت سے اپنے گھر پہنچ جائیں، رات کا سفر ہے، لق و دق صحرا ہے کہیں راستہ نہ بھول جائیں، اسی سوچ میں اسے نیند آ گئی

اس نے خواب میں دیکھا کہ تاجدار انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے ہیں، فرماتے ہیں کہ مشکور تم نے ہمارے یتیموں پر رحم کیا ہے خدا تم پر رحم فرمائے تم عنقریب ہمارے پاس جنت میں پہنچ جاؤ گے، ہم تمہارے منتظر ہیں

اس کی آنکھ کھلی تو صبح کی آذان ہو رہی تھی، اس نے غسل کر کے نماز ادا کی، اچانک دروازے پر دستک ہوئی، یہ دروازے پر پہنچا اور دیکھا تو اس کا دوست عمر ابن حریث مخزومی بے وقت دروازہ پر کھڑا تھا، اس نے حیران ہو کر پوچھا کہ خیریت تو ہے؟ اس نے جواب دیا کہ رات ایک عجیب واقعہ ہوا ہے

عبیداللہ ابن زیاد ملعون پچھلی رات زندان کے معائنہ کیلئے نکلا، جب وہ امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام کے بچوں کے کمرے کے سامنے سے گزرا تو اسے زندان کا تالا نظر نہیں آیا، اس نے فوراً مشعل منگوا کر اندر جھانک کر دیکھا تو زندان خالی تھا، اب وہ ملعون سخت غصے میں ہے اور تم سوچ لو کہ داروغہ تم ہو کیا جواب دو گے؟ ابھی تمہیں بلا لیا جائے گا تم تیار رہو، مشکور نے جواب دیا کہ میں پہلے ہی تیار ہوں ......(R_155)

یہاں ایک وضاحت کرنا ضروری ہے کہ عام طور یہ سمجھا جاتا ہے کہ یہ واقعہ ذوالحجہ کے مہینہ میں وقوع پذیر ہوا تھا، ہمارے ذاکرین عظام عیدالاضحیٰ کے دن عام طور پر ان پاک شہزادوں کا ذکر کرتے ہیں اور ساتھ ہی یہ بھی فرماتے ہیں کہ آج کے دن کا

یہ واقعہ ہے

حقیقت یہ ہے کہ روایت و درایت کے لحاظ سے دیکھا جائے تو یہ واقعہ جمادی الاول 61ھ کے آخری عشرہ کا ہے کیونکہ 16 ذوالحجہ کو یہ شہزادے قاضی شریح کے گھر سے نکلے، اسی رات کو انہیں گرفتار کرلیا گیا، پھر یہ زندان میں لائے گئے، محرم کے مہینہ میں واقعہ کربلا ہوا، اسی محرم کی بارہ تاریخ کو پاک پردہ دارانِ توحید و رسالت صلواۃ اللہ علیہن کوفہ میں تشریف لے آئیں، اس موقع پر یہ معصوم ابن زیاد ملعون کے محل کے ساتھ ملحقہ زندان میں تھے اور وہ بہت بڑا زندان تھا جس میں ہزاروں کی تعداد میں اس زمانے میں قیدی نظر بند تھے، ان ہی زندانوں میں سے ایک زندان میں پاک پردہ داران توحید و رسالت صلواۃ اللہ علیہن نے بارہ محرم سے انیس صفر تک کا وقت گزارا، اگرچہ زندان ایک دوسرے کے بالکل قریب تھے مگران بچوں کی پاک ماں کو شاید معلوم نہ ہوسکا کہ یہ معصوم زندان میں ہیں بلکہ اگر اس وقت کے نقشہ کو دیکھا جائے تو پاک پردہ داران توحید و رسالت صلواۃ اللہ علیہن جب دربار کی پیشی کیلئے تشریف لے گئیں تو یہ زندان کے دروازے کے آگے سے گزر کر گئی تھیں مگر زندان تہہ خانوں کی طرح تھے اسی لئے ظاہراً کسی کو پتہ نہ چلا

ربیع الاول کے دوسرے عشرے میں قافلہ پاک شام پہنچا، ابن زیاد ملعون کے رات کے وقت چھاپہ مارنے اور خصوصاً نونہالانِ جناب مسلم علیہ الصلوات والسلام کی خبر لینے کی ایک مصلحت یہ بھی تھی کہ اسی شام کو ایک جاسوس شام سے آیا تھا جو دربار شام کے بارے میں اسے آکر سب کچھ بتایا کرتا تھا یعنی وہ اس کا مخبر تھا، اس نے آکر یہ اطلاع دی کہ

ملکہ شام صلواۃ اللہ علیہا کے خطبات نے شام کے قصر شاہی کی بنیادیں ہلا کر رکھ دی ہیں اور ملعون شام اپنے اقتدار کو بچانے کی کوشش میں ہے اور وہ ملعون پاک خاندان کی طرف کافی حد تک جھکا جا رہا ہے، کیونکہ شام کے لوگ مظلوموں کے ساتھ ہیں اسی لئے وہ بھی ان کے ساتھ ہمدردی کرر رہا ہے، اور یزید ملعون تم سے کوفہ کے اسیر طلب کرے گا یا جو مومنین یہاں شہید ہوئے ہیں ان کا قصاص طلب کرے گا

تم سب سے پہلے اس کا نشانہ بنو گے اور دبے الفاظ میں یزید ملعون نے یہ بھی کہا ہے کہ میں نے تو ابن مرجانہ ملعون کو یہ حکم نہیں دیا تھا یہ سب ظلم اس نے اپنی صوابدید پر کیا ہے اس لئے اصل مجرم وہ ہے، میں نہیں

یہ بات سن کر ابن زیاد ملعون نے فوراً اسیروں کا معائنہ کیا تھا

یہاں یہ بھی عرض کرتا چلوں کہ کئی علماء کا یہ خیال بھی ہے کہ ان پاک شہزادوں کی شہادت ان کے بابا پاک کی شہادت سے ایک سال بعد ہوئی ......(R_156)

یہ رائے بھی درایت کے لحاظ سے درست ثابت نہیں ہوتی کیونکہ قافلہ پاک کی شام سے واپسی کے وقت ابن زیاد ملعون کوفہ میں موجود نہ تھا بلکہ اسے فرعون شام نے حکم دیا تھا کہ وہ واپس بصرہ چلا جائے، پھر یہ بصرہ کا حاکم بنا

جبکہ ان شہزادوں کی شہادت ابن زیاد ملعون ہی کے زمانہ میں ہوئی اور بقول صاحب ریاض القدس یہ ملعون کوفہ کا حاکم صرف چھ ماہ رہا، پھر یہ بصرہ آ گیا، یعنی ذوالحجہ سے جمادی الاول تک یہ ملعون کوفہ میں حاکم رہا، اسی لئے ایک سال بعد شہادت کا کوئی امکان نہیں

آمدم برسر بیان

جب عمر بن حریث ملعون جناب مشکور کو اطلاع دے کر روانہ ہوا کہ اب کسی وقت بھی تمہیں دربار میں بلا لیا جائے گا تو مشکور سوچ رہا تھا کہ اب کیا کیا جائے، اچانک چار سپاہی بغیر اجازت اندر آ گئے اور کہا فوراً ہمارے ساتھ چلو تمہیں عبیداللہ ابن زیاد ملعون نے بلایا ہے، جناب مشکور نے اپنے گھر کی طرف الوداعی نگاہ سے دیکھا اور ان کے ساتھ روانہ ہو گیا

ابن زیاد ملعون کا دربار آراستہ تھا، یہ ملعون تخت پر بیٹھا ہوا تھا، جناب مشکور تخت کے سامنے آ کر کھڑے ہو گئے، اس نے پوچھا رات کو چھاپہ کے وقت امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام کے فرزند نہیں تھے اور دروازہ کھلا ہوا تھا بچے تمہاری ذمہ داری میں تھے وہ کہاں ہیں؟ اس نے سر جھکا کر جواب دیا کہ دروازہ میں نے کھولا تھا، ملعون نے کہا کہ میری اجازت کے بغیر تم نے انہیں رہا کیوں کیا ہے؟ جناب مشکور نے جواب دیا کہ انہیں صرف رضائے اِلٰہی کی خاطر میں نے رہا کیا ہے

ملعون نے کہا تم مجھ سے ڈرے بھی نہیں، میرا لحاظ بھی نہیں کیا آخر کیوں؟

جناب مشکور نے سر جھکا کر جواب دیا ڈر ہی تو گیا تھا مگر قیامت کے دن خاتون جنت صلواۃ اللہ علیہا کی ناراضگی سے...... لحاظ بھی کیا ہے مگر تاجدار انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا

ابن زیاد ملعون نے کہا کہ تم سزا کیلئے تیار ہو جاؤ، جناب مشکور کہتے ہیں اگر میں سزا کیلئے تیار نہ ہوتا تو یہ کام ہی کیوں کرتا؟ یہ ملعون کہتا ہے کہ میں تمہارا سر قلم کر دوں گا جناب مشکور اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کہتے ہیں کہ اس سر کا فائدہ ہی کیا جو

سر اولا د رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر قربان نہ ہو سکے، یہ ہماری بدنصیبی ہے کہ ہم کربلا میں نصرت نہیں کر سکے اگر قدرت نے یہ موقعہ عطا فرمایا ہے تو اس سے میں ضرور فائدہ اٹھاؤں گا، اس وقت فرعون کوفہ نے سپاہیوں کو حکم دیا کہ اسے پانچ سو کوڑے مارے جائیں، انہوں نے جناب مشکور کو ٹکٹکی پر باندھ دیا اور جلاد کوڑا اٹھا کر آ گیا

انہوں نے آسمان کی طرف دیکھ کر کہا اے پروردگار عالم تو گواہ رہنا کہ میں تیرے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد کی خاطر سب کچھ برداشت کر رہا ہوں

انہیں پہلا کوڑا مارا گیا تو انہوں نے یہ پڑھا بسم اللہ الرحمٰن الرحیم گویا نماز مؤدت کی نیت کے بعد تکبیر پڑھی ...... ہر کوڑے پر کہا الحمد اللہ آخر حمد کرتے کرتے غش میں چلے گئے، جلاد کے ہاتھ رک گئے، تھوڑی دیر بعد غش سے افاقہ ہوا آنکھیں بند تھیں مگر کہا پانی پانی ......ابن زیاد ملعون کہتا ہے کہ تمہارے مقدر میں اب پانی نہیں ہے

انہوں نے غشی کی حالت میں جواب دیا کہ یہ بھی شہنشاہ کربلا علیہ الصلوات والسلام کی سنت ہے میں اس پر بھی خوش ہوں، پھر تازیانے شروع ہوئے، پھر یہ غش میں چلے گئے، اہل دربار نے کہا یہ زخموں سے چور ہے اس کے زندہ رہنے کی اب کوئی امید نہیں اب انہیں چھوڑ دیا جائے، وہ ملعون کہتا ہے کہ اس کا سر قلم کر دیا جائے

عمر ابن حریث ابن زیاد ملعون کے سامنے ہاتھ باندھ کر کہتا ہے کہ اس کے آخری سانس ہیں یہ تم مجھے بخش دو ہم لوگوں نے تمہاری خاطر دنیا و عقبیٰ داؤ پر لگا دی ہے تم بھی مہربانی کرو اجازت ملی ہے مشکور کو اٹھا کر عمر ابن حریث فوراً پانی کا جام لے آیا اس ملعون نے جب ان کے ہونٹوں سے پانی کا جام لگایا تو ان کے ہونٹوں پر ہلکی سی مسکراہٹ آئی پھر آنکھوں سے آنسو چھلک پڑے فرمایا اب مجھے پانی کی ضرورت

نہیں رہی ، حسنینؑ علیہما الصلوات والسلام کے پاک نانا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جام کوثر لے کر آ گئے ہیں ، شہنشاہ کربلا علیہ الصلوات والسلام کی پاک ماں صلواۃ اللہ علیہا مجھے بیٹا کہہ کر بلا رہی ہیں
میں کتنا خوش نصیب ہوں کہ میری روح کے استقبال کیلئے تمام پاکؑ تشریف لے آئے ہیں ......(R_157)

پھر کہتے ہیں کہ جب شام سے پاک پردہ داران توحید و رسالت لوٹ آئیں تو میری طرف سے انہیں عرض کرنا کہ میں آپ کے بچوں پر قربان ہو گیا ہوں ، میں کربلا میں حاضر ہو کر آپ کی نصرت نہ کر سکا جس پر میں شرمندہ ہوں مجھے اس خطا کی معافی دی جائے

ان روتی ہوئی آنکھوں سے تمام مومنین دعا کریں کہ خدا کرے پاک گھر کے ان ناصرین کا مدعا پورا ہو، پاک گھر کے منتقم حقیقی عجل اللہ فرجہٗ الشریف ان تمام مظلوموں کا انتقام لیں ، آپ سب شہنشاہ زمانہ عجل اللہ فرجہٗ الشریف سے عرض کریں کہ آقا صدیوں سے آپ کے اجدادِ طاہرین اور ان کی اولادِ طاہرہ کا انتقام تشنۂ تکمیل ہے، اب تو جلد از جلد کرم فرمائیں اور ہر ظالم ازلی سے ہر ظلم کا انتقام لیں تاکہ مظلومین کے دلوں کو فرحت نصیب ہو



﴿ آمین یارب العالمین ﴾



اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ وَّ آلِ مُحَمَّدٍ وَعَجِّل فَرَجَھُم بِقَائِمِھِمْ عَجَلَ اللّٰہُ فَرَجَہُ الشریف
وَصَلَوَاتُ اللّٰہُ عَلَیہِ وَ عَلٰی آلِہٖ اَجمَعِین

یاھوالوہاب الخبیر العلیم
یا مولا کریم عجل اللہ فرجک وصلوات اللہ علیک

مجلس نمبر 19

شہادت شہزادگان

علیہما الصلوات والسلام

کوفہ کے نواح کا ڈراؤنا صحرا ہے، فرات کا کنارہ ہے، تاریک رات ہے، دو معصوم ہیں، ایک کی عمر 7 سال ہے، دوسرے کی عمر 8 سال ہے، بہت عرصہ زندان میں رہے ہیں، آج یہ قید سے رہا ہوئے ہیں، امت کے ڈر سے رات کو سفر کر رہے ہیں، ذرا سی آہٹ پر معصوم کانپ اٹھتے ہیں، امت کے خوف سے ایک دوسرے سے بھی نہیں بولتے، تمام رات چلتے رہے چھوٹا شہزادہ جب تھک جاتا تو بڑا شہزادہ اس کے ساتھ بیٹھ جاتا، چھوٹا شہزادہ رو کر کہتا بھیا تم چلے جاؤ میں نہیں چل سکتا، میری طرف سے پاک ماں صلواۃ اللہ علیہا کو پیار کرنا، میری قسمت میں پاک ماں صلواۃ اللہ علیہا سے ملنا لکھا ہی نہیں، چھوٹا شہزادہ پھر روتے ہوئے کہتا ہے بھیا ہم وطن پہنچ بھی گئے تو پاک ماں صلواۃ اللہ علیہا ہم سے کئی باتیں پوچھیں گی، جن کے ہمارے پاس جواب نہیں ہوں گے

ہم اپنے گھر والوں کو بابا پاک کی شہادت کے بارے میں کیا بتائیں گے؟ پاک ماں پوچھیں گی میرے لعل مظلوم بابا علیہ الصلوات والسلام کی قبر کہاں بنائی تھی ہم کیا جواب دیں گے؟ ہمیں تو یہ بھی علم نہیں کہ قبر کہاں ہے، مظلوم کو کسی نے کفن بھی دیا ہے یا نہیں؟ پھر اسی سوچ میں خوف کے عالم میں رات گزر گئی، صبح کا وقت ہو گیا، دریا پر پہنچے،

پانی پیا، تمام دن جھاڑیوں کی اوٹ میں گزار دیا، پھر شام ہوگئی، دریا پر آئے، پانی پی کر وضو کیا، نماز ادا کر کے پھر سفر شروع کر دیا، بغیر کچھ کھائے صرف پانی پی کر دوسری رات بھی سفر میں گزار دی، یہ سفر کوفہ سے جنوب کی جانب قادسیہ کی طرف کر رہے تھے، دوسرا دن ہو گیا، دریا سے پانی پیا، چاروں طرف دیکھا، کہیں جھاڑیاں نظر نہ آئیں جہاں چھپنے کی جگہ ملتی، آخر ایک گھنا درخت نظر آیا، اس درخت پر سوار ہو گئے اور خاموشی سے رات ہونے کا انتظار کرتے رہے

اس مقام سے کچھ دور حارث ملعون کا گھر تھا، اس کی سیاہ فام کنیز دریا سے پانی لینے کیلئے آئی، اتفاقاً اسی درخت کے نیچے آ گئی جہاں شہزادے آرام کر رہے تھے

☆ کا نهما قمران فی الما فنظرت الیٰ الغلا مین و الیٰ حسنهما و جمالهما فقالت لهما من انتما...... (R_158)

اس کی نگاہ پڑی، اسے دو چودھویں کے چاند نظر آئے، امت کے خوف سے دونوں شہزادے درخت کی شاخوں میں چھپے بیٹھے ہیں جن کی آنکھیں بند ہیں، شہزادوں کا حسن و جمال دیکھ کر حیران ہوگئی محبت سے پوچھا کہ آپ کون ہیں؟ معصوم شہزادے لہجے میں پیار محسوس کر کے نیچے اتر آئے اور کہا کہ ہم تمہارے نبی کی اولاد ہیں، کنیز نے پیار کرتے ہوئے کہا میری مالکن خاندان تطہیر کی کنیز ہے، مجھے یقین ہے کہ وہ آپ دونوں کو پناہ دے گی

یہ کنیز فوراً گھر گئی، حارث کی بیوی کو اطلاع دی کہ روز پاک خاندان کا ذکر کرتی ہو آج کردگار وفا علیہ الصلوات والسلام کے بھانجے مدد کے طلب گار ہیں اگر کر سکتی ہو تو غریبوں کی مدد کرو، یہ خبر سن کر حارث کی بیوی بہت خوش ہوئی، خوش ہو کر کنیز سے کہا کہ اس

خوشی میں آج تمہیں آزاد کیا، مجھے فوراً ان کے پاس لے چلو، یہ دونوں دریا کے کنارے درخت کے پاس پہنچ گئیں، شہزادوں سے یہ ضعیفہ پوچھتی ہے

☆من انتما فقالا یا عجوزة نحن عترة نبیك محمدًاً صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ھر بنا من سجن عبیداللہ بن زیاد ملعون من القتل

آپ کون ہیں؟ دونوں بھائی حسرت بھری نگاہوں سے دیکھ کر فرماتے ہیں اے ضعیفہ ہم تمہارے نبی کی عترت ہیں، ابن زیاد ملعون کے زندان سے قتل کے خوف سے نکلے ہیں، ہمارا قادسیہ جانے کا پروگرام ہے، وہاں سے شاید ہم مدینہ جا سکیں، وہ سر جھکا کر کہتی ہے کہ آپ کی تشریف آوری میرے لئے لاکھوں خوشیوں کے برابر ہے

میرا کتنا اچھا مقدر ہے کہ آج میری پاک سردار بی بی صلواۃ اللہ علیہا کے فرزند میرے مہمان ہیں، بسم اللہ میرے ساتھ میرے گھر تشریف لائیں، یہ دونوں شہزادوں کو گھر لائی انہیں کمرے میں بٹھایا، اپنی کنیز سے کہا کہ یہ عام شہزادے نہیں، یوں سمجھ گویا پاک حسنین علیہما الصلوات والسلام ہمارے مہمان ہیں، حارث کی بیوی نے شہزادوں کو بار بار سینے سے لگایا، بوسے لئے، اور روتے ہو کہا کہ میرا شوہر وہ ملعون شخص ہے جو کربلا کے واقعہ میں شریک تھا، عبیداللہ ابن زیاد ملعون نے کوفہ کے شہر اور دیہاتوں میں اعلان کروایا تھا کہ تمام لوگ لشکر یزید میں شامل ہو کر مظلوم کے خلاف جنگ کریں، جو شخص ایسا نہیں کرے گا اس کا خون آل زیاد ملعون پر معاف ہوگا، حارث بن عروہ تمیمی ملعون بھی تلوار لے کر یزیدی فوج میں شامل ہو گیا تھا، وہ اب گھر آنے والا ہے آپ دونوں کمرے میں چھپ جائیں، خدا کا شکر ہے کہ وہ گھر موجود نہیں ہے، آپ دونوں اس علیحدہ کمرے میں آرام کریں، میں کھانا لے کر آتی ہوں

☆ فقال له ما لنا فی الطعام من حاجۃ ائتینا المصلیٰ نقضی فوئتنا فصلیا
فرمایا ہمیں کھانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے، ایک مصلیٰ لادو، امت کے خوف سے ہماری جونمازیں قضا ہوئی ہیں ہم وہ ادا کرنا چاہتے ہیں، دوراتیں اور دو دن کے جاگے ہوئے معصوم کھانا کھا کر کمرے میں سو گئے، بستر علیحدہ علیحدہ آراستہ تھے، چھوٹے شہزادے نے اپنا بستر پسند نہ کیا اور آکر بڑے بھائی کے پاس سو گیا بڑے شہزادے نے پوچھا خیریت تو ہے؟

☆فقال الاصغر للاکبر یا اخی ویابن امی التز منی وا ستنشق من رایحتی
اے میرے بھیا دل چاہتا ہے کہ آج ہم ایک دوسرے کو گلے لگا کر بانہوں میں بانہیں ڈال کر سوئیں

☆فانی اظن انھا آخر لیلتی لا نصبح بعدھا
مجھے یوں لگ رہا ہے کہ یہ ہماری آخری رات ہے اس کے بعد صبح دیکھنا ہمیں نصیب نہ ہوگی، ایک دوسرے کے گلے میں بانہیں ڈال کر دونوں بھائی سو گئے
تاریخ بتاتی ہے کہ جب دونوں بھائی سو گئے تو بڑے شہزادے نے خواب دیکھا کہ ایک باغ ہے، اس میں تاجدار انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف فرما ہیں، ساتھ امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام بھی ہیں، جدہ طاہرہ ملکہ ءِ فدک بی بی پاک صلواۃ اللہ علیہا بھی مسند نشین ہیں، اور قریب جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام بھی کھڑے ہوئے ہیں، تاجدار انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام کو دیکھ کر فرماتے ہیں

☆ما لك تركت اولادك بين الملاعين...... (R_159)
بیٹے امیر مسلمؑ یتیموں کو ظالمین میں کس کے سہارے چھوڑ آئے ہو دیکھو تو سہی کتنے

صدمے اٹھا رہے ہیں، جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام عرض کرتے ہیں پاک حسنین علیہم الصلوات والسلام کے پاک نانا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بس یہ ان کے دکھوں کی آخری رات ہے، کل یہ میرے پاس ہوں گے

اِدھر حارث بن عروہ تمیمی ملعون رات کو گھر پہنچا، دق الباب کیا، زوجہ نے دروازہ کھولا اور پوچھا کہ اس وقت کہاں سے آ رہے ہو، ملعون نے جواب دیا کہ دو دن ہو گئے ہیں ابن زیاد ملعون کے زندان سے دو بچے فرار ہوئے ہیں، اس ملعون نے اعلان کیا ہے کہ جو شخص ان شہزادوں کو گرفتار کر کے لائے گا اسے ایک ہزار درہم انعام دیا جائے گا، میں آج صبح سے ان شہزادوں کو تلاش کرنے میں مصروف رہا ہوں، صحرا میں گھوڑا دوڑاتے دوڑاتے تھک چکا ہوں مگر وہ نہیں ملے، میرا گھوڑا مر چکا ہے، میرا بھوک سے برا حال ہے، کھانے کا فوراً انتظام کرو

زوجہ کہتی ہے کہ ایسی بھی کیا دشمنی، کیوں اتنا مہنگا سودا کر رہے ہو، 500 سو روپے بھی دیکھو، پاک رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دشمنی بھی دیکھو، یہ کہتا ہے کہ مجھے خدشہ ہے تمہیں ان کا علم ہے ورنہ تم یہ بات نہ کرتیں، اس کی زوجہ کہتی ہے چلو کھانا کھا لو، یہ دوسرے کمرے میں کھانا کھانے میں مصروف ہو گیا، ادھر پاک شہزادے کی آنکھ کھلی، چھوٹے بھائی کا بوسہ لے کر کہتا ہے کہ میں نے خواب میں پاک بابا علیہ الصلوات والسلام کو دیکھا ہے، انہوں نے فرمایا ہے کہ میرے لعل آج میرے پاس آ جائیں گے

پاک بابا کا نام سن کر چھوٹے شہزادے کے منہ سے بے اختیار نکلا وابتاہ وابتاہ

یہ آواز حارث ملعون نے سن لی، فوراً اپنی بیوی سے پوچھا کہ یہ کس کی آواز ہے؟ اس نے جواب دیا کہ مجھے نہیں معلوم، یہ ملعون جلدی سے اٹھا، کمرے کے دروازے

پر پہنچا اور دیکھا کہ تالا لگا ہوا تھا، بیوی کو آواز دے کر کہا کمرے کی چابی لاؤ، ملعون کی یہ کرخت آواز صرف اس کی زوجہ نے ہی نہیں سنی بلکہ پاک یتیموں نے بھی سن لی بڑے شہزادے نے چھوٹے شہزادے کو آہستہ آہستہ آواز دی

☆ قم يا حبيبى فقد والله وقعنا فيما كنا نحاذره

اُٹھ بھائی خدا کی قسم جن کے خوف سے بھاگے تھے وہ اب دروازے پر آ چکے ہیں

دروازہ کے باہر حارث ملعون اپنی بیوی سے تیز تیز باتیں کر رہا تھا اندر یہ کمسن خوف کی وجہ سے ایک دوسرے سے لپٹ گئے، وہ چابی مانگ رہا تھا، بیوی انکار کر رہی تھی ملعون نے تالا توڑنے کی کوشش شروع کر دی، جیسے جیسے وہ تالے پر ضرب لگا تا یہ معصوم سہم کر ایک دوسرے سے لپٹ جاتے، خوف کی وجہ سے ان کی سانس بے ترتیب ہو چکی تھی، ان کے دل بے تحاشہ دھڑک رہے تھے، تالا ٹوٹ گیا، دروازہ کھل گیا، دونوں معصوم ایک کونے میں سہم گئے، حارث ملعون اندھیرے میں چاروں طرف ہاتھ مار رہا تھا، اچانک اس کا ہاتھ بڑے شہزادے کے سر پر لگا

پوچھا تم کون ہو؟ شہزادوں نے کہا پہلے تم بتاؤ کہ کون ہو؟

اس نے جواب دیا کہ میں اس گھر کا مالک ہوں تم کون ہو؟ شہزادہ نے کہا

☆نحن صدقناك فلنا الامان؟

ہم سچ بتائیں تو ہمیں کچھ کہو گے تو نہیں؟

☆فقال نعم امان الله وامان الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کہا تم اللہ اور اللہ کے رسول کی امان میں ہو

شہزادوں نے فرمایا تمہاری اس امان کا ضامن کون ہے؟ ملعون نے جواب دیا

☆ذمة الله وذمة الرسول الله صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

تمہارا میرا اللہ اور اللہ کا رسول ضامن ہے میں کچھ نہیں کہوں گا شہزادوں نے کہا تمہاری اس قسم کا گواہ کون ہے اس نے کہا

☆ومحمداً صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علی ذالك من الشاهدين

محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گواہ ہیں ان کا اللہ گواہ ہے میں تمہیں کچھ نہیں کہوں گا

اس وقت دونوں شہزادے فرماتے ہیں کہ ہم عترت رسول ہیں، جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام کے فرزند ہیں، سرکارِ عباس علیہ الصلوات والسلام کے بھانجے ہیں، ہمارے بابا شہید ہو چکے ہیں، ہم اب تک زندان میں رہے ہیں، اب تمہارے گھر میں مہمان ہیں، امت کے ڈرے ہوئے ہیں ہمیں کچھ نہ کہنا، اس وقت ملعون ازل نے یتیموں کے سروں پر عجیب طریقے سے شفقت کا ہاتھ رکھا

☆ انه لطم الاكبر لطمة فا كبه علىٰ وجه الارض

ملعون نے یتیموں سے ایسا پیار کیا کہ بڑے شہزادے نے زمین کو زینت بخشی

صاحب مخزن البکا لکھتے ہیں کہ شہزادوں پر کتنا ظلم ہوا اس کا اندازہ اس بات سے ہوگا کہ دربار میں جب بڑے شہزادے کا سر اطہر پیش کیا گیا تو ابن زیاد ملعون نے دیکھ کر کہا کہ اے ظالم تمہیں شرم بھی نہیں آئی دیکھو تو سہی غریب کے موتیوں سے خوبصورت دندانِ مبارک بھی شہید ہو چکے ہیں

دونوں بھائیوں کو کافی دیر تک یہ ملعونِ ازل پیار کرتا رہا پھر کہتا ہے کہ تم امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام کے نواسے ہو آرام کرلو کافی تھکے ہوئے ہو، ساری رات یتیموں نے ستون کے ساتھ ملحق ہو کر روتے ہوئے گزار دی

ختم ہوگئی دکھوں کی رات، درد وغم کی صبح طلوع ہوئی، یہ ملعون دوبارہ کمرے میں داخل ہوا، شہزادوں کو باہر لایا، پھر اپنے سیاہ فام غلام (جس کا نام فلیح لکھا گیا ہے) کو بلایا اور کہا کہ ان شہزادوں کو دریا کے کنارے شہید کر کے جسم دریا میں بہا دو اور ان یتیموں کے سر مجھے لا دو، میں یہ سر ابن زیاد ملعون کے پاس لے جاؤں گا اور اس سے انعام لوں گا، فلیح یتیموں کو لے کر دریا کی جانب چلا، شہزادے دو قدم چلتے ہیں پھر سیاہ فام غلام کی طرف دیکھتے ہیں، پھر حارث کی طرف دیکھتے ہیں، پھر فلیح کی طرف دیکھتے ہیں، فلیح پوچھتا ہے کہ آپ بار بار میری طرف کیوں دیکھتے ہیں

بڑا شہزادہ کہتا ہے

☆یا اسود ما اشبه سوادك بسواد بلال......(R_160)

اے سیاہ فام تمہارا رنگ نانا بلالؓ سے کتنا مشابہ ہے، فلیح کے قدم رکے، پوچھا آپ ہیں کون؟ شہزادوں نے رو رو کر کہا ہم تمہارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد ہیں

غلام قدموں پر گر پڑا اور ہاتھ باندھ کر کہا مجھ سے غلطی ہوگئی معاف کر دیں، مجھے علم نہیں تھا، حارث ملعون نے بلا کر کہا اے فلیح تم میرے غلام ہو کر میری نافرمانی کر رہے ہو، فلیح نے جواب دیا کہ تمہاری نافرمانی اللہ کی رضا کی خاطر کر رہا ہوں

حارث ملعون تلوار لے کر حملہ آور ہوا، غلام نے دریا میں چھلانگ لگا دی، اس کے بعد حارث ملعون نے اپنے بیٹے کو بلا کر کہا کہ تم تلوار لے کر ان شہزادوں کے سر قلم کر دو، اس کا نوجوان بیٹا تلوار لے کر شہزادوں کی جانب بڑھا، چھوٹا شہزادہ حارث کے بیٹے کو دیکھ کر کہتا ہے

☆یا شباب ما خوفنی علیٰ شبابك من نار جهنم...... (R_161)

اے نوجوان ہمیں تمہاری جوانی پر رحم آتا ہے، یہ جہنم کی آگ کے قابل نہیں ہے، یہ بات سن کر نوجوان کے ہاتھ سے تلوار گر گئی اس نے بھی دریا میں چھلانگ لگا دی

اس وقت حارث خود تلوار لے کر شہزادوں کو شہید کرنے کیلئے بڑھا، اسی اثنا میں اس کی بیوی وہاں پہنچ گئی، دونوں شہزادوں نے رو کر فرمایا

اے مستور ہم خود تو تمہارے گھر نہیں آئے تھے، گھر بلا کر مہمانوں سے یہ سلوک تو نہیں کیا جاتا، ادھر حارث ملعون نے وار کرنا چاہا مگر یہ مستور شہزادوں کے اوپر گر گئی تلوار اس مستور کے کاندھے پر لگی، مستور زخمی ہوگئی

پاک شہزادوں نے فرمایا عرب کا دستور ہے کہ کوئی شخص اگر تین سوال کرے تو عرب ایک ضرور مان لیتے ہیں، ہمارے بھی سوال ہیں، ملعون نے کہا کون سے سوال ہیں؟ بڑے شہزادے نے کہا پہلا سوال یہ ہے کہ ہمیں شہید نہ کرو، زندہ ابن زیاد ملعون کے پاس لے جاؤ جو فیصلہ وہ کرے گا ہمیں منظور ہوگا، ملعون نے جواب دیا کہ تم ابن زیاد ملعون کے پاس ضرور جاؤ گے مگر زندہ نہیں

معصوم کہتے ہیں تم ہمیں شہید کیوں کرتے ہو؟ ملعون کہتا ہے انعام کی خاطر

شہزادے کہتے ہیں کہ ہمیں وطن پہنچا دو ابن زیاد ملعون کے مقرر کردہ انعام سے دس گنا زیادہ دیں گے جنت کے بھی ضامن ہوں گے، ملعون کہتا ہے نامنظور

پھر شہزادوں نے آخری اتمام حجت کیا، رو کر فرماتے ہیں کہ اگر یہ بھی نہیں کر سکتے تو عرب کے دستور کے مطابق ہمارے بال کٹوا کر اپنا غلام بنا کر شہر میں فروخت کر دو امید ہے کہ ابن زیاد ملعون کے انعام سے تمہیں زیادہ رقم مل جائے گی

ملعون کہتا ہے یہ بھی مجھے منظور نہیں ہے......(R_162)

آخری سوال شہزادوں نے یہ کیا کہ اب ہمیں دو دو رکعت نماز پڑھنے کی اجازت دے دو، ملعون نے جواب دیا کہ اس کی تمہیں اجازت ہے، شہزادوں نے دو دو رکعت نماز ادا کی، بروایت دیگر انہوں نے ایک دوسرے کی نماز جنازہ ادا کی، جب نماز پڑھ چکے تو دونوں بھائیوں نے دعا کیلئے ہاتھ اٹھائے اور آہستہ آہستہ فرمایا

☆یا حی یا قیوم یا حلیم یا احکم الحاکمین احکم بیننا و بینہ بالحق

ابھی دعا مکمل نہیں ہوئی تھی کہ ملعونِ ازل نے تلوار کا زبردست وار کیا، بڑے شہزادے کا سر مبارک چھوٹے شہزادے کی گود میں گرا، بھائی کا سر سینے سے لگا کر چھوٹے شہزادے نے رو رو کر کہا بھیا اتنا جلدی ساتھ چھوڑ کر چلے گئے، کمسن معصوم پاک بھائی کا سر گود میں لے کر ابھی رو رہا تھا کہ ملعون ازل نے بڑے شہزادے کے تڑپتے ہوئے جسم کو اٹھایا پھر بے دردی سے سر اطہر کو جسم سے جدا کیا اور بے سر جسم کو فرات کی لہروں کے سپرد کر دیا اور پھر واپس آیا

☆فقال الاصغراسئلك بالله ان ترکنی حتیٰ اتمرغ بدم اخی ساعة

چھوٹا بھائی رو رو کر کہتا ہے کہ خدا کیلئے مجھے چند لمحے کچھ نہ کہو میں بھائی کے خون سے اپنا جسم رنگین کرنا چاہتا ہوں قال ما ینفعك بذالك ملعون کہتا ہے کہ اس کا تمہیں کیا فائدہ ہوگا؟ قال ھکذا احب فرمایا میرا دل چاہ رہا ہے……(R_163)

ملعون کہتا ہے کہ اس کی وجہ کیا ہے؟ معصوم نے جواب دیا کہ میں اپنے بھائی کی شہادت کا عینی گواہ ہوں اور اب اس کا خون اپنے چہرے پر لگا کر ایک اہم ثبوت حاصل کرنا چاہتا ہوں، ملعونِ ازل حارث کہتا ہے کہ اگر کوئی فائدہ حاصل ہوتا ہے تو بے شک کر لو، جب اجازت ملی تو

☆فتمرغ بدم اخیه ابراهیم علیہ الصلوات والسلام

چھوٹے شہزادے نے بڑے بھائی کے خون میں اپنا جسم غلطان کیا، بھائی کا خون جسم پر لگا کر فرمایا کہ میں تمہاری شہادت کا گواہ بن رہا ہوں، ملعون خاموش دیکھتا رہا پھر شہزادے سے کہا کہ اب اٹھو مگر شہزادہ نہیں اٹھا ملعون نے دوبارہ کہا لیکن شہزادہ پھر بھی نہیں اٹھا، پھر ملعون نے توقف نہیں کیا

☆فوضع السیف علیٰ فقاہ فضرب عنقه من قبل القفا و رمٰی ببدنه الیٰ الفرات

جب شہزادہ نہ اٹھ سکا تو ملعون نے ظلم کا وار کیا، دونوں مظلوم معصوم بھائیوں کا خون ایک دوسرے سے مل کر بہنے لگا، جسم خون میں تڑپنے لگا، ملعون نے تڑپتے ہوئے جسم کو فرات کے حوالے کیا

☆فکان بدن الاول علیٰ وجه الفرات ساعة حتیٰ قذف الثانی فا قبل بدن الاول راجعا یشق الماء حتیٰ التزم بدن اخیه و مضیا فی الما ...... (R_164)

جب تک چھوٹے بھائی کی لاش دریا میں نہیں گئی بڑے بھائی کا جسم سطح آب پر ساکن رہا، جب چھوٹے بھائی کی لاش دریا کے سپرد ہوئی تو بڑے بھائی کی لاش چھوٹے بھائی کی طرف روانہ ہوئی، ایک دوسرے کے کٹے ہوئے گلے میں بانہیں ڈال لیں

تاریخ بتاتی ہے کہ معصوم شہزادوں نے آخری وقت اپنے منتقم عجل اللہ فرجہٗ الشریف کی آمد کی دعا بھی کی ہے، حارث کہتا ہے کہ جب میں نے شہزادوں کی لاشوں کو سپردِ دریا کیا

☆سمعت صوتا من بینهما و هما فی الماء رب تعلم وتریٰ ما فعل بنا هذا الفاسق توف لنا حقنا منه قبل یوم القیا مة...... (R_165)

تو میں نے ان بے سر لاشہ ہائے اطہر سے یہ آواز سنی کہ اے اللہ تیری ذات نے

دیکھا جس طرح ہم پرظلم ہوئے ، اے اللہ ہمارا انتقام ہمارے قاتل سے قیامت سے پہلے ضرور لینا ، ہمارے منتقم عجل اللہ فرجہ الشریف کو جلد بھیج ، ہمارے انتقام میں دیر نہ ہو تمام مومنین گریہ کناں آنکھوں سے دعا کریں کہ اب تو یتیموں کا پاک منتقم عجل اللہ فرجہ الشریف جلد تشریف لے آئیں ، ابھی تک ان کا انتقام تشنہءِ تکمیل ہے، ان کی حسرت ابھی تک پوری نہیں ہوئی ، دعا کریں کہ اب تو ان معصوم شہزادوں کے دل کی ہر حسرت پوری ہو، اب تو یہ اپنی پاک والدہ سے ملیں ، اپنی پاک بہنوں سے ملیں ، ان کی پاک بہنوں کا دوامی ہجر ختم ہو، پاک بہنیں اپنے سب بھائیوں کو جوان ہوتا ہوا دیکھیں ، اور پھر ان کی جوانی کو سہروں میں سجا ہوا دیکھ کر سب درد وغم بھول جائیں



آمین یارب العالمین



اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ وَّ آلِ مُحَمَّدٍ وَعَجِّل فَرَجَھُم بِقَائِمِھِمّ عَجَلَ اللّٰہُ فَرَجَہُ الشریف
وَصَلَوَاتُ اللّٰہُ عَلَیہِ وَ عَلٰی آلِہٖ اَجمَعِین

یاھوالوہاب الخبیر العلیم
یا مولا کریم عجل اللہ فرجک وصلوات اللہ علیک

مجلس نمبر 20

سرہائے اطہر دردربارِ کوفہ

(حصہ اول)

کوفہ کا ماحول ہے، ابن زیاد ملعون کا دربار آراستہ ہے، جس میں کوفہ کے رؤساء اور قبائل کے سردار جمع ہیں، شراب کی محفل گرم ہے، اچانک ملعون کا ایک غلام اندر داخل ہوا اور ابن زیاد ملعون کے سامنے آکر چپ چاپ کھڑا ہو گیا، کافی دیر کے بعد ابن زیاد ملعون کی غلام پر نگاہ پڑی، چہرے پر ناگواری کے اثرات ظاہر ہوئے پیشانی پر سیاہی مقدر کی سیاہی بن کر چمکی، پوچھا کیوں آئے ہو؟

غلام نے جواب دیا کہ باہر ایک اعرابی آیا ہوا ہے، وہ کہتا ہے کہ میں نے کوفہ کے امیر ابن زیاد ملعون سے ملنا ہے، ابن زیاد ملعون نے پوچھا وہ کس حلیہ میں ہے، کیا کوئی سردار ہے؟ غلام نے جواب دیا کہ وہ ایک دیہاتی ہے، لمبی قد ہے، کرخت چہرہ ہے، ملعون نے پوچھا کہ وہ کون ہے اور کہاں سے آیا ہے؟ غلام نے کہا کہ میں نے پوچھا ہے وہ نواحِ کوفہ میں فرات کے مضافاتی دیہات کا رہنے والا ہے، اس کا پیشہ کھیتی باڑی ہے مگر اس سال بارش کی کمی کی وجہ سے اس کی فصل ضائع ہو گئی ہے

ملعون ابن زیاد نے کہا کہ اسے بیت المال میں سے کچھ دے کر رخصت کر دو، غلام نے کہا کہ وہ شخص کہتا ہے کہ میں امیر کوفہ کیلئے ایک تحفہ لایا ہوں، ملعون نے پوچھا وہ

کیا ہے؟ سر جھکا کر غلام نے جواب دیا معلوم نہیں کیا لایا ہے، اتنا بتا رہا ہے کہ میں فرعون کوفہ کیلئے وہ چیز لایا ہوں جسے دیکھ کر وہ بہت خوش ہوگا، شاید اتنا خوش ہو کہ مجھے اپنی فوج میں کسی بڑے عہدہ پر فائز کر دے، ملعون نے حکم دیا کہ اسے فوراً بلاؤ، غلام فوراً باہر گیا اور اسے اندر لے آیا

اس نے آتے ہی سلام کیا، ابن زیاد ملعون نے سوال کیا کہ تم کون ہو؟ اس نے جواب دیا کہ میں فرات کے کنارے رہتا ہوں، ملعون نے کہا کہ میں سمجھا نہیں کھول کر بتاؤ، اس شقی نے آگے بڑھ کر بکریوں کی اون کا بنا ہوا توبرہ سامنے رکھا اور کہا کہ آپ خود کھول کر دیکھ لو اور اس کی قیمت لگاؤ، فرعون کوفہ نے توبرہ کھولا تو اس میں سے دو معصوم شہزادوں کے سر برآمد ہوئے مگر حالت بہت عجیب تھی، چہروں پر خشک لہو کی تہ جمی ہوئی تھی، سنہری زلفوں میں خون آلود خاک بھری ہوئی تھی، ملعون نے غصے سے پوچھا اے بدبخت کس ماں کی گود اجاڑ کر آئے ہو؟

حارث ملعون نے کہا کہ خود پہچانو، ابن زیاد ملعون نے کہا یہ خون میں ڈوبے ہوئے چہرے میں نہیں پہچان سکتا، حارث ملعون نے کہا کہ یہ جناب امیر مسلم بن عقیل علیہا الصلوات والسلام کے فرزند ہیں جن کی تلاش تمہیں بہت دنوں سے تھی

ابن زیاد ملعون نے کہا اے بدبخت یہ شہزادے پہلی بار گرفتار ہو کر جب میرے دربار میں آئے تھے حالانکہ احساس یتیمی اور خوف سے ان کے رنگ زرد تھے مگر پھر بھی چودھویں کا چاند ان کے حسن سے شرماتا تھا، اب تم نے ان کا کیا حال کر دیا ہے؟

حارث نے جواب دیا کہ یہ سب کچھ تمہاری خوشنودی اور انعام کی خاطر کیا ہے

عبیداللہ ابن زیاد ملعون نے کہا او بدبخت یہ تمہیں کہاں سے ملے تھے؟ اس نے

جواب دیا کہ یہ میرے گھر مہمان بن کر آئے تھے، ابن زیاد نے کہا تمام عرب مہمان نوازی میں مشہور ہے، عرب کی روایات کی تم نے لاج بھی نہیں رکھی، حارث ملعون نے برجستہ جواب دیا کہ آج کل کوفہ میں عجیب رواج ہوگیا ہے کہ تیس ہزار خط لکھ کر بلانے والوں نے اپنے مہمان خود مارنا شروع کر دیئے مگر ساری دنیا خاموش رہی ہے، میں نے حاکم کی خوشی کی خاطر یہ قدم اٹھایا ہے تو کون سا جرم کرلیا ہے؟

ابن زیاد ملعون نے سوال کیا کہ جب یہ معصوم تمہیں ملے تھے کچھ کہتے بھی تھے؟

حارث ملعون نے جواب دیا پہلا سوال انہوں نے اس وقت کیا تھا جب میں نے رات کے وقت ان سے پوچھا تھا کہ آپ کون ہیں؟ تو دونوں بھائیوں نے کانپتے ہوئے ہاتھ باندھ کر کہا تھا کہ اگر ہم سچ سچ بتائیں تو تم ہمیں کہو گے تو کچھ نہیں؟

میں نے کہا تھا کہ آپ اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امان میں ہیں آپ کو کچھ نہیں کہوں گا، میں نے آپ دونوں کو امان دی ہے، شہزادوں نے آنسو بہاتے ہوئے کہا تھا کہ اس بات کا ضامن کون ہے؟ میں نے جواب دیا کہ تمہارا اور میرا اللہ اور اس کا حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ضامن ہے، میری امان کا شہنشاہِ مدینہ گواہ ہے کہ میں کچھ نہیں کہوں گا، دونوں بھائیوں نے مل کر کہا کہ ہم تمہارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عترت ہیں اور حضرت امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام کے یتیم ہیں، ابن زیاد ملعون نے کہا پھر تم نے کیا کیا تھا، حارث ملعون نے جواب دیا کہ میں نے بڑے بھائی کو ایسا تحفہ دیا کہ اس نے فوراً زمین کو زینت بخشی تھی، ابن زیاد ملعون فوراً بولا کہ عرب کی یہ بھی روایت ہے اور دستور ہے کہ جسے امان دیتے ہیں پھر خود تو مرجاتے ہیں مگر اس کے ایک بال کو بھی نقصان نہیں پہنچنے دیتے، حارث نے جواب دیا کہ کوفہ میں یہ رواج اب ختم ہوگیا ہے

جب یہاں ایک مظلوم علیہ الصلوات والسلام کو محمد بن اشعث نے امان دی تھی پھر اس کا لحاظ نہ کرتے ہوئے اسے شہید بھی اسی نے کروایا تھا، پھر ابن زیاد ملعون نے پوچھا اچھا تو بچوں نے اور کیا کہا تھا، حارث ملعون نے جواب دیا کہ چھوٹے شہزادے نے کانپتے ہوئے ہونٹوں سے یہ فقرہ کہا تھا کہ اے شیخ ہمارے بچپن پر ہماری یتیمی پر رحم کر

ابن زیاد ملعون نے کہا پھر تم نے کیا جواب دیا تھا، حارث نے کہا میں نے چھوٹے شہزادے کو ادب سے یوں مس کیا تھا زمین نے اس کے رخسار چومے، ابن زیاد ملعون نے کہا اے شقی ازلی کمسن بچوں پر ظلم کرنا کہاں کی جوانمردی ہے؟ حارث نے جواب دیا کہ تمہارے حکم پر میں کربلا کی جنگ میں شریک ہوا تھا اور وہاں میں نے دیکھا تھا کہ لوگ چھ ماہ کے بچوں کو شہید کر کے فخر کرتے رہے، انہیں لوگ داد وتحسین دیتے رہے، یہ تو پھر بھی سات آٹھ سال کے یتیم تھے، ملعون نے پوچھا پھر ان یتیموں نے کوئی بات کی تھی؟ حارث ملعون نے جواب میں کہا کہ دونوں شہزادوں نے رو رو کر کہا تھا ہمیں ابن زیاد ملعون کے پاس لے چلو وہ جو بھی فیصلہ کرے گا ہمیں منظور ہو گا، میں نے جواب دیا تھا کہ ابن زیاد ملعون کے پاس تم نہیں جاؤ گے تمہارے سر جائیں گے، بچے رو کر کہتے تھے تم ہمیں قتل کیوں کرتے ہو میں نے کہا تھا کہ ابن زیاد ملعون نے ایک سر کی قیمت ہزار درہم مقرر کی ہے میں انعام لوں گا، دونوں نے کہا تھا کہ ہمیں غلام بنا کر بازار میں فروخت کر دو جناب یوسف سے ہماری قیمت کم نہ ہوگی، اس وقت ابن زیاد اگرچہ دشمن تھا مگر رونے لگا اور کہا تم دونوں کو زندہ میرے پاس لے آتے تو میں تمہیں دس ہزار دینار دیتا یتیموں کو شہید نہ کرتے ......(R_166)

حارث ملعون نے کہا اگر دونوں کو زندہ لے آتا تو کوفہ کے لوگ بچوں کو مجھ سے چھین

لیتے اور میں انعام سے محروم ہو جاتا، ابن زیاد ملعون نے کہا کہ میں نے بچوں کے بارے میں یزید کو لکھ دیا ہے، اگر اس نے بچوں کو زندہ طلب کیا تو میں کیا جواب دوں گا؟ حارث ملعون نے جواب دیا کہ یزید کے پاس ان کے سر روانہ کر دینا، پہلے بھی تو شہیدوں کے سر روانہ کئے تھے اُن کی تو تم سے باز پرس نہیں ہوئی، ان کی بھی نہیں ہوگی، ابن زیاد ملعون نے کہا کہ اب یزید کی رائے کافی تبدیل ہوگئی ہے اس لئے اگر سر روانہ کرنا پڑے تو تمہارا سر کاٹ کر روانہ کروں گا، آگے بتاؤ پھر کیا ہوا تھا؟ حارث ملعون نے کہا شہزادوں نے آخری خواہش کی تھی کہ ہمیں دو رکعت نماز پڑھنے کی مہلت دو، میں نے نماز کی مہلت دی تھی، نماز کے بعد دونوں بھائیوں نے آسمان کی طرف منہ اٹھا کر رو رو کر یہ دعا کی تھی

یا حی یا قیوم اے ذات حلیم اے بہترین فیصلہ کرنے والی ذات اس ملعون اور ہمارے درمیان حق کا فیصلہ فرما...... پھر ابن زیاد ملعون نے پوچھا کہ جس وقت تم بچوں کو شہید کر رہے تھے تمہیں خوف یا رحم نہ آیا؟ حارث ملعون نے جواب دیا کہ اس وقت میں ڈر گیا تھا جب میں نے بچوں کی لاشوں کو دریا کے سپرد کیا اور یہ آواز سنی تھی

اے ہمارے اللہ تیری ذات نے دیکھا جس طرح ہم پر ظلم ہوئے، اے اللہ تو ہمارا انتقام اس ظالم سے قیامت سے پہلے ضرور لینا، ہمارے منتقم عجل اللہ فرجہٗ الشریف کے آنے میں دیر نہ ہونے دینا، ہمارے منتقم عجل اللہ فرجہٗ الشریف کو جلد بھیجنا

عبید اللہ ابن زیاد ملعون نے چاروں طرف دیکھا اور کہا کوئی ہے جو ان بچوں کے سروں کو دھو کر دربار میں پیش کرے، اس کا ایک سیاہ فام غلام تھا جس کا نام مقاتل تھا اس نے بچوں کے سر لئے اور فوراً گھر پہنچا، اس نے یہ سر اطہر اپنی بیوی ام ہانی

کے حوالے کیئے اور کہا کہ ان سروں کی زلفوں کو اچھی طرح دھونا، یہ عام سر نہیں یوں سمجھو یہ پاک حسنینؑ علیہم الصلوات والسلام کے سر ہیں، ام ہانی نے دونوں سروں کو سینے سے لگایا، کمرے میں لے آئی، ایک طشت میں پانی ڈالا اور سروں کو دھونا شروع کیا بہت احتیاط سے زلفیں دھو رہی ہے، سنہری زلفوں سے خاک الگ کر رہی ہے اور رو رو کر کہہ رہی ہے کہ کس دکھی ماں کی گود برباد کر کے آئے ہو، جس ماں کے تم جیسے لعل جدا ہو جائیں وہ مائیں تو زندہ نہیں رہتی ہیں، جن ماؤں کے تم جیسے لعل چلے جائیں ان ماؤں کا جینا فضول ہے، کہیں تم امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام کے فرزند تو نہیں ہو؟ اگر ان کے لعل ہو تو تمہاری ماں کوفہ کی گلیوں میں ایک ایک سے پوچھتی تھی کہ اے کوفہ والو میرے دو معصوم ان گلیوں میں گم ہو گئے ہیں، میں نے انہیں اپنے سرتاج کے ساتھ روانہ کیا تھا، خدا جانے میرے یتیم کیسے، کہاں اور کس حال میں ہوں گے، میں نے تو انہیں اکیلا مسجد تک بھی کبھی نہیں جانے دیا تھا، خدا جانے کس طرح خاک پر سوتے ہوں گے تمام مومنین ان معصوم شہزادوں کے پاک وارث عجل اللہ فرجہٗ الشریف کو پرسہ دیں اور کہیں کہ یتیموں کا منتقم عجل اللہ فرجک اب تو ان یتیموں کا انتقام لے، ان کی پاک ماںؑ کو خوشیاں دِکھا، ہم بھی دیکھیں کہ یہ لعل جوان ہوں، ان کی باراتیں آئیں، یہ سہرے باندھیں، ان کی بہنیں خوشیاں دیکھیں، جو ہاتھ خون سے رنگین ہوئے ہیں وہ ہاتھ مہندی سے آراستہ ہوں

﴿ آمین یارب العالمین ﴾



اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ وَ آلِ مُحَمَّدٍ وَعَجِّل فَرَجَھُم بِقَائِمِھِمؑ عَجَلَ اللّٰہُ فَرَجَہُ الشریف وَ صَلَوَاتُ اللّٰہُ عَلَیہِ وَ عَلیٰ آلِہٖ اَجمَعِین

یا ھوالوہاب الخبیر العلیم
یا مولا کریم عجل اللہ فرجک وصلوات اللہ علیک

مجلس نمبر 21

سرہائے اطہر دردربارِ کوفہ

(حصہ دوم)

عبیداللہ ابن زیاد ملعون کا دربار ہے، فرعونِ کوفہ تخت پر بیٹھا ہوا ہے، سامنے ایک بدوی جٹ کھڑا ہے جس کا نام حارث بن عروہ تمیمی ہے، ابن زیاد ملعون کے کرخت چہرے پر غصے کے آثار ہیں، حارث نے سر جھکایا ہوا ہے، اچانک ملعون کا ایک غلام جس کا نام مقاتل ہے دربار میں داخل ہوا، اس کے ہاتھ میں ایک طشت ہے جس میں دو سر ریشمی رومال میں چھپے ہوئے ہیں، مقاتل نے قریب پہنچ کر سلام کیا، طشت تخت پر رکھ دیا، ابن زیاد ملعون نے بید کی چھڑی سے طشت سے رومال الگ کیا، سامنے دوشہزادوں کے سر نظر آئے، ایک کی عمر سات سال ہے، دوسرے کی عمر آٹھ سال ہے……(R_167)

تاریخ کے الفاظ ہیں کہ جب ملعون نے سروں کی طرف نگاہ کی تو دشمن ہونے کے باوجود یہ تین بار اٹھا بھی ہے اور بیٹھا بھی ہے، تازہ دھلے ہوئے سروں سے پانی کے قطرے ٹپک رہے تھے، چاند سے زیادہ تابدار رخساروں پر نیلے رنگ کے نشان نظر آئے، ابن زیاد ملعون بہت دیر تک روتا رہا پھر آنسو پونچھ کر حارث کی طرف مخاطب

ہوا اور کہا کہ حارث یہ بتاؤ جب تم نے ان بچوں کی کوئی بات بھی نہیں مانی تھی تو پھر ان بچوں نے کیا کہا تھا، حارث نے جواب دیا کہ ان بچوں نے آسمان کی طرف منہ کر کے فریاد کی تھی

☆یا حی یا قیوم یا حلیم یا ا حکم الحاکمین احکم بیننا وبینه بالحق قبل یوم القیامة

ابن زیاد ملعون نے یہ سن کر فوراً کہا ان بچوں کی دعا قبول ہوگئی ہے، جونہی ابن زیاد ملعون نے یہ فقرہ کہا حارث نے گھبرا کر ابن زیاد ملعون کی طرف دیکھا اور کہا مجھ سے غلطی ہوگئی ہے، مجھے معاف کر دو

ابن زیاد ملعون نے اس کی طرف کوئی توجہ نہ دی بلکہ دربار کی طرف نگاہ اٹھائی، مقاتل پر نگاہ پڑی، مقاتل کو بلا کر کہا کہ میں جانتا ہوں تم ظاہراً میرے غلام ہو مگر در پردہ تم خاندان تطہیر کے غلام ہو، یہ بھی خاندان نبوت کا دشمن ہے، میں اسے تمہارے حوالے کر رہا ہوں اب اس کے ساتھ کیا سلوک کرنا ہے، یہ تمہاری مرضی ہے

﴿انجام حارث بن عروہ ملعون﴾

مقاتل نے کہا پروردگارِ عالم کی قسم اگر مجھے روئے زمین کی شاہی اور مکمل حکومت مل جاتی تو اتنی خوشی نہ ہوتی جتنی تمہارے فیصلے سے ہوئی ہے، مقاتل نے فوراً حارث ملعون کی طرف دیکھا جس طرح شکاری اپنے شکار کو دیکھتا ہے، حارث نے ایک اونی چادر اوڑھ رکھی تھی سر پر ایک بہت بڑا سفید عمامہ باندھ رکھا تھا، مقاتل نے پہلے حارث کو پکڑ کر طمانچے مارنے شروع کئے، حارث کا عمامہ زمین پر گر گیا، مقاتل نے اسی عمامہ سے حارث کے ہاتھ پیچھے باندھ دیئے، ابن زیاد ملعون نے کہا کہ ان

طمانچوں کے انعام میں حارث کا گھوڑا تلوار اور جملہ سامان تمہیں بخش رہا ہوں
مقاتل نے حارث ملعون کی تلوار چھین کر اس کا قبضہ حارث کے سر پر مار کر کہا تم نے یہ سمجھا تھا کہ ان مظلوم بچوں کا باقی دنیا میں کوئی نہیں رہا، ابن زیاد ملعون نے فوراً کہا کہ اس ضرب کے انعام میں تمہیں دس ہزار دینار مبارک ہوں، اب حارث ملعون کو اسی مقام پر جا کر قتل کر دو جس مقام پر اس نے جناب امیر مسلم بن عقیل علیہا الصلوات والسلام کے بچوں کو شہید کیا تھا مگر یاد رکھنا کہ اس ملعون کا نجس خون شہزادوںؑ کے پاکیزہ خون سے ملنے نہ پائے، اس کے قتل کے بعد تم آزاد ہو، تمہیں آزادی مبارک ہو
مقاتل نے جھوم کر کہا حارث کے قتل کے اختیارات لے کر میں اس قدر خوش ہوں کہ اگر مجھے کائنات کی حکومت بھی ملتی تو میں اتنا خوش نہ ہوتا
مقاتل اسے طمانچے مارتا ہوا دربار سے باہر لے آیا، اس نے اعلان کرنے کے انداز میں اہل کوفہ کو چلا کر بتانا شروع کیا کہ یہ امیر مسلم بن عقیل علیہا الصلوات والسلام کے یتیموں کا قاتل ہے، اسے پاؤں کی ٹھوکروں سے مارتا ہوا دریائے فرات کی جانب روانہ ہوا، جب شہر سے گزرا تو ایک آدمی سے کہا کہ تم تمام شہر میں منادی کروا دو کہ جس نے دنیا کے بدترین شخص کو دیکھنا ہو وہ آجائے
گھروں سے چھوٹے چھوٹے بچے نکل آئے، کسی کے ہاتھ میں پتھر تھے، کسی بچے کے ہاتھ میں چھوٹے چھوٹے تیر کمان تھے، بچے بھی ساتھ ساتھ چل رہے تھے، مقاتل حارث ملعون کو گھسیٹ رہا تھا، بچے پتھر مار رہے تھے، آخر اس مقام پر پہنچے جہاں معصوم شہزادوں کو شہید کیا گیا تھا
یہ مقام فرات کے کنارے پر تھا، جب بچوں کی مقتل گاہ نظر آئی تو مقاتل ضبط نہ کر سکا

اوراس نے دھاڑیں مار مار کر رونا شروع کر دیا، تمام آنے والے بچے بھی روتے رہے، جولوگ دیکھنے آئے تھے وہ بھی رو رہے تھے

پھر مقاتل نے دیکھا کہ سامنے حارث کے غلام فلیح کی لاش نظر آئی، مقاتل نے پوچھا یہ کون ہے جس کی لاش سامنے پڑی ہے؟ حارث ملعون نے جواب دیا یہ میرا غلام تھا میں نے اسے شہزادوں کو شہید کرنے کا حکم دیا تھا، جب یہ بچوں کو قتل کرنے جارہا تھا تو شہزادوںؑ فرمایا تھا اے سیاہ فام حبشی تمہارا رنگ ہمارے نانا بلالؓ سے کس قدر ملتا ہے، غلام نے پوچھا تھا کہ آپ ہیں کون؟ بچوں نے اپنا تعارف کروایا تھا اس نے تلوار پھینک کر دریا میں چھلانگ لگا دی تھی میں نے اسے گرفتار کر کے قتل کر دیا تھا

پھر مقاتل نے دیکھا کہ کچھ فاصلہ پر ایک نوجوان کی لاش نظر آئی پوچھا یہ کون ہے حارث نے جواب دیا یہ میرے بیٹے کی لاش ہے، یہ بھی ان شہزادوں کی نصرت کی وجہ سے میرے ہاتھوں شہید ہوا ہے، میں نے جوش میں آکر اسے بھی قتل کر دیا

ابھی یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ درخت کی اوٹ سے کراہنے کی آواز آئی، مقاتل نے دوڑ کر دیکھا کہ ایک زخمی مستور ہے جو درخت کا سہارا لئے نیم بے ہوشی کی حالت میں بیٹھی ہوئی ہے مگر آنکھیں بند ہیں، اور زخموں سے خون جاری ہے

مقاتل نے حارث سے پوچھا کہ یہ کون ہے؟ حارث نے جواب دیا یہ میری بیوی ہے، جب میں نے بڑے شہزادے پر تلوار کا وار کیا تھا تو یہ سامنے آگئی تھی، تلوار کا وار کھا کر اس نے شہزادوں کو بچانا چاہا تھا، مقاتل نے غصے کی حالت میں پوچھا اے ظالم ان سروں کی قیمت کتنی تھی یعنی انعام کتنا تھا، حارث نے کہا دو ہزار درہم

مقاتل نے روتے ہوئے کہا کہ اس کا مطلب ہے ایک سر کی قیمت تھی ڈھائی سو

روپے، اے ظالم تم ڈھائی سو روپے بھی دیکھو معظّمہ ماں علیہ الصلوات والسلام کی معصوم جوڑی بھی دیکھو، اپنا فرزند اور غلام بھی دیکھو، پھر بیوی کا قتل بھی دیکھو

صرف 250 روپے کی خاطر تم نے اپنا پورا گھر برباد کر دیا ہے، ان شہزادوںؑ سے ایسی بھی کیا دشمنی تھی کہ اپنا سارا گھر برباد کر کے کمسن یتیم مہمانوں کو مارتے رہے ہو؟

حارث نے کہا مجھے معاف کر دو میں تمہیں دس ہزار دینار دوں گا، مقاتل نے جواب دیا تم مجھے اگر کائنات کی تمام دولت بھی دو تب بھی میں تمہیں ضرور قتل کروں گا

پھر مقاتل نے سب سے پہلے حارث ملعون کے ہاتھ کاٹ دیئے، پھر ان ہاتھوں کو اٹھایا اور حارث ملعون کو دکھا کر کہا کہ اے ملعون ازل ذرا دیکھو انہی ہاتھوں سے یتیموں کے رخسار نیلے کیئے تھے، اس وقت حارث نے دھاڑیں مار کر کہا میرے ہاتھ تو کاٹ دیئے ہیں مگر مجھے قتل نہ کرو میں تمہیں دس ہزار دینار سے بھی زیادہ دوں گا

مقاتل نے کہا کہ اگر تمہیں چھوڑ دوں تو تم یہ بتاؤ کہ کل میں اپنے مولا سرکار عباس علیہ الصلوات والسلام اور ان کی پاک ہمشیر صلواۃ اللہ علیہا کو کیا جواب دوں گا، مقاتل نے پھر حارث کے پاؤں کاٹ دیئے، پھر بازو کاٹ دیئے، پھر ٹانگیں کاٹ کر اس کا سر جدا کیا

آخر میں حارث کا پیٹ چاک کر کے اس کے کٹے ہوئے اعضاء اس کے پیٹ میں رکھ دیئے اور حارث کی لاش کو دریا میں پھینک دیا مگر دریا نے اسی وقت حارث کی لاش کو باہر اچھال دیا

مقاتل نے حارث کا سر نیزے پر رکھ کر پھر جسم دریا میں پھینک دیا مگر دریا نے یہ ناپاک جسم پھر باہر اچھال دیا، جب کئی مرتبہ ملعون کی لاش دریا سے باہر آئی تو مقاتل پریشان ہو گیا، اس نے چاروں طرف دیکھا اسے ایک پرانا کنواں نظر آیا اس نے حکم

دیا کہ ظالم کی لاش کو کنویں میں پھینک دو، عجیب بات یہ ہوئی کہ اس ملعون کی لاش کو کنویں نے بھی قبول نہ کیا، پھر مقاتل نے حکم دیا کہ اس کی لاش کو زمین میں دبا دو، لاش کو زمین میں دبا دیا گیا، ابھی مقاتل اپنے ساتھیوں کے ہمراہ چند قدم ہی چلا تھا، مڑ کر دیکھا تو حارث کی لاش زمین سے باہر آ چکی تھی، زمین نے بھی حارث کی لاش کو باہر اچھل دیا

مقاتل نے کہا کہ خلاقِ دو عالم نے ظالم کی سزا دنیا اور آخرت میں آتش قرار دی ہے اس کی لاش کو جلا دو، جب آگ جلائی گئی تو ابھی آگ اس کی لاش سے دور تھی کہ اس آگ سے ایک زبردست شعلہ نکلا جس نے لپک کر اس کی لاش کو پکڑ لیا، لاش جل کر راکھ ہوگئی، اسی وقت تیز ہوا چلی اور وہ راکھ ہوا میں اڑ گئی ...... (R_168)

یہاں یہ وضاحت بھی کرتا چلوں کہ مقاتل نے حارث ملعون کا سر لا کر کوفہ کے ایک چوک میں لٹکا دیا تھا، تاریخ بتاتی ہے کہ حارث کے سر کو روزانہ شہر کے لڑکے آ کر پتھر مارتے تھے، اور تیر اندازی سیکھتے تھے...... یہ انجام ہوا حارث ملعون کا

اس نیک کام سے فارغ ہو کر مقاتل نے پاک شہزادوں کے سر ہاتھوں میں لئے، دریا کی طرف روانہ ہوا اور اِرادہ کیا کہ سروں کو دریا کے سپرد کرے تا کہ سر جسموں سے ملحق ہو جائیں، یہ منظر تمام لوگوں نے دیکھا کہ ابھی سر ہائے اطہر دریا کے حوالے نہیں ہوئے تھے کہ ادھر سے دریا میں سطح آب پر دو جسم بر آمد ہوئے

مقاتل نے اسی وقت سر اطہر دریا کے سپرد کر دیئے، جسم پاک کنارے کی طرف چلنا شروع ہوگئے، سر سطح آب پر تیرتے ہوئے جسموں کی طرف روانہ ہوگئے، یہ دونوں سر اطہر جا کر اپنے اپنے جسم اطہر سے ملحق ہوگئے، جب ہر معصوم کی لاش نے اپنا اپنا

سر وصول کر لیا اور سر جسم کے ساتھ مل گئے تو پھر دونوں لاشیں ایک دوسرے کے قریب آ گئیں ، بانہیں کھل گئیں ، ایک دوسرے کو سینے سے لگا لیا ، ایک دوسرے کے ہونٹ چومتے رہے ، چند لمحے پانی میں لاشیں رکی رہیں ، پھر آہستہ آہستہ دریا میں بہتی چلی گئیں

تمام مومن مل کر دعا کریں کہ اب تو ان شہزادوں کو پاک ماں صلواۃ اللہ علیہا مل جائے ، ان کی حسرتیں پوری ہو جائیں ، یہ معصوم اپنی پاک ماں صلواۃ اللہ علیہا اور پاک بہنوں سے جی بھر کر پیار لے سکیں ، ان کا منتقم عجل اللہ فرجہ الشریف جلدی آئے ، ان کے تمام مصائب ختم ہو جائیں

ہم سب نے ان کے دکھ سنے ہیں ، ان کا پاک گھر پھر آباد ہونا ہے ، ہم سب نے ان کو بستا ہوا دوبارہ دیکھنا ہے ، خدا کرے کہ وہ وقت جلدی آئے



﴿ آمین یا رب العالمین ﴾



اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ وَ آلِ مُحَمَّدٍ وَعَجِّل فَرَجَھُم بِقَائِمِھِمّ عَجَلَ اللّٰہُ فَرَجَہُ الشریف وَ صَلَوَاتُ اللّٰہُ عَلَیہِ وَ عَلیٰ آلہٖ اَجمَعِین

یا ھوالوہاب الخبیر العلیم
یا مولا کریم عجل اللہ فرجک وصلوات اللہ علیک

مجلس نمبر 22

تدفین لاشہ ہائے اطہر

رات کا وقت ہے، چاندنی رات ہے، دریائے فرات بڑے سکون سے بہتا ہوا نظر آ رہا ہے، اچانک سطح آب پر دو چھوٹی چھوٹی لاشیں برآمد ہوئیں، جن کی بانہیں ایک دوسرے کے گلے میں ہیں، دریا کے بہاؤ کی مخالف سمت یعنی جنوب سے شمال کی طرف دونوں شہزادوں کی لاشیں تیرتی جا رہی ہیں، تمام رات لاشیں تیرتی رہیں، جب سورج طلوع ہوا تو دونوں لاشیں دریا کی تہہ میں بیٹھ گئیں، اس مقام کا ذرا جغرافیائی نقشہ بھی بتا تا چلوں

عراق میں دو دریا ہیں، دریائے دجلہ اور دریائے فرات، دونوں دریا شمال مغرب سے جنوب مشرق کی طرف بہتے ہیں، یہ دونوں شط العرب میں آ کر گرتے ہیں، آپ یہ دیکھیں کہ کربلا معلیٰ کوفہ سے شمال مغرب کی طرف 72 کلومیٹر کے فاصلہ پر ہے، اگر کوئی شخص کوفہ سے بغداد آنا چاہے تو فرات کے کنارے پر کوفہ سے نکلتے ہی پہلے وہ مقام آتا ہے جہاں ان پاک شہزادوں کو شہید کیا گیا تھا، پھر آگے جا کر اس دریا کے کنارے سے تقریباً 5 کلومیٹر مغرب کی طرف کربلا معلیٰ کا شہر ہے، پھر اس دریا کے مغربی کنارے پر مسیّب کربلا معلیٰ سے سیدھا شمال کی طرف ہے، کوفہ سے دریا

کے ساتھ ساتھ سفر کیا جائے تو کوفہ سے مسیّب 85 کلومیٹر کے فاصلہ پر ہے اور دریا کے راستہ سے کربلا معلیٰ سے مسیّب 19 کلومیٹر کے فاصلہ پر شمال مشرق کی طرف ہے یہ امت کی ڈری ہوئی لاشیں رات کو سطح آب پر سفر کرتی تھیں، دن کو دریا کی تہہ میں بیٹھ جاتی تھیں، یہ لاشیں سفر کرتی ہوئی مسیّب کی طرف روانہ ہوئیں

اس سفر کے دوران یہ کربلا کے قریب سے ضرور گزری ہوں گی کیونکہ کوفہ سے کربلا شمال مغرب کی طرف ہے، مسیّب اور کوفہ کے دریائی راستہ میں کربلا معلیٰ ہے

اس مقام پر تاریخ خاموش ہے کہ کتنا عرصہ بعد یہ معصوم کربلا کے قریب سے گزرے، کس تاریخ کو کربلا پہنچے، کب وہاں سے روانہ ہوئے، مگر یہ شہزادے کربلا کے قریب سے گزرے ضرور ہیں، میرا دل مانتا ہے کہ جب یہ شہزادے پل حسینیہ پر پہنچے ہوں گے تو ان کی نگاہ اس مقام پر پڑی ہوگی جس مقام پر جناب عباس علیہ الصلوات والسلام نے زین ذوالجناح سے خاکِ کربلا کو زینت بخشی تھی اور اسی جگہ کو اپنا آخری مسکن قرار دیا تھا، اس وقت ان شہزادوں کا رخ لازماً پاک ماموں کی طرف مڑ گیا ہوگا دونوں شہزادوں نے رو رو کر کہا ہوگا کہ ماموں ہم غریبوں کا سلام ہو، ماموں یتیموں کا سلام ہو، ان شہزادوںؑ کے چھ بھائی کربلا میں شہید ہوئے تھے، لازماً ان سے بھی یتیموں نے بات کی ہوگی اور کہا ہوگا کہ باباؑ سلام دے رہے تھے، بہت بہت دعائیں دے رہے تھے، شہید زندہ ہوتے ہیں ان شہزادوں نے پاک بھائیوں سے یہ پوچھا تو ہوگا کہ ہماری پاک ماں صلواۃ اللہ علیہا کہاں چلی گئی ہے، ہمارا دل چاہتا ہے کہ ایک بار ہم اپنی پاک ماںؑ سے ملیں، انہیں اپنے دکھ درد سنائیں، ہمیں بتاؤ کہ ان کے خیام کہاں لگے ہوئے ہیں، پھر بھائیوں نے ضرور یہ جواب دیا ہوگا کہ ماںؑ شام چلی گئی

ہے، بہنیں تمہیں بہت یاد کرتی تھیں، ان کی مجبوریاں تھیں بہت جلدی میں شام کی طرف روانہ ہوگئیں، کسی بھائی کی لاش کو گلے سے بھی نہیں لگا سکیں

خدا جانے کتنے دن شہزادے کربلا کے کنارے رکے رہے، آخر وہاں سے روانہ ہوئے، ان کا دستور تھا کہ جب دن ہوتا تو یہ امت کے خوف سے دریا کی تہہ میں چلے جاتے، رات ہوتی تو یہ دریا کی سطح پر تیرتے ہوئے تمام رات سفر کرتے، کئی راتیں سفر میں گزر گئیں

مسیّب نامی ایک شخص ہے، وہ روایت کرتا ہے کہ دریائے فرات کے کنارے میرا دریائی کنواں (جسے ڈیکلی یا جھلار بھی کہتے ہیں) تھا، رات کا وقت تھا، دھندلی سی چاندنی تھی، ہر طرف بڑا سکون تھا، میں نے اپنے کنویں پر اونٹ جوت کر کھیت کو پانی لگایا ہوا تھا

اچانک دریا کے دوسرے کنارے سے مجھے آواز سنائی دی، میں نے محسوس کیا جیسے کوئی مستور بین کرتے ہوئے رو رہی ہو، جب میں اس آواز کی طرف متوجہ ہوا تو شب کی خاموشی میں بڑی واضح آواز سنائی دی کہ

تمہیں کہاں کہاں روؤں، تمہارے دکھوں پر کہاں کہاں آنسو بہاؤں، کربلا روؤں یا کوفہ کی راہوں پر آنسو بہاؤں، شام کی گلیوں میں روؤں یا بہتے ہوئے دریا میں روؤں، کوئی ایک جگہ تو مقرر کرو، اُجڑی کے لعل

مسیّب کہتا ہے کہ واللہ اس قدر درد تھا اس مستور کی پاک آواز میں کہ میرا اونٹ تڑپ کر زمین پر گرا، میں خود روتا ہوا دریا کے کنارے کی سمت دوڑا، چاندنی رات کی مدھم مگر شفاف روشنی میں میں نے دیکھا، دریا کی سطح پر مجھے کوئی چیز نظر آئی،

دوسرے کنارے پر ایک برقعہ پوش مستورؑ آہستہ آہستہ اس چیز کے ساتھ ساتھ چلتی ہوئی نظر آئی، رو رو کر کہہ رہی تھی کہ تمہارے دکھوں پر قربان ہو جاؤں باقی کتنا سفر اور کرو گے

مسیّب کہتا ہے کہ میں نے دریا کے کنارے پر ذرا نیچے جا کر قریب سے دیکھا کہ دو چھوٹی چھوٹی لاشیں ہیں، ایک دوسرے کے گلے میں بانہیں ڈالی ہوئی ہیں اور دریا کے بہاؤ کی مخالف سمت محو سفر ہیں، میں نے سر جھکا کر اس مستور سے پوچھا کہ آپ کون ہیں اور یہ کس کی لاشیں ہیں

آہستہ آہستہ آواز آئی کہ میں تمہارے نبیؐ کی بیٹی ہوں، میں اجڑ گئی ہوں، یہ میرے لعل مسلم بن عقیل علیہا الصلوات والسلام کے یتیم ہیں، غریبوں پر احسان کرو کہ ان لاشوں کو دفن کرو، میں تمہاری جنت کی ضامن ہوں

مسیّب روایت کرتا ہے کہ یہ فرمان سن کر میں فوراً دریا میں اتر گیا اور تیرتا ہوا اس جانب بڑھنے لگا کہ جہاں ان معصوم شہزادوں کے لاشہ ہائے اطہر موجود تھے، مگر میں یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ جس قدر میں ان کے قریب جانے کی کوشش کرتا لاشہ ہائے اطہر اس قدر مجھ سے دور ہو جاتے تھے، جب کافی دیر کوشش کے باوجود میں ان کے قریب نہ پہنچ سکا تو میں نے اس پاک معظّمہ کی بارگاہِ قدس میں عرض کی کہ اے میری سردار معظّمہ بی بی صلواۃ اللہ علیکِ یہ لاشیں مجھ سے دور ہوتی جا رہی ہیں مجھے اپنے قریب نہیں آنے دیتی ہیں، جواب ملا کہ یہ امت ملعونہ سے بہت ڈرے ہوئے ہیں اس لئے تمہیں اپنے قریب نہیں آنے دیتے، پھر معظّمہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا فرماتی ہیں میرے لعل نہ ڈرو یہ تمہیں کچھ نہیں کہے گا

مسیّب کہتا ہے کہ میں لاشوں کو باہر لے آیا، غسل وکفن کا انتظام کیا، پھر میں نے بیلچہ اٹھایا، قبریں تیار کیں، بچوں کی غربت اور مظلومی پر جی بھر کر رویا، میری آنکھیں ٹوٹ کر برستی رہیں، میرا رخ شام کی طرف ہوگیا میں نے رو رو کر کہا اے شام میں امت کی مہمان بی بی صلواۃ اللہ علیہا آپ کی جوڑی دنیا سے چل بسی ہے، آخری دیدار کیلئے تو تشریف لے آئیں

بچوں کا دستور ہوتا ہے کہ دکھوں میں جب ماں کا قرب نصیب ہوتو فوراً ماں کو گلے سے لگا لیتے ہیں، تمام دکھ آنسوؤں میں بہا دیتے ہیں، میری پاک شہزادیؑ آپ ایک بار تو آ کر اپنے معصوم شہزادوں کو گلے سے لگا لیتیں، شاید ان کے دکھ کم ہو جاتے، تمام دکھ ساتھ لے کر تو مزاروں میں نہ جاتے ......(R_169)

تمام مومن مل کر دعا کریں کہ اس پاک بی بی صلواۃ اللہ علیہا کا گھر آباد ہو، ان کو بچھڑے ہوئے بچوں کی خوشیاں نصیب ہوں، ان کا پاک منتقم عجل اللہ فرجہٗ الشریف جلد از جلد تشریف لائے تا کہ ان پاک شہزادوں کا انتقام ہو، ظالمین کو سزا ملے اور اس پاک گھر کے ہر فرد کو ابدی خوشیاں نصیب ہوں



آمین یارب العالمین



اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ وَّ آلِ مُحَمَّدٍ وَعَجِّل فَرَجَھُم بِقَائِمِھِمّ عَجَلَ اللّٰہُ فَرَجَہُ الشریف
وَ صَلَوَاتُ اللّٰہُ عَلَیہِ وَ عَلٰی آلِہٖ اَجمَعِین

یاھوالوہاب الخبیر العلیم
یا مولا کریم عجل اللہ فرجک وصلوات اللہ علیک

مجلس نمبر 23

سفر قافلہ ءِ تسلیم ورضا

از مکہ مکرمہ

دوستو آپ کے سامنے ایک سلسلہ تاریخ مقاتل کا شروع کیا ہوا ہے
میں نے جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام کے واقعات بیان کئے ہیں اس کی وجہ یہ تھی کہ میں ان تمام واقعات کو ان کی ترتیب کے مطابق بیان کرنے کی کوشش کر رہا ہوں تاکہ میرے سامعین کو تاریخ وار (ڈیٹ وائز Datewise) حالات کا علم ہو جائے
میں نے عرض کی تھی کہ امام کائنات علیہ الصلوات والسلام مکہ کے باہر مقام شعب میں قیام پذیر ہوئے اور یہاں 10 مئی سے لے کر 9 ستمبر تک قیام فرمایا یعنی 3 شعبان سے 8 ذوالحجہ منگل کے دن تک قیام فرمایا، 9 ذوالحجہ کو وہاں سے روانگی ہوئی
اس دوران مکہ میں بڑی گرما گرمی رہی کیونکہ ایک طرف عبداللہ بن زبیر اپنی حکومت کے قیام کے کوشش میں قبائل مکہ کے ساتھ جوڑ توڑ میں مصروف تھا، دوسری طرف یزید ملعون کی بیعت کا مسئلہ متنازعہ مسئلہ بن کے لوگوں کی زبانوں پر گردش کر رہا تھا جو شخص جہاں بیٹھتا تھا یہی موضوع زیر بحث ہوتا ایک طرف امام کائنات علیہ الصلوات والسلام وقتاً فوقتاً حرم کعبہ میں تشریف لے آتے اور ان کی زیارت کیلئے بڑی تعداد میں لوگ

جمع ہو جاتے ، دوسری طرف حکومت وقت کے یزیدی عمال ملعون تھے وہ اپنے نظام حکومت کو سنبھالنے کی کوشش میں مصروف تھے، اس لئے مکہ میں چار دھڑے بن چکے تھے () کچھ یزیدی ملعون تھے () کچھ عبداللہ بن زبیر کے ساتھی تھے () کچھ امام کائنات علیہ الصلوات والسلام کی حمایت کی بات کرتے تھے () کچھ ان سب سے الگ تھے یعنی وہ کسی چوتھے آدمی کی خواہش رکھتے تھے جو انہیں نہیں مل رہا تھا، یعنی مکہ میں خوب افراتفری تھی

یہ تو میں پہلے ہی آپ کو بتا چکا ہوں کہ ماہ رمضان میں عمر ابن سعید ملعون کو مکہ اور مدینہ کا گورنر بنا دیا گیا تھا، وہ ملعون بھی اپنی جوڑ توڑ میں مصروف تھا، اسے گورنر بنانے کا مقصد بھی یہی تھا کہ یہ ملعون تازہ فورس بنائے گا، فرعون شام کا منظور نظر ہونے کیلیئے ہر الٹا سیدھا کم کر گزرے گا اور دربار شام میں اپنا مقام پیدا کرنے کی ہر ممکن کوشش کرے گا

جب ذوالحجہ کا مہینہ شروع ہوا تو مکہ کی سرگرمیوں میں اضافہ ہوتا چلا گیا کیونکہ ایامِ حج قریب تھے، اسی ماہ مدینہ میں عبداللہ بن عمر اور عبداللہ ابن عباس نے حج کا پروگرام بنایا اور یہ بھی ان کے پروگرام میں شامل تھا کہ وہ جا کر کریم کربلاؐ علیہ الصلوات والسلام سے عرض کریں گے کہ ان کا پروگرام کوفہ جانے کا ہے تو وہ کوفہ نہ جائیں ......(R_170)

'یہ دونوں 7 ذوالحجہ کو شعب میں حاضر بارگاہ ہوئے، شام کی نشست کے دوران ان دونوں میں سے پہلے عبداللہ بن عمر نے گفتگو کا آغاز کیا اور کہا کہ آقاؐ آپ نے عرب میں عجیب سی صورت حال بنا دی ہے، ہمارے لئے آپ نے بہت سے مسائل پیدا کر دیئے ہیں، ایک طرف آپ ہیں کہ فرزند رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں، ہم آپ کو بھی نہیں

چھوڑ سکتے، دوسری طرف یزید ملعون کے ساتھ ہماری رشتہ داری ہے، میرے بھائی عاصم کی لڑکی ام مسکین اس کی بیوی ہے، یہ بھی بہت قریبی رشتہ ہے، ہم اب کسے چھوڑیں اور کس کا ساتھ دیں یہ ہماری سمجھ میں نہیں آ رہا، یہ تمام صورت حال آپ نے پیدا کی ہے

کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام نے اسے اپنے دست مبارک کے اشارے سے خاموش کیا پھر فرمایا تم بیشک اپنی رشتہ داریاں نبھاؤ، ہم اپنے محبوب کے سونپے ہوئے فرائض نبھائیں گے، پھر عبداللہ ابن عباس نے عرض کی کہ آقاؑ آخری رائے تو فرزند رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہی ہوگی مگر میں بھی کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ آپ کوفہ جانے کا ارادہ ترک فرما دیں

کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا کیا تمہارے اس مشورے سے ہم یہی سمجھیں کہ تم بھی ہماری نصرت سے دست کش ہونا چاہتے ہو؟ ابن عباس نے عرض کی آقاؑ میرا یہ مقصد نہیں ہے، کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا اے ابن عباس تم تو جانتے ہو اور پھر یاد کرو کیا ہمارے جد اطہر نے تمہاری گردنوں پر جو آلِ محمد علیہم الصلوات والسلام کا حق عظیم ہے اس کا ذکر نماز اور روزہ کی طرح نہیں فرمایا تھا؟ کیا انہوں نے ہماری نصرت اور محبت کو نماز اور روزہ سے بڑا حق قرار نہیں دیا تھا

ابن عباس نے عرض کی خدائے بزرگ و برتر کی قسم آپ درست فرما رہے ہیں

☆فوالله لوانی ضربت بین یدك بالسیف حتی ینقطع یدی ما کنت ادیت حقاً من حقوقك...... (R_171)

اور میں سمجھتا ہوں کہ اگر آپ کی نصرت میں جنگ کروں اور جنگ کے دوران تمام

تلواریں ٹوٹ جائیں، میرے دونوں ہاتھ قطع ہو جائیں، میری لاش کے ٹکڑے ہو جائیں، میں تڑپ تڑپ کر آپ کے قدموں میں جان دے دوں تو پھر بھی آپ کے تمام حقوق میں سے صرف ایک حق بھی ادا نہیں ہو سکتا

اس وقت ابن عمر نے کہا اے ابن عباس تم ایسی باتیں کر کے اپنے آپ کو نہ پھنساؤ

کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا اگر یزید ملعون ہماری گوشہ نشینی پر رضا مند ہو جاتا تو ہم ضرور گوشہ نشین ہو جاتے مگر اس نے ہمیں ہر حال میں شہید کرنا ہے اور ہمیں حرم کعبہ سے دور شہید ہونا پسند ہے چاہے وہ ایک بالشت ہی کیوں نہ ہو......(R_172)

بعض روایات میں ہے کہ فرمایا ہمیں مکہ میں شہید ہونے کی بجائے تل اعفر کے مقام پر شہید ہونا زیادہ پسند ہے......(R_173)

پھر عبداللہ بن عمر نے ایک حدیث بیان کی

☆الحسینؑ علیہ الصلوات والسلام مقتول ولئن قتلوه و خذلوه ولن ینصروه یخذلهم الله الی یوم القیامة ...... (R_174)

پھر ابن عباس نے بھی یہ حدیث بیان کی کہ شہنشاہ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا

☆مالی و لیزید ولا بارك فی یزید انه لیقتل ابنی و اهل بیتی...... (R_175)

یزید ملعون کا ہم نے کیا برا کیا ہے، اللہ اس ملعون کو برکت نہ دے، اس نے ہمارے لعل کو شہید کرنا ہے

پھر عبداللہ بن عمر اور ابن عباس نے پروگرام پوچھا تو کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا کہ پہلے ہم حج کرنا چاہتے ہیں، اس کے بعد جو پروگرام ہوگا سو ہوگا، ادھر جناب امیر مسلم بن عقیل علیہ الصلوات والسلام نے کوفہ سے جناب قیس بن مسہر سلام اللہ علیہ کو قاصد بنا کر مکہ

میں شہنشاہ معظم علیہ الصلوات والسلام کی بارگاہ میں بھیجا کہ کوفہ کی راہ ہموار ہوگئی ہے اس لئے آپ اب تشریف لے آئیں، شہنشاہ کربلا علیہ الصلوات والسلام نے پروگرام بنایا کہ وہ حج ادا فرمانے کے بعد کوفہ تشریف لے جائیں گے، اس لئے شہنشاہ کربلا علیہ الصلوات والسلام نے جناب قیس بن مسہر سلام اللہ علیہ کو دوبارہ کوفہ روانہ کیا اور انہیں ایک خط لکھ کر دیا جس میں منگل 8 ذوالحجہ کی تاریخ لکھی ہوئی تھی یعنی انہیں آٹھ کی رات مکہ سے روانہ فرمایا

خود 8 کے دن حج ادا فرمانے کیلئے مقام تنعیم سے احرام باندھ کر مکہ روانہ ہوئے وہاں پہنچ کر حج ادا کرنے کا ارادہ فرمایا، دورانِ حج مالک حقیقی کا حکم ہوا کہ آپ فوراً مکہ چھوڑ دیں، آپ کا حج ہو چکا ہے، آپ کی آخری آرام گاہ مکہ نہیں کربلا ہے اور ظالمین آپ کی آخری آرام گاہ مکہ کو بنانا چاہتے ہیں

شہنشاہ کربلا علیہ الصلوات والسلام اپنے اصحاب کے ساتھ مصروف طواف تھے یہاں جب انہیں یہ حکم اِلٰہی ملا تو آپ نے اپنے دونوں جانب دیکھا، تمام جوانانِ بنی ہاشم علیہم الصلوات والسلام ساتھ تھے، شہنشاہ کربلا علیہ الصلوات والسلام نے چلتے ہوئے کردگار وفا علیہ الصلوات والسلام کی طرف نگاہ فرمائی، وہ آپ کے پیچھے پیچھے مصروف طواف تھے، دراصل یہ یوم ترویح یعنی حج کی تیاری کا دن تھا، باقاعدہ حج 9 ذوالحجہ سے شروع ہوتا ہے

اس وقت شہنشاہ کربلا علیہ الصلوات والسلام نے جناب عباس علیہ الصلوات والسلام کو اشارے سے اپنے قریب بلایا اور ان کو حکم اِلٰہی سے آگاہ فرمایا، اس کے بعد شہنشاہ کربلا علیہ الصلوات والسلام نے اپنا طواف مکمل فرمایا اور حرم کعبہ کو چھوڑ دیا، ان کے ساتھ جتنے بھی اصحاب وانصار تھے سب نے حرم کعبہ کو چھوڑ دیا، شہنشاہ کربلا علیہ الصلوات والسلام حرم کعبہ سے باہر تشریف لائے اور اپنے تمام اصحاب وانصار کو حکم اِلٰہی سے آگاہ فرمایا اور فرمایا کہ

آنے والی رات کو علی الصبح ہم مکہ چھوڑ کر عراق کی جانب روانہ ہو رہے ہیں، اس کے بعد امام کائنات علیہ الصلوات والسلام نے زلفیں تراش کروائیں اور مُحِل ہوئے یعنی حج کو عمرہ میں بدل کر احرام کھول لئے اور یہاں سے واپس شعب کی طرف روانہ ہوئے

آپ کو بتایا جا چکا ہے کہ تنعیم کے ساتھ ہی صفاح کا دوراہا ہے جہاں سے ایک راستہ تنعیم کی طرف جاتا ہے اور ایک راستہ صفاح سے شعب کی طرف مڑ جاتا ہے

جب اس دوراہے پر پہنچے تو دیکھا کہ سامنے ایک اونٹ ہے جس پر پردہ لگا ہوا ہے اس کے ساتھ کچھ اور اونٹ ہیں جن پر کچھ سامانِ سفر ہے، آگے کئی گھوڑا سوار ہیں جو مکہ کی طرف جا رہے ہیں، ان میں عرب کا مشہور شاعر فرزدق بن غالب بن صعصعہ بن ناجیہ بھی تھا، یہ دراصل کوفہ کے نواح کا رہنے والا تھا اس کی نگاہ جب کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام پر پڑی تو یہ فوراً گھوڑے سے اترا اور آگے بڑھ کر قدم بوسی کی

کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام نے دریافت فرمایا کہ آپ لوگ کس طرف سے آرہے ہیں فرزدق نے عرض کی کہ میں کوفہ گیا ہوا تھا، میری والدہ عسفان میں تھی، میری والدہ نے وہاں سے پیغام بھیجا تھا کہ تم آکر ایک بار مجھے حج کروادو، میں وہاں سے عسفان پہنچا اور والدہ کو لے کر حج کرنے جا رہا ہوں، کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا کہ کوفہ کے بارے میں کوئی تازہ اطلاع ہے؟

اس نے عرض کی کہ میں جب کوفہ سے روانہ ہوا تو میں نے یہی محسوس کیا کہ کوفیوں کے دل آپ کے ساتھ ہیں مگر ان کی تلواریں بنی امیہ کی مدد کیلئے بلند ہوں گی

پھر اس نے عرض کی آقا آج حج کی تیاری کا دن تھا کل حج ہونا ہے اور آج آپ واپس تشریف لے جا رہے ہیں کیا حج کرنے کا آپ کا کوئی پروگرام نہیں ہے

آپ نے فرمایا کہ ہم کوفہ جانے کا ارادہ کر رہے ہیں، فرزدق نے ہاتھ باندھ کر عرض کی کہ کوفیوں پر اعتبار کرنا اپنے آپ کو دھوکہ دینے کے برابر ہے آپ کوفہ تشریف نہ لے جائیں، کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا ہم کوئی کام اپنے ارادہ سے نہیں کرتے، ہمارے محبوب حقیقی کا حکم ہے کہ ہم کوفہ ضرور جائیں اس لئے ہم باندھے ہوئے احرام توڑ کر واپس جا رہے ہیں......(R_176)

واقعہ منزل تنعیم

9 ذوالحجہ 8 ستمبر منگل کی رات ہے، اگلے دن تمام لوگوں نے حج ادا کرنا تھی، رات کو کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام نے تیاری کا پروگرام بنایا، جیسے جیسے لوگوں کو یہ اطلاع ملتی گئی کہ کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام کوفہ جا رہے ہیں لوگ حج چھوڑ کر جمع ہونے لگے، یہاں شعب کے مقام پر ہزاروں کی تعداد میں لوگ جمع ہو گئے تاکہ وہ ان کے ساتھ کوفہ روانہ ہوسکیں، ان میں زیادہ تر وہ لوگ تھے جو مال غنیمت کے حصول یا اقتدار کے خواہش مند تھے، یہاں سے یہ قافلہ علی الصبح روانہ ہو گیا، جب آپ کا قافلہ مقام صفاح کے دوراہے پر پہنچا تو ان کو مکہ سے ایک قافلہ آتا ہوا نظر آیا، کیونکہ ابھی سورج طلوع نہیں ہوا تھا اس لئے کچھ تاریکی تھی، سامنے آتے ہوئے قافلہ کو دیکھ کر اصحاب نے یہی سمجھا کہ کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام کی روانگی کی اطلاع عمرابن سعید تک پہنچ گئی ہے (کیوں کے وہ امیر حج بن کر مکہ آیا ہوا تھا) اس لئے ملعون نے فوجی دستہ روانہ کیا ہے اور وہ روکنے کیلئے آ رہا ہے اس لئے تمام جوان قافلہ کے آگے کھڑے ہو گئے اور ان سے پوچھا کہ تم کون ہو؟ کہاں سے آ رہے ہو؟

یہاں ایک وضاحت کرتا چلوں کہ شہنشاہ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد بھی خلفاء نے خمس کو نافذ رکھا ہوا تھا اور مال خمس بھی زکواۃ وعشر وصدقات کے ساتھ وصول کیا جاتا تھا اور انہیں اخماس اربعہ کہا جاتا تھا، اس دور میں یمن کا حاکم بجیر بن زیاد حمیری تھا اور وہ اہل یمن سے خمس (اخماس اربعہ) وصول کر کے ایام حج کے قریب شام بھیج دیتا تھا یعنی اس کا قافلہ پہلے آ کر حج ادا کرتا پھر حج سے فارغ ہو کر یہ قافلہ تنعیم کے راستے سے شام کی طرف نکل جاتا تھا، اس بار جب یہ اخماس اربعہ کا حامل قافلہ مکہ پہنچا تو اس کے ساتھ بجیر بن زیاد (رسیان) حمیری کا بھائی یسار بن زیاد حمیری اور حاکم یمن کا فرزند اسحٰق بن بجیر حمیری بھی تھا، یہاں ان کو مکہ کی فضا کافی کشیدہ نظر آئی انہوں نے سوچا کہ یہاں تو کسی وقت بھی دھما کہ ہوسکتا ہے یہ نہ ہو کہ ہم یہ مال مکہ میں لٹوا کر واپس یمن چلے جائیں، بہتر یہ ہے کہ آج لوگ حج میں مصروف ہیں ہم یہاں سے نکل جائیں، یہی وہ قافلہ تھا جو شہنشاہ کربلا علیہ الصلوات والسلام کے قافلہ کے سامنے آیا

کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام نے انہیں اپنے پاس بلا لیا اور ان سے دریافت فرمایا کہ تم تاجر ہو یا کسی کا مال لے کر جا رہے ہو؟ انہوں نے تمام تفصیل سے آگاہ کیا تو کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا مال خمس تو دراصل سادات کا حصہ تھا اور اس کے مالک ہم ہیں، کوئی امتی اس پر تصرف کا حق نہیں رکھتا، تم یہ مال فرعون شام کو دینے جا رہے ہو کل اللہ جل جلالہٗ کے سامنے جب ہمارے حق کے بارے میں پوچھا جائے گا تو تم لوگ گنہگار ثابت ہو گے، اس وقت یسار بن زیاد حمیری نے عرض کی کہ ہمیں یہ معلوم نہ تھا اب آپ نے آگاہ فرمایا ہے تو آپ اپنا مال وصول کر لیں ہمیں خوشی ہوگی

وہ بہت سے اونٹ سامان کے تھے جن پر سونا اور چاندی کی اشرفیاں، دینار اور

زیورات وغیرہ تھے اور دورس (خوشبودار پودے جو اس زمانے میں قیمتی سمجھے جاتے تھے) بھی تھے، یہ تمام مال کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام نے خود وصول کیا اور پھر دریافت فرمایا کہ یہ اونٹ تمہارے اپنے ہیں یا کرائے پر حاصل کئے ہیں؟ انہوں نے عرض کی کہ یہ کرائے پر حاصل کئے گئے ہیں

کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام نے اونٹوں کے مالکوں کو یاد فرمایا اور انہیں بلا کر فرمایا کہ اگر تم ہمارے ساتھ چلو تو ہم تمہیں کوفہ تک کا کرایہ دیں گے، اگر واپس جانا چاہو تو یمن سے یہاں تک کا کرایہ ادا کریں گے، ہمیں بھی اونٹوں کی ضرورت ہے کیونکہ رات ہی رات میں لاتعداد لوگ ہمارے ساتھ شامل ہو گئے ہیں اور ہمارے پاس اونٹ کم ہیں، اُن میں سے کچھ لوگوں نے عرض کی کہ ہم آپ کے ساتھ کوفہ جانے کیلئے تیار ہیں اور کچھ لوگ کرایہ لے کر واپس یمن روانہ ہو گئے ......(R_177)

یہ تھا وہ واقعہ اور یہ تھی اُس واقعہ کی حقیقت جسے اموی ملعونوں نے ہوا دی تھی کہ کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام نے ہمارا ایک قافلہ لوٹ لیا تھا

یہ بھی عرض کرتا چلوں کہ مدینہ سے جب یہ قافلہ روانہ ہوا تھا تو چالیس اُونٹ صرف پانی کی مشکوں کے تھے مگر مکہ سے پانی کی مشکوں کیلئے 100 اُونٹ درکار تھے، باقی سامان کیلئے علاوہ اونٹ ضرورت تھے، طلوعِ آفتاب کے قریب جب لوگ حج کے اولین طواف میں مصروف تھے عین اسی وقت کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام نے مکہ کو عبور فرمایا مگر شہر کے اندر محمل نہیں آئے بلکہ یمن اور بصرہ کے راستے سے مکہ کے باہر ہی سے گزر کے بستان عامر کی طرف سفر اختیار فرمایا گیا تھا

﴾بستانِ عامر﴿

اگر کوئی مکہ سے یمن کے شہر صنعا کی طرف سفر کرے تو مکہ سے 53 کلو میٹر سیدھا مشرقی سائیڈ پر ایک قصبہ آتا ہے جس کا نام ہے ''بستانِ عامر''

یہ ایک پُر رونق جگہ تھی، یہاں ایک نخلستان یعنی کھجوروں کا باغ بھی تھا، یہ باغ عامر حضرمی کی ملکیت تھا جو قبیلہ تمیم بن مرّہ سے تعلق رکھتا تھا، غالبًا یہ اہل یمن کی میقات بھی ہے یعنی یہاں پہنچ کر یمن سے آنے والے حاجی احرام باندھتے ہیں، اسے آج کل شاید یلملم بھی کہا جاتا ہے، یا یہ مقام یلملم بستانِ عامر سے قریبی کوئی جگہ ہے

اس وقت بستانِ عامر سے دو راستے نکلتے تھے، ایک راستہ سیدھا مشرق کی طرف یمن کے مرکزی شہر صنعا یعنی قدیم شہر سبا (ملکہ بلقیس کا شہر) کی طرف جاتا تھا، یہاں سے یمن 22 دن کے فاصلہ پر تھا، دوسرا راستہ شمال کی طرف ذات العرق کی منزل پر جاتا تھا، ذات العرق سے پھر دو راستے نکلتے تھے، ایک اوطاس سے ہوتا ہوا بصرہ نکل جاتا تھا اور دوسرا سیدھا شمال کی طرف معدن النقرہ سے کوفہ جاتا تھا، اس لئے یہ منزل ذات العرق اہل بصرہ وکوفہ والوں کی میقات بھی تھی، یہ وادی عتیق کا حصہ تھا کیونکہ وادی عتیق کے تین حصے تھے (1) ملخ (2) عزہ (3) ذات العرق

کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام نے بستانِ عامر کے مقام پر قیام نہیں فرمایا بلکہ ذات العرق کی طرف سفر جاری رکھا، اس پاک قافلہ نے دن کے تقریباً 9 بجے کے بعد اس مقام کو عبور کیا، آگے منزل ذات العرق 40 کلومیٹر کے فاصلہ پر تھی، یہاں پاک قافلہ تقریباً 1 سے 2 بجے کے درمیان پہنچا

یہ 9 ذوالحجہ کا دن تھا، قافلہ پاک نے بستانِ عامر کو عبور کیا اور ذات العرق کی طرف محو سفر تھا، جب تقریباً دوپہر کا وقت ہوا تو اس وقت امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام نے اپنا ایک معمول تبدل فرمایا، تھوڑی دیر کے بعد محملوں سے اپنے رہوار کو دور لے جاتے اور یوں گریہ فرماتے جس طرح کوئی ماں اپنے جوان بیٹے کی لاش پر روتی ہے پھر آنکھیں صاف کر کے محملوں کے قریب تشریف لے آتے

یہ بات عام قافلہ والوں نے تو شاید محسوس نہ کی مگر پاک شہزادی عالیہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا سے بھائی کا دکھ کب پوشیدہ رہ سکتا تھا، انہوں نے یہ سب کچھ دیکھا مگر خاموش رہیں کچھ دیر مزید سفر کرنے کے بعد ملکہ عالمین صلواۃ اللہ علیہا نے نگاہ فرمائی انہیں محملوں کے قریب پاک بھائی نظر نہیں آئے، انہوں نے چاروں طرف نگاہ فرمائی مگر نگاہیں مایوس ہو کر واپس آگئیں تو انہوں نے اس وقت محملوں کے ساتھ سفر کرتے ہوئے بھائیوں کی طرف نگاہ اٹھائی، باقی تمام بھائی محملوں کے ساتھ نظر آئے، اس وقت معظّمہ شہزادی صلواۃ اللہ علیہا نے دائی پاک جناب فضہ کو مخاطب کر کے فرمایا ذرا میرے بھائی عباس علیہ الصلوات والسلام سے کہو ہمارے محمل کے قریب آئیں، اشارہ پا کر جناب عباس علیہ الصلوات والسلام اپنا گھوڑا تیز دوڑا کر محمل کے قریب تشریف لے آئے، پاک شہزادی صلواۃ اللہ علیہا نے فرمایا بھائی عباس علیہ الصلوات والسلام مجھے میرے مظلوم بھائی علیہ الصلوات والسلام نظر نہیں آرہے، وہ کہاں ہیں؟

جناب عباس علیہ الصلوات والسلام جن کی ذمہ داری پردہ پاک کی حفاظت تھی، انہوں نے فوراً چاروں طرف نگاہ فرمائی مگر امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام نظر نہ آئے، فوراً محملوں کے پچھلے راستہ کی طرف گھوڑا دوڑایا، ابھی وہ پچھلے فوجی حفاظتی دستے تک نہیں پہنچے تھے کہ

انہوں نے دیکھا کہ امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام اپنے پاک مرتجز پر سوار ہیں مگر کیفیت یہ ہے کہ رہوار کی لگام ہاتھ سے چھوٹی ہوئی ہے، قدم مبارک رکابوں سے باہر ہیں، سر اطہر جھکا ہوا ہے، دستار گلے میں ہے، پاک رہوار آہستہ آہستہ چلتا آرہا ہے، آنکھوں سے آنسو بارش کی مانند برس رہے ہیں، جناب عباس علیہ الصلوات والسلام اپنے گھوڑے سے اترے، جاکر مرتجز کی لگام پکڑی، قدموں پر بوسہ دیا، اس وقت امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام نے سر اطہر بلند فرمایا، اس کی تفصیل میں پہلے عرض کر چکا ہوں، میں نے یہ عرض بھی کی تھی کہ یہاں کردگار وفا علیہ الصلوات والسلام کو امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام نے اپنے پاک بھائی جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام کی زیارت بھی کرائی، اب میں تھوڑا سا کوفہ کا احوال بھی عرض کرتا چلوں

کوفہ کا احوال

یہی 9 ذوالحجہ منگل کا دن ہے، دس سے گیارہ بجے کا وقت ہے، ابن زیاد ملعون اپنے تخت پر اسی انتظار میں بیٹھا ہے کہ بکیر ابن حمران نہروانی جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام کو شہید کر کے ان کا سر اطہر لے آئے، اچانک ملعون نے دیکھا کہ بکیر ملعون بدحواس ہوکر بھاگتا ہوا آرہا ہے، چہرے پر پسینہ ہے، خوف سے آنکھیں کھلی ہوئی ہیں، جسم پر کپکپی طاری ہے، یہ کانپتا ہوا دربار میں داخل ہوا

اس وقت پریشان ہوکر ابن زیاد ملعون نے پوچھا کہ کیا جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام کو شہید کر دیا ہے؟ بکیر ملعون نے کانپتے ہوئے جواب دیا ہاں ان کو شہید کر دیا ہے، ابن زیاد ملعون نے پوچھا کہ پھر تم اتنے خوف زدہ کیوں ہو؟ اس ملعون نے جواب

دیا کہ جس وقت میں نے جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام پر ضرب چلائی اور ان کا سر اطہر زمین کی طرف روانہ ہوا تو وہ زمین بوس ہونے کی بجائے درمیان میں رک گیا، میں نے دیکھا کہ اسی وقت شہنشاہ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لے آئے، انہوں نے آ کر سر اطہر کو تھام لیا، سر اطہر کے بوسے لئے، پھر میری طرف عالم جلال میں نگاہ فرمائی اور ڈانٹ کر فرمایا اے ملعون ازل آج تمہارا دن تھا، کل ہمارا دن ہوگا، تم نے جو کچھ کرنا تھا کر چکے، اب جو کچھ کرنا ہے ہم نے کرنا ہے تم اس دن کس طرف جاؤ گے؟ ......(R_178)

ابن زیاد ملعون نے کہا یہ بات میرے سامنے کی ہے اب پھر کسی کے سامنے نہ کرنا

﴿بے حرمتی اجساد﴾

جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام اور ان کے انصار اطہار سلام اللہ علیہم کے سر ہائے اطہر کے بارے میں مؤرخین نے لکھا ہے کہ سوائے جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام کے باقی تمام شہیدوں کے سر ان کی لاشوں کے ساتھ دفن ہوئے، کچھ لکھتے ہیں کہ چند دن بعد دفن ہوئے، مگر جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام کا سر اطہر فرعون کوفہ نے فرعون شام کی طرف روانہ کیا تھا، ان کا سر اطہر زبیر بن ارواح تمیمی اور ہانی بن حیہ وراعی ملعون کو دیا گیا تھا کہ وہ یہ سر فرعونِ شام کو ہماری طرف سے تحفہ دیں، جب یہ سر اطہر شام پہنچا تو فرعون شام نے حکم دیا تھا کہ اس سر اطہر کو دروازۂ دمشق کے اوپر آویزاں کر دیا جائے اور یہ سر اطہر پورے تین ماہ یعنی قافلہ پاک کے شام جانے تک آویزاں رہا

(R_179)

ان شہیدوں کے اجسادِ طاہرہ کے بارے میں یہ روایت ہے کہ ابن زیاد ملعون نے حکم دیا تھا کہ لوگوں میں خوف و ہراس پیدا کرنے کیلئے ان کو تمام شہر میں گھمایا جائے اس کے بعد کناسہ کوفہ (منڈی میدان) میں صلیب پر لٹکا دیا جائے، یہ روایت تحقیق کی کسوٹی پر پوری نہیں اُترتی بلکہ محققین کا فیصلہ ہے کہ ملعون کوفہ نے حکم تو دیا تھا کہ تمام اہل کوفہ کو ان لاشوں کی زیارت کروائی جائے، ملاعین ازل نے لاش ہائے اطہر کی بے حرمتی کا پروگرام بنایا تھا لیکن جب اُمت ملعون نے اُس کے حکم پر عمل کرنا چاہا تو ابھی چند گلیاں عبور نہیں ہوئیں تھیں کہ اُس وقت یہ اطلاع جناب میثم تمار بن یحییٰ علیہ السلام کی صاحب زادی کو ملی، اُنہوں نے اپنی والدہ سے مشورہ کیا اور یہ دونوں اپنے گھر سے روانہ ہوئیں، بازار میں آکر انہوں نے اپنے بال کھول لئے اور وامزحجاہ واغرتباہ کے بین شروع کردیئے

اس وقت تمام لوگوں نے ان سے پوچھا کہ تم نے یہ حال کیوں بنالیا ہے تو انہوں نے روتے ہوئے کہا کہ جناب ہانی سلام اللہ علیہ اور دیگر اشراف کوفہ کی لاشوں کو کوفہ کی گلیوں میں گھمایا جانا اور تمام کوفہ کا اپنے اشراف کے اس انجام پر خاموش رہنا، اس سے بڑی کوئی مصیبت اور بے غیرتی کیا ہوسکتی ہے؟

ان کی آواز جناب ہانی سلام اللہ علیہ کے گھر تک پہنچ گئی ان کی زوجہ بیٹوں کو ساتھ لے کر اپنے والد عمر ابن حجاج زبیدی ملعون کے گھر گئی اور اسے کہا کہ تم اب بھی دربار کوفہ کے وفادار ہو؟ تم شرم سے مر کیوں نہیں جاتے، ایک تو ہمارا مہمان مارا گیا ہے، دوسرا ظلم یہ ہے کہ ہمارے اور تمہارے قبیلے کے سردار کی لاش کی بے حرمتی ہورہی ہے یہ تو سب کیلئے ڈوب مرنے کا مقام ہے

اس دوران جناب میثم تمار بن یحییٰ کی صاحب زادی نے اہل مراد اور اہل مذحج کی سرزنش کی کہ تم عورتوں سے بھی زیادہ بزدل ہو کیونکہ کوفہ کی عورتیں تو اپنے اشراف کی بے حرمتی پر احتجاج کر رہی ہیں مگر تم سب خاموش ہو، عمامے اتار کر سب دوپٹے پہن لو، یہ بات سن کر قبائل کے جوان جوش میں آئے، انہوں نے فوراً گھوڑے دوڑائے اور اس مقام پر آئے جہاں لاشوں کی بے حرمتی ہو رہی تھی، ادھر سے عمر ابن حجاج زبیدی بھی پہنچ گیا، اس کے ساتھ بھی قبیلہ کے لوگ تھے، انہوں نے آکر لاشوں کی بے حرمتی کرنے والوں کو روکا اور ان سے لاشیں طلب کیں، انہوں نے جواب دیا کہ ہمیں ابن زیاد ملعون کا حکم ہے تم اس ملعون کا حکم نامہ لے کر آؤ، انہوں نے دوبارہ لاشیں طلب کیں، انہوں نے نہ تو لاشیں واپس کیں نہ ہی بے حرمتی سے باز آئے، اس وقت ان قبائلی جوانوں نے اپنی تلواریں بے نیام کیں اور ان پر حملہ کر دیا اور ان سب کو فی النار کر کے لاشوں کو حاصل کر لیا، بعد ازاں غسل وکفن کا انتظام کیا اور ان تمام اجسادِ طاہرہ کو پر وقار طریقہ سے سپردِ خاک کیا گیا

یہاں یہ وضاحت بھی کرتا چلوں کہ اس دور کے پانچ افراد تھے جن کو خواصِ خمسہ کہا جاتا تھا، ان میں جناب میثم تمار بن یحییٰ سلام اللہ علیہ، جناب حبیب ابن مظاہر اسدی سلام اللہ علیہ، جناب رشید ہجری سلام اللہ علیہ جناب عمرو ابن حمق خزاعی سلام اللہ علیہ جناب محمد بن ابی بکر سلام اللہ علیہ تھے

جب عمر ابن حجاج زبیدی اور مرادی و مذحجی لوگوں نے لاشیں وصول کیں تو پروگرام بنایا کہ ان لاشوں کی ایک اجتماعی مزار بنائی جائے مگر اس پر اختلاف ہو گیا تھا اور پھر ان کی وصیت کے مطابق مسجد کوفہ کے ساتھ ان کی مزاریں بنائی گئی تھیں ......(R_180)

امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام نے جناب عباس علیہ الصلوات والسلام کو یہ منظر دکھایا تھا اور انہیں فرمایا کہ تم دیکھو تمہارے بھائی امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام کی کس طرح عزت افزائی ہورہی ہے جب انہوں نے نگاہ فرمائی تو دیکھا کہ آگے آگے ایک ظالم ہے جو امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام کی شاہی پالکی کے آگے اعلان کرتا ہوا آرہا ہے کہ یہ وہ امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام ہیں جو امت کے مہمان تھے، آج امت نے انہیں مہمانی دی ہے، ان کے استقبال کیلئے تمام لوگ بازار میں آجائیں، ان کے پیچھے کئی ظالم ہیں جنہوں نے جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام کی شاہی پالکی کو اٹھایا ہوا ہے، ان کے پیچھے ایک سیاہ برقعہ پوش مستور صلواۃ اللہ علیہا ہیں جو رو رو کر فرما رہی ہیں کہ کیا کوفہ میں قبروں کا کوئی رواج نہیں ہے یا مسافروں سے یہی رویہ رکھا جاتا ہے، اگر تم میرے لعل کی لاش دفن نہیں کرسکتے تو یہ لاش مجھے دے دو، میں اسے اپنے آنسوؤں سے غسل بھی دوں گی اور اپنی ردا کا کفن بھی پہناؤں گی، اس کی قبر بناؤں گی، میرا لعل مجھے دے دو

سب مومنین مل کر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پاک معظّمہ بیٹی صلواۃ اللہ علیہا کو دعا دیں کہ خدا کرے آپ کا پاک گھر جلد سے بھی پہلے آباد ہو، آپ کے اس مسافر لخت جگر کا منتقم عجل اللہ فرجہٗ الشریف آ کر تمام ظالمین سے ان کا انتقام لیں، ان کو اپنے تمام پاک فرزندان سمیت گھر اطہر میں دوبارہ آباد فرمانویں، اور یہ آبادی ابدی اور دائمی ہو کہ جس میں دکھوں کا شائبہ تک نہ ہو، خوشیاں ہی خوشیاں ہمیشہ کیلئے آپ سب کا مقدر بنیں

﴿ آمین یارب العالمین ﴾

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ وَّ آلِ مُحَمَّدٍ وَعَجِّل فَرَجَھُم بِقَائِمِھِمْ عَجَلَ اللّٰہُ فَرَجَہُ الشریف
وَصَلَوَاتُ اللّٰہِ عَلَیہِ وَعَلٰی آلِہٖ اَجمَعِین

یاھوالوہاب الخبیر العلیم
یا مولا کریم عجل اللہ فرجک وصلوات اللہ علیک

مجلس نمبر 24

ذات العرق

تاجدارِ کربلا علیہ الصلوات والسلام 9 ذوالحجہ کو بعداز دوپہر منزل ذات العرق پر وارد ہوئے شعب سے ذات العرق تک فاصلہ کچھ یوں ہے کہ شعب سے تنعیم وصفاح سے مکہ مکرمہ تک کا فاصلہ تقریباً 6 کلومیٹر ہے، مکہ مکرمہ سے بستان عامر تک 53 کلومیٹر ہے بستان عامر سے ذات العرق تک 48 کلومیٹر ہے، یعنی پہلے دن کا کل سفر 99 کلومیٹر ہے، اور اوسط رفتار کے لحاظ سے پہلے دن کا سفر تقریباً 10 گھنٹے کا تھا، یعنی رات کے 4 بجے اگر روانگی تسلیم کی جائے تو ایک یا دو بجے کے بعد کسی وقت یہ قافلہ اپنی منزل پر پہنچا ہوگا

یہ بھی وضاحت کرتا چلوں کہ یہ مقام اہل بصرہ واہل نجد واہل عراق کی میقات یعنی احرام باندھنے کی جگہ تھی، یہاں شہنشاہ کربلا علیہ الصلوات والسلام خاندان پاک کے باقی جوانوں کے ساتھ خیام آراستہ فرمانے میں مصروف تھے، اس وقت کچھ اصحاب نے تاجدار کربلا کا بڑا خیمہ (جو شہنشاہِ یمن نے خصوصی طور پر تحفتاً پیش کیا تھا) فوری طور پر لگایا اور تاجدار کربلا علیہ الصلوات والسلام اس خیمہ میں تشریف فرما ہوئے

اس وقت دور سے ایک تیز کارواں نظر آیا جو بڑی تیزی سے مکہ کی طرف مصروف سفر تھا، کیونکہ منزل ذات العرق پر پانی وافر مقدار میں موجود تھا یہاں عرب کے موسم

کے مطابق کافی سہولیات بھی موجود تھیں اس لئے اس مقام پر عموماً قافلے ضرور قیام کرتے تھے، یہاں جس مقام پر خیام لگے ہوئے تھے وہ راستے سے ایک سائیڈ پر تھا کیونکہ راستے کے بالکل نزدیک خیام لگانا پردۂ توحید کے شایان شان نہ تھا مگر یہ بھی خیال رکھا گیا تھا کہ اس مقام سے پانی کا کنواں زیادہ دور نہ ہوتا کہ خیام میں پانی کی سپلائی آسانی سے ہوتی رہے، تاجدار کربلا علیہ الصلوات والسلام کے خیمہ اطہر کے سامنے تھوڑی دور وہ کنواں تھا جہاں سے عام مسافر آکر پانی پیتے یا لیتے تھے

وہ آنے والا قافلہ یہاں رکا نہیں بلکہ انہوں نے اپنے غلاموں کو بھیجا کہ جلد از جلد مشکیں بھر کر لے آئیں ہم بستانِ عامر جا کر قیام کریں گے، جب وہ غلام مشکیں بھرنے میں مصروف تھے اس وقت اس قافلے کے سردار نے کنویں کے سامنے وسیع میدان میں خیام لگے ہوئے دیکھے اس نے وہاں کے ایک رہائشی آدمی سے پوچھا کہ یہ خیام کس کے ہیں کیا کوئی فوج مکہ سے عراق جا رہی ہے؟ اس آدمی نے بتایا کہ یہ خیام تاجدار کربلا علیہ الصلوات والسلام کے ہیں اور وہ باندھے ہوئے احرام توڑ کر مکہ سے آ رہے ہیں

جب اس سردار نے یہ سنا تو وہ فوراً گھوڑے سے اُترا اور تاجدار کربلا علیہ الصلوات والسلام کے خیام کی طرف چل پڑا، جب نزدیک پہنچا تو ایک غلام سے عرض کی کہ جا کر تاجدار کربلا علیہ الصلوات والسلام کی خدمت میں عرض کرو بشر بن غالب بن صعصعہ بن ناجیہ حاضر بارگاہ ہونا چاہتا ہے یہ فرزدق شاعر کا بھائی تھا اور اپنے قبیلہ کا سردار تھا کیونکہ غالب بن صعصعہ کی دستار اس کے سر پر تھی

جب غلام نے جا کر بتایا تو تاجدار کربلا علیہ الصلوات والسلام نے اُسے فوراً اپنے خیمے میں بلا لیا

یہ حاضر بارگاہ ہوا تو دیکھا کہ شہنشاہ کربلا علیہ الصلوات والسلام کی مسند لگی ہوئی ہے اُس پر تکیے رکھے ہوئے ہیں اور خیمہ کے اندر اُن کے سامنے بھی دونوں طرف تکیے رکھے ہوئے ہیں تاکہ کوئی معزز آدمی آئے تو ان کے سہارے بیٹھ سکے، شہنشاہ کربلا علیہ الصلوات والسلام تکیے کے سہارے نیم دراز تھے، ان کے سر اطہر پر زرد رنگ کا عمامہ تھا، اس نے آکر ادب سے آپ کو سلام کیا اس کے بعد آداب شاہی کے پیش نظر کھڑا ہو گیا تاکہ اذن فرمائیں گے تو بیٹھوں گا، اس وقت شہنشاہ کربلا علیہ الصلوات والسلام نے دست مبارک کے اشارے سے بیٹھنے کا حکم دیا، یہ قریب ہی بیٹھ گیا، پھر شہنشاہ کربلا علیہ الصلوات والسلام نے اُس سے خیریت دریافت فرمائی تمام حالات پوچھنے کے بعد ضمناً کوفہ کے حالات دریافت فرمائے، یہ اشرافِ کوفہ میں سے تھا اور اپنے قبیلہ کا سردار تھا اس لئے اس نے جو جواب دیا وہ بڑا انفسیاتی قسم کا تھا اس نے عرض کی کہ

''آقا میں یہ سمجھتا ہوں کہ انسان سے جو چیزیں کام کرواتی ہیں وہ دو ہیں یعنی محبت اور خوف، اور کوفیوں کی اندرونی کیفیت کا جائزہ میں نے لیا ہے اس جائزہ سے مجھے یہی محسوس ہوا ہے کہ کوفیوں کو آپ کی ذات سے بڑی محبت ہے مگر اس محبت پر بنی اُمیہ کا خوف غالب آچکا ہے اور اصل حقیقت تو آپ کی ذات پاک ہی بہتر جانتی ہے''...... شہنشاہ کربلا علیہ الصلوات والسلام نے تصدیق فرمائی کہ تم نے بالکل درست جائزہ پیش کیا ہے اس وقت کوفیوں کی یہی کیفیت ہے......(R_181)

یہ بھی عرض کرتا چلوں کہ اس منزل ذات العرق پر شہنشاہ کربلا علیہ الصلوات والسلام نے 13 ذوالحجہ تک قیام فرمایا، یہاں قیام کی ایک وجہ جناب محمد حنفیہؑ علیہ الصلوات والسلام اور جناب عبداللہ علیہ الصلوات والسلام کا انتظار بھی تھا

آمد جنابِ عبداللہ علیہ الصلوات والسلام

یہ تو میں آپ کو بتا چکا ہوں کہ مکہ سے شہنشاہ کربلا علیہ الصلوات والسلام نے 8 ذوالحجہ کو جناب قیس بن مسہر صیداوی الاسدی کو کوفہ روانہ فرمایا تھا اور اسے فرمایا تھا کہ تم کوفیوں کو اور جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام کو یہ اطلاع دو کہ ہم فریضہ حج ادا کرنے کے فوراً بعد کوفہ تشریف لے آئیں گے، جناب قیس مکہ سے بدر و عسفان کے راستے سے روانہ ہوئے، انہوں نے آکر مدینہ میں قیام فرمایا، انہوں نے سوچا کہ شہنشاہ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت بھی کرتا چلوں اور باقی خاندان علیہم الصلوات والسلام کو شہنشاہ کربلا علیہ الصلوات والسلام کے ارادوں سے بھی آگاہ کر کے کوفہ روانہ ہو جاؤں گا، جب یہ شہنشاہ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مزار اطہر کی زیارت میں مصروف تھے اس وقت کسی نے جا کر جناب عبداللہ علیہ الصلوات والسلام اور جناب محمد حنفیہ علیہ الصلوات والسلام کو اطلاع دی، انہوں نے جناب قیس کا انتظار نہیں کیا بلکہ خود روضہ اطہر میں پہنچ گئے اور جناب قیس سے شہنشاہ کربلا علیہ الصلوات والسلام کی خیریت دریافت فرمائی، جب جناب قیس نے انہیں آگاہ کیا کہ شہنشاہ کربلا علیہ الصلوات والسلام کا پروگرام کوفہ جانے کا ہے تو اسی وقت جناب محمدؐ حنفیہ علیہ الصلوات والسلام اور جناب عبداللہ علیہ الصلوات والسلام نے مکہ جانے کا پروگرام بنا لیا اور جناب عبداللہ علیہ الصلوات والسلام نے اپنے سب سے بڑے فرزند جناب علی بن عبداللہ علیہ الصلوات والسلام کو حکم فرمایا کہ فوراً ہماری تیاری کا انتظام کرو، جناب عبداللہ علیہ الصلوات والسلام نے اپنے فرزندان جناب عون و محمد علیہم الصلوات والسلام کو اپنے ساتھ لیا اور جناب محمدؐ حنفیہ علیہ الصلوات والسلام کو بھی ساتھ لے کر مکہ کی طرف روانہ ہو گئے، ان کے ساتھ کافی غلام بھی تھے

10 ذوالحجہ کو جناب قیس مدینہ پہنچے اور 10 ذوالحجہ ہی کو یہ قافلہ یہاں سے روانہ ہو گیا اور 12 ذوالحجہ کو یہ مکہ پہنچ گئے کیونکہ عام مسافر کو مکہ سے مدینہ تک پہنچنے میں پانچ دن لگتے تھے مگر کوئی بلا توقف سفر کرتا تو پھر تین دن میں مکہ پہنچ جاتا تھا اور جناب عبداللہ علیہ الصلوات والسلام نے راستے میں صرف دو مقام پر مختصر سا قیام فرمایا اس لئے تیسرے دن آپ مکہ پہنچ گئے

یہاں ایک وضاحت کرتا چلوں کہ جناب عبداللہ علیہ الصلوات والسلام اس زمانہ میں سید التجار کے نام سے مشہور تھے، انہیں بحرالجود (سخاوت کے سمندر) بھی کہا جاتا تھا اور انہیں عام لوگ جواد (بہت بڑے سخی) کہہ کر بلاتے تھے اور عام لوگ جب لفظ جواد مطلقاً ادا کرتے تو ہر آدمی سمجھ جاتا کہ یہ جناب عبداللہ علیہ الصلوات والسلام کا ذکر کر رہے ہیں

اس زمانے میں معاشرہ میں سب سے زیادہ عزت تجارت پیشہ لوگوں کی سمجھی جاتی تھی اور جو عمال حکومت ہوتے تھے وہ بڑے بڑے تاجروں سے اپنے تعلقات پیدا کر کے فخر محسوس کرتے تھے کیونکہ شاہی نوکری یا گورنری ایک غیر یقینی عزت سمجھی جاتی تھی جس کا ایک پل کا بھی بھروسہ نہیں تھا کیونکہ جب حکومت بدلتی تو نوکری بھی ختم ہو جاتی، بعض اوقات جان بھی چلی جاتی تھی، اس لئے جو بھی کسی شہر کا گورنر بنتا وہ تمام ملک کے بڑے بڑے تاجروں سے اپنے تعلقات پیدا کرنے کی کوشش کرتا، تاجروں کو ہر صورت میں ممنون کرنے کی کوشش کرتا کیونکہ اسے یہ معلوم ہوتا کہ جب بھی اس پر برا وقت آئے گا تو یہ تاجر ہی اس کے کام آئیں گے، مالی مدد بھی کریں گے اور دربار حکومت میں اسے بچانا چاہیں گے تو بچا بھی لیں گے، اس لئے تجارت کے پیشہ کی بہت عزت تھی

جناب عبداللہ علیہ الصلوات والسلام اس زمانہ کے تمام تاجروں کے سردار تھے اس لئے ہر حاکم ان کے ساتھ نیازمندی سے پیش آتا، ایک تو یہ خاندانیت کے لحاظ سے بھی معزز تھے دوسرا ان کی سخاوت کی وجہ سے بھی ان کو تمام عرب میں بڑی عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا اور ان کے تعلقات اتنے وسیع تھے کہ قیصر و کسریٰ تک یہ صاحب رسوخ تھے اس لئے عرب کے تمام حاکم ان کا بہت احترام کرتے تھے، بوقت ضرورت ان سے قرض بھی لیتے تھے

جب جناب ابوایوب انصاری کی معیت میں روم کی طرف ایک لشکر تیار کیا گیا تو جیش روم کی تیاری کیلئے خود معاویہ کو پیسے کی ضرورت پڑی، اس نے جناب عبداللہ علیہ الصلوات والسلام سے ایک لاکھ سونے کی اشرفیاں قرض کے طور پر لیں تھیں جو ابھی تک واجب الادا تھیں

یہاں یہ عرض بھی کرتا چلوں کہ کسی شخص نے جناب عبداللہ علیہ الصلوات والسلام سے پوچھا تھا کہ آپ کو کبھی تجارت میں خسارہ بھی ہوا ہے؟ آپ نے فرمایا تھا کہ ہمیں کبھی تجارت میں خسارہ نہیں ہوا، اگر ہم خاک بھی چاندی کے ریٹ پر خرید لیں تو ہماری وہ خاک بھی سونے کے ریٹ پر فروخت ہو جاتی ہے، اس آدمی نے عرض کی تھی کہ اس کی وجہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ جب ہم حبشہ سے واپس آئے تھے تو ہمارے پاک والد جناب جعفر طیار علیہ الصلوات والسلام جنگ موتہ میں شہید ہو گئے، ان کے بعد ہمارے سر پرست تو خود شہنشاہ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے اور وہ اکثر ہمارے گھر تشریف لے آتے اور ضروریات کے بارے میں دریافت فرماتے ہمیں گود میں اٹھا کر بہت پیار کرتے ایک دن آپ تشریف لے آئے تو ہم ریت کی ڈھیریاں بنا کر کھجور کی شاخ اور پتوں

کے ترازو بنا کر کھیل رہے تھے، شہنشاہ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے قریب تشریف لے آئے اور فرمایا بیٹا یہ کیا کر رہے ہو، ہم نے عرض کی کہ ہم تجارت کر رہے ہیں اس وقت شہنشاہ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آسمان کی طرف نگاہ فرمائی اور دعا فرمائی کہ میرے خالق ان کی تجارت میں کبھی خسارا نہ ہو......(R_182)

فرمایا اب اس دن سے مال خریدتے ہوئے کبھی سوچا بھی نہیں کہ ہمیں خسارہ ہوگا کیونکہ شہنشاہ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعا کے بعد تو خسارے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا

میں عرض کر رہا تھا کہ جناب عبداللہ علیہ الصلوات والسلام اپنے زمانے کے سید التجار یعنی تاجروں کے سردار تھے اس لئے مکہ ہو یا مدینہ ان کے گورنروں سے آپ یوں بات کرتے جس طرح کوئی سردار اپنے ملازمین سے گفتگو کرتا ہے، جب آپ مکہ تشریف لے آئے تو پہلے مقام شعب پر پہنچے تا کہ پہلے شہنشاہ کربلا علیہ الصلوات والسلام کی زیارت کی جائے پھر کوئی قدم اٹھایا جائے مگر جناب عبداللہ علیہ الصلوات والسلام کو یہاں پہنچ کر معلوم ہوا کہ شہنشاہ معظم علیہ الصلوات والسلام تو روانہ ہو چکے ہیں، یہاں سے جناب عبداللہ علیہ الصلوات والسلام نے اپنے دونوں چھوٹے فرزندوں جناب عونؑ اور جناب محمدؑ علیہما الصلوات والسلام کے ساتھ چند غلام روانہ کئے اور امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام کیلئے ایک خط بھی دیا جس کا مفہوم یہ تھا کہ آقاؑ آپ جس منزل پر بھی قیام پذیر ہیں غلام کے آنے تک وہیں قیام پذیر رہیں کیونکہ ہمیں ایک عظیم خونریزی نظر آ رہی ہے، اگر خدانخواستہ آپ کو کچھ ہو گیا تو اس دنیا سے اللہ کا نور خاموش ہو جائے گا، یہ دنیا تاریک ہو جائے گی، اور ہمارا تو آپ کے سوا اس دنیا میں کوئی اور سہارا بھی نہیں ہے، امید ہے آپ میرے آنے تک روانہ نہیں ہوں گے

پھر اپنے دونوں فرزندوں سے فرمایا کہ تم دونوں شہنشاہ کربلا علیہ الصلوات والسلام کے پیچھے روانہ ہو جاؤ، وہ جس منزل پر مل جائیں انہیں وہاں رک جانے کی گذارش کرنا، اگر امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام وہاں سے روانہ ہونا چاہیں تو اپنی پاک ماں صلواۃ اللہ علیہا سے سفارش کروانا اور میرے پہنچنے تک انہیں آگے روانہ نہ ہونے دینا……(R_183)

اپنے فرزندوں کو روانہ کر کے فوراً مکہ تشریف لے آئے اس وقت عمر ابن سعید مکہ کا گورنر تھا اور امیر حج بن کر لوگوں کو حج کروانے میں مصروف تھا

جناب عبداللہ علیہ الصلوات والسلام اس کی قیام گاہ پر تشریف لے آئے کہ آج حج اختتام پذیر ہونے والا ہے اس لئے یہ ملعون شاید یہاں مل جائے مگر یہ یہاں نہ مل سکا پھر جناب عبداللہ علیہ الصلوات والسلام فوراً حرم کعبہ تشریف لے آئے تو یہ ملعون منیٰ میں رمی جمرات یعنی شیطان کو پتھر مارنے کے بعد واپس حرم کعبہ میں آچکا تھا اور لوگ ایام تشریق کی وجہ سے عبادات میں مصروف تھے، یہ ملعون بھی اس وقت طوافِ رخصت کرنے میں مصروف تھا کہ جناب عبداللہ علیہ الصلوات والسلام نے آکر اس کی کلائی کو پکڑ لیا اور فرمایا ذرا ایک طرف ہو کر ہماری بات سن لو، ملعون نے فوراً طواف چھوڑ دیا

یہاں ایک وضاحت کرنا ضروی ہے کہ جس وقت عبداللہ بن زبیر اور شہنشاہ کربلا علیہ الصلوات والسلام کی وجہ سے مکہ کی فضا میں کشیدگی دیکھی تو اس وقت عمر ابن سعید بن عاص ملعون نے فرعون شام کو ایک خط لکھا کہ مکہ کی فضا بڑی تیزی سے تمہارے خلاف ہو رہی ہے اب تم بتاؤ کہ میں کیا کروں؟

فرعونِ شام نے جواب میں لکھا کہ عبداللہ ابن زبیر کو تم ہرگز نہ چھوڑو چاہے وہ تمہیں حرم کعبہ میں مل جائے تو اس کی گردن اڑا دو اور جس وقت تک عبداللہ بن زبیر قتل نہ

ہو جائے شہنشاہ کربلا علیہ الصلوات والسلام سے دشمنی نہ کرنا ان کا انتظام میں خود کروں گا

(یہ ان ظالمین کی طرف اشارہ تھا جنہیں حاجیوں کے روپ میں بھیجا گیا تھا)

تم شہنشاہ کربلا علیہ الصلوات والسلام سے اچھا سلوک کرنا اگر وہ مکہ یا مدینہ میں رہنا چاہیں تو ان سے کوئی تعرض یا زیادتی نہ کرنا ہاں اگر وہ کوفہ آنا چاہیں تو انہیں ہر صورت روکنے کی کوشش کرنا...... یہ خط اس ملعون کے پاس پہنچ چکا تھا

جب جناب عبداللہ علیہ الصلوات والسلام نے اس کی کلائی پکڑی تو اس نے فوراً طواف چھوڑ دیا اور ان کے ساتھ چل پڑا، یہ حرم کے ایک خالی گوشے میں آ کھڑے ہوئے یہاں جناب عبداللہ علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا تم نے ہمارے شہنشاہ کو مکہ میں نہیں رہنے دیا تمہیں معلوم ہے کہ وہ ہمارے گھر کا کل سرمایہ ہیں اور ہم تمام گھر والے اپنے آپ کو ان کی نعلین کا صدقہ سمجھتے ہیں، تم نے یہ گستاخی کیوں کی؟

ملعون نے عرض کی کہ میں نے تو انہیں مجبور نہیں کیا بلکہ وہ خود یہاں سے روانہ ہوئے ہیں بلکہ میری تو خواہش تھی کہ وہ کوفہ تشریف نہ لے جاتے بلکہ یہیں رہتے

جناب عبداللہ علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا کہ تم یہ کہہ رہے ہو، اگر تم انہیں یہاں رہنے دیتے تو وہ یہاں سے گرمی کے موسم میں چھوٹے چھوٹے بچوں اور پردہ داران توحید صلواۃ اللہ علیھن کے ساتھ سفر کیوں کرتے؟ آخر کوئی وجہ تو ہے کہ انہوں نے حج بھی ادا نہیں کیا اور کوفہ روانہ ہو گئے ہیں، ملعون نے جواب دیا کہ ہمارا کوئی قصور نہیں

جناب عبداللہ علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا کہ اگر واقعی تمہارا کوئی قصور نہیں تو ہمیں ایک امان نامہ لکھ کر دو، ملعون نے عرض کی کہ آپ مالک ہیں میں آپ کی اپنے والد سے بڑھ کر عزت واحترام کرتا ہوں آپ خود ایک امان نامہ لکھ دیں جو کچھ بھی لکھیں گے

مجھے کوئی اعتراض نہیں ہوگا میں اس پر اپنی مہر لگا دوں گا

جناب عبداللہ علیہ الصلوات والسلام نے حرم کعبہ میں بیٹھ کر اسی وقت کاغذ قلم دوات منگوائی اور امان نامہ تحریر فرمایا ملعون نے مہر لگا دی اور عرض کی کہ آپ اب تو راضی ہیں؟

فرمایا نہیں، تم کیا سمجھتے ہو کہ تمہارے اس امان نامہ کو ہم کافی سمجھتے ہیں؟ ہم یہ ایک کاغذ کا ٹکڑا اٹھا کر اپنے شہنشاہ علیہ الصلوات والسلام کو دکھائیں یہ تو کوئی بات نہ ہوئی، تم اگر اپنی سعادت مندی دکھانا چاہتے ہو تو ہمارے ساتھ چلو، اپنے ہاتھ سے انہیں امان نامہ پیش کرواور انہیں یقین دہانی کرواؤ کہ تم لوگ ان سے کسی قسم کی زیادتی نہیں کرو گے اور انہیں مکہ مکرمہ میں امن کے ساتھ رہنے دو گے، ملعون نے عرض کی کہ آج حج کا آخری دن ہے میں نے یہاں حجاج کو الوداعی خطبہ دینا ہے اس لئے آپ کے ساتھ نہیں جا سکتا، ہاں کل کا پروگرام بنا لیں میں خود آپ کے ساتھ چلوں گا

یہاں وضاحت کرتا چلوں کہ اس زمانے میں حجاج کرام جب حج سے فارغ ہو جاتے تو امیر حج انہیں خلیفہ وقت کی طرف سے کچھ احکام بتاتا تھا اور وہ حج کا الوداعی خطبہ کہا جاتا تھا، جو عرفہ اور عید کے خطبات کے علاوہ ہوتا تھا

عمر ابن سعید نے جناب عبداللہ علیہ الصلوات والسلام سے عرض کی کہ اگر آج ہی جانا ہے تو پھر میرے بھائی یحییٰ بن سعید کو اپنے ساتھ لے جائیں، یہ میری طرف سے نہ آنے کی معذرت بھی کرے گا اور انہیں یقین بھی دلائے گا ......(R_184)

میں عرض کروں گا کہ ہر دوست نے اپنی طرف سے تو ہر ممکن کوشش کی کہ شہنشاہ کربلا علیہ الصلوات والسلام کو کوئی دکھ نہ پہنچے مگر مالک ازل و ابد کے فیصلے تو تمام دوستوں کے جذبات و محبت بھری خواہشات سے ماوریٰ ہوتے ہیں

عمر ابن سعید نے اپنے بھائی یحییٰ ابن سعید کو بلا کر تاکید کی کہ وہ فوراً جناب عبداللہ علیہ الصلوات والسلام کے ساتھ روانہ ہو جائے، شہنشاہ کربلا علیہ الصلوات والسلام سے معذرت کرے کہ میں حاضر نہیں ہو سکا کیونکہ میری مجبوری تھی اور انہیں یقین دہانی کرائے کہ ہم آپ کی ذات کے دشمن نہیں ہیں بلکہ ان سے عرض کرے کہ اللہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گواہ ہیں کہ آپ جب تک مکہ یا مدینہ قیام فرمائیں گے آپ کے ساتھ کسی قسم کی زیادتی نہیں کریں گے، اس تمام کاروائی میں شام ہوگئی مگر جناب عبداللہ علیہ الصلوات والسلام وہاں سے روانہ ہو گئے، رات انہوں نے منزل بستانِ عامر پر پہنچ کر بسر کی اور علیٰ الصبح وہاں سے روانہ ہوئے

یہ عرض کرتا چلوں کہ یہ دراصل فرعونِ شام کی ایک چال تھی کہ کسی صورت انہیں مکہ سے کوفہ آنے سے روکا جائے، اس کے عزائم جو تھے وہ تو تمام دنیا کو معلوم تھے

شہزادگان عون ومحمد علیہم الصلوات والسلام 12 ذوالحجہ کو مکہ سے روانہ ہوئے، تمام دن انہوں نے سفر کیا، کسی مقام پر بھی نہیں رکے، رات کے کسی وقت یہ ذات العرق کے مقام پر پہنچے، انہوں نے وہاں پہنچ کر اپنے بابا پاک علیہ الصلوات والسلام کا خط پیش کیا، امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام نے اسی رات کو وہاں سے سفر کرنا تھا مگر پاک بھائی کا خط پڑھ کر امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام نے وہاں ان کا انتظار کرنا ضروری سمجھا ......(R_185)

12 ذوالحجہ کا دن، منزل ذات العرق، سورج غروب ہونے کے قریب تھا مگر نماز مغرب کی آذان ابھی نہیں ہوئی تھی، بروایت دیگر نماز عشاء کے بعد نشست کا وقت تھا، شہنشاہ کربلا علیہ الصلوات والسلام اپنے خیمہ کے سامنے کرسی پر تشریف فرما تھے، کافی لوگ چاروں طرف بیٹھے تھے، کچھ لوگ خیام سے کچھ دور پہرہ دینے میں مصروف تھے،

انھوں نے دیکھا کہ مکہ کی طرف سے گرد و غبار اٹھتا ہوا نظر آیا، یہ کسی تیز رفتار دستے کی آمد کی اطلاع تھی، پہرے داروں نے نعرۂ تکبیر بلند کیا، اس وقت نعرۂ تکبیر الرٹ (ہوشیار) کرنے کیلئے اشارے کے طور پر استعمال ہوتا تھا، تمام لوگ اٹھنے لگے مگر **شہنشاہ معظم** علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا کہ یہ جناب **عبداللہ** علیہ الصلوات والسلام اور جناب **محمد** حنفیہ علیہ الصلوات والسلام کا قافلہ ہوگا، تمام لوگ اپنے اپنے مقام پر بیٹھ گئے

جب جناب **عبداللہ** علیہ الصلوات والسلام خیام کے قریب پہنچے تو **شہنشاہ معظم** علیہ الصلوات والسلام سامنے اصحاب کے زمرے میں جلوہ افروز تھے، وہ فوراً اپنے راہوار سے اترے، انہیں دیکھ کر یحییٰ بن سعید بھی فوراً اپنے گھوڑے سے اتر گیا، جناب **عبداللہ** علیہ الصلوات والسلام نے آکر کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام کی قدم بوسی کی، پھر یحییٰ بن سعید بھی آکر قدم بوس ہوا

اس وقت جناب **عبداللہ** علیہ الصلوات والسلام نے یحییٰ بن سعید کی طرف دیکھ کر فرمایا کہ آگے بڑھ کر امان نامہ پیش کرو، اس نے امان نامہ دونوں ہاتھوں میں اٹھا کر پیش کیا اور اپنی گفتگو کا آغاز کیا کہ میرا بھائی معذرت کر رہا تھا وہ خود حاضر ہوتا مگر اس کی مجبوری تھی، ہم آپ کی ذات کے غلام ہیں، ہم نہیں چاہتے کہ یزید ملعون اور آپ کی مخالفت کی وجہ سے ہمارے آپ سے تعلقات خراب ہوں، اس لئے آپ مہربانی فرما کر مکہ واپس چلیں، وہ آپ کا اپنا گھر ہے، اگر مدینہ منورہ میں رہنا پسند فرمائیں تو وہ بھی آپ کا اپنا گھر ہے، ہم آپ کے دشمن نہیں

کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام نے امان نامہ پڑھا، پھر کچھ دیر خاموشی اختیار فرمائی، اس وقت جناب **عبداللہ** علیہ الصلوات والسلام کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے اور عرض کی کہ آقا آپ عراق جانے کا ارادہ ترک فرمادیں

اس وقت تاجدارِ یثرب علیہ الصلوات والسلام اپنی کرسی سے اٹھے، جناب عبداللہ علیہ الصلوات والسلام کو گلے لگا کر دلاسہ دیا اور فرمایا کہ آپ سے زیادہ ہمارا خیر خواہ کون ہوسکتا ہے؟ بھائیوں سے ہمیشہ یہی امید ہوتی ہے جو تم نے ہمارے لئے کیا ہے، تم سے زیادہ ہمیں کوئی عزیز نہیں مگر یہ فیصلہ ہم مل کر کریں گے، جو تم کہو گے اسی پر عمل ہوگا، ان کو تسلی دینے کے بعد یحییٰ بن سعید کی طرف نگاہ فرما کر شہنشاہ معظم علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا یہ تو ہم بھی جانتے ہیں کہ تم ہمارے ساتھ کوئی زیادتی نہیں کر سکتے، لیکن تمہاری بھی کچھ مجبوریاں ہیں اور ہماری بھی کچھ مجبوریاں ہیں، تمہاری مجبوریوں کا مرکز شام ہے اور ہماری مجبوریوں کا مرکز ہمارے جداطہرؐ ہیں، تم نے ہر اس حکم پر عمل کرنا ہے جو شام سے ملے گا، ہم نے ہر اس حکم پر عمل کرنا ہے جو ہمیں جداطہر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے ملے گا، نہ تمہاری ہماری ذاتی دشمنی ہے، نہ عداوت ہے، یہ تمام اختلاف مجبوریوں کا ہے، تمہاری بڑی مہربانی کہ تم نے امان نامہ لکھ کر بہت بڑا احسان کیا ہے اور ہم اپنے جداطہر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کر کے ان سے تازہ احکام لیں گے وہ جس طرح فرمائیں گے اس حکم پر عمل کرنا ہماری اس طرح مجبوری ہے جس طرح حکم یزید ملعون پر عمل کرنا تمہاری مجبوری ہے، تم آرام کرو، پھر اپنے غلام کو حکم فرمایا کہ ان کی خدمت کرو، ان کو کھانا پیش کرو اور ہر قسم کی خاطر داری کرو......(R_186)

یہاں ایک وضاحت ضروری ہے کہ اکثر مؤرخین وصاحبان مقاتل نے لکھا ہے کہ عمر ابن سعید نے مکہ سے باہر تاجدارِ کربلا علیہ الصلوات والسلام کو جبراً روکنے کی کوشش کی اور یہاں ایک جھڑپ بھی ہوئی تھی حالانکہ یہ بات درست نہیں ہے کیونکہ اس مقام پر تو اس ملعون نے جناب عبداللہ علیہ الصلوات والسلام کے حکم پر ملتجیانہ انداز میں کوفہ نہ جانے کے

متعلق اپنے بھائی کو بھیج کر فقط التجا کی تھی اور امان نامہ دیا تھا

جب یحییٰ ملعون اپنے خیمہ میں آرام کرنے کیلئے چلا گیا تو پھر شہنشاہ معظم علیہ الصلوات والسلام حرم سرا میں تشریف لے گئے، جناب عون ومحمدؑ علیہم الصلوات والسلام پہلے ہی پہنچ چکے تھے اور جب جناب محمد حنفیہ علیہ الصلوات والسلام اور جناب عبداللہ علیہ الصلوات والسلام کو پاک پردہ داران توحید ورسالت صلواۃ اللہ علیہن نے دیکھا تو ان کی تمام تھکن اتر گئی، اس وقت شہنشاہ کربلا علیہ الصلوات والسلام نے جناب عبداللہ علیہ الصلوات والسلام سے فرمایا کہ تم نے دنیاوی نقطہ نگاہ سے اس تمام بات کو دیکھا ہے اور اپنی طرف سے بہت اچھی کوشش کی ہے مگر ہمارا اپنے جد اطہر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ مسلسل رابطہ ہے، انہوں نے ہمیں ان ملعون لوگوں کے عزائم سے آگاہ فرما دیا ہے، تم خود دیکھو کہ یزید ملعون کے عزائم کیا ہیں، جب ہم مدینہ سے روانہ ہوئے اور ہمارے خوف سے ولید ملعون نے کوئی ایکشن نہیں لیا تو اسے معزول کر دیا گیا، پھر ہمارے خلاف یحییٰ بن عاص نے کوئی ایکشن نہیں لیا تو اسے بھی ہٹا دیا گیا، اب اس کی جگہ جو ملعون حاکم بنایا گیا ہے وہ اس درجہ سعادت مندی دِکھا رہا ہے تو اس بات سے خود سمجھ لو کہ ان کی سعادت مندی اور نیاز مندی کے در پردہ کیا عزائم چھپے ہوئے ہیں؟

شہنشاہ کربلا علیہ الصلوات والسلام نے جناب محمد حنفیہ علیہ الصلوات والسلام کو مخاطب ہو کر فرمایا کہ تمہارا کیا خیال ہے کہ یہ عمر بن سعید اپنے اقتدار کو داؤ پر لگا کر ہماری حفاظت وحمایت کر سکتا ہے؟ کیونکہ اس بات کو وہ اچھی طرح سمجھتا ہے کہ ہماری حمایت اور ہمارے ساتھ ذرا سی نرمی بھی اسے اقتدار سے محروم کر سکتی ہے، یہ سب کچھ جاننے کے باوجود وہ ہماری ہمدردی کا مظاہرہ کر رہا ہے تو کیا اس کی ہمدردی کو حقیقی سمجھا جا سکتا ہے؟

ان تمام حقائق کو سننے کے بعد جناب عبداللہ علیہ الصلوات والسلام کو یقین ہو گیا کہ یہ ملعون ہمارے ساتھ ایک چال چل رہے ہیں کیونکہ یہ اموی ملعون حقیقت میں ایک ہیں، ان کی سیاست کا بانی وہ تھا جس کا قول تھا کہ سیاست اور اقتدار کی خاطر سب کچھ کرنا جائز ہے، چاہے دین جائے یا دنیا، چاہے عزت جائے یا غیرت، سب جائز ہے سیاست اور اخلاقیات کا آپس میں کوئی جوڑ ہی نہیں یہ تمام اسے فالو (follow) کرنے والے تھے، اس لئے ہر چیز کو جائز سمجھتے تھے

پھر کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام نے جناب عبداللہ علیہ الصلوات والسلام کو حکم فرمایا کہ تم اب مکہ واپس چلے جاؤ، وہاں کے حالات کا جائزہ لے کر واپس مدینہ چلے آنا، ہم وہاں کچھ دن قیام کریں گے، یہاں سے جناب عبداللہ علیہ الصلوات والسلام واپس مکہ روانہ ہو گئے

روزِ عید

10 ذوالحجہ کے دن امام کائنات علیہ الصلوات والسلام نے اپنے اصحاب کو نماز عید مقام ذات العرق پر ہی پڑھائی اور عید الاضحیٰ اس مقام پر گزاری، یہ عید مخدرات عصمت صلواۃ اللہ علیہن اور خاص طور پر جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام کے پاک حرم صلواۃ اللہ علیہا اور ان کی پاک دختران صلواۃ اللہ علیہن نے کس طرح گزاری ہوگی، جنہیں ظاہراً ابھی تک جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام کے متعلق کوئی علم نہ تھا، مگر یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ اگر کوئی اپنا دور ہو اور اس پر کوئی دکھ یا مصیبت آئے تو قریبی رشتے اس دکھ کو محسوس ضرور کرتے ہیں

نمازِ صبح کی امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام نے تیاری فرمائی، سجادۂ نماز پر تشریف لے آئے اس وقت جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام کی پاک بیٹیوں نے آ کر آپ کو سلام عرض کیا

پھر عرض کرتی ہیں ماموں جان عید مبارک ...... امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام نے نگاہ فرمائی اپنے آنسو ضبط کر کے فرماتے ہیں کہ بیٹیو میرے قریب آؤ، دخترانِ جناب مسلم علیہ الصلوات والسلام آقا کے قریب آئیں، آپ نے انہیں پیار فرمایا اور کہا کہ آج تمہیں عید کے موقع پر ہم کیا دیں؟ کیا تم یمن کے دُر پسند کرو گی؟ شہزادیاں صلواۃ اللہ علیہن رو رو کر عرض کرتی ہیں ماموں جان ہمارے دل کی کیفیات آپ کی ذات سے پوشیدہ نہیں ہیں، آج ہمیں کوئی بھی چیز اچھی نہیں لگ رہی ہے، ہمیں تو یہ عید بھی اچھی نہیں لگتی، ہم پر کرم فرمائیں کہ ہمیں ہمارے پاک بابا اور بھائیوں کی خیریت سے آگاہ فرمائیں

امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام فرماتے ہیں میری پیاری بیٹیو میری صبر کرنے والی بیٹیو تم اس قدر پریشان کیوں ہو رو کیوں رہی ہو؟ پاک شہزادیاں عرض کرتی ہیں ماموں جان زمانہ دشمن ہے اور ہمارے بھائی اس سے پہلے کبھی گھر سے باہر نہیں گئے، ہمیں رات کو ڈراؤنے خواب پریشان کرتے ہیں

امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام نے چھوٹی شہزادی کو گود میں بٹھایا، ان کی پیشانی پر بوسہ دیا ان کے سر پر دست شفقت پھیرا، معصوم شہزادی حالانکہ کمسن تھی مگر اس انداز سے اسے فوراً محسوس ہو گیا، رو کر عرض کرتی ہے ماموں آپ نے ہمارے سر پر یوں ہاتھ رکھا ہے جیسے کوئی کسی یتیم کے سر پر ہاتھ رکھتا ہے، پیارے ماموں آپ ہمیں جلدی بتائیں ہمارے بابا پاکؑ خیریت سے تو ہیں ناں؟ امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے رو کر فرمایا یہ مجھ سے نہ پوچھو، اپنے ماموں عباس علیہ الصلوات والسلام سے جا کر پوچھو؟ معصوم شہزادیوں صلواۃ اللہ علیہن نے آ کر شہنشاہ وفا علیہ الصلوات والسلام سے عرض کی ماموں جان عید مبارک مگر کردگار وفا علیہ الصلوات والسلام نے یہ نہیں فرمایا کہ خیر مبارک

بلکہ انہیں اٹھا کر سینے سے لگا لیا اور روتے ہوئے پاک ہمشیر صلواۃ اللہ علیہا کے خیمہ میں تشریف لے آئے، یہاں پہنچ کر انہوں نے ایک عجیب کیفیت دیکھی پاک شہزادوںؑ کی ماں نے شہزادوں کا لباس اور پاک سرتاج کی دستار اپنے سامنے رکھی ہوئی ہے اور ان کی آنکھوں سے آنسوؤں کی نہ رکنے والی برسات جاری ہے جب ان کی نگاہ جناب غازی علیہ الصلوات والسلام پر پڑی تو روتے ہوئے اٹھیں، رو کر فرماتی ہیں بھائی کوفہ سے کوئی خیر کی خبر آئی ہے یا نہیں؟ شہنشاہ وفا علیہ الصلوات والسلام کی آنکھوں سے بے اختیار آنسو جاری ہو گئے، آپ نے کوئی جواب نہیں دیا، پاک ہمشیر صلواۃ اللہ علیہا رو کر فرماتی ہیں میرے بھائی آپ کی اس کیفیت سے میرا دل ڈوبتا جا رہا ہے مجھے آپ کچھ تو آگاہ فرمائیں آخر ہوا کیا ہے اور کس طرح ہوا ہے؟ کردگار وفا علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا بہن میں صرف اتنا ہی کہہ سکتا ہوں کہ راہِ عدم کے مسافر اپنی منزل مقصود پر پہنچ چکے ہیں، آپ ان کی راہ نہ دیکھیں تو بہتر ہے، ہاں ایک وقت ضرور ایسا آئے گا کہ جب ہم سب کے منتقم عجل اللہ فرجہٗ الشریف کا اس دنیا میں ظہور ہو گا اور حکومت اِلٰہیہ کا قیام ہو گا تو اس وقت آپ کو اپنا سرتاج بھی مل سکے گا اور بیٹے بھی مل سکیں گے، تمام مومنین مل کر دعا کریں کہ جناب عباس علیہ الصلوات والسلام کی پاک ہمشیر صلواۃ اللہ علیہا کو اپنے شہزادوں کی خوشیاں نصیب ہوں، ان کے پاک صحن میں خوشیوں کا موسم جلدی آئے



﴿ آمین یارب العالمین ﴾



اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ آلِ مُحَمَّدٍ وَعَجِّل فَرَجَھُم بِقَائِمِھِمؑ عَجَلَ اللّٰہُ فَرَجَہُ الشریف وَصَلَوَاتُ اللّٰہُ عَلَیہِ وَ عَلٰی آلِہٖ اَجمَعِین

یا ھوالوہاب الخبیر العلیم
یا مولا کریم عجل اللہ فرجک وصلوات اللہ علیک

مجلس نمبر 25

منزل المِلح

واقعات جناب سعید بن بشر حضرمی

12 ستمبر 13 ذوالحجہ ہفتہ کی رات قافلہ پاک ذات العرق سے شمال کی طرف مصروف سفر ہوا، اس وقت جناب عبداللہ علیہ الصلوات والسلام اور یحییٰ بن سعید مکہ کی طرف روانہ ہوگئے تھے، اب ان کے سامنے جو منزل تھی اس کا نام تھا ''المِلح''

قدیم عربی میں اس کا تلفظ المِلح ہے اور جدید سوقی عربی میں المَلح ہے کچھ لوگوں نے اس کا نام مسلح بھی لکھا ہے مگر یہ عبارتی اشتباہ ہے اصل لفظ ملح ہے

یہ علاقہ دراصل بنی جعد و بنی یمامہ کے دیار میں شامل تھا لیکن ذات العرق سے اگر المِلح کی طرف سفر کیا جائے تو راستے میں ایک قصبہ آتا تھا جس کا نام تھا الغمرۃ اور ذات العرق سے الغمرۃ 31 کلومیٹر کے فاصلے پر تھا، یہاں پاک قافلہ نے قیام نہیں کیا بلکہ اسے عبور کر کے المِلح کے مقام پر جا کر قیام کیا جو الغمرۃ سے 53 کلومیٹر کے فاصلہ پر تھا، اس دن قافلہ نے 84 کلومیٹر کا سفر کیا جو اونٹوں کی رفتار کے مطابق تقریباً 8 گھنٹے سے کچھ زیادہ وقت کا سفر ہے، المِلح کی منزل کے بارے میں بھی کچھ نہ کچھ عرض کرتا چلوں یہ منزل دراصل کوئی منزل نہ تھی یا باضابطہ کوئی بستی نہ تھی بلکہ یہاں نمک کی کانیں تھیں اور ان کانوں میں کام کرنے والے مزدوروں نے یہاں

پانی جمع کرنے کیلیئے ایک برساتی تالاب بنایا ہوا تھا اور اس تالاب کے باہر کچھ فاصلے پر انہوں نے اپنی جھونپڑیاں بنائی ہوئی تھیں جن میں ان مزدوروں کے بچے رہتے تھے، مزدور لوگ اکثر تمام دن نمک کی کانوں میں کام کرتے تھے، ان کی عورتیں گھروں میں رہتی تھیں، آج نہیں معلوم کہ وہ کانیں ہیں یا نہیں مگر اس زمانہ میں تہامہ ونجد وحجاز میں انہی کانوں سے نمک جاتا تھا، اب یہاں کا محل وقوع آپ کی سمجھ میں آ گیا ہوگا

13 ذوالحجہ ہفتہ کا دن ہے، کاروان تسلیم ورضا دن کے 10 بجے کے بعد کسی وقت اس مقام پر پہنچا، کاروانِ تسلیم ورضا نے المِلح کی بستی کو عبور کر کے کچھ فاصلے پر اس جگہ قیام کیا جس کی ایک طرف نجد کا دہکتا ہوا صحرا تھا، دوسری طرف پتھریلی چٹانیں تھیں یہاں پہنچ کر خیام لگا دیئے گئے، دوپہر کا وقت ہو گیا، ایک طرف سفر کے تھکے ہوئے آرام کرنے میں مصروف تھے، دوسری طرف کھانا تیار ہو رہا تھا، کھانا تیار ہو گیا تو سب نے کھانا کھایا، نماز ظہر کا وقت ہو گیا، سب نے باجماعت نماز ادا کی، پھر آرام کرنے کیلیئے سب اپنے اپنے خیام کی طرف جانے لگے

عین اس وقت انہوں نے دیکھا کہ شمال کی طرف سے صحرا میں دو گھوڑے سوار اپنے گھوڑوں کو دوڑاتے ہوئے منزل المِلح کی طرف آ رہے ہیں ...... ان کے چہروں پر نقاب تھے کیونکہ لو چل رہی تھی، گھوڑے سواروں نے دیکھا کہ برید اعظم کے کنارے خیام لگے ہوئے ہیں، یہ قریب آئے، یہ دونوں کون تھے؟

ان میں ایک جناب سعید بن بشر حضرمی اور ان کے ساتھ ابو ہرہ ازدی تھے ان دونوں نے گھوڑے روک دیئے، پیدل چلتے ہوئے خیام کے قریب آئے، یہاں

انہیں ایک غلام مل گیا، انہوں نے پوچھا بھائی یہ کس کے خیام ہیں؟ غلام نے انہیں بتایا کہ یہاں شہنشاہوں کے شہنشاہ تاجدار عرب وعجم مولا امام حسین علیہ الصلوات والسلام کے خیام لگے ہوئے ہیں اور یہ کوفہ جارہے ہیں

یہ سن کر جناب سعید بن بشر حضرمی نے حیرت زدہ ہوکر پوچھا یہ لق ودق صحرا اور فرزند رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم؟ غلام نے جواب دیا اس میں تعجب کی کون سی بات ہے؟ جناب سعید بن بشر حضرمی نے کہا تعجب کی بات تو ہے کیونکہ میں ان خیام کی اوٹ میں کچھ مستورات صلواۃ اللہ علیہن کے خیام بھی دیکھ رہا ہوں اور مجھے محسوس ہورہا ہے کہ ان کے پاک پردہ دار صلواۃ اللہ علیہن بھی ساتھ ہیں اور میں حیران ہوں کہ یہ گرمی کا موسم کجا، چمن رسالت کی کلیاں کجا، یہ نجد کے صحرا کے آتش خیز ہوائیں کجا، عصمت سرائے توحید کی شہزادیاں کجا، ہم ان کے گھر کی روایات سے آشنا ہیں، یہ پاک پردہ داران توحید و رسالت صلواۃ اللہ علیہن تو روضہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بھی رات کو تشریف لے جاتی ہیں، حالانکہ گھر اطہر کا دروازہ بھی روضہ کے صحن میں کھلتا ہے اس کے باوجود ان کے پردے کی خاطر رات کو بھی قناتیں لگائی جاتی ہیں، کیا یہ میرے لئے تعجب کی بات نہیں؟ پھر جناب سعید بن بشر حضرمی نے سوال کیا مجھے یہ بتاؤ کہ شہنشاہ وفا جناب ابوالفضل العباس علیہ الصلوات والسلام بھی ان کے ساتھ ہیں؟

غلام نے جواب دیا کہ وہ بھی ساتھ ہیں، جناب سعید بن بشر حضرمی کی حیرت میں اضافہ ہوگیا حیرت کے عالم میں پوچھا کیا انہوں نے بھی پاک پردہ داران توحید ورسالت صلواۃ اللہ علیہن کا گھر سے باہر آنا برداشت کرلیا ہے؟ غلام نے جواب دیا مالک کے سامنے غلاموں کی مرضی نہیں چلتی، ان دونوں نے غلام سے پوچھا کیا ہمیں شہنشاہ

کربلا علیہ الصلوات والسلام کی اب زیارت ہوسکتی ہے؟ غلام نے کہا کہ وہ ابھی نماز سے فارغ ہوکر اپنے خیمہ میں تشریف لے گئے ہیں، میں جا کر عرض کرتا ہوں شاید ابھی تمہیں شرف زیارت عطا فرمادیں، یہ دونوں اس کے پیچھے چلتے ہوئے امام کائنات علیہ الصلوات والسلام کے خیمہ کے باہر آکر کھڑے ہوگئے، غلام نے جا کر عرض کی، کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا کہ انہیں اندر لے آؤ

یہ روایت کرتے ہیں کہ جب ہم شہنشاہ معظم علیہ الصلوات والسلام کے خیمہ میں داخل ہوئے تو ہم نے دیکھا کہ ان کے خیمہ میں ایک قالین بچھا ہوا تھا، اس کے ایک سرے پر کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام کی مسند لگی ہوئی تھی، اس کے اوپر ایک تکیہ رکھا ہوا تھا، کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام اس تکیے کا آسرا لئے تشریف فرما تھے، ان کے سامنے ہزاروں کی تعداد میں خطوط بکھرے ہوئے تھے، شہنشاہ معظم علیہ الصلوات والسلام ایک خط کو اٹھاتے اسے پڑھ کر دوسری طرف رکھ دیتے، پھر دوسرے خط کو اٹھاتے اسے پڑھ کر رکھ دیتے، سامنے سرکار کے غلام جناب عقبہ بن سمعان کھڑے ہوئے تھے، ہم خیمہ کے دروازہ سے یہ منظر دیکھ رہے تھے، پھر ہم خیمہ اطہر کے اندر داخل ہوئے ہم دونوں نے مل کر سلام عرض کیا السلام علیك یا ابا عبداللہ علیہ الصلوات والسلام امام کائنات علیہ الصلوات والسلام نے نگاہ اٹھائی، ہمیں بڑی محبت سے جواب دیا، ہم کھڑے رہے تاکہ حکم ملے تو بیٹھیں امام کائنات علیہ الصلوات والسلام نے دست مبارک سے بیٹھنے کا اشارہ فرمایا ہم بیٹھ گئے مگر کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام ان خطوں کو پڑھنے میں مصروف رہے، کچھ وقت کے بعد انہوں نے ہماری طرف نگاہ فرمائی، اس وقت ہم نے عرض کی آقا یہ مقام کہاں اور آپ کی ذات کہاں، آپ اس مقام پر کیسے تشریف لے آئے ہیں؟

شہنشاہ معظم علیہ الصلوات والسلام نے ان خطوط کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ تمام کوفیوں کے خطوط ہیں انہوں نے ہمیں کوفہ بلایا ہے اس لئے ہم کوفہ جا رہے ہیں، ہم نے عرض کی آقا اس موسم میں کوفہ جانے کی کیا ضرورت ہے؟ کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا ہم اس لئے کوفہ جا رہے ہیں کہ کوفیوں نے ہم پر حجت تمام کی ہے اور ہمیں بھی اتمام حجت کیلیئے کوفہ ضرور جانا پڑے گا، ہم نے عرض کی کہ یہ تو تمام عرب جانتا ہے کہ کوفی لا یوفی ہوتے ہیں جو کوفی ہوگا وہ وفا نہیں کرے گا، اس بے اعتبار رعایا کے پاس جانے کی کیا ضرورت ہے؟ فرمایا ہم یہ جانتے ہیں

☆و هم قاتلى فاذا فعلوا ذالك و لم يدعوالله محرماً الا انتهكوه

انہوں نے ہمیں صرف اس لئے بلایا ہے کہ وہ ہمارے خون سے اپنے ہاتھ رنگین کرنا چاہتے ہیں، یہ کوفی اموی ملعونوں کے پیروکار ہیں، یہ ان کے آلہءِ کار ہیں، یہ ہمیں اور ہماری اولاد کو شہید کرنا چاہتے ہیں، یہ ہر اس چیز اور اس ذات کی بے حرمتی کریں گے جس کے احترام اور عزت کا اللہ نے حکم فرمایا ہے

☆بعث الله اليهم من يقتلهم و يذلهم حتىٰ يكونوا اذل من فرام [المرء] امته

بعض روایات میں یہ فقرہ کچھ تبدیلی کے ساتھ لکھا ہوا ہے

☆سلط الله عليهم من يُذِلُّهُم حتىٰ يكونوا اذل من فرام [المرء] امته......(R_187)

اس وقت اللہ جل جلالہٗ ان کے اوپر ایک ایسے شخص کو مسلط کرے گا جو ان کو قتل کرے گا اور انہیں ذلت اور بے عزتی کے ایسے مقام پر پہنچائے گا کہ وہ ایک لونڈی کے حیض آلودہ چیتھڑوں سے زیادہ ذلیل ہوں گے

یہاں یہ بھی مناسب ہوگا کہ میں کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام کے اس فرمان کے بارے

میں کچھ نہ کچھ وضاحت کرتا چلوں ...... تاریخ میں ویسے تو بہت سے افراد کا ذکر ہے جنھوں نے اہل کوفہ کو نصرت نہ کرنے کی سزا دی ہے اور ذلت کے ساتھ قتل کیا ہے ان میں سے جس فرد کا ذکر خصوصی طور پر کیا گیا ہے وہ ہے حجاج بن یوسف

﴿حجاج بن یوسف﴾

یہ ملعون اپنے وقت کا ذلیل ترین، سفاک ترین اور درندہ صفت انسان تھا جس کے دل میں رحم نام کی کوئی چیز نہ تھی، یہ 75ھ سے لے کر 95ھ تک عرب کے مختلف شہروں میں حکومت کرتا رہا، جب یہ کوفہ کا حاکم بنا تو اس نے تمام کوفیوں کو بلا کر ان کے سامنے ایک خطبہ دیا، جس میں نہ تو اس نے بسم اللہ پڑھی اور نہ ہی کوئی آیت پڑھی بلکہ اپنے خونخوار چہرے پر درندگی کی خون آشامی سجا کے یوں خطاب کیا

اے عراق کے بد بخت لوگو! اے شقاوت اور منافقت کے پلے ہوئے لوگو! اے دنیا کے بدترین لوگوں کی اولاد! اے بدترین صفات میں ڈوبے ہوئے لوگو! میری بات سنو، میں تمھاری اٹھی ہوئی گردنیں دیکھ رہا ہوں اور ان کا علاج بن کر تمھارے سروں پر نازل ہوا ہوں اور میں قسم کھا کر کہہ رہا ہوں کہ نہ میں تمھاری لغزشوں سے درگزر کروں گا اور نہ تمھارے کسی عذر کو قبول کروں گا میں صرف یہ دیکھوں گا کہ میرے حکم کی تعمیل ہوئی ہے یا نہیں، ہاں جو میرے حکم سے سرتابی کرے گا میں اس کا سر اڑا دوں گا اور اس کا گھر برباد کر دوں گا اور اس کی عزت کو پامال کر دوں گا، میں اپنے سالار مہلب کو اہل بصرہ کے ساتھ جنگ کرنے کیلئے بھیج رہا ہوں، وہ کوفہ کے پل کے باہر قیام پذیر ہوگا، تم سب لوگ اپنے گھر چھوڑ کر جنگ کی تیاری کر کے اس

کے پاس فوراً پہنچ جاؤ، جو آدمی مجھے کوفہ میں نظر آیا اس کے ساتھ میں وہی کروں گا جو میں بتا چکا ہوں، تمام کوفہ کے جوان اور بوڑھے بصرہ کی جنگ کیلئے تیار ہو جائیں
جب تمام لوگ تیاری کر کے جانے لگے تو یہ ملعون خود معائنہ کرنے کیلئے آیا، اس نے دیکھا کہ لوگ بھاگ رہے تھے، اس وقت اس کے پاس کوفہ کے ایک قبیلہ کا سردار پہنچا جس کا نام عمیر بن ضابی ضابی تھا یہ شمر ملعون کے قبیلہ کا سردار تھا، اس نے آ کر کہا کہ اے امیر میرے چار لڑکے ہیں تین تمہاری فوج میں روانہ کر رہا ہوں ایک کو اپنی خدمت کیلئے رکھ لیا ہے کیونکہ میں ضعیف ہوں، چل بھی نہیں سکتا، میری نگاہ بھی کمزور ہے، ضعیفی میں مجھے کسی نہ کسی کی ضرورت تو ہے، اس لئے مجھے ایک بیٹا بخش دو، حجاج ملعون نے جواب دیا کہ ایک بوڑھے کی خاطر میں اپنا ایک فوجی کم کر دوں؟ یہ کہتے ہی اس نے تلوار نیام سے نکالی اور اس سردار کا سر اڑا دیا، یہ حالت دیکھ کر تمام جوان اور بوڑھے پل کی طرف دوڑے، پل پر اس قدر ہجوم ہو گیا کہ راستہ ہی نہیں ملتا تھا، بہت سے لوگ تیرنا نہیں جانتے تھے مگر انہوں نے دریا میں چھلانگیں لگا دیں تا کہ حجاج کے غضب سے بچ سکیں، مگر نہ تیرنے کی وجہ سے اکثر ڈوب گئے، جب یہ ملعون بصرہ پر قابض ہوا تو رمضان کا مہینہ تھا، جمعہ کے دن اس نے اہل بصرہ کو جمع کیا، ایک ہی دن 70 ہزار آدمی قتل کروا دیئے، اہل بصرہ نے بھی امام کائنات علیہ الصلوات والسلام کی نصرت سے انکار کیا تھا یہ اسی ظلم کی سزا تھی کیونکہ اللہ جل جلالہ کا یہ قانون ہے کہ ظالم پر ظلم کو مسلط کر دیا جاتا ہے، جب یہ ملعون 95ھ میں جہنم رسید ہوا تو اس وقت اس کے مختلف قید خانوں سے 50 ہزار مرد اور 30 ہزار عورتوں کو آزادی ملی اور ان کی حالت یہ تھی کہ 16 ہزار عورتوں کے جسم پر لباس نہیں تھا حالانکہ اس کے

زندان کی چھت بھی نہیں تھی ، گرمی اور سردی کا کوئی تحفظ بھی نہیں تھا

ان قیدیوں کو جو غذا دی جاتی تھی وہ یہ تھی کہ جو کے آٹا میں راکھ ، نمک اور مٹی ملا دی جاتی تھی ، اس ملعون نے سب سے پہلے قرآن کریم کی عبارت پر اعراب لگائے تھے جو تاریخ میں اس کا بہت بڑا کارنامہ سمجھا جاتا ہے ، اس کی حقیقت یہ ہے کہ جس وقت اس ملعون نے اعراب لگوائے اس وقت قرآن کریم کی 18 قسم کی قرأت ہوتی تھی اور اس ملعون نے اپنی قرأت کو رائج کرنے کیلئے 30000 حافظ قرآن قتل کروا دیئے تھے ...... (R_188)

اس لئے کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام نے جناب سعید بن بشر حضرمی سے فرمایا تھا کہ یہ کوفہ والے ایک لونڈی کے حیض آلود چیتھڑوں سے زیادہ ذلت کا شکار ہوں گے

اس موقع پر جناب سعید بن بشر حضرمی نے عرض کی آقا اگر یہی ہونا ہے تو پھر پاک پردہ داران توحید و رسالت صلواۃ اللہ علیہن کو اپنے ساتھ کوفہ نہ لے جائیں شہنشاہ معظم علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا ہمیں جد اطہر کا حکم ہے کہ ہم نے انہیں ضرور ساتھ لے کر جانا ہے

اس وقت جناب سعید بن بشر حضرمی نے آپ کے قدموں پر اپنا سر رکھ کے عرض کی آقا اگر آپ کا یہی پروگرام ہے تو پھر مجھے اجازت دیں کہ میں بھی آپ کی کشتی کا سوار ہونا چاہتا ہوں

یہاں یہ عرض بھی کرتا چلوں کہ یہ جناب سعید بن بشر حضرمی شہدائے کربلا میں شامل تھے اور حملہ اولیٰ میں شہید ہوئے تھے ، جناب سعید بن بشر حضرمی نے جب یہ عرض کی کہ آقا میں آپ کی نصرت کرنے کی اجازت چاہتا ہوں تو شہنشاہ معظم علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا تم ہماری کیا مدد کرو گے ؟ اس نے عرض کی کہ آقا اتنا تو میں بھی جانتا ہوں

کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی نصرت ہم سب پر فرض کی ہے، آپ کی نصرت ہی شہنشاہِ انبیاء کی نصرت ہے اور یہی اللہ کی نصرت ہے، میرے آقا میں اس حقیقت سے بھی آپ کے کرم سے آشنا ہوں کہ ہوں کہ ہم اس قابل ہی نہیں کہ آپ کی نصرت کرسکیں بلکہ ہم تو محتاجِ محض ہیں، ہم صرف اس لئے آپ کے دامن کرم میں آنا چاہتے ہیں کہ آپ تو اللہ کی طرح ہر چیز سے بے نیاز ہیں درحقیقت ہمیں آپ کی ضرورت ہے

جب یہ شہید ہوئے تو امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام ان کے پاس پہنچے ان کا سر اپنی گود میں لیا اس وقت شہنشاہ مظلوم کربلا علیہ الصلوات والسلام نے دیکھا کہ ان کے لب متحرک تھے اور آہستہ آہستہ آواز آرہی تھی کہ اے خداوندِ دوجہاں اے رب الارباب ہماری زندگی ہمارے آقا کا فدیہ شمار ہو اور اس زندگی کی اور کوئی جزا میں تجھ سے نہیں مانگتا فقط اتنا ہی چاہتا ہوں کہ ہماری اس قربانی کے عیوض پاک پردہ دارانِ وحدت کے پردے دستِ ظلم سے ہمیشہ محفوظ رہیں ......(R_189)

تمام مومن مل کر دعا کریں کہ انصار اللہ کی قربانیوں کا ثمر انہیں جلد نصیب ہو، جنہوں نے اپنی نگاہوں کے سامنے اس گھر اطہر پر مظالم ہوتے دیکھے تھے اور ان کے دل میں انتقام کی حسرت آج تک باقی ہے، ان کی ہر حسرت جلد پوری ہو



آمین یارب العالمین



اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ وَّ آلِ مُحَمَّدٍ وَعَجِّل فَرَجَھُم بِقَائِمِھِمْ عَجَلَ اللّٰہُ فَرَجَہُ الشریف وَصَلَوَاتُ اللّٰہُ عَلَیہِ وَ عَلٰی آلِہٖ اَجمَعِین

یاھوالوہاب الخبیر العلیم
یا مولا کریم عجل اللہ فرجک وصلوات اللہ علیک

مجلس نمبر 26

منزل العمق

13 ستمبر 14 ذوالحجہ اتوار کی رات کوالمِلح سے تیاری ہوئی، آگے ایک قصبہ تھا جس کا نام تھا الافیعہ، یہاں قیام نہیں ہوا بلکہ پاک قافلہ کا قیام اگلی منزل العمق کے مقام پر ہوا، ان کے درمیانی فاصلہ کی ترتیب یہ تھی

المِلح سے الافیعہ 53 کلومیٹر کے فاصلے پر تھا، الافیعہ سے العمق کا فاصلہ 49 کلومیٹر تھا، یعنی اس دن قافلہ پاک نے 102 کلومیٹر کا طویل سفر کیا جو تقریباً 10 گھنٹے سے بھی زیادہ کا سفر تھا

اس مقام کے ساتھ جس واقعہ کا تعلق ہے اس کا ایک تعلق بصرہ کے ساتھ بھی ہے، اس لئے یہاں تھوڑی سی وضاحت بصرہ کے حالات کی بھی عرض کرتا چلوں

یہ تو آپ کو پہلے بھی بتا چکا ہوں کہ ابن زیاد ملعون پہلے بصرہ کا حاکم تھا، اس کے کچھ حالات پہلے بھی بیان ہو چکے ہیں، اسی دوران بصرہ کے مختلف مومنین کے نام شہنشاہِ معظم علیہ الصلوات والسلام نے کچھ خطوط ارسال فرمائے تھے کیونکہ یہاں امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام کے کئی معتبر صحابی موجود تھے جن میں جناب احنف بن قیس، جناب مسعود بن یزید جناب مسعود ابن عمرو الباہلی کے نام قابل ذکر ہیں، ان کی طرف شہنشاہ معظم علیہ الصلوات والسلام نے اپنے غلام خاص جناب سلیمان بن ابوذرین کو خط دے کر روانہ کیا تھا

عبیداللہ ابن زیاد ملعون جب بصرہ سے روانہ ہوا تو اس نے اپنے بھائی عثمان بن زیاد ملعون کو یہاں کا حاکم بنایا، اسے ناکہ بندی کی شدید تاکید کر کے روانہ ہوا مگر اس ملعون کے جانے کے بعد بصرہ کے مومنین کی آپس میں ملاقاتیں اور صلاح مشورے جاری رہے، جب مشوروں کے بعد یہ پروگرام طے ہوا کہ بصرہ کے تمام مومنین کو ایک مقام پر جمع کر کے نصرت پر آمادہ کیا جائے تو سوال یہ پیدا ہوا کہ کس کے گھر یہ اجتماع ہو تو اس وقت کوئی بھی اپنے گھر سب کو جمع کرنے کیلئے تیار نہیں تھا کیونکہ انہیں خطرہ رہتا کہ عثمان بن زیاد ملعون کو اطلاع ہوئی تو ان کا گھر جلا دیا جائے گا اور تمام اہل خانہ کو شہید کروا دیا جائے گا

قبیلہ عبدالقیس کی ایک بیوہ مستورتھی جو صاحب ثروت اور مالدار بھی تھی، اس مومنہ مستور کا نام بی بی ماریہ بنت منقذ عبدی تھا......(R_190)

اس نے کہا کہ تم تمام مرد ملعونِ ازل سے ڈرتے ہو تم مرد بنو اگر تمہیں ملعون کا اتنا ہی خوف ہے تو میرے گھر میٹنگ کیا کرو، میرا گھر حاضر ہے، جو ہوگا میں برداشت کروں گی، پھر ہر میٹنگ اس مومنہ کے گھر ہوتی تھی، اسی گھر سے جناب سلیمان بن ابوذرین کی گرفتاری ہوئی، جب ابن زیاد ملعون بصرہ سے کوفہ روانہ ہو گیا تو پھر شیعانِ بصرہ کا اجتماع ہوا، یہاں تمام قبیلوں کے لوگ آپس میں گفتگو کر رہے تھے کہ وہ اپنے شہنشاہ معظم علیہ الصلوات والسلام کی نصرت کیلئے لوگوں کو کیسے آمادہ کریں اور کون سی ترکیب اپنائیں، کمرے کے ایک کونے میں ایک ضعیف شخص بیٹھا ہوا تھا اور وہ یہ تمام کاروائی خاموشی سے دیکھ رہا تھا، جب سب لوگوں نے اپنی اپنی تجاویز پیش کر لیں تو وہ شخص اپنے مقام سے اٹھا، اس وقت اس کے ساتھ اس کے دس فرزند بھی

بیٹھے ہوئے تھے، اس ضعیف شخص نے تمام ہجوم سے بے نیاز ہوکر اپنے بیٹوں سے مخاطب ہوکر بڑے جوش میں کہا کہ بیٹو! ان سب لوگوں کو اپنے قبیلوں کے ساتھ پیار ہے، نہ میرا کوئی قبیلہ ہے، نہ مجھے کسی پر امید ہے، تم میرے دس فرزند بیٹھے ہو، تم مجھے یہ بتاؤ کہ تم میں سے کوئی ایسا ہے جو میرے ساتھ شہنشاہ کربلا علیہ الصلوات والسلام کی نصرت کیلیئے تیار ہو، اہل بصرہ تو اپنے مشورے کرتے رہیں گے، تم بتاؤ کہ تم میں سے کون ہے جو مجھے میرے شہنشاہ علیہ الصلوات والسلام تک پہنچائے؟

سب لوگوں نے کہا کہ اے یزید بن ثبیت تم جلدی نہ کرو ہم سب مل کر چلیں گے اس نے کہا بھائی تمہارا کوئی پتہ نہیں، تمہارے یہ مشورے کب تک ہوتے رہیں گے، میں ضعیف آدمی ہوں، میں کسی کی امید پر کیوں رہوں، میری ہے تو یہی ایک جان، سو یہ تو اپنے شہنشاہ علیہ الصلوات والسلام پر نچھاور کروں، بیٹوں کو بلا کر کہا تم میں سے کون ہے جو میرے ساتھ جائے گا، اس کے دو بیٹے کھڑے ہو گئے یعنی عبداللہ بن یزید سلام اللہ علیہ اور عبیداللہ بن یزید سلام اللہ علیہ...... انہوں نے سر جھکا کر کہا جہاں آپ جائیں گے ہم آپ کے ساتھ چلیں گے، یزید بن ثبیت نے تمام مجمع سے کہا بھائی مجھے یہ محسوس ہوتا ہے کہ تمہارے ان مشوروں کے دوران پابندیاں سخت ہو جائیں گی، تم لوگ جوان ہو پھر بھی کسی طرح نکل جاؤ گے مگر میں محروم رہ جاؤں گا، میں تو آج ہی یہاں سے جانا چاہتا ہوں اور یہ بھی تم سب کے سامنے اللہ اور اس کے پاک حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گواہ بنا کر کہہ رہا ہوں کہ میرے دس بیٹے ہیں، میں نے اپنے تمام بیٹوں کو نصرت کی دعوت دی ہے، میرے ان دو بیٹوں نے میری آواز پر لبیک کہی ہے، اس لئے اس دنیا میں اور آخرت میں میرے یہی دو بیٹے ہیں، باقی بچوں سے میرا نہ تو اس دنیا میں

کوئی واسطہ ہے اور نہ ہی آخرت میں کوئی تعلق ہوگا، جو میرے آقا کے نہیں میرے وہ کیا لگتے ہیں، یہ کہہ کر وہ وہاں سے روانہ ہوگیا، اس کو دیکھ کر جناب عامر بن مسلم عبدی نے کہا بھائی آپ اکیلے نہ جائیں ہم بھی آپ کے ساتھ چلتے ہیں، اس وقت عامر بن مسلم عبدی کا ایک غلام جس کا نام سالم تھا اس نے فوراً کہا سردار کیا غلام کو ساتھ نہیں لے جائیں گے، انہوں نے خاموشی اختیار کی، غلام نے سر جھکا کر کہا سردار آپ کے پاس شاید زادراہ نہیں ہوگا مجھے اپنے آقا کی قسم میں آپ پر کسی قسم کا بوجھ نہیں بنوں گا، مجھے اپنے ساتھ تو لے چلیں، غلام کا یہ جذبہ دیکھ کر عمرو ابن ادہم ابن امیہ عبدی بھی کھڑا ہوگیا اور لوگوں سے مخاطب ہوکر کہا بھائی تم سب تو لشکر کے ساتھ شان وشوکت سے آنا پسند کروگے مگر میں تو مالک کے قدموں میں ابھی پہنچنا چاہتا ہوں یہ کہہ کر وہ بھی ان کے ساتھ شامل ہوگیا

انہوں نے وہاں سے اپنے گھوڑے صحرا میں دوڑانے شروع کردیئے یہ مکہ کی جانب روانہ ہوئے کیونکہ انہیں یہی اطلاع ملی تھی کہ کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام نے مکہ میں قیام فرمایا ہوا ہے، جب یہ سفر کرتے ہوئے منزل ذات العرق پر پہنچے تو انہیں معلوم ہوا کہ کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام تو کل ہی یہاں سے اگلی منزل پر مدینہ کی طرف روانہ ہو چکے ہیں، یہ لوگ پھر وہاں رکے نہیں بلکہ فوراً العمق کی طرف روانہ ہو گئے اور پھر منزل العمق پر پہنچ کر پاک قافلہ میں شامل ہو گئے

جب یہ العمق کے قریب تھے تو شہنشاہ کربلا علیہ الصلوات والسلام نے اپنے اصحاب سے فرمایا اب وہ خوش نصیب لوگ آرہے ہیں جن کا نام ازل کے دن سے ہمارے انصار واصحاب میں لکھ دیا گیا تھا چلو ان کا ستقبال کرو

تاریخ بتاتی ہے کہ جب دس محرم کے دن نماز صبح کے بعد ظالمین نے بغیر اصول کے حملہ کرنے کا پروگرام بنایا تو اس وقت اگلی صف میں یہ ضعیف یزید بن ثبیت اپنے دونوں بیٹوں عبداللہ اور عبیداللہ کے ساتھ اس طرح کھڑا ہوا تھا جیسے یہ اپنے جوان فرزندوں کے برابر کا جوان ہو اور بار بار اپنے فرزندوں کو تاکید کر رہا تھا کہ تم میرے سامنے اپنی قربانیاں دو کہ میں اپنے شہنشاہ معظم علیہ الصلوات والسلام کے سامنے سرخرو ہو جاؤں اور پہلے حملے میں اس کے بیٹے قربان ہو گئے

اس نے آ کر شہنشاہ معظم علیہ الصلوات والسلام کے قدموں پر ہاتھ رکھ کر روتے ہوئے عرض کی کہ میرے یہی دو بیٹے تھے جو میرا کل سرمایہ تھے وہ میں نے قربان کر دیئے ہیں کیا اب میں آپ کے نانا پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے سرخرو ہوں؟ شہنشاہ معظم علیہ الصلوات والسلام نے سینے سے لگا کر فرمایا تم آج اس طرح سرخرو ہوئے ہو کہ ہماری تمام اولاد جب بھی ہماری زیارت کیلئے آئے گی جب تک تمہیں سلام نہیں کرے گی ان کی زیارت مکمل نہیں ہوگی، یہی وجہ ہے کہ شہنشاہ زمانہ عجل اللہ فرجہٗ الشریف نے بھی زیارت ناحیہ میں ان باپ بیٹوں پر فرداً فرداً سلام فرمایا اور رہتی دنیا تک ان کے قدسی وجود پر ملکوت اور اللہ جل جلالہٗ مل کر صلوات پڑھتے رہیں گے ......(R_191)

منزل معدِن بنی سُلَیم

یہ کارواں تسلیم ورضا العمق سے 15 ذوالحجہ سوموار کو روانہ ہوا سامنے اور قریب سلیلہ کا مقام تھا جو العمق سے 34 کلومیٹر کے فاصلے پر تھا، یہاں پاک کارواں نے قیام نہیں کیا بلکہ یہاں سے آگے مقام معدن نبی سلیم پر قیام کیا، یہ مقام سلیلہ سے

46 کلومیٹر کے فاصلے پر تھا، یعنی 15 ذوالحجہ سوموار کے دن قافلہ یہاں پہنچا
یہ جگہ سلیم بن فران بن عمرو بن الحفاف بن قضائمہ کے نام سے مشہور تھی اس مقام پر
ایک سونے کی کان تھی بعض لوگوں نے لکھا ہے کہ یہ جگہ سلیلہ سے 75 کلومیٹر کے
فاصلے پر تھی مگر تحقیق کے مطابق یہ بات درست نہیں ہے ……(R_192)
میں پہلے عرض کر چکا ہوں کہ بصرہ سے جناب یزید بن ثبیت اور ان کے ساتھی العمق
کے مقام پر حاضر بارگاہ ہوئے، ان کے بصرہ سے روانہ ہونے کے بعد بصرہ کی ناکہ
بندی سخت ہوگئی تھی جس کی وجہ سے یہاں زیادہ تحریک نہیں چل سکی تھی
اسی رات جناب سیف بن حارث اور ان کے چچازاد بھائی جناب مالک بن عبداللہ
اپنے گھر میں آئے، آپس میں گفتگو کرتے رہے کہ اب ہم اہل بصرہ کو آزما چکے ہیں
ان کے اعصاب پر اموی گماشتوں کا رعب سوار ہو چکا ہے، اس لئے کوئی بھی شہنشاہ
کربلا علیہ الصلوات والسلام کی نصرت کیلئے تیار نہیں ہو رہا، اب ہم کیا کریں؟ اس وقت ان کی
والدہ جو ضعیف تھی ان کے قریب آئی اور روتے ہوئے کہا کیا تمہارے اعصاب پر
بھی اموی ملعونوں کا خوف سوار ہے؟ انہوں نے جواب دیا نہیں ہم پر کوئی خوف نہیں
کہا پھر گھر میں کیوں بیٹھے ہو، انہوں نے جواب دیا ہم کیا کریں، وہ کہتی ہے تم اپنا
سر پیش کرو اور اپنے مالک کی نعلین پر اپنی جان فدا کردو، اہل بصرہ کا انتظار مت کرو
دونوں بھائیوں نے کہا کہ زیادہ امکان اس بات کا ہے کہ ہر طرف پہرے ہیں ہم
گرفتار ہو جائیں گے اور شاید شہنشاہ معظم علیہ الصلوات والسلام تک پہنچنے سے پہلے ہی شہید کر
دیئے جائیں گے، والدہ نے کہا اگر تم گھر سے ایک قدم بھی آقاؑ کی طرف اٹھاؤ اور
پھر وہاں شہید کر دیئے جاؤ تو یہی سمجھنا کہ شہنشاہ علیہ الصلوات والسلام کی نعلین پر سر رکھ کے

قربان ہورہے ہیں، جلدی کرو اپنے گھوڑے تیار کرو اور روانہ ہو جاؤ
یہ حکم ملتے ہی یہ دونوں بھائی روانہ ہو گئے، ایک روایت یہ ہے کہ ان کے ساتھ راستے میں اور لوگ بھی شامل ہو گئے تھے اور جب یہ منزل معدن بنی سلیم پر پہنچے تو ان کا پانچ افراد پر مشتمل قافلہ تھا
جب یہ اس مقام پر پہنچے تو امام کائنات علیہ الصلوات والسلام نے خود بڑھ کر ان کا خیمہ سے باہر استقبال کیا اور فرمایا ہمیں تمہارا بہت انتظار تھا اور روز ازل سے لکھا ہوا تھا کہ تم نے اس مقام پر ہمارے ساتھ شامل ہونا ہے، پھر امام کائنات علیہ الصلوات والسلام نے جناب سیف بن حارث کو سینے سے لگایا اور یہاں ایک عجیب فقرہ فرمایا فرماتے ہیں
كيف حالك يا بن عم اے چچا کے بیٹے تمہارا کیا حال ہے؟
تاریخ مقاتل میں ہے کہ جب دس محرم کے دن اصحاب باوفا قربان ہونے لگے تو یہ دونوں بھائی یعنی جناب سیف بن حارث اور جناب مالک بن عبداللہ امام پاک علیہ الصلوات والسلام کے سامنے آئے مگر انہوں نے تمام شہداء سے الگ انداز میں جذبات کا اظہار کیا...... دونوں نے کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام کے قدموں پر اپنا سر رکھ کے یوں رونا شروع کیا جس طرح کوئی معصوم بچہ روتا ہے، امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا کہ تم کیوں رو رہے ہو؟ رو کر عرض کرتے ہیں ہم اپنی زندگی کو نہیں رو رہے اور نہ ہی ہمیں اپنی زندگی پیاری ہے یہ زندگی تو ہم ابھی مسکراتے ہوئے آپ کی نعلین پر قربان کر دیں گے، روتے اس بات پر ہیں کہ ہم آپ کے کمزور غلام ہیں، آپ کو بچانے میں ناکام ہو گئے ہیں......(R_193)
زیارت ناحیہ میں ہمارے شہنشاہ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف انہیں مخاطب کر کے فرماتے ہیں

تمہارا یہ احسان ہمیں کیسے بھول سکتا ہے کہ تم نے یہ احساس اور افسوس تو کیا تھا
میں عرض کر رہا تھا جب یہ دونوں نوجوان شہنشاہ معظم علیہ الصلوات والسلام کے قدموں پر
گرے تو انہوں نے عرض کی آقاؑ ہم آپ سے یہی دعا لینا چاہتے ہیں کہ ہماری یہ
قربانی آپ کا فدیہ شمار ہو، جناب اسماعیل کا فدیہ آسمانوں سے آیا تھا ہم آپ کا
فدیہ بن تو نہیں سکتے مگر ہمیں اپنا فدیہ شمار کرلیں اور ہمیں یقین دلا دیں تو ہم لاکھوں
بار اپنی جان دیں اور ہر بار مسکراتے ہوئے اپنی جان قربان کریں
شہنشاہ کربلا علیہ الصلوات والسلام فرماتے ہیں کہ تم کیا یقین دہانی مانگتے ہو کیا جنت یا آخرت کی
یقین دہانی چاہتے ہو؟ عرض کرتے ہیں آقا آپ جانتے تو ہیں آپ ہمیں یقین دلا
دیں کہ ہماری قربانیاں رائیگاں نہیں جائیں گی، پاک پردہ داران توحید و رسالت
صلواۃ اللہ علیہن کے پردے ہمارے بعد محفوظ رہیں گے، ان کے ساتھ کوئی بے ادبی نہیں
ہوگی، آپ کی اس یقین دہانی سے ہمارا سفر شہادت با مقصد ہو جائے گا بلکہ بہت
آسان ہو جائے گا کہ ہماری قربانی کے بدلے میں پاک پردہ داران توحید و
رسالت صلواۃ اللہ علیہن کے خیام بچ گئے ہیں
یہاں ایک وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ ان واقعات میں آپ نے عمر ابن سعید کے
کردار سے محسوس کیا ہوگا کہ یہ واقعی ہمدرد تھا یا اسے پاک گھر سے ہمدردی تھی
دوستو یہ بات حقیقت نہیں ہے بلکہ یہ ظالم اپنے اقتدار کی کرسی کو بچانے کیلئے اور
فرعون شام کے حکم کے مطابق ہمدردیاں ظاہر کر رہا تھا، جب ہم شہادت کے بعد کے
واقعات پڑھتے ہیں تو اس کا مکروہ چہرہ اس وقت سامنے آتا ہے
تاریخ گواہ ہے کہ جب امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام کو شہید کیا گیا اور پاک خاندان علیہ

کے افراد کوفہ پہنچے اس وقت ابن زیاد ملعون نے امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام کا سراطہر مدینہ روانہ کیا تھا، بروایت دیگر صرف اطلاع بھجوائی گئی تھی ۔جس وقت یہ سر اطہر مدینہ پہنچا تو اس ملعون عمر بن سعید نے تمام مدینہ میں منادی کروائی تھی کہ امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام شہید ہو گئے ہیں اگر کسی نے تفصیل جاننا ہو تو مسجد میں آجائے تمام مدینہ کے لوگ مسجد میں جمع ہو گئے ، یہ ملعون منبر رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بیٹھا، سامنے شہنشاہ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مزار تھی اس نے مزار اطہر کی طرف رخ کیا اور بکواس کی

☆لدمة بلدمة وصدمة بصدمة……(R_194)

کہ اب تو آپ کی آنکھیں ٹھنڈی ہوگئی ہوں گی ، ذرا دیکھیں تو سہی یہ کس کا سر ہے؟ یہ آپ کے اس فرزند کا سر ہے کہ جسے اپنے دوش اطہر پر بٹھاتے تھے، جس کے ناقہ بن کر آپ فخر کیا کرتے تھے، آج دیکھیں آپ کے اس لعل کا سر ہم نے کیسے اٹھایا ہوا ہے، کل مکہ میں ہمارے قتل ہوئے تھے اور ہمارے گھروں کی عورتیں بال کھول کر رو رہی تھیں، آج آپ کے گھر میں یہی منظر ہے، آپ بھی یہ منظر دیکھ لیں، آج ہم نے احد و بدر کے تمام قرض ادا کر دئیے ہیں، ہم نے تمام حساب برابر کر دیا ہے، مگر اس میں ہمارا کوئی قصور نہیں ہم تو آپ کے کلمہ گو ہیں

اس وقت عبداللہ بن سائب انصاری اٹھے اور کہا اے ملعون ازل اپنی بکواس بند کرو ایک طرف تم کہتے ہو کہ ہم کلمہ گو ہیں دوسری طرف تم ان پر طنز کر رہے ہو، یہ تو تمہیں علم ہے کہ شہنشاہ کربلا علیہ الصلوات والسلام ان کی پاک دختر کے لخت جگر تھے ، اگر تمہیں آج اس رنگ میں امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام کا سر اطہر اٹھایا ہوا دیکھتے تو کیا انہیں اذیت نہ ہوتی اور یہ بھی حدیث ہے کہ ان کو اذیت دینا اللہ جل جلالہ کو اذیت دینے کے برابر ہے

یہ ملعون کہتا ہے کہ تم کیوں بول رہے ہو؟ ان کے قریبی ہم ہیں یا تم انصاری ہو؟ اگر وہ آج ہوتیں تو یقیناً وہ گریہ کرتیں بال کھول کے بیٹے کا سر گود میں لے کر روتیں، مگر ان کے قاتل پر لعنت نہ کرتیں، پھر کہا کہ تم انصاری نہیں جانتے ہم نے اس دن کے انتظار میں بہت عرصہ گزار دیا ہے، آج ہمارے دل کی مراد بر آئی ہے

تمام مومن مل کر دعا کریں کہ خدا کرے ایسے ظالم ایک بار اس دنیا میں معذب ہونے کیلئے آئیں اور ہم ان سے انتقام لیں اور ان ظالموں کو اپنی آنکھوں سے برباد ہوتا ہوا دیکھیں جنہوں نے فدک کی مالک شہزادی صلواۃ اللہ علیہا کو اذیت دی ہے اور تمام ظالم ہمارے سامنے سولی پر لٹکائے جائیں، ہماری بھی آنکھوں کو ٹھنڈک ملے، تمام پاک گھر پر کیئے گئے ظلم کا حساب ظالموں سے لیا جائے، تمام مومن ان کے منتقم اس زمانہ کے امام عجل اللہ فرجہٗ الشریف سے عرض کریں کہ اب تو آپ مظلوموں کا انتقام لیں اور اپنے پاک گھر کو آباد و شاد فرمائیں



آمین یا رب العالمین



اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ وَّ آلِ مُحَمَّدٍ وَعَجِّل فَرَجھُم بِقَائِمِھِمّ عَجَلَ اللّٰہُ فَرَجَہُ الشریف
وَصَلَوَاتُ اللّٰہُ عَلَیہِ وَ عَلیٰ آلِہٖ اَجمَعِین

یاھوالوہاب الخبیر العلیم
یا مولا کریم عجل اللہ فرجک وصلوات اللہ علیک

مجلس نمبر 27

ربذہ ومغیثۃ الماوان

16 ذوالحجہ بمطابق 15 ستمبر منگل کی رات کو معدن بنی سلیم سے شہنشاہ کربلا علیہ الصلوات والسلام کی روانگی ہوئی، اگلی منزل وہ تھی جسے ربذہ کہتے ہیں، یہ وہ علاقہ ہے جس کا واقعہ آپ نے یقیناً سنا ہوا ہے کہ یہی ایام حج تھے، جناب مالک اشترؒ سلام اللہ علیہ اسی جگہ سے گزر رہے تھے، اسی راستہ کے کنارے ایک کمسن بچی کو دیکھا، بچی نے آواز دے کر پکارا چچا مالک اشترؒ! انہوں نے پوچھا بیٹی آپ کون ہیں اور مجھ سے کیا چاہتی ہیں تو اس کمسن بچی نے کہا کہ میں آپ کے بھائی ابوذر غفاری سلام اللہ علیہ کی بیٹی ہوں، آپ کا بھائی دنیا سے رخصت ہوگیا ہے اور میرے پاس کفن بھی نہیں ہے، پھر جناب مالک اشتر نے ان کی تدفین کا انتظام کیا، یہ واقعہ آپ کا سنا ہوا ہے، میں پھر نہ دہراؤں

امام کائنات علیہ الصلوات والسلام یہاں سے روانہ ہوئے، آگے ایک دوراہا تھا جو ایک منزل بھی شمار ہوتا تھا جس کا اصل نام تو مغیثۃ الماوان تھا مگر عرفِ عام میں اس جگہ کو ماوان کہا جاتا تھا، یہاں دو قبائل ہوازن اور ربیعہ کے لوگ آباد تھے، یہ دونوں قبائل دراصل یمنی قبیلے تھے جو یمن سے ہجرت کر کے یہاں آباد ہوئے تھے، یہ ایک بڑی منزل شمار ہوتی تھی، یہاں پانی کی فراوانی تھی جس کی وجہ سے اس جگہ کو ماوان کہتے تھے، یہاں پانی کے کئی کنویں تھے

اس مقام سے دو راستے نکلتے تھے، ایک سیدھا شمال کی طرف معدن النقرہ کو جاتا تھا دوسرا راستہ یہاں سے خم کھا کر شمال مغرب کی طرف مڑ کر اس راستے سے مل جاتا تھا جو مدینہ سے معدن النقرہ کی طرف جاتا تھا

منزل الماوان سے مدینہ تقریباً 95/90 کلومیٹر کے فاصلہ پر ہے، الماوان سے معدن النقرہ کا فاصلہ تقریباً 70/60 کلومیٹر ہے، اگر قافلہ معدن النقرہ سے گھوم کر مدینہ آئے تو ایک طویل راستہ بنتا ہے، اس لئے جو قافلہ مدینہ جاتا وہ الماوان سے مدینہ کی طرف سیدھا مڑ جاتا تھا

یہاں ایک ایسا واقعہ ہوا جسے اکثر مؤرخین نے بلا تحقیق کئی منازل پر لکھا ہے کچھ مؤرخین نے اس منزل سے آٹھویں منزل پر لکھا، کچھ نے نانویں منزل پر لکھا، کچھ نے دسویں اور کسی نے گیارہویں منزل پر لکھا ہے یعنی اس مقام سے کئی سو کلومیٹر آگے جا کر لکھا ہے، اس اشتباہ کی وجوہات یہ ہیں کہ اس واقعے کی ایک جز کافی دیر بعد سامنے آتی تھی جس کا ذکر میں اپنے موقع پر کروں گا تاکہ کوئی شخص کسی اشتباہ کا شکار نہ ہو

وہ واقعہ جس کا اس منزل کے ساتھ تعلق ہے یہ ہے کہ جب امام کائنات علیہ الصلوات والسلام نے مکہ مکرمہ سے روانگی کا پروگرام بنایا تو اس وقت بنی اسد کے کئی لوگ اور دیگر کافی لوگ موجود تھے، یہاں عبداللہ ابن زبیر امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام کے ساتھ بڑے سرگوشیانہ انداز میں مصروف کلام تھا اور شہنشاہ معظم علیہ الصلوات والسلام فرما رہے تھے کہ ہم نے جد اطہر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا تھا کہ ایک دنبہ حرم کعبہ میں ذبح ہوگا جس کی وجہ سے حرمت کعبہ پامال ہوگی اور وہ دنبہ تم ہو......(R_195)

جبکہ ہم کعبہ سے دور شہید ہونا پسند کرتے ہیں چاہے ایک بالشت ہی کیوں نہ ہو پھر آپ حرم سے روانہ ہو گئے

اس موقعہ پر اسدی لوگوں میں سے دو جوان موجود تھے، وہ روایت کرتے ہیں کہ ہم نے جس وقت دیکھا کہ امام کائنات علیہ الصلوات والسلام نے احرام کھولنے کا ارادہ فرمایا ہے تو ہم سمجھ گئے کہ کوئی اہم وجہ ہے جس کیلئے شہنشاہ معظم علیہ الصلوات والسلام نے حج کا ارادہ ترک فرما دیا ہے، پھر ہم نے صرف یہی دیکھنے کیلئے اپنا حج ترک کر دیا اور ان کے پیچھے پیچھے سفر کرنا شروع کر دیا کہ دیکھیں آگے کیا ہوتا ہے؟

ان جوانوں میں ایک کا نام عبداللہ بن سلیمان اسدی تھا اور دوسرے ساتھی کا نام منذر بن مشمعل اسدی تھا، یہ المذری بن مشمعل اسدی کا بھائی تھا، یہ کہتے ہیں کہ ہم اس تمام سفر میں امام کائنات علیہ الصلوات والسلام کے سامنے نہیں گئے بلکہ ان کے لشکر سے دور قیام کرتے ہوئے آئے، جب شہنشاہ کربلا علیہ الصلوات والسلام نے معدن بنی سلیم سے سفر شروع فرمایا، ہمارے پاس تیز رفتار گھوڑے تھے مگر ہم انہیں آہستہ آہستہ قافلہ کے پیچھے پیچھے چلا رہے تھے، جب شہنشاہ کربلا علیہ الصلوات والسلام نے ربذہ کو عبور کیا تو اس وقت ہم نے دیکھا کہ ایک تیز رفتار ناقہ سوار (بروایت دیگر گھوڑا سوار) مغیثۃ الماوان کی طرف سے آ رہا ہے مگر اس نے اپنے عمامہ کے پلڑے سے چہرہ چھپایا ہوا ہے

یہاں تک تو بات درست تھی مگر ہم نے اسے دیکھا کہ جب اس کی نظر شہنشاہ کربلا علیہ الصلوات والسلام کے لشکر پر پڑی تو اس نے اپنی سواری کا رخ صحرا کی طرف موڑ دیا، اس کی اس حرکت سے ہمیں وہ آدمی مشکوک نظر آیا، ہم چونکہ تحقیق کی نیت سے چلے تھے ہم نے اس کی اس حرکت کو نوٹ کیا اور فوراً اس کا پیچھا کیا، ایک یا دو کلومیٹر کے فاصلہ پر

اسے جا کر روک لیا، ہم نے اسے سلام کیا، اس نے جواب دینے سے پہلے پوچھا کہ تم کس قبیلہ سے تعلق رکھتے ہو؟ ہم نے بتایا کہ ہم اسدی قبیلہ سے تعلق رکھتے ہیں، اس آدمی نے گہری سانس لے کر کہا الحمدللہ، ہم سمجھ گئے کہ یہ ہمارے قبیلہ کا کوئی فرد ہے، ہم نے اس سے نام پوچھا تو اس نے نقاب اتار کر کہا میرا نام بجیر ابن سعد اسدی ہے، ہم نے پوچھا کہ تم کہاں سے آ رہے ہو؟ اس نے جواب دیا کہ میں کوفہ سے آ رہا ہوں، مجھے ابن زیاد ملعون نے حاکم مدینہ عمر ابن سعید کی طرف بھیجا ہے، میں پہلے مدینہ گیا، وہاں سے پتہ چلا کہ وہ امیر حج بن کر مکہ گیا ہوا ہے اس لئے میں اب مکہ جا رہا ہوں، ہم نے سوال کیا کہ تم ہمیں کچھ تو بتاؤ کہ بات کیا ہے؟

اس نے جواب دیا کہ کوفہ میں جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام سے کوفیوں نے بے وفائی کی ہے، انہیں عین مشکل وقت میں چھوڑ گئے ہیں اور ابن زیاد ملعون کے حکم سے جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام کو شہید کر دیا گیا ہے اور مجھے ابن زیاد ملعون نے بھیجا ہے کہ میں جلد جا کر عمر ابن سعید کو اطلاع دوں اور اسے آگاہ کروں کہ وہ تازہ ترین حالات سے نمٹنے کیلئے تیار ہو جائے کیونکہ عقیل علیہ الصلوات والسلام کا شیر شہید تو ہو گیا ہے مگر اس شیر جیسے کئی اور ہاشمی شیر موجود ہیں، وہ تو تنہا تھے مگر شہنشاہ کربلا علیہ الصلوات والسلام کے ساتھ اس جیسے کئی شیر ہیں اور سب جوان ہیں، اس لئے عمر ابن سعید کو حالات کی نزاکت کے بارے میں آگاہ کرنا ہے، پھر انہوں نے اس سے کوفہ کے تفصیلی حالات دریافت کئے

یہ اسدی جوان روایت کرتے ہیں کہ ہم امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام کے ساتھ پھر شامل ہو گئے اور اس کوشش میں رہے کہ ہمیں تھوڑا سا علیحدہ وقت ملے تو ہم انہیں کوفہ کے تازہ

حالات سے آگاہ کریں مگر ہمیں الماوان تک موقعہ نہ ملا، جب الماوان میں قیام ہوا ہم دو تین بار آئے کہ دیکھیں اگر شہنشاہ معظم علیہ الصلوات والسلام تنہا ہیں تو انہیں آگاہ کریں مگر ہمیں وقت نہ ملا کیونکہ ان کی بارگاہ میں ہر وقت اصحاب موجود رہتے تھے، ہم نے سوچا کہ نماز عشاء کے بعد شاید ہمیں وقت مل جائے گا، ہم اس وقت حاضر ہوئے تو چند اہم غلاموں کے علاوہ کوئی فرد موجود نہ تھا، ہاں پاک خاندان علیہم الصلوات والسلام کے تمام جوان موجود تھے، شاید امام کائنات علیہ الصلوات والسلام نے انہیں کسی خاص وجہ کیلئے جمع فرمایا ہوا تھا، ہم نے جا کر ایک غلام سے درخواست کی کہ بارگاہ قدس میں عرض کرو کہ ہمارے پاس ایک اہم خبر ہے جو ہم تنہائی میں عرض کرنا چاہتے ہیں

اس وقت شہنشاہ کربلا علیہ الصلوات والسلام نے چاروں طرف نگاہ فرمائی سامنے جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام کے فرزند بیٹھے ہوئے نظر آئے، سرکارؑ نے ہم سے فرمایا تم نہ گھبراؤ یہ سب ہمارے اپنے موجود ہیں، ان میں سے کوئی بھی ایسا نہیں جس سے ہماری کوئی بات مخفی ہو جو کچھ تم بیان کرنا چاہتے ہو وہ کل تک راز تھا، اس نے عیاں بھی ہونا ہے اور مناسب وقت یہی ہے کہ آج وہ راز کھول دو، انہوں نے بتایا کہ کس طرح ہم نے بجیر بن سعد اسدی سے حالات سنے، اس نے بتایا ہے کہ جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام کو بڑی بے دردی کے ساتھ شہید کیا گیا ہے، جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام کے فرزندان تمام حالات سنتے رہے اور ان کی آنکھوں سے آنسو رواں ہو گئے (R_196)

اکثر ذاکرین یہ بیان کرتے ہیں کہ عید الاضحیٰ کے موقع پر سرکار علیہ الصلوات والسلام منزل ثوق پر قیام پذیر ہوئے اور جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام کی شہادت کی خبر شہنشاہ کربلا علیہ الصلوات والسلام کو منزل ثوق پر ملی حالانکہ ثوق تو کوفہ کے نزدیک ہے جس کا تفصیلی ذکر اپنے

مقام پر انشا اللہ ہوگا

لیکن سوچنے والی بات یہ ہے کہ مکہ سے دو دن کے اندر کوئی بھی مسافر منزل ثوق تک کم از کم اس وقت نہیں پہنچ سکتا تھا کہ جس وقت ذرائع نقل وحمل انتہائی محدود تھے اور راستے بہت زیادہ دشوار گزار تھے اور حقیقت یہ ہے کہ مکہ سے روانگی کے بعد عید الاضحیٰ شہنشاہ معظم علیہ الصلوات والسلام نے منزل ذات العرق پر گزاری مگر جناب امیر مسلم پاک علیہ الصلوات والسلام کی شہادت کی خبر ظاہری طور پر سرکار علیہ الصلوات والسلام کو اس منزل مغیثۃ الماوان پر ملی ہے

یہاں یہ بھی عرض کرتا چلوں کہ کچھ لوگوں نے یہ لکھا ہے کہ خبر شہادت خزیمہ پر پہنچی جو مدینہ سے کئی سو کلو میٹر کے فاصلے پر ہے، عام طور پر ایک گھوڑا سوار کو کوفہ سے مدینہ یا کوفہ سے شام جانا ہوتا تو اسے زیادہ سے زیادہ چھ دن لگتے تھے، اگر بجیر اسدی کو 10 اور 11 ذوالحجہ کو بھی روانہ کیا گیا ہو تو اس کا اس مقام پر ملنا ممکن ہے یعنی روایت، درایت، فاصلے، وقت، رفتار، جغرافیہ اور تاریخ وغیرہ کو اگر ملایا جائے تو بجیر اسدی کا سلیمان و مشمعل اسدی سے ملنا مغیثۃ الماوان سے پہلے ثابت ہوتا ہے

یہ بجیر اسدی حیرہ کا رہنے والا تھا، یہاں ایک یہ اشتباہ بھی رفع کرتا چلوں کہ ایک بکیر اسدی تھا جو کوفہ کا رہنے والا تھا، جو امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام کو راستے میں ملا تھا، اس نے بھی آ کر جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام کی شہادت کی اطلاع دی تھی اس کا ذکر موقعہ کی مناسبت سے کروں گا، مگر یہ وہ نہیں ہے، بعض لوگوں کو یہ اشتباہ ہوا ہے کہ یہ بجیر اسدی بکیر بن حمران نہروانی تھا یہ بھی ان کا اشتباہ ہے کیونکہ بکیر بن حمران نہروانی ضابی قبیلہ کے ساتھ تعلق رکھتا تھا اور کچھ لوگوں نے اسے کلبی بھی لکھا ہے، ان کے کلبی

لکھنے کی وجہ یہ ہے کہ ضابی قبیلہ کلبی قبیلے کی ایک شاخ تھی، کچھ لوگوں نے بکیر بن حمران ملعون کو بھی اسدی لکھا ہے یہ ان کا اشتباہ ہے......(R_197)

جب انہوں نے کوفہ کے تمام حالات سنائے تو اس وقت امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام کے یتیم فرزندان کو اور باقی بنی ہاشم علیہ الصلوات والسلام کو ساتھ لے کر خیام میں تشریف لے آئے، یہاں شریکۃ الحسین پاک بہن صلواۃ اللہ علیہا کے خیمہ کو زینت بخشی، یہاں آ کر امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام نے پاک بہن صلواۃ اللہ علیہا سے فرمایا کہ مناسب یہی ہے کہ دستورِ عرب کے مطابق جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام کی بیوہ کو آپ سب مل کر پرسہ دیں اور انہیں سیاہ پوشاک پہنائیں، یہ سن کر پاک خیام میں گریہ و زاری کا کہرام بپا ہوا......اس وقت عرب میں اگر کوئی مستور بیوہ ہو جاتی تو اس کی بیوگی کی خصوصی رسم ادا کی جاتی تھی، بیوہ مستور کو ایک مسند پر بٹھا دیا جاتا تھا اس کے بعد مستورات آ کر اسے سیاہ جوڑا پیش کرتی تھیں، پھر اس کی بیوگی کی رسم ادا کی جاتی تھی، یہاں کردگار وفا علیہ الصلوات والسلام کی پاک ہمشیر صلواۃ اللہ علیہا کے خیمہ میں تمام پاک مستورات صلواۃ اللہ علیہن جمع ہوئیں، انہیں سوگ کی مسند پر بٹھایا گیا اور ان کی بیوگی کی تمام رسوم ادا کی گئیں

اس زمانہ میں دستور تھا کہ اندرونِ خانہ جب بیوگی کی رسم ادا کرنے کا انتظام ہوتا اسی وقت باہر مردوں میں دستارِ یتیمی شہید یا مرحوم کے بڑے فرزند کو پہنائی جاتی تھی اور ماں کی بیوگی کی رسم میں اس کا شامل ہونا ضروری ہوتا، اگر وہ وارث گھر میں نہ ہوتا تو سب مستورات بیوہ مستور کو گلے لگا کر پرسہ دیتیں......(R_198)

اس دستور اور رسم کے مطابق تمام مستورات صلواۃ اللہ علیہن جناب غازی علیہ الصلوات والسلام کی

بیوہ بہن صلواۃ اللہ علیہا کو گلے لگا کر پرسہ دیتی رہیں، خیام سے باہر رونے کی آواز آئی، تمام مستورات نے دیکھا، امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام قنات کے دروازے سے ظاہر ہوئے، ان کے ساتھ تمام خاندان کے افراد تھے، سب کی آنکھوں میں آنسو تھے، ان کی درمیان جناب عبداللہ بن امیر مسلم بن عقیل علیہم الصلوات والسلام تھے، انہوں نے سر پر یتیمی کی دستار باندھی ہوئی تھی، یہ ایک عجیب دردناک منظر تھا

جب تمام خاندان پاک کے افراد اس خیمہ میں جمع ہو گئے تو بیوگی کی رسم کی ادائیگی کا آغاز ہوا، پاک فضلؑ کی ماںؑ نے جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام کی بیوہ صلواۃ اللہ علیہا کے سر اطہر سے سیاہ چادر ہٹا کر سر میں خاک ملانا تھی، مستورات میں اس رسم کو کس طرح ادا کیا گیا، میں سب وضاحت نہیں کر سکتا اور نہ ہی اس وقت کی کیفیات بیان کرنے کا میرا مزاج متحمل ہوسکتا ہے

اس موقعہ پر مناسب یہی ہے کہ تمام مومنین مل کر دعا کریں کہ اب تو اس پاک شہزادی کے گھر خوشیوں کا موسم آئے، اس کے پاک لعل جو بچھڑ گئے تھے ان سے دوبارہ ملیں، اسے پاک سہاگ کی چھاؤں نصیب ہو، ان کے دکھ اور مصائب کو ختم کرنے والا ان کا لعل ہمارے زمانے کا وارث عجل اللہ فرجہٗ الشریف جلد آئے



﴿ آمین یارب العالمین ﴾



اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ وَّ آلِ مُحَمَّدٍ وَعَجِّل فَرَجَھُم بِقَائِمِھِمؑ عَجَلَ اللّٰہُ فَرَجَہٗ الشریف وَ صَلَوَاتُ اللّٰہُ عَلَیہِ وَ عَلیٰ آلِہٖ اَجمَعِین

یاھوالوہاب الخبیر العلیم
یا مولا کریم عجل اللہ فرجک وصلوات اللہ علیک

مجلس نمبر 28

﴿واپسی مدینہ از مکہ﴾

17 ذوالحجہ بمطابق 16 ستمبر بدھ کی رات مغیثۃ الماوان کے مقام پر قافلہ پاک نے بسر کی، اس مقام پر تمام رات کوئی بھی نہیں سویا، تمام خیام سے گریہ وبکا کی آوازیں آتی رہیں، تمام مستورات صلواۃ اللہ علیہن جناب امیر مسلم پاک علیہ الصلوات والسلام کی بیوہ صلواۃ اللہ علیہا کو پرسہ دیتی رہیں، دوسری طرف امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام نے اپنے خیمہ میں پاک خاندان کے افراد کو جمع کیا اور فرمایا کہ یہاں کوئی فیصلہ کرنے سے بہتر ہے کہ ہم مدینہ تشریف لے جائیں، وہاں جاکر تمام خاندان بنی ہاشم علیہم الصلوات والسلام کو جمع کر کے کوئی فیصلہ کریں، اس لئے صبح ہمارا سفر مدینہ کی طرف ہوگا

یہاں یہ بھی عرض کرتا چلوں کہ عام لوگوں کے سامنے جو واقعات بیان کئے جاتے ہیں ان سے یہی محسوس ہوتا ہے کہ کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام مدینہ سے روانہ ہوئے تو پھر آگے سفر کرتے گئے، حقیقت یہ ہے کہ مکہ مکرمہ مدینہ طیبہ سے جنوب کی طرف ہے اور کربلا معلیٰ وکوفہ شمال کی طرف ہیں، مدینہ طیبہ سے مکہ مکرمہ کی طرف دو راستے جاتے تھے، ایک مدینہ سے مغربی طرف نکلتا تھا، دوسرا راستہ مدینہ سے مشرقی طرف نکلتا تھا یہ مشرقی راستہ معدن النقرہ کی طرف جاتا تھا جو مکہ وکوفہ کی ایک منزل تھی اور معدن النقرہ مدینہ سے 100 کلومیٹر شمال مشرقی رخ پر تھا، اسی راستہ پر مدینہ سے 39

کلومیٹر مشرق کی طرف ایک دوراہا آتا تھا، یہاں سے مغیثۃ الماوان کا فاصلہ 50 کلومیٹر سے کچھ زیادہ ہے، شہنشاہ کربلا علیہ الصلوات والسلام نے جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام کی شہادت کی خبر سن کر اس منزل سے مدینہ کا رخ فرمایا

اس موضوع پر مختلف کتابوں میں 60 سے زیادہ روایات ملتی ہیں کہ شہنشاہ کربلا علیہ الصلوات والسلام واپس مدینہ تشریف لے گئے تھے، یہاں میں چند تاریخی حوالے پیش کرنا ضروری سمجھتا ہوں، سب سے پہلے یہ بات لوط بن یحییٰ ابی مخنف نے اپنی مقتل کی کتاب میں لکھی ہے جو مقتل ابی مخنف کے نام سے مشہور ہے

☆ لما قتل مسلمؑ بن عقیل علیہما السلام و انقطع خبرہ عن الحسین علیہ الصلوات والسلام فقلق لذالك قلقاً شدیداً و جمع اهل بیته و موالیه و امرهم بالرحیل الیٰ المدینة حتی دخلوها

جب جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام شہید ہو گئے اور ان کی شہادت کی خبر شہنشاہ مظلوم کربلا علیہ الصلوات والسلام تک پہنچی تو انہیں شدید دکھ پہنچا، انہوں نے پاک خاندان علیہم الصلوات والسلام کو جمع فرمایا اور اپنے ساتھ دیگر افراد کو بھی حکم دیا کہ یہاں سے مدینہ کا رخ کرو اور انہوں نے اس منزل سے مدینہ کا رخ کیا اور مدینہ میں داخل ہو گئے

اسی طرح صاحب الریاض الاحزان لکھتے ہیں کہ

☆ حین خرج من المکة عازماً الی العراق اتی مدینة الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

جب شہنشاہ کربلا علیہ الصلوات والسلام نے مکہ سے عراق کا ارادہ فرمایا تو وہ واپس مدینہ طیبہ سے تشریف لے گئے ......اسی طرح صاحب فوادح حسینیہ بھی لکھتے ہیں کہ

☆ لما عزم الحسین علیہ الصلوات والسلام علی المسیر الی الکوفة بعد مجیئه من مکة الی

المدینہ............ اور پھر صاحب منتخب التواریخ بھی لکھتے ہیں کہ

☆ ان الحسین علیہ الصلوات والسلام لما عزم علی الخروج الی العراق من المدینۃ

علامہ دربندی لکھتے ہیں کہ جب امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام واپس مدینہ تشریف لے آئے تو ان کو جناب محمد حنفیہ علیہ الصلوات والسلام ملنے آئے، آپ نے فرمایا ہمیں اپنے بھائی امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام کی شہادت کا بڑا دکھ ہے، اس لئے ہم کوفہ جانے کا ارادہ رکھتے ہیں

☆ قال ارید الی العراق فانی قلق من اجل ابن عمی مسلم بن عقیل علیہما الصلوات والسلام

صاحب اسرار الشہادۃ لکھتے ہیں کہ جس وقت اسدی جوانوں نے جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام کی شہادت کی خبر سنائی تو اس وقت وہ اپنے محملوں پر سوار ہو کر مدینہ کی طرف روانہ ہو گئے ☆ فشدوا علی الجمال و خرجوا بین یدیہ سائرین الی المدینۃ

یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام مکہ سے عراق تشریف لے جاتے وقت پہلے مدینہ طیبہ تشریف لے آئے اور یہ کوئی زیادہ سفر بھی نہیں تھا کیونکہ انہیں مدینہ آنے کیلئے اضافی سفر صرف 30 کلومیٹر کرنا پڑا اس پر تفصیلی بحث صاحب ریاض القدس نے بھی کی ہے......(R_199)

یہ بھی حقیقت ہے کہ جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام کی شہادت کی خبر ملنے کے بعد جو صورت حال سامنے آئی ان حالات میں تمام پاک خاندان علیہ الصلوات والسلام سے دوبارہ ملنا ضروری تھا اور جناب عبداللہ علیہ الصلوات والسلام کو بھی یہی فرمایا تھا کہ تم مکہ مکرمہ میں چند دن قیام کر کے یہاں کے حالات کا جائزہ لے کر مدینہ آ جاؤ ہم وہاں تمہارے منتظر ہوں گے، اس بات سے بھی دوبارہ مدینہ آنا ثابت ہوتا ہے

اگر ہم سفر کی رفتار کو دیکھیں تو پھر بھی یہ ثابت ہوتا ہے کہ تین دن کسی ایک مقام پر بسر

ہوئے ورنہ یہ قافلہ کربلا میں یکم محرم سے پہلے پہنچ جاتا مگر یہ دو یا تین محرم کو پہنچا
یہ بات آگے منازل کی ترتیب سے سامنے آجائے گی

میں عرض کررہا تھا کہ 17 ذوالحجہ بدھ کے دن قافلہ پاک مغیثتہ الماوان سے روانہ ہو کر مدینہ پہنچ گیا اور 20 ذوالحجہ بمطابق 19 ستمبر ہفتہ کی رات تک یہاں قیام فرمایا

اگر ہم عام رفتار سفر کو سامنے رکھ کر مدینہ میں داخل ہونے والے وقت کا قریب ترین تعین کریں تو ہم یہ آسانی کے ساتھ معلوم کرسکتے ہیں کہ قافلہ پاک مدینہ میں 9 گھنٹے کے سفر کے بعد پہنچا، یعنی صبح چار بجے اگر روانگی فرض کی جائے تو دن کے ایک بجے کے بعد کا کوئی وقت ہوسکتا ہے جب قافلہ پاک مدینہ میں داخل ہوا کیونکہ قافلہ پاک کا وہ حفاظتی دستہ جو سب سے آگے چلتا تھا وہ سب سے پہلے مدینہ پہنچا، تمام بنی ہاشم علیہم الصلوات والسلام اور مدینہ کی عورتیں ان کے استقبال کیلئے فوراً تیار ہوگئیں اور اپنی گلیوں اور چھتوں پر استقبال کیلئے پہنچ گئیں

جس طرح بعض مؤرخین نے لکھا ہے کہ کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام کی مدینہ آمد کی خبر سے تمام اہل مدینہ میں خوشی کی لہر دوڑ گئی، انہیں جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام کی شہادت کا علم نہیں تھا، وہ خوشیاں منارہے تھے مگر شہنشاہ مظلومیت علیہ الصلوات والسلام کی آمد کے بعد وہ خوشی اچانک سوگ میں بدل گئی، پھر تمام مدینہ میں صف ماتم بچھ گئی

میں یہ سمجھتا ہوں کہ جس وقت ملکہ دوجہاں صلواۃ اللہ علیہا کی پاک بیٹیاں صلواۃ اللہ علیہن دن کے وقت مدینہ میں داخل ہوئی ہوں گی تو اس وقت کردگار وفا علیہ الصلوات والسلام کی مدینہ میں آواز گونجی ہوگی ''طَرَّقُوا طَرَّقُوا'' اور مدینہ کی عورتوں نے اشک آلود آنکھوں سے اپنی شہزادیوں صلواۃ اللہ علیہن کا استقبال کیا ہوگا

یہ تمام باتیں مؤرخین نے نہیں لکھی ہیں مگر حالات وجذبات کو دیکھتے ہوئے ایسی باتیں خود بخود اخذ کی جاسکتی ہیں، یہ بھی ممکن ہے کہ تمام بنی ہاشم علیہم الصلوات والسلام نے قافلہ پاک کا استقبال شہر سے باہر جا کر کیا ہو اور پردے کا انتظام بھی انہوں نے کیا ہو، جب قافلہ پاک مدینہ پہنچا ہوگا تو سب سے پہلے جدا طہر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مزار اقدس پر حاضری دی ہوگی کیونکہ گھر اطہر کا دروازہ مسجد النبی کے صحن میں کھلتا ہے اور یہ ناممکن ہے کہ پاک پردہ داران توحید ورسالت صلواۃ اللہ علیہن مزار اطہر کے قریب سے گزریں اور مزار پر تشریف نہ لے جائیں، ہاں اس موقع پر مؤرخین نے شہنشاہ کربلا علیہ الصلوات والسلام کے مزارِ اطہر پر آنے کا ذکر ضرور کیا ہے وہ لکھتے ہیں کہ جس وقت شہنشاہ کربلا علیہ الصلوات والسلام جدا طہر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مزار اقدس پر حاضر ہوئے تو فرمایا کہ......(R_200)

☆اقبل الی قبر جدہٖ و قال السلام علیك یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم انا الحسین علیہ الصلوات والسلام ابن بنتك و فرخك و ابن فرختك و سبطك الذی خلفتنی فی امتك فاشهد علیهم یا نبی اللہ انهم قد خذلونی و ضیعونی ولم یحفظونی و هٰذه شکویٰ الیك و حتیٰ القاك ثم قام فصف قدمیه فلم یزل راکعاً و ساجداً

پاک نانا میرا سلام قبول فرمائیں دیکھیں میں آپ کی جگر گوشہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا کا فرزند ہوں، آپ کا نواسہ ہوں، جسے آپ نے اس امت میں اپنا متبادل قرار دیا تھا، آپ اب گواہ رہیں کہ اس امت نے ہمیں چھوڑ دیا ہے، اس امت نے ہماری اور ہمارے حق کی حفاظت نہیں کی، اس نے ہماری عزت وحرمت کا خیال نہیں کیا، ہمارا یہ شکوہ آپ تک ہے اور یہ شکوہ اس وقت تک کرتا رہوں گا جب تک آپ کی ذات سے ملاقات نہیں ہوگی، یہ فرما کر اٹھے اور بہت دیر تک رکوع وسجود میں مصروف رہے

ان تین دنوں کے قیام کے دوران شہنشاہ معظم علیہ الصلوات والسلام نے زیادہ سے زیادہ وقت اپنے جد اطہر صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے قرب میں گزارا، گویا یہ جد اطہر صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ توسل کر کے آئندہ کا دستور العمل لینے میں مصروف تھے اور یہاں سے یہ حکم ملا تھا کہ اب ازل سے کیئے گئے وعدہ کا دن آ گیا ہے اس لئے عراق ضرور جانا ہے

جب یہاں سے جانے لگے تو اس وقت فرمایا

☆اللھم ان ھذه قبر نبیك و حبیبك صلی الله علیه و آلہٖ وسلم و انا بن بنته صلوات الله علیها اللھم وقد حضرنی من الامر ما قد علمته اللھم انی احب المعروف و انكر المنكر و انا سالك یا ذوالجلال و الاكرام بحق القبر و من معه فیه الا اخترت لی یا هولك رضی و لرسولك صلی الله علیه و آلہٖ وسلم رضی ……(R_201)

اے رب العالمین یہ تیرے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا مشہد مبارک ہے اور ہم ان کی پاک شہزادی صلواۃ اللہ علیہا کے فرزند ہیں، ہم اپنے امور میں تیری اور تیرے پاک حبیب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی رضا ڈھونڈ رہے ہیں، اور ہم امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو پسند کرتے ہیں، اے ذوالجلال والاکرام تجھے اپنے حبیب کا واسطہ تو اپنی رضا و مقصد کو ہمارے حضور میں لے آ، اپنی اور اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی رضا کو ہمارے سامنے ظاہر فرما

پھر بہت دیر تک گریہ فرماتے رہے، واضح رہے کہ یہ وہ گریہ تھا جو اشتیاق حبیب کا ہوتا ہے، جو وصل محبوب کی تڑپ کی وجہ سے ہوتا ہے، نہ کہ کسی ظاہری غم کی وجہ سے کیونکہ جو عام ولی اللہ ہوتا ہے اس کی شان بھی یہ ہے کہ لا خوف علیهم ولا هم یحزنون یعنی انہیں نہ آنے والے خطرات کا خوف خائف کر سکتا ہے اور نہ گزرے ہوئے نقصان کا غم پریشان کر سکتا ہے، یہ تو عام ولایت کا مقام ہے اور ولایت مطلقہ الٰہیہ

کے حامل نور کا مقام کیا ہوگا ؟ یہاں کچھ لوگوں نے یہ لکھا ہے کہ……(R_202)

☆فوصل الی قبر جده صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم سطح لہٗ نور من القبر فعاد الی موضعہٖ

جس وقت کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام مزار اطہر پر تشریف لے گئے تو مشہد اطہر سے ایک نور ساطع ہوا…… اللہ جل جلالہٗ جانتا ہے کہ کیا راز و نیاز ہوئے، اس راز و نیاز کے بعد کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام واپس اپنے حرم سرا میں تشریف لے آئے

﴿حالاتِ مدینہ﴾

جب شہنشاہ معظم علیہ الصلوات والسلام واپس مدینہ تشریف لے آئے تو یہاں تین دن قیام فرمایا، اس دور میں مدینہ ایک حساب سے معطل تھا کیونکہ یہاں کا گورنر عمر ابن سعید ملعون مکہ گیا ہوا تھا اور اس کا بھائی یحییٰ بن سعید ملعون بھی مکہ میں تھا گویا مدینہ خالی تھا (R_203)

عمر بن سعید کو جب بجیر اسدی نے تازہ ترین حالات کی اطلاع دی اور فرعونِ کوفہ کے احکام پہنچائے تو پہلے تو اس کا ارادہ یہ تھا کہ ایام تشریق جو دس دن ہوتے ہیں وہ تمام مکہ میں بسر کرے گا، مگر اس نے فوری طور پر یحییٰ بن سعید کو مکہ سے مدینہ روانہ کیا اور اسے کہا کہ میں یہاں کے اہم سیاسی امور نمٹا کر جلد مدینہ آنے کی کوشش کروں گا کیونکہ امام کائنات علیہ الصلوات والسلام کی مکہ سے روانگی کے بعد ابن زبیر کیلئے میدان خالی ہوگیا تھا اور وہ بڑی زبردست تحریک چلا رہا تھا جو خطرناک حد تک پہنچ چکی تھی جسے سنبھالنا بہت مشکل تھا اور کچھ عرصہ بعد وہ تحریک کامیاب بھی ہوئی تھی اور مکہ و مدینہ اموی ملاعین کے ہاتھ سے نکل گیا تھا، اس لئے یہاں اس کا رہنا بہت ضروری تھا اور دوسری طرف اسے تسلی تھی کہ شہنشاہِ کربلا علیہ الصلوات والسلام مدینہ میں کوئی تحریک نہیں

چلائیں گے اور نہ ہی مدینہ پر قبضہ کریں گے، مگر عبداللہ بن زبیر کی طرف سے ان تمام باتوں کا امکان تھا...... چند دنوں کے بعد اس نے سوچا کہ ہوسکتا ہے کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام کوفہ کا سفر اختیار فرمائیں اور یزید ملعون کا حکم بھی یہی تھا کہ ان کو کوفہ نہ آنے دیا جائے اس لئے یہ چند دن بعد مکہ سے روانہ ہوگیا

مگر اس نے سب سے پہلے اپنے بھائی یحییٰ بن سعید کو روانہ کیا تھا اور اسے تاکید کی تھی کہ اگر کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام کوفہ جانے کی کوشش کریں تو ان کو تم وہاں روکنے کی کوشش کرنا، میں چند روز بعد لشکر لے کر آ رہا ہوں

یہاں یہ عرض بھی کرتا چلوں کہ ہمارے سامنے واقعات کی تحقیق میں سب سے بڑی مشکل یہ ہے کہ مؤرخین نے دونوں تیاریوں کو یکجا کر کے لکھ دیا ہے یعنی پہلی بار مدینہ سے مکہ روانگی کے حالات اور دوسری بار مدینہ سے کوفہ روانگی کے حالات آپس میں ملا دیئے گئے ہیں، اسی وجہ سے پہلی روانگی اور دوسری روانگی کے حالات علیحدہ کرنا مشکل ہے، صرف چند باتوں کے علاوہ تمام واقعات دونوں روانگیوں کے ضمن میں لکھ دئے گئے ہیں، اکثر واقعات پہلی ہی روانگی کے ضمن میں لکھے گئے ہیں، جس کی وجہ سے ہمارے لئے ان کو ایک دوسرے سے جدا کرنے کیلئے کوئی معیار یا پیمانہ موجود نہیں ہے

میں نے جن واقعات کے بین السطور سے محسوس کیا ہے کہ وہ سفر مکہ کے ہیں تو میں نے انہیں سفر مکہ کے ضمن میں لکھا ہے اور کچھ واقعات ایسے بھی ہیں جنہیں کسی ایک سفر کے ساتھ نہیں ملایا جا سکتا تو میں نے انہیں دونوں مقامات پر لکھ دیا ہے تاکہ جہاں بھی ہوں گے وہاں موجود ہوں، یہ میری مجبوری تھی جس کی میں اپنے امام

زمانہ عجل اللہ فرجہٗ الشریف سے معافی چاہوں گا کیونکہ میں نے ان واقعات کومحسوسات کے حوالے سے تقسیم کیا ہے اور حقیقت تو خود ان کی ذات پاک ہی بہتر جانتی ہے اور وہ مالک بھی ہیں اس لئے وہ معاف فرمائیں گے

یہاں اپنے قارئین کی خدمت میں ایک گذارش کرتا چلوں کہ کچھ چیزیں ایسی ہوتی ہیں جو کسی کتاب میں موجود نہیں ہوتی ہیں مگر وہ کسی نہ کسی واقعہ کے ضمن میں آجاتی ہیں مثلاً کوئی آدمی بتاتا ہے کہ فلاں علاقہ میں زبردست بارش ہوئی ہے، اس کے اس ایک فقرہ سے بادل کا آنا، زمین پر پانی کا ہونا، زمین پر کیچڑ کا ہونا، زمین کے گہرے مقامات پر پانی کا جمع ہونا، راستوں کا خراب ہونا خود بخود معلوم ہو جاتا ہے چاہے اسے کوئی بیان کرے یا نہ کرے، اسی طرح کئی تاریخی واقعات ہوتے ہیں جن سے کئی دوسری چیزیں خود بخود معلوم ہو جاتی ہیں یا اخذ کی جاسکتی ہیں اور ان کا نہ لکھنا یا بیان نہ کرنا واقعات کے تسلسل کو توڑ دیتا ہے اس لئے میں انہیں ضرور لکھتا ہوں

دوسری بات یہ ہے کہ اکثر صاحبانِ مقاتل نے صرف اور صرف واقعات لکھنے پر اکتفا کیا ہے مگر احساسات کو کچل کر رکھ دیا ہے یعنی ان کا کوئی خیال نہیں رکھا گیا، میری ایک کوشش یہ بھی ہے کہ جس حد تک ممکن ہو سکے میں اس کمی کو پورا کروں اور موقعہ کی مناسبت سے احساسات بھی قلم بند کروں تاکہ حالات و واقعات کے ساتھ ساتھ احساسات بھی سامعین اور قارئین تک منتقل ہوسکیں، جو ایک قیمتی سرمایہ ہے

شب اوّل

صاحبانِ مقاتل لکھتے ہیں کہ جب رات ہوئی یعنی 18 ذوالحجہ جمعرات کی رات جو کہ

غدیر کی رات بھی تھی

☆خرج الحسین علیہ الصلوات والسلام من منزله ذات الليلة و اقبل الى قبر جده

شہنشاہ مظلوم کرب و بلا علیہ الصلوات والسلام گھر اطہر سے روانہ ہوئے اور اپنے جد اطہر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مزار اقدس پر تشریف لے آئے، مشہد منور کو گلے لگا کر بہت دیر تک گریہ فرماتے رہے، انہوں نے نانا پاک سے مخلوق کے منفی رویے کی شکایت کی اور عرض کی نانا جان صلی اللہ علیک وآلک وسلم آپ دیکھیں کہ تمام دنیا مظلوم کو چھوڑ گئی ہے، اب ہماری نصرت کرنے والے بہت کم ہیں، کوفیوں نے ہم سے دھوکہ کیا ہے اور ہمارے بھائی امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام کو شہید کر دیا ہے، جب آپ نے یہاں قلت انصار کا شکوہ فرمایا تو وہ مشہور مکاشفہ ہوا جس کے بارے میں امام صادق علیہ الصلوات والسلام نے اصحاب کو آگاہ فرمایا تھا

☆لمّا صار الحسین علیہ الصلوات والسلام من المدينة لقيه افواج الملائكة المسومة فى ايديهم الحرب علىٰ نهب من نهب الجنة فسلموا عليه و اخيه وقالوايا حجة الله علٰى خلقه بعد جده و ابيه و اخيه ان الله امد جدك بنا فى مواطن كثيرة و ان الله امدك بنا فقال لهم الموعد حفرتى و بقعتى التى استشهد فيها...... (R_204)

جب امام کائنات علیہ الصلوات والسلام مدینہ سے تیار ہونے لگے تو اس وقت ملکوت معصومین کا لشکر حاضر ہوا جو جنت کی سواریوں پر سوار تھے اور ان کے ہاتھوں میں حربہ ہائے عذاب تھے، انہوں نے کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام کو اور ان کے پاک بھائی کو سلام کیا اور پھر عرض کی کہ آپ کے پاک نانا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں کئی مقامات پر اپنی نصرت کا شرف بخشا تھا اور ہم اب یہ عرض کرنے آئے ہیں کہ آپ بھی ہمیں اپنی نصرت کا

اعزاز عطا فرمانویں ہم حاضر ہیں
شہنشاہ معظم علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا کہ اب واپس چلے جاؤ، اس مقام پر آنا جو ہماری وعدہ گاہ ہے، جس مقام کو ہم نے معلّٰی بنانا ہے، جہاں ہم نے آخری نماز ادا کرنا ہے انہوں نے عرض کی کہ حضور ہم آپ کے ہر حکم کی تعمیل کے پابند ہیں، ہم اس مقام پر پہنچ جائیں گے مگر ہم اس بات سے ڈرتے ہیں کہ ممکن ہے راستہ میں کوئی دشمن آپ سے کسی قسم کی گستاخی کرے، شہنشاہ معظم علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا

☆فقال لا سبیل لهم علی
کہ کسی دشمن کو ہم پر کوئی اختیار نہیں ہے، ہم اپنے مختار آپ ہیں، جہاں چاہیں گے شہادت کے درجہ پر فائز ہوں گے، اس کی فکر نہ کرو شہادت ہمارا اختیاری معاملہ ہے کوئی ہمیں شہادت پر مجبور نہیں کر سکتا، امام صادق علیہ الصلوات والسلام فرماتے ہیں

☆آتته افواج مسلمی الجن فقالوا یا سیدنا نحن شیعتك وانصارك
پھر مومن جنات کے لشکر آئے انہوں نے عرض کی آقاؐ ہم آپ کے شیعہ بھی ہیں اور آپ کی نصرت کرنے کیلئے حاضر ہوئے ہیں ہمیں اپنے دشمنوں کے قتل پر مامور فرمائیں ہم سب ظالموں کو چند منٹ میں فی النار کر دیں گے، آپ اپنے وطن میں اپنے پاک فرزندان کے ساتھ ہمیشہ آباد رہیں، پاک پردہ داران توحید و رسالت صلواۃ اللہ علیہن کو جنگلوں یا ویرانوں میں نہ لے جائیں، شہنشاہ معظم علیہ الصلوات والسلام نے ان کی طرف دیکھ کر یہ آیت تلاوت فرمائی

☆اینما تکونوا یدرککم الموت ولو کنتم فی بروج مشیدۃ
چاہے کوئی کتنی بڑی حفاظت میں ہی کیوں نہ ہو خالق کے ساتھ تو اسے ملاقات کرنا ہی

پڑے گی ......(R_205) ☆

نحن والله اقدر عليهم منكم ولكن ليهلك من هلك عن بينه و يحى من حى عن بينه

ہم چاہتے ہیں کہ جس نے ہلاک ہونا ہے وہ جان بوجھ کر ہو، اور جس نے کامیاب و رستگار ہونا ہے وہ بھی کسی دلیل کے ساتھ ہو، ورنہ رب کعبہ کی قسم ہم تم سے زیادہ ان ظالمین پر قدرت رکھتے ہیں، ہم اللہ جل جلالہٗ کی قدرت کاملہ کے مالک ہیں

ہم نے خود ان کی ہلاکت اور نجات کو ان کے ہاتھوں میں دے دیا ہے تاکہ کل کوئی یہ نہ کہہ سکے کہ ہمیں جرم سے پہلے سزا کیوں دی گئی ہے اور ساتھ دینے والوں کو نصرت سے پہلے جزا کیوں ملی ہے؟

پھر آپ نے جنات سے فرمایا کہ تمہاری اور ہماری وعدہ گاہ ارض کربلا ہے تم وہاں آجانا، اگر ضرورت ہوگی تو تمہاری مدد قبول کی جائے گی، اب تم جاکر ہماری عزاداری کرتے رہو، پھر یہ بھی فرمایا کہ اگر ہم ان سب دشمنوں کو برباد کردیں تو ہماری جگہ پر خالق حقیقی سے ملاقات کون کرے گے؟ ہمارے مشہد مقدس میں آرام کون کرے گا؟ ہماری جگہ پر معراجِ شہادت کون پائے گا؟

قوم جنات اور لشکر ہائے ملکوت عرض کرتے ہیں آقا امت کے عزائم سے ہم کماحقہٗ واقف ہیں اور آپ کی ذات کے صبر خداوندی سے بھی آشنا ہیں اس لئے ہمیں اپنی نصرت کی اجازت فرمائیں، شہنشاہِ مظلومیت علیہ الصلوات والسلام فرماتے ہیں کہ تم نے مفہوم نصرت سمجھا ہی نہیں، تمہیں ہمارا مقصد اعلیٰ معلوم ہی نہیں ہے، ہم نے تو مظلومیت کا وہ عظیم مظاہرہ کرنا ہے جو ہمارے سوا کوئی کر ہی نہیں سکتا، ہم نے فاتح ہو کر بھی فتح حاصل نہیں کرنا ہے بلکہ ہم نے صبر کی شمشیر سے ظلم کی تمام تلواروں کو کند کرنا ہے، اس

لئے ہم کربلا جا رہے ہیں، ہمیں تو ان ناصرین کی ضرورت ہے جو جان دے سکیں، جو ظلم پر صبر کر سکیں، کیونکہ جہاں کائنات کے تمام جبر دم توڑ دیتے ہیں ہمارے صبر کی وہاں سے ابتدا ہوتی ہے، تمہیں علم نہیں مگر ہمیں تو علم ہے کہ شام غریباں کو کیا ہوگا، کیسے ہمارے خیام باقی نہ رہیں گے، کس طرح ہماری مستوراتِ توحید صلواۃ اللہ علیہن خیام سے باہر آئیں گی، کیسے انہوں نے بازاروں میں جانا ہے، ہمارے بعد کیا کیا ظلم ہوں گے، امت ملعونہ کس طرح ہماری ہتک حرمت کا ارتکاب کرے گی ہمیں سب کچھ معلوم ہے...... اس وقت قوم جنات نے قدموں پر گر کر کہا آقاؑ اگر امت کے یہ ارادے ہیں تو پھر پاک پردہ داران توحید و رسالت صلواۃ اللہ علیہن کو تو ساتھ نہ لے جائیں امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا کہ مشیت ایزدی یہی ہے اور ہمارے مقصد اعلیٰ کی بقا اسی میں مضمر ہے کیونکہ انہی نے تو ہمارے نام کو حیاتِ جاویداں عطا کرنا ہے، انہی نے تو یزیدیت کے کفر زدہ قلعوں کو تاخت و تاراج کرنا ہے، اسلام کے پاک علم کو کفر کے ایوانوں پر انہی نے لہرانا ہے، ہم ان کو وطن میں چھوڑ کر کیسے جا سکتے ہیں تمام مومن مل کے دعا کریں ملکہ عالمین شہزادی صلواۃ اللہ علیہا کا گھر پاک جلد آباد ہو، ان کے صبر کا موسم ختم ہو جائے، ان کا انتقام جلدی لیا جائے، ان کے پاک پردہ دار صلواۃ اللہ علیہن وطن میں جلدی آباد ہوں، ان کا منتقم عجل اللہ فرجہٗ الشریف جلدی تشریف لائے



آمین یارب العالمین

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ وَّ آلِ مُحَمَّدٍ وَعَجِّل فَرَجَھُم بِقَائِمِھِمّ عَجَلَ اللّٰہُ فَرَجَہُ الشریف وَصَلَوَاتُ اللّٰہُ عَلَیہِ وَ عَلٰی آلِہٖ اَجمَعِین

یاھوالوہاب الخبیر العلیم
یا مولا کریم عجل اللہ فرجک وصلوات اللہ علیک

مجلس نمبر 29

معمولاتِ مدینہ

(حصہ اول)

18 ذوالحجہ کا دن ہوا، یہ جمعرات کا دن تھا، یہ دن بھی مدینہ شہر حاکم مدینہ سے خالی تھا یعنی اس روز بھی کوئی ملعون یہاں نہیں پہنچا تھا، اس لئے ہر شخص بلا خوف وخطر دراطہر پر آ سکتا تھا لہٰذا مسجد نبوی میں دراطہر کے سامنے لوگوں کا ہجوم تھا، کچھ لوگ دنیا داری کیلئے آئے ہوئے تھے کیونکہ جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام کی شہادت کی خبر پہنچ چکی تھی لوگ صرف حالات کے بارے میں جاننا چاہتے تھے، کچھ دوست تھے جو افسوس کرنے اور پرسہ دینے آئے ہوئے تھے، اسی دن شہنشاہ معظم علیہ الصلوات والسلام نے مدینہ پہنچنے کے بعد پہلی میٹنگ کی اور تازہ ترین حالات پر مشورہ کیلئے جملہ آل عبدالمطلب علیہم الصلوات والسلام کو جمع ہونے کا حکم فرمایا، یہاں شہنشاہِ معظم علیہ الصلوات والسلام نے ایک خطبہ ارشاد فرمایا یہ خطبات میں نے اپنی مختلف مجالس میں پیش کئے ہیں اور آئندہ مجالس میں بھی انشاء اللہ ان کا ذکر ہوتا رہے گا مگر یہاں میں ان کو ترک کر رہا ہوں

اس خطبہ میں شہنشاہ معظم علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا کہ تم سب ہمارے خاندان کے وہ فرد ہو جن سے زیادہ ہمارا کوئی ہمدرد نہیں ہوسکتا، اس لئے تازہ ترین حالات پر مشورہ کیلئے ہم نے تمہیں یاد فرمایا ہے اور چاہتے یہ ہیں کہ تم سب کسی متفقہ رائے پر پہنچ کر

ہمیں مشورہ دو، اس میٹنگ میں ہر کوئی اپنی رائے عرض کرتا رہا، اسی دوران شہنشاہ **معظم** علیہ الصلوات والسلام نے جناب **عقیل** علیہ الصلوات والسلام کی پاک اولاد علیہ الصلوات والسلام کی طرف نگاہ فرمائی جو خود تو خاموش تھے مگر ان کی آنکھوں کے آنسوان کے جذبات کی ترجمانی کر رہے تھے، وہ کسی وقت کسی مشورہ دینے والے کی طرف حسرت بھری نگاہ سے دیکھتے، پھر دوسرے مشورہ دینے والے کی طرف حسرت بھری نظر کرتے، آنسو جاری تھے، مگر لب خاموش تھے، اس وقت شہنشاہ **معظم** علیہ الصلوات والسلام نے ان کی طرف دیکھ کر فرمایا

☆یا فتیانی ما ترون وما تقولون ……(R_206)

فرمایا میرے جوانو تم کیا دیکھ رہے ہو، تم کیا کہنا چاہتے ہو؟ جوانوں نے سر جھکا کر عرض کی سب سے بہتر رائے تو حضور کی ہی ہو گی، مگر ہم یہ دیکھ رہے ہیں کہ تمام لوگوں کی رائے یہی ہے کہ آپ مدینہ نہ چھوڑیں اور اہل کوفہ کو ان کی غداری کی سزا بھی ملنا چاہیے، یہ دو متضاد چیزیں بیک وقت پیش کی جا رہی ہیں کہ ایک طرف مدینہ بھی نہ چھوڑا جائے اور اہل کوفہ کو سبق بھی سکھایا جائے، یہ آپ کی ذات کیلئے تو ناممکن نہیں مگر عام حالات میں ناممکن ہے

اس لئے ہم یہ عرض کرنا چاہتے ہیں کہ ہمارے خیال میں اس کا حل یہ ہے کہ آپ ہمیں یعنی آل عقیل علیہم الصلوات والسلام کو کوفہ جانے کی اجازت عطا فرمائیں، آپ یہاں مدینہ میں رہیں، ہم اہل کوفہ کو وہ سبق سکھائیں گے کہ رہتی دنیا تک یاد رکھیں گے

☆واللہ لا یرجع حتیٰ نصیب ثارنا او نذوق ما ذاق

ہم جب تک اہل کوفہ سے اپنا انتقام نہیں لیں گے واپس نہیں آئیں گے، خدا کی قسم یا

تو ہم انتقام لے کر آئیں گے یا اپنی جانیں جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام پر فدا کر دیں گے اور درجہ شہادت پر پہنچ کر جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام کے پاس پہنچ جائیں گے شہنشاہ کربلا علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا تم نے ہم پر حجت تمام کی ہے، پھر سر اقدس کو جھکا کر فرمایا...... ☆لا خیر فی العیش بعد ھؤلاء ...... (R_207)

ان کے بعد تو زندگی کا کوئی مقصد ہی باقی نہیں رہ جاتا زندگی میں کوئی خیر نظر ہی نہیں آتی ...... پھر فرمایا ہم بھی تمہارے ساتھ جائیں گے، تم فکر نہ کرو کل ہمارے بھائی جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام جد اطہر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف روانہ ہوئے ہیں، ان کے پیچھے ہمارا قافلہ بھی مصروف سفر ہے، ہم بھی ان سے جا ملیں گے، اس راستے پر ہم سب نے جانا ہے، تقدیم وتاخیر کی کوئی بات نہیں، کچھ پہلے چلے گئے ہیں، کچھ بعد میں جانے والے ہیں، منزل تو سب کی ایک ہے، پھر کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام نے تمام خاندان والوں کی طرف نگاہ فرمائی اور فرمایا

☆من کان یصبر علی الاسنته وحد السیوف

تم میں سے کون ہے جو نیزہ وسنان کی گرمی کو آغوش مادر کی گرمی سمجھے، تلواروں کی تمازت کو سکھ کی سیج سمجھے؟ ......(R_208)

اس وقت تمام خاندان نے لبیک کہی، اس کے بعد کسی نے بھی مشورہ دینے کی ضرورت محسوس نہیں کی بلکہ امام کائنات علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا ہم یہ جانتے ہیں کہ ازل کا فیصلہ کیا ہے، تم سب نے کربلا میں ہمارے ساتھ شہید نہیں ہونا، تم میں سے کچھ لوگوں کو مالک ازل وابد نے کچھ اور کاموں کیلئے ہمارے بعد بھی باقی رکھنا ہے اور یہ اس کی مشیت کے عین مطابق ہے اور عین حق ہے، ہاں کچھ لوگ ہیں جنہوں

نے ہمارے ساتھ شہادت کے درجہ پر فائز ہوکر معراجِ شرافت وعظمت کا ادراک حاصل کرنا ہے اور کچھ لوگ ہمارے بعد اس مقام پر پہنچیں گے

بعض مؤرخین نے اس میٹنگ کو منزل زبالہ پر، کچھ نے منزل خزیمیہ پر، کچھ نے منزل ثوق پر لکھا ہے، مگر یہ میٹنگ مدینہ میں ہوئی، کیونکہ روایت و درایت کی رو سے کسی اور جگہ اس میٹنگ کا انعقاد بعید از واقعیت ہے، اس میٹنگ کے حوالے سے کچھ لوگوں نے بکواس کی کہ امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام تو مدینہ میں رہنا چاہتے تھے مگر احباب کے جذباتی فیصلوں نے انہیں کوفہ جانے پر مجبور کر دیا

حالانکہ آپ نے اس سفر اور پروگرام میں دیکھا ہے کہ شہنشاہ کربلا علیہ الصلوات والسلام ہر لمحہ وعدۂ میثاق کا ذکر فرماتے رہے اور اپنے جد اطہر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ کئے گئے عہد کا ذکر فرماتے رہے اور یہ بھی فرماتے رہے کہ ازل کے دن ایک فیصلہ ہوا تھا ہم اس کے پابند ہیں اور اسی کی تکمیل میں مصروف ہیں، اس لئے اس کربلا کے سفر کو کسی کی جذباتی تقریر کا نتیجہ کہنا سراسر جہالت و جاہلیت ہے

یہاں یہ بھی عرض کرتا چلوں کہ شہنشاہ معظم علیہ الصلوات والسلام کے مدینہ سے جانے کے بعد یزید ملعون کا اہل مدینہ کے نام خط پہنچا تھا جس میں انہیں بیعت کی دعوت دی گئی تھی یزید کے خط میں کئی اشعار بھی تھے جس کے بارے میں لوگوں نے عرض کی تھی کہ اب اسے کیا جواب دیا جائے جس کے جواب میں فرمایا تھا اسے لکھ دو کہ تمہارا عمل تمہارے ساتھ اور ہمارا عمل ہمارے ساتھ ہے یہ سورہ یونس کی آیت 31 تھی جو فرمائی گئی تھی ……(R_209)

آمدم برسر بیان

جب یہ میٹنگ برخواست ہوئی تو اس وقت کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام گھر اطہر تشریف لے آئے اور سب لوگوں کو اس میٹنگ کے فیصلہ سے آگاہ کر دیا گیا، اس کے بعد مالِ غنیمت کے شوقین اور متوقع فتح اور اقتدار میں شریک ہونے کی نیت سے شامل ہونے والوں کا ہجوم در اطہر پر آ گیا

اس وقت امام کائنات علیہ الصلوات والسلام نماز ظہر کیلئے مسجد کی جانب روانہ ہوئے، جب آپ نے در اطہر کو عبور فرمایا تو سامنے جابر بن عبداللہ انصاری کو اپنا منتظر پایا، وہ دروازہ کے ساتھ زمین پر بیٹھے ہوئے تھے کیونکہ وہ ضعیف تھے

(یہ وہ جناب جابر ہیں جن کا ذکر چہلم کے ضمن میں سب سنتے رہے ہیں)

جب جناب جابر کی نگاہ امام کائنات علیہ الصلوات والسلام پر پڑی تو فوراً زمین سے اٹھے اور کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام کے قدموں میں گر پڑے، وہ خود اس واقعہ کو بیان کرتے ہوئے بتاتے ہیں کہ میں نے روتے ہوئے عرض کی کہ آپ تو فرزند رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں، ان کے نواسے ہیں، اس لئے میرا بھی آپ پر کچھ حق ہے اور میں اسی حق کے حوالے سے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ آپ بھی اپنے بھائی کی طرح اس ملعون کے ساتھ صلح کر لیں، میں سمجھتا ہوں کہ ان کا فیصلہ وقت کے تقاضوں کے عین مطابق تھا اور میں عرض کروں گا کہ آپ بھی صلح کر لیں اور کوفہ تشریف نہ لے جائیں

☆فقال یا جابرؑ قد فعل ذالك اخی بامر الله و رسولهٖ و انا ایضاً افعل بامرالله و رسولهٖ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

فرمایا اے جابر ہمارے پاک برادر علیہ الصلوات والسلام نے جو فیصلہ فرمایا تھا وہ بھی اللہ اور

اس کے پاک حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم کے مطابق تھا اور ہم نے بھی جو فیصلہ کیا ہے یہ بھی اللہ اور اس کے پاک حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم کے عین مطابق ہے اور ہمیں جو حکم ملا ہے ہم اس حکم پر عمل کرنے کے پابند ہیں

جناب جابر روایت کرتے ہیں کہ میرے دل میں کچھ شک سا گزرا اور میں نے دوبارہ عرض کی کہ صلح میں کوئی ہرج نہیں، اس وقت کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا

☆اترید ان استشهد رسول الله صلی الله علیه و آلهٖ وسلم و علیاً علیه الصلوات والسلام و اخی الحسن علیه الصلوات والسلام بذالك

کیا تمہارا اراد یہ ہے کہ ہماری سچائی کی گواہی خود شہنشاہ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کو دیں؟ خود ہمارے پاک بابا علیہ الصلوات والسلام گواہی دیں یا ہمارے پاک بھائی علیہ الصلوات والسلام گواہی دیں؟ جناب جابر کہتے ہیں کہ میں نے ابھی کوئی جواب نہیں دیا تھا کہ میری نگاہ اٹھی، آسمان کے دروازے کھل گئے، میں نے دیکھا کہ شہنشاہ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آسمان سے نازل ہو رہے ہیں اور ان کے ساتھ جناب جعفر طیار علیہ الصلوات والسلام جناب حمزہ علیہ الصلوات والسلام جناب امیر المومنین علیہ الصلوات والسلام بھی ہیں، یہ سب آسمان سے نازل ہو رہے ہیں، جب زمین پر تشریف لا چکے تو شہنشاہ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہماری طرف جلال آمیز نگاہ فرمائی اور فرمایا کیا ہم نے آپ سب کے سامنے ان کی شہادت کا ذکر نہیں فرمایا تھا؟ کیا تم یہ سب کچھ پہلے ہی ہماری زبان سے نہیں سن چکے تھے؟ تم مومن ہو ہی نہیں سکتے جب تک ہماری پاک آلؑ کی ہر بات سے شک کی نجاست کو دور نہیں کرو گے، تمہیں صرف ان کی اطاعت کا حکم دیا گیا ہے اعتراض کا تمہیں حق ہی نہیں دیا گیا اگر اب بھی شک باقی ہو تو ہم تمہیں معاویہ اور یزید دونوں کا انجام

دکھائیں؟ اور ساتھ ہی اپنے پاک لخت جگر علیہ الصلوات والسلام کے مقام اعلیٰ کا مشاہدہ بھی کروائیں؟

☆فقلت بلیٰ یا رسول الله صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم فضرب برجله الارض فانشقت و ظهر بحر

میں نے عرض کی کہ جی مجھے ضرور دکھائیں، اس وقت شہنشاہ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زمین پر اپنے قدم مبارک سے ٹھوکر لگائی اور زمین شگافتہ ہوگئی، میں نے دیکھا کہ ایک سمندر موجزن نظر آیا، اس کے بعد پھر زمین نظر آئی، اسی طرح زمین کے سات طبق دکھائے گئے، ان سات حجاباتِ ارضی کے بعد میں نے آتش کا کھولتا ہوا سمندر دیکھا، اس میں ولید بن مغیرہ، ابوسفیان، ابوجہل و معاویہ و یزید لعن اللہ علیہم اجمعین کو معذب دیکھا اور ان پر عذاب سب جہنمیوں سے زیادہ تھا...... پھر فرمایا کہ آسمان کی طرف سر اٹھا کر دیکھو، آسمان کی جانب دیکھا تو آسمان کے دروازے کھلتے گئے، میں نے جنت اعلیٰ کو دیکھا اور وہاں میں نے تمام پاک خاندان علیہم الصلوات والسلام کے افراد اطہار کو دیکھا، اسی وقت شہنشاہِ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جنت کی طرف پرواز کی، میں نے دیکھا کہ شہنشاہ کربلا علیہ الصلوات والسلام اپنے پاک نانا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ جنت میں کھڑے ہیں اور شہنشاہ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی طرف دونوں ہاتھ بڑھا کر فرمایا

☆یا بنی الحقنی فلحقه الحسین علیہ الصلوات والسلام

فرمایا آؤ میرے لعل تم ہمارے ساتھ ملحق ہو جاؤ، اسی وقت شہنشاہ کربلا علیہ الصلوات والسلام نے پرواز کی اور پاک نانا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ملحق ہو گئے، اس کے بعد مجھے دیکھ کر فرمایا ہمارے یہ لعل ہر وقت ہمارے ساتھ ہیں اور تم پر واجب ہے کہ ان کے ہر امر کو تسلیم کرو☆ ولو یشك تکن مومنا

تم ان کی کسی بات پر شک نہ کرو اور ان کے مومن بن جاؤ(R_210)

اس کے بعد جناب جابر کہتے ہیں کہ میں نے شہنشاہ کربلا علیہ الصلوات والسلام کے قدموں پر گر کر معافی مانگی ...... یعنی شہنشاہ کربلا علیہ الصلوات والسلام کا کوئی حکم بھی حکم حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلاف نہ تھا

دوسری رات

19 ذوالحجہ جمعہ کی رات ہوئی، اس رات کو سب سے پہلے کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام نے جنت البقیع کا رخ فرمایا، جس وقت پاک ماں صلواۃ اللہ علیہا کی مزار پر ان کی نگاہ پڑی تو صبر کے پیمانے چھلک پڑے، صبر و ضبط کے بند ٹوٹ گئے، قریب آ کر برستی ہوئی آنکھوں سے عرض کرتے ہیں

☆السلام علیك یا اماہ اے پاک ماںؐ میرا اسلام قبول فرمائیں

اس وقت پاک مزار سے آواز آئی

☆وعلیك السلام یا ولدی یا قرة عینی وثمرة فوادی

اے میرے لعل میری آنکھوں کی ٹھنڈک اے میوۂ جگر میرے لعل میرا بھی پیار قبول فرماؤ، ہم تو تمہاری آواز سننے کیلئے ترس گئے ہیں، ہمارے پہلو میں قرآن سنانے والا ہی کوئی نہیں، یہ سن کر کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام نے تین سپاروں کی تلاوت فرمائی پھر بہت دیر تک راز و نیاز ہوتے رہے مگر یہ کسی کو معلوم نہیں کہ کیا راز و نیاز ہوتے رہے یہ وہ خود ہی جانتے ہیں، نصف شب تک کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام جنت البقیع میں رہے، اس کے بعد واپس اپنے جد اطہر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مزار اطہر پر تشریف لے آئے

جب یہاں پہنچے تو کیفیت یہ تھی کہ☆

فجعل الحسین علیہ الصلوات والسلام یبکی و یقول یا جداہ خذنی الیك القبر لا حاجة فی الرجوع الی الدنیا ، فقال رسول الله صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم یا قرة عینی لا بدلك من الرجوع الیٰ الدنیا حتیٰ ترزق الشهادة لتنال ما کتب لك من السعادة (R_211)

رو رو کر عرض کرتے ہیں نانا جان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیں یہاں اپنے ساتھ قبر کی جگہ عطا فرمائیں، ہمارا دل اب دنیا سے اکتا چکا ہے، اس دنیا میں ہمارے لئے کیا رکھا ہے جواباً شہنشاہ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے میری آنکھوں کے نور یہ اس وقت تک ناممکن ہے جب تک تم جام شہادت نوش نہیں فرماؤ گے اور جو سعادت تمہارے حصہ میں آئی ہے اسے قبول نہیں کرو گے، اس راز و نیاز کے بعد شہنشاہ معظم علیہ الصلوات والسلام واپس گھر اطہر تشریف لے آئے، یہاں آ کر تمام افراد اطہار علیہم الصلوات والسلام کو جمع فرما کے انہیں ان مکاشفات سے آگاہ فرمایا، آپ کے فرامین کو سن کر تمام گھر میں گریہ و بکا کی آوازیں بلند ہونے لگیں، گویا یہ ایک ایسا عمل تھا جس سے تمام گھر اطہر کو آنے والے مصائب کیلئے تیار کیا جا رہا تھا کیونکہ اتنا بڑا صدمہ اگر اچانک ملے تو پھر برداشت نہیں ہوتا

19 ذوالحجہ جمعہ کے دن نماز کا وقت ہوا تو اس وقت حکومتی خطیب مسجد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں خطبہ دینے کیلئے اٹھا اور اس نے جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام کی شہادت کی خبر خطبہ میں بیان کی اور لوگوں کو دبے الفاظ میں کوفہ جانے سے روکنے کی کوشش کی مگر اپنے حوالے سے نہیں بلکہ یحییٰ بن سعید کے پیغام کے طور پر چند باتیں کیں

عبداللہ بن عباس سے کسی نے واقعہ کربلا کے بعد پوچھا تھا کہ تم امام مظلوم علیہ الصلوات

والسلام کے ساتھ کربلا کیوں نہیں گئے؟ اس نے جواب دیا کہ وہ خوش نصیب تھے جن کا نام ازل کے دن سے اس سعادت عظمیٰ کیلئے لکھ دیا گیا تھا، یہ میری بدنصیبی تھی کہ میرا نام اس لسٹ میں نہیں تھا، یہ راز 19 ذوالحجہ کے دن شہنشاہ کربلا علیہ الصلوات والسلام نے ان پر منکشف کیا تھا

کتب میں یہ روایت موجود ہے کہ طلوع آفتاب کے قریب عبداللہ بن عباس حاضر بارگاہ ہوئے اور انہوں نے عرض کی کہ آقا ہم کوفیوں کے مزاج سے آشنا ہیں، ان کے دو حصے ہیں، ان کے امیر لوگ اپنی دولت اور اقتدار کے چھن جانے سے ڈرتے ہیں اور ان کے غریب لوگ اپنی زندگی کے چھن جانے سے ڈرتے ہیں، اس لئے ہمیں آپ کا کوفہ جانا مناسب نہیں لگتا مگر ہماری یہ باتیں ظاہری حالات پر مبنی ہیں اور آپ کے فیصلے ہمیشہ اللہ جل جلالہ کے احکام کے مطابق ہوتے ہیں، اس لئے ہوگا وہی حق جسے آپ پسند فرمائیں گے، امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا کہ تم نے اپنے مقام پر انتہائی پرخلوص مشورہ دیا ہے اور تمہیں حقائق سے آشنا کرنا اس لئے آسان بھی ہے کہ تم دیگر انبیاء کے کتب سماوی سے آشنا ہو اور تم خود بتاؤ کہ وہ کس نبی کی کتاب ہے جس میں ہماری شہادت کا ذکر نہیں؟ ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء نے ہماری شہادت عظمیٰ کو عبادت کی طرح بیان کیا ہے، تم یہ بھی جانتے ہو کہ ہمارے ساتھ دھوکہ کرنا اور ہمیں شہید کرنا کوفیوں کے ذمہ ہے، کوئی بات ایسی نہیں جو ہم سے مخفی ہو، یہ مصائب ہمارے اختیاری ہیں، ہمیں معلوم ہے کہ ہم شہید ہوں گے، ہمارے گھر پر بے انتہا ظلم ہوں گے، اگر تم دیکھنا چاہو تو ہم تمہیں دکھا سکتے ہیں، اس کے بعد شہنشاہ کربلا علیہ الصلوات والسلام نے عبداللہ ابن عباس کو کربلا کے واقعات دکھائے، واقعات

دیکھنے کے بعد عبداللہ ابن عباس کی یہ کیفیت تھی کہ وہ مدینہ کی گلیوں میں دیوانوں کی طرح ماتم کرتا ہوا آ رہا تھا اور یہ بین کر رہا تھا

☆واحسیناؐ واحسیناؐ واسفا علی الحسین علیہ الصلوات والسلام

اس حال میں روتا ہوا وہ گھر میں داخل ہوا......(R_212)

یہ تو میں آپ کو بتا چکا ہوں کہ عبداللہ ابن عباس پاک فضلؐ کی والدہ پاک صلواۃ اللہ علیہا کا باپ تھا یعنی کردگار وفا علیہ الصلوات والسلام اس کے داماد تھے، جب یہ روتا ہوا اپنے گھر میں داخل ہوا تو اس کی زوجہ نے آ کر پوچھا کہ خیریت تو ہے؟ یہ حالت کیوں ہوگئی ہے آپ کی؟

اس نے روتے ہوئے جواب دیا کہ میں ابھی امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام کے پاس گیا تھا انہیں کوفہ جانے سے روکنے کی کوشش کی، انہوں نے اپنا ارادہ ترک نہیں کیا، میں نے عرض کی کہ اس سفر کا انجام کیا ہوگا؟ انہوں نے خود تو کوئی جواب نہیں دیا مگر اپنی دو انگلیاں دراز فرمائیں اور میرے سامنے مستقبل کے دروازے کھل گئے

اس وقت عبداللہ ابن عباس کی زوجہ نے کہا کہ آپ جا کر دختر پاک صلواۃ اللہ علیہا کو ان واقعات سے آگاہ کریں اور کہیں کہ وہ اِن کے ساتھ سفر پر نہ جائیں، عبداللہ ابن عباس رو کر کہتے ہیں کہ میں ایسا نہیں کر سکتا اور نہ ہی میری دختر اس معاملہ میں میری بات مانیں گی کیونکہ جہاں تک میں سمجھتا ہوں جناب عباسؐ علیہ الصلوات والسلام اگر وفا کے خالق ہیں تو میری بیٹی ملکہءِ ملک وفا ہے، اور پیش آمدہ تمام حالات سے باخبر بھی ہے، جب ان کے سرتاج درجہءِ شہادت پر فائز ہوں گے تو ان کے بعد ان کی جگہ پر میری دختر ہی تمام مستورات کا آسرا اور سہارا بنیں گی، اور اب جبکہ میں مکاشفہ کر

چکا ہوں تو یہ بھی جانتا ہوں کہ بازارِ شام میں پردۂ تطہیر کی محافظت کے فرائض بھی انہی نے انجام دینا ہیں، بازاروں اور درباروں میں اسی نے تو نبی زادیوں کے پردہ کا خیال رکھنا ہے، میں کیسے یہ جسارت کرسکتا ہوں کہ اس کو ساتھ جانے سے روک لوں، اب تو دعا کا وقت ہے کہ خدا کرے کہ شہنشاہ مظلوم کرب و بلا علیہ الصلوات والسلام کے بعد نبی زادیوں کے پردے محفوظ رہیں

تمام مومن مل کر دعا کریں کہ فضلؑ کی پاک ماں اب تو پاک فرزندان کے سروں پر سہرے دیکھے، اپنے لعل محمد علیہ الصلوات والسلام کو سہرے پہنائے، اپنے چاند فضلؑ علیہ الصلوات والسلام کی شادی کی رسمیں ادا فرمائے، اپنے سرتاج کی بہنوں صلواۃ اللہ علیہن کو خوشیوں کی مبارک باد دے، ان کو دوبارہ اپنے پاک گھر میں آباد دیکھیں



﴿ آمین یارب العالمین ﴾



اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ وَّ آلِ مُحَمَّدٍ وَعَجِّل فَرَجھُم بِقَائِمِھِمْ عَجَلَ اللّٰہُ فَرَجَہُ الشریف
وَصَلَوَاتُ اللّٰہُ عَلَیہِ وَ عَلیٰ آلِہٖ اَجمَعِین

یاھوالوہاب الخبیر العلیم
یا مولا کریم عجل اللہ فرجک وصلوات اللہ علیک

مجلس نمبر 30

معمولاتِ مدینہ

(حصہ دوم)

اگر آپ کو یاد ہو تو کل کی مجلس کا اختتام میں نے یہاں کیا تھا کہ عبداللہ ابن عباس نے بارگاہِ عالیہ میں عرض کی تھی کہ آپ کوفہ تشریف نہ لے جائیں مگر ان کے سامنے کچھ راز منکشف فرما کر انہیں مطمئن کر دیا گیا تھا

ابن عباس روایت کرتے ہیں کہ جب میں شہنشاہ معظم علیہ الصلوات والسلام کی بارگاہ سے روتا ہوا گھر پہنچا تو میں بہت دیر تک روتا رہا، آخر روتے روتے مجھے نیند آ گئی، میں نے عالم خواب میں دیکھا کہ میں حرم کعبہ میں کھڑا ہوں اور کعبہ کا دروازہ کھلا ہوا ہے اور میں دیکھتا ہوں کہ وہاں لاکھوں کی تعداد میں لوگ موجود ہیں، دیوارِ کعبہ کے ساتھ شہنشاہ معظم کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام کی مسند لگی ہوئی ہے اور کعبہ کے کھلے ہوئے دروازے میں جناب جبرائیل سلام اللہ علیہ کھڑے ہیں اور لوگوں کو بلا بلا کر فرما رہے ہیں کہ جلدی جلدی شہنشاہ کربلا علیہ الصلوات والسلام کی بیعت کر لو، یہ موقعہ پھر ہاتھ نہیں آئے گا، دیر نہ کرو، انہی کی بیعت اللہ جل جلالہٗ کی بیعت ہے، انہی کی اطاعت اللہ کی اطاعت ہے پھر میں دیکھتا ہوں کہ ایک مختصر سی جماعت ہے جو شہنشاہ کربلا علیہ الصلوات والسلام کی بیعت کر رہی ہے اور جو شخص بھی بیعت کرتا ہے جناب جبرائیل سلام اللہ علیہ اس کے اور اس کے

والد کے نام کا اعلان فرماتے ہیں کہ اب فلاں ابن فلاں نے بیعت کی ہے، اب فلاں ابن فلاں بیعت کیلئے آگے بڑھ رہے ہیں، یعنی وہ بیعت کی رننگ کمنٹری کر رہے ہیں، میں ان جوانوں کو بڑے غور سے دیکھتا رہا اور میں نے ان سب کو پہچانا، ان کی نورانی صورتیں میرے ذہن میں نقش ہوتی چلی گئیں، اسی دوران میں بیدار ہو گیا، میں نے اسی وقت ان تمام لوگوں کے نام لکھ کر رکھ دیئے، جب واقعہ کربلا ہو چکا اور میرے پاس شہدائے کربلا کی فہرست پہنچی تو میں نے ان کے نام دوبارہ دیکھے، اور میں یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ جو نام میں نے پہلے لکھ کر رکھے ہوئے تھے ان میں سے کوئی ایک نام بھی کم یا زیادہ نہ تھا......(R_213)

19 ذوالحجہ کے دن مکہ سے اطلاع پہنچی کہ عمر ابن سعید مدینہ کی طرف روانہ ہو چکا ہے اور وہ کسی وقت بھی مدینہ پہنچ سکتا ہے، اسے سختی کے ساتھ حکم دیا گیا ہے کہ وہ شہنشاہ کربلا علیہ الصلوات والسلام کو ہر صورت مدینہ میں رہنے پر مجبور کرے اور اسے یہ بھی حکم ملا ہے کہ اس معاملہ میں اسے اگر سختی بھی کرنا پڑے تو کرے

دوسری طرف اولادِ جناب عبدالمطلب علیہ الصلوات والسلام کا جوش وجلال نقطہ کمال پر پہنچا ہوا تھا، ایک طرف مدینہ کے نواح کے لوگ شہر سے باہر جمع ہو رہے تھے تا کہ وہ امام علیہ الصلوات والسلام کے ساتھ جا سکیں، لوگ جوق در جوق آ رہے تھے اور ان کے سربراہوں کا مسجد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں آمد کا سلسلہ جاری تھا، بصرہ اور یمن سے کچھ گروہ آ چکے تھے جو مسجد کے باہر خیمہ زن تھے، مدینہ کی فضا بڑی کشیدہ تھی، ہر کسی کو مدینہ پر جنگ کے بادل منڈلاتے ہوئے نظر آ رہے تھے، جو لوگ مال غنیمت کے شوق میں یا دنیاوی غرض لے کر نصرت کیلئے آئے ہوئے تھے ان کی تعداد تین ہزار سے زیادہ تھی

یعنی ایک مکمل جنگ بالکل سر پر پہنچ چکی تھی ، مگر کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام یہ چاہتے تھے کہ مدینہ میں جنگ نہ ہو اور مکہ سے 20 قبائل کے چھوٹے چھوٹے فوجی دستے پہنچ چکے تھے جو بعد میں چھوڑ کر چلے گئے تھے ، ان میں سے صرف 40 افراد نصرت میں شہید ہوئے جو مکہ کے رہنے والے تھے ، اسی طرح مدینہ کے 30 دستے تیار ہو چکے تھے جن میں لوگوں کی تعداد سینکڑوں میں تھی ، یعنی مدینہ ایک ہنگامہ گاہ بنا ہوا تھا

یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ مدینہ سے جب کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام روانہ ہوئے تو ان کے لشکر کی تعداد کیا تھی ؟ حقیقت یہ ہے کہ لشکر کی کل تعداد کوئی بھی نہیں بتا سکتا ، اس کی وجہ یہ ہے کہ مدینہ سے کربلا معلیٰ تک یہ تعداد مسلسل بدلتی رہی یعنی راستے میں مختلف منازل پر بہت سے لوگ اس کاروانِ ہدایت کے ساتھ آ کر شامل ہو جاتے اور کچھ لوگ چھوڑ کر چلے جاتے

ہاں ہمیں شیخ عبدالعلی ہروی طہرانی اعلیٰ اللہ مقامہٗ کے بیان سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جب کربلا پہنچے تو اس وقت لشکر کی تعداد تین ہزار کے قریب تھی

یہاں خود سوچیں کہ ایک طرف تقریباً تین ہزار کا لشکر موجود تھا ، دوسری طرف تمام پاک خاندان علیہم الصلوات والسلام کے جوان جوش میں تھے کہ دنیا کی کوئی طاقت بروز شمشیر ہمیں گھر سے باہر نہیں نکال سکتی اور ان کا اصرار یہ تھا کہ یہاں مدینہ میں صرف عمر ابن سعید سے نمٹنا بڑا آسان ہے

دوسری طرف مستورات مقدسات صلوٰۃ اللہ علیہن کے سفر کے خیال اور خود ان کے سفر کی پریشانیاں یعنی تمام ماحول میں ایک بے چینی تھی گھر اطہر میں ہر دن غم و آلام کا دن تھا

﴾اُم المومنین سلام اللہ علیہا﴿

جب ہم مدینہ طیبہ سے عراق کی طرف تیاری کے واقعات جمع کرتے ہیں تو ہمیں کئی واقعات ان کے حوالہ سے ملتے ہیں اور ہمیں ان واقعات میں تاجدار کربلا علیہ الصلوات والسلام کے عظیم فضائل کا سرمایہ بھی ملتا ہے

یہاں یہ بھی عرض کرتا چلوں کہ بنی امیہ کے دور میں پاک خاندان علیہم الصلوات والسلام کے فضائل کو چھپانے کی کوششوں میں ایک کوشش تاریخ سازی کی بھی تھی یعنی ایسی سیاہ تاریخ لکھوائی جائے جس میں اس پاک گھر کی عظمت کا سورج نظر ہی نہ آئے، اس سلسلہ میں جو روایات گھڑی گئی تھیں ان میں سے ایک روایت یہ بھی تھی کہ

ام المومنین سلام اللہ علیہا کی وفات 58 یا 59 ہجری میں ہوئی تھی لہٰذا فضائل کی ہر وہ روایت جو ان سے مروی ہے وہ درست نہیں ہے، اس روایت کو ابن خلدون اور طبری جیسے لوگوں نے خوب اچھالا اور اپنے تعصب کا مظاہرہ کیا، خصوصاً ابن خلدون جس کی عمرانیات کی بنیاد ہی تعصب کی بنیاد پر قائم ہے اور وہ تعصب کو ایک اچھائی کے طور پر پیش کرتا ہے، خود سوچیں کہ جن لوگوں کی نظر میں تعصب وعصبیت ہی سب سے اعلیٰ صفت ہو ان سے اور کون سی اچھائی کی توقع رکھی جا سکتی ہے

اس زیر بحث بددیانتی کی وجہ یہ تھی کہ ام المومنین سلام اللہ علیہا کی غیر متنازعہ شخصیت کے بیان کردہ فضائل سے تو انکار ناممکن تھا بلکہ عام حالات میں جرم تصور ہوتا تھا، اس لئے انہوں نے ام المومنین سلام اللہ علیہا کی بیان کردہ روایات کو مشکوک کرنے کی سعی مذموم کا ارتکاب کرتے ہوئے جھوٹ کا سہارا لیا اور یہ کہہ دیا کہ وہ واقعہ کربلا سے

قبل ہی واصل الا اللہ ہو چکی تھیں

حقیقت یہ ہے کہ ان کی وفات یزید ملعون کے واصل جہنم ہونے کے بعد واقع ہوئی ان کی موجودگی کے ثبوت میں روایات کا وہ دفتر موجود ہے جو واقعہ شہادت کے ضمن میں ہے، ان کی موجودگی بدنام زمانہ واقعہ حرہ میں بھی ثابت ہے، میں یہاں کوئی مناظرانہ فضا نہیں بنانا چاہتا بلکہ ایک حقیقت کو بقدر ضرورت پیش کر کے اپنے مقصد پر آنا چاہتا ہوں

جب تاجدار کربلا علیہ الصلوات والسلام نے مدینہ سے عراق کی طرف روانگی کا ارادہ فرمایا تو اس وقت تمام قرابت داروں نے روکا کہ آپ مدینہ چھوڑ کر نہ جائیں، ان میں یہ بی بی سلام اللہ علیہا بھی شامل تھیں، لکھا ہوا ہے کہ

☆ان الحسین علیہ الصلوات والسلام لما عزم علی الخروج الی العراق من المدینة جاء ت الیه ام المومنین سلام اللہ علیہا وقالت یا بنی تحزنی بخروجك الی العراق فانی سمعت من جدك صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یقول یقتل ولدی الحسین علیہ الصلوات والسلام بارض العراق فی ارض یقال کربلا ...... (R_214)

جب تاجدار کربلا علیہ الصلوات والسلام نے مدینہ سے عراق کی طرف تیاری کی تو اس وقت جناب ام المومنین سلام اللہ علیہا تشریف لے آئیں اور کہا کہ میرے لعل آپ کی اس تیاری نے مجھے غم زدہ کر دیا ہے کیونکہ میں نے آپ کے نانا پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا تھا کہ ہمارا نور چشم عراق کی اس زمین پر شہید ہوگا جسے کربلا کہا جاتا ہے

تاجدار کربلا علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا نانی جان آپ نے بجا فرمایا ہے

☆ انی اعرف الیوم الذی اُقتلُ فیه و اعرف من یقتلنی و اعرف البقعة التی ادفن

فیھا و انی اعرف من یقتل من اھل بیتی و قرابتی و شیعتی
نانی جان ہم بھی جانتے ہیں کہ ہم نے کس دن شہید ہونا ہے، ہمیں کون شہید کرے گا، اور ہمارے اہل بیت میں سے، ہمارے قرابت داروں سے اور ہمارے شیعوں میں سے کون کون ہمارے ساتھ شہید ہوگا، ہم سب کچھ جانتے ہیں

جب سرکار علیہ الصلوات والسلام نے یہ سب کچھ بیان فرمایا تو ام المومنین صلواۃ اللہ علیہا روتی روتی غش کھا گئیں، جب افاقہ ہوا تو پاک لعل کا دامن پکڑ کر فرمانے لگیں کہ میں آپ کو اب کربلا نہیں جانے دوں گی، امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا نانی جان ہمارے لئے مشیت اِلٰہی پر عمل کرنا واجب ہے، انہوں نے فرمایا کہ آپ یہ تو بتائیں کہ مشیت اِلٰہیہ ہے کیا؟ امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا کہ

☆ان اللہ شاء ان یرانی مقتولاً مذبوحاً ظلماً وعدواناً ...... الخ

نانی جان سلام اللہ علیہا اللہ ہمیں معراج شہادت پر فائز دیکھنا چاہتا ہے، آپ کی بیٹیوں کو تبلیغ دین حق کی خاطر اور توحید کی کشتی کو کنارے لگانے کیلئے شام بھیجنا چاہتا ہے

ام المومنین صلواۃ اللہ علیہا نے فرمایا میرے لعل میں آپ کو ان دکھوں کی طرف کیسے جانے دوں؟ امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا نانی جان ایک طرف آپ کا حکم ہے دوسری طرف پاک نانا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حکم ہے اب آپ ہی بتائیں کہ ہم کس کے حکم کی تعمیل کریں؟

پاک بی بی صلواۃ اللہ علیہا نے فرمایا میرے چاند نانا اور نواسے کے درمیان میں کیا مداخلت کرسکتی ہوں، جو آپ کے پاک نانا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حکم ہے اس کی تعمیل کریں، اس کے بعد امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام اپنی پاک نانی سلام اللہ علیہا کو علیحدہ لے گئے، وہاں جا کر کچھ

تبرکات ان کے سپرد فرمائے اور فرمایا کہ جب ہماری دستار کا وارث علیہ الصلوات والسلام شام سے واپس آئے تو یہ تبرکات ان کے سپرد کر دیجئے گا، پھر زبانی طور پر کافی وصیتیں فرمائیں اور ایک وصیت نامہ تحریر فرما کر انہیں عطا فرمایا پھر کچھ امانتیں ان کے حوالے کیں ......(R_215)

اس بات سے کچھ لوگوں نے یہ قیاس آرائی کی ہے کہ یہ اسرار امامت تھے جو ان کے سپرد کئے گئے تھے، یہ قیاس نا درست ہے اور مسلمات شیعہ کے خلاف ہے کیونکہ اسرار امامت کسی غیر معصوم کو تعلیم نہیں فرمائے جا سکتے اور تاریخ سے واضح ہے کہ ام المومنین سلام اللہ علیہا دورِ جاہلیت میں ایک کافر کے عقد میں تھیں اور ام المومنین صلواۃ اللہ علیہا کا اعزاز ملنے سے پہلے ان کا ایک بیٹا بھی تھا اور کسی کافر کے عقد میں رہنا معصومیت کے منافی ہے، اس لئے انہیں اسرارِ امامت سپرد کرنا ہمارے مسلمات وعقائد کے خلاف ہے، جو کچھ ان کے سپرد فرمایا گیا تھا وہ بزرگوں کے سامان میں سے کچھ چیزیں تھیں، کچھ لوگوں کی امانتیں تھیں، امام زین العابدین علیہ الصلوات والسلام کے نام ایک دستاویز تھی میں عرض کر رہا تھا کہ ام المومنین سلام اللہ علیہا نے فرمایا میرے لعل اب جس طرح آپ کا حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چاہے اسی طرح کرو، اب میری کوئی مداخلت نہیں، دل تو چاہتا ہے کہ میں آپ کے ساتھ چلوں، وہاں ماں بن کر ایک ایک لعل کی لاش پر بین کروں گی اور کچھ نہیں تو اپنی بیٹیوں کو دلاسے تو دوں گی، امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام فرماتے ہیں اگر آپ دیکھنا پسند فرمائیں تو آپ کو وہ تمام مناظر دکھاؤں

☆ ثم اشار بیده الشریفة الی جهة کربلا فأحفضتُ الارض حتیٰ اراها مضجعه و مدفنهٗ وموضع عسکره و موقعه و مشهده کما هو الآن ...... الخ

پھر شہنشاہ کربلا علیہ الصلوات والسلام نے اپنے دست مبارک سے کربلا کی طرف اشارہ فرمایا تا اینکہ مستقبل کو حالِ جاری کی شکل میں دکھایا، مقام شہادت سے لے کر آنے والے تمام واقعات کا انہیں مشاہدہ کرایا اور ایک ایک چیز کے بارے میں آگاہ فرمایا کہ یہ میدانِ کربلا ہے، یہ مقام شہادت ہے، یہ ہم غریبوں کے خیام ہیں، یہ وہ جگہ ہے جہاں سے ستر قدم کے فاصلہ پر کھڑے ہو کر ہماری پاک بہنوں نے ہمیں شہید ہوتے ہوئے دیکھنا ہے

پھر امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا نانی اماںؑ اگر آپ برداشت کرسکیں تو ہم ایک اور منظر دِکھانا چاہتے ہیں، پاک بی بی سلام اللہ علیہا نے فرمایا میں برداشت کروں گی، اس وقت امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام نے یہ دردناک منظر دِکھایا اور ام المومنین سلام اللہ علیہا نے دیکھا کہ امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام زین ذوالجناح پر موجود ہیں، ذوالجناح فوجوں کے اژدھام میں دوڑ رہا ہے، ہر طرف سے ملاعین تحفہ ہائے ظلم وستم پیش کرنے میں مصروف ہیں، اسی دوران ایک ملعونِ ازل نے ایک ایسا وار کیا کہ مظلومِ کائنات علیہ الصلوات والسلام زین ذوالجناح سے فرش زمین کی طرف روانہ ہوئے اور آہستہ آہستہ آواز دی ''میرے وفادار بھائی عباسؑ کہاں ہو جلد آؤ اور مجھ غریب کو زین سے اترنے میں مدد دو، ذرا دیکھو کہ میں کتنا زخمی ہو چکا ہوں کہ اب خود زین سے اتر بھی نہیں سکتا، میرے جوان بیٹو کہاں ہو، آ کر اپنے بابا کو اتارو

شہنشاہ کربلا علیہ الصلوات والسلام کو پاک نانی سلام اللہ علیہا نے زین چھوڑتے ہوئے دیکھا تو پھر برداشت نہ کرسکیں اور جہاں پر موجود تھیں وہاں سے بے ساختہ دوڑیں اور دونوں ہاتھ بڑھا کر فرمایا بیٹے ذرا نانی کو آنے دو میں خود تمہیں زین سے اتارتی ہوں

مظلوم کائنات علیہ الصلوات والسلام نے جلدی سے پاک نانی کا بازو تھام کر کہا نانی ادھر دیکھو میں یہاں موجود ہوں، پاک بی بی نے بیٹے کے گلے میں باہیں ڈال کر بین کیا کہ ہائے میرے مظلوم بیٹے، نانی تمہارے دکھوں پر قربان ہو، اور پھر امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام کی باہوں میں ہی غش کھا کر جھول گئیں، سرکارؐ نے اپنی پاک بہن کو بلا کر فرمایا کہ ذرا پاک نانی کو سنبھالیں

تمام مومنین بہتی ہوئی آنکھوں سے دعا کریں کہ اب تو امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام کی نانی پاک سلام اللہ علیہا اس پاک گھر کو دوبارہ آباد دیکھیں، پاک فرزندوں کی خوشیاں دیکھیں، ان کے قلب محزون و مغموم کو خوشیاں نصیب ہوں، تمام آلِ محمدؐ علیہم الصلوات والسلام انہی کے سایہء عاطفت میں ابدالآباد تک آباد و شاد رہے



آمین یارب العالمین



اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلىٰ مُحَمَّدٍ وَّ آلِ مُحَمَّدٍ وَعَجِّل فَرَجَهُم بِقَائِمِهِمٌ عَجَلَ اللّٰهُ فَرَجَهُ الشريف
وَصَلَوَاتُ اللّٰهُ عَلَيهِ وَ عَلىٰ آلِهِ اَجمَعِين

یاھوالوہاب الخبیر العلیم
یا مولا کریم عجل اللہ فرجک وصلوات اللہ علیک

مجلس نمبر 31

آمد جنابِ عبداللہ

علیہ الصلوات والسلام

19 ذوالحجہ بمطابق 18 ستمبر 680 عیسوی جمعہ کے دن علی الصبح جناب عبداللہ علیہ الصلوات والسلام اور جناب محمد حنفیہ علیہ الصلوات والسلام مکہ سے واپس تشریف لے آئے، یہاں پہنچ کر انہوں نے شہنشاہ کربلا علیہ الصلوات والسلام سے ملاقات کی

ہم جس وقت تاریخ مقتل کا مطالعہ کرتے ہیں یا مجالس عزا میں ذاکرین عظام سے تیاری کے واقعات سنتے ہیں تو ہمیں پتہ چلتا ہے کہ جب امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام کی وطن سے تیاری ہوئی تو جناب عبداللہ علیہ الصلوات والسلام بیمار تھے، ساتھ ہی یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ جناب محمد حنفیہ علیہ الصلوات والسلام بھی بیمار تھے

کیا آپ کو کسی نے یہ بھی بتایا ہے کہ ان کے بیمار ہونے کی وجہ کیا تھی اور یہ کس دن سے بیمار ہوئے؟ آج میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ ان کی وجہ علالت کیا تھی اور کس دن سے یہ بیمار ہوئے اور بیماری کی نوعیت کیا تھی؟

یہ دونوں بھائی یعنی جناب عبداللہ علیہ الصلوات والسلام اور جناب محمد حنفیہ علیہ الصلوات والسلام 19 ذوالحجہ کی صبح کو مکہ سے مدینہ پہنچے اور اسی وقت شہنشاہ مظلومیت علیہ الصلوات والسلام کی زیارت کیلئے حاضر ہوئے، دونوں بھائیوں نے حاضر بارگاہ ہونے سے پہلے یہ

مشورہ کرلیا کہ کسی صورت بھی شہنشاہ مظلومیت علیہ الصلوات والسلام کو مدینہ میں رہنے پر مجبور کیا جائے، یہاں یہ بھی عرض کرتا چلوں کہ جناب محمد حنفیہ علیہ الصلوات والسلام غیرت اور شجاعت کے ایسے مرقعہ عظیم تھے کہ انہیں اگر ثانی سجاد علیہ الصلوات والسلام کہا جائے تو مبالغہ نہیں ہوگا، جب ان کے سامنے بار بار امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام نے مستقبل کے واقعات بیان فرمائے اور مسلسل فرمایا کہ ہم نے کربلا جانا ہے اور ہمیں اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اور اللہ جل جلالہٗ کا حکم ہے، اور بالآخر ہمیں شہید ہونا ہے

یہ باتیں سن کر ان کے دلوں کو تسلی رہتی تھی کہ ہم بھی تو ساتھ ہی شہید ہوں گے، ہم بھی تو جانوں کا نذرانہ پیش کریں گے، ان کی حقیقی آرزو تو یہ تھی کہ امام کائنات علیہ الصلوات والسلام مدینہ نہ چھوڑیں بلکہ اپنی نیابت میں ہمیں قربان فرمائیں مگر یہ تو وہ نہیں منوا سکتے تھے مگر اپنی شہادت کا تصور کر کے اپنے دل کو تسلی دیتے، جب یہ جناب عبداللہ علیہ الصلوات والسلام کے ساتھ مل کر بیٹھے تو انہوں نے آپس میں مشورہ کیا کہ ہم آخری مرتبہ آقا سے التجا کر کے تو دیکھیں اور انہیں مجبور کریں کہ وہ کسی صورت بھی کربلا نہ جائیں بلکہ ہمیں اپنی نیابت میں کربلا بھیج دیں اور ہم ان کی طرف سے قربان ہو جائیں

یہ سوچ کر جناب عبداللہ علیہ الصلوات والسلام اور جناب محمد حنفیہ علیہ الصلوات والسلام دونوں شہنشاہ مظلوم علیہ الصلوات والسلام سے ملاقات کیلئے روانہ ہوئے، گھر پہنچ کر معلوم ہوا کہ شہنشاہ معظم علیہ الصلوات والسلام مزار رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ہیں، یہ دونوں وہاں پہنچ گئے، اس وقت جناب محمد حنفیہ علیہ الصلوات والسلام نے جھجکتے ہوئے عرض کی کیا آپ عراق جانے کا مکمل ارادہ رکھتے ہیں؟

کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا حکم یہی ہے تو ماننا مجبوری ہے اور ہمیں جناب امیر

مسلم علیہ الصلوات والسلام کا بھی شدید صدمہ پہنچا ہے اس لئے کوفیوں کو کچھ نہ کچھ سزا دینا بھی ضروری ہے، جناب محمد حنفیہ علیہ الصلوات والسلام کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے رو رو کر عرض کرتے ہیں

☆سئلتك بحق جدك محمداً صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان لا تفارق حرم جدك فان لك فيه اعوانا كثيرا ......(R_216)

میرے آقا آپ کو جد اطہر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قسم آپ مدینہ نہ چھوڑیں یہاں آپ کے بہت زیادہ نصرت کرنے والے موجود ہیں، اس کے برعکس وہاں تمام لوگ مخالف ہیں، اس وقت جناب عبداللہ علیہ الصلوات والسلام بھی امام علیہ الصلوات والسلام کے قدموں میں گر پڑے اور رو رو کر عرض کی آقا آپ مدینہ نہ چھوڑیں

شہنشاہ معظم علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا تمہاری رائے ظاہری حالات کو دیکھتے ہوئے درست ہے مگر حکم الٰہی کے سامنے ظاہری حالات سے دست کش ہونا ضروری ہوتا ہے، یہ حکم سن کر دونوں بھائیوں نے عرض کی کہ پھر ہمارے لئے کیا حکم ہے؟

فرمایا تمہارا نام ہمارے ساتھ شہید ہونے والوں کی فہرست میں شامل نہیں ہے اس لئے تمہیں مدینہ میں رہنا پڑے گا...... یہ فرمان سنتے ہی دونوں بھائیوں کے دلوں پر قیامت گزر گئی ،شہنشاہ مظلومیت علیہ الصلوات والسلام نے اپنی گفتگو کو جاری رکھتے ہوئے فرمایا کہ آج جس وقت ہم جد اطہر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مشہد اطہر کے قریب پہنچے تو انہوں نے ہمیں سینے سے لگایا اور ہماری دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دے کر فرمایا

☆ يا حبيبي يا حسين كانى اراك عن قريبٍ و انت مرمل بدمائك مذبوح من قفاك مخضوب شيبك بدمك و انت غريب وحيد بارض كربلا بين عصاته من

امتی تستغیث ولا تغاث و انت مع ذالك عطشان لا تسقی و ظمان لا تروی و قد استباحوا حریمك و ذبحوا فطیمك...... (R_217)

اے میرے لعل اے میرے محبوب حسین علیہ الصلوات والسلام ہم تمہیں تمہارے ہی خون میں غلطان دیکھ رہے ہیں، تمہیں پس گردن شہید دیکھ رہے ہیں، تمہارے خون سے ریش اطہر کو خضاب شدہ دیکھ رہے ہیں، تم بے وطن ہو اور تنہا ہو، ایک ایک کو بلاتے ہو مگر کسی طرف سے جواب نہیں آتا، ہم دیکھ رہے ہیں کہ تم ہماری امت کے بدبخت لوگوں میں تنہا رہ گئے ہو، تم پیاسے ہو مگر کوئی پانی نہیں دیتا اور تمہارے حرم توحید کی حرمت کو پامال کیا جارہا، تمہارے کمسن معصوم بچوں پر بھی رحم نہیں کیا جارہا، میرے عظیم فرزند تمہارا پاک نانا ہر دکھ میں تمہارے ساتھ ہوگا

شہنشاہ کربلا علیہ الصلوات والسلام یہ سب کچھ بیان فرماتے رہے مگر جناب عبداللہ علیہ الصلوات والسلام اور جناب محمد حنفیہ علیہ الصلوات والسلام کی آنکھیں برستی رہیں، جب کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام نے پاک پردہ داران صلواۃ اللہ علیہن کے مصائب کا ذکر فرمایا تو اس وقت دونوں بھائی پردہ پردہ کہتے ہوئے غش کھا کر گر پڑے کیونکہ ناموس کا درد ناقابل برداشت تھا

یہ درد اور زخم یوں جگر کو لگا کہ اس کے بعد دونوں بھائی بستر سے لگ گئے اور پھر نہ اٹھ سکے، جناب عبداللہ علیہ الصلوات والسلام کی بیماری کی وجوہات بھی یہی تھیں کہ انہوں نے پہلے تو بہت کوشش کی کہ شہنشاہ معظم علیہ الصلوات والسلام مدینہ نہ چھوڑیں مگر حکم حبیب سن کر انہیں بھی مجبوراً خاموشی اختیار کرنا پڑی، پھر یہ کوشش کی کہ کسی صورت ہمیں ساتھ لے جائیں تاکہ ہمیں اپنے آقا کے ساتھ درجۂ شہادت پر فائز ہونے کا اعزاز ملے مگر یہ خواہش بھی پوری نہ ہوسکی، پھر جب پیش آمدہ واقعات سے آگاہ ہوئے تو اپنے آپ

کوسنبھال نہ سکے اوراس درجہ بیمار ہوئے کہ تیاری ہوتی رہی مگر انہیں علم نہیں تھا وہ بستر سے اٹھ ہی نہ سکے، جب جناب عون و محمد علیہما الصلوات والسلام کی پاک والدہ ان سے آخری بار رخصت ہونے کیلئے تشریف لے آئیں تو کافی دیر بعد انہوں نے آنکھیں کھولیں اور پاک ملکہ ءِ عالمین صلواۃ اللہ علیہا کو اجازت بخشی

اس دن ان کی عجیب کیفیت تھی کہ مسلسل غش پر غش کھاتے رہے، جب غش سے آفاقہ ہوتا تو ہائے حسینؑ اور ہائے پردہ کہہ کر ایسا گریہ فرماتے کہ دوبارہ غش کھا جاتے، تاریخ میں یہ بھی ہے کہ امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام کے غم میں جناب یعقوب کی طرح اس قدر روئے کہ ان کی بینائی بھی قربان ہوگئی

جناب محمد حنفیہ علیہ الصلوات والسلام کے غلام روایت کرتے ہیں کہ ہم نے دیکھا اس دن جناب محمد حنفیہ علیہ الصلوات والسلام بار بار روتے ہوئے غش کھا جاتے تھے، 19 ذوالحجہ کے دن ایک مرتبہ پھر جناب محمد حنفیہ علیہ الصلوات والسلام شہنشاہ معظم علیہ الصلوات والسلام کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوئے، وہ جوان جس کی جوانی پر شباب کو رشک آتا تھا آج جب مظلوم کربلا علیہ الصلوات والسلام کی خدمت میں حاضر ہوا تو دو غلاموں کے سہارے چل رہا تھا اور کیفیت یوں تھی کہ جس طرح کوئی ضعیف آرہا ہو

امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام نے فوراً کھڑے ہوکر پاک بھائی کو گلے لگانے کی کوشش کی مگر جناب محمد حنفیہ علیہ الصلوات والسلام فوراً قدموں میں گر پڑے اور روتے ہوئے عرض کی کہ میں اب اور کچھ بھی طلب نہیں کرتا، یہ غلام صرف اتنی گذارش کرنے کیلئے حاضر ہوا ہے کہ آپ مجھے اپنے ساتھ جانے کی اجازت عطا فرمادیں، مجھ سے یہ ہجر کا صدمہ قطعاً برداشت نہیں ہوگا، ویسے بھی میں نے آپ کے بعد زندہ نہیں رہنا اور بستر پر جان

دینے سے ہزار درجہ بہتر ہے کہ میں آپ کی نصرت میں آپ کے قدموں میں جان قربان کروں، میرے آقا میرے مالک میدان میں لاکھوں زخم کھا کر شہید ہونا میرے لئے بہت آسان ہے مگر آپ کے بعد بستر پر زندہ رہنا مشکل ہے، مجھے اپنے ساتھ جانے کی اجازت بخش دیں حالانکہ میری طبیعت ایسی ناساز ہے کہ

☆فواللہ لا اقدر قبضاًعلی سیفی ولا کعب رمح فوالله لا فرحت بعدك ابدا ثم بکی بکاء شدید حتی غشی......(R_218)

خدا کی قسم میرے جسم میں اب اتنی طاقت بھی نہیں کہ میں تلوار اٹھا سکوں یا نیزہ استعمال کرسکوں، آپ کے دکھوں نے میری تمام سکت ختم کر دی ہے لیکن پھر بھی اتنی طاقت تو موجود ہے کہ آپ کے قدموں میں جان قربان کرسکوں، خدا کی قسم آپ کے بعد مجھے قیامت تک ایک پل بھی چین نہیں آئے گا، یہ کہتے ہوئے دھاڑیں مار کر اس قدر روئے کہ روتے روتے غش فرما گئے

پھر غش کے عالم میں پتہ نہیں کیا دیکھا، کیا مشاہدہ فرمایا، کیا احکام ملے، تاریخ صرف اتنا بتاتی ہے کہ

☆فلما افاق من غشومة قال یا اخی استودعك الله من شهید مظلوم و ودعه الحسین علیہ الصلوات والسلام............(R_219)

جب غش سے افاقہ ہوا تو روتے ہوئے اتنا فرمایا اللہ جل جلالہٗ کے حوالے میرے مظلوم آقا، میرے مظلوم بھائی، اے میرے شہید بھائی الوداع، امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام انہیں دلاسے دیتے رہے مگر وہ روتے ہوئے روانہ ہو گئے، واپس آنے کے بعد جناب محمد حنفیہ علیہ الصلوات والسلام کمرہ بند کر کے روتے رہے اور بار بار غش فرماتے رہے

اسی طرح روتے روتے دن گزر گیا، مسجد میں آذان ہوئی، اپنے غلام سے فرمایا کہ ہمیں طشت اور آفتابہ دو ہم تجدید وضو کر کے نماز ادا کرنا چاہتے ہیں، غلام روایت کرتا ہے کہ جس وقت میں نے طشت لا کر آگے رکھا اور ساتھ ہی آفتابہ رکھا اس وقت جناب محمد حنفیہ علیہ الصلوات والسلام نے مجھے سے پوچھا کہ شہنشاہ مظلومیت علیہ الصلوات والسلام نے اب کیا پروگرام بنایا ہے، میں نے عرض کی کہ آج رات کو پاک مستورات علیہ الصلوات والسلام کے ساتھ عراق جانے کا پروگرام ہے، جب انہوں نے یہ بات سنی تو جگر کو تھام کر جھک گئے، غلام روایت کرتا ہے کہ سامنے طشت رکھا ہوا تھا پھر وہ وضو نہیں کر سکے......☆کف دموعه فی طشت مثل المطر...... (R_220)

بلکہ ان کے آنسو طشت میں بارش کی طرح برس رہے تھے، یہ نماز پڑھنے کیلئے مسجد میں نہیں جا سکے بلکہ گھر میں نماز ادا فرمائی، پھر پاک بھائی کی طرف روانہ ہوئے مگر غلاموں کے سہارے درا طہر پر پہنچے

یہاں آ کر دیکھا تو سب بھائی تیاری میں مصروف تھے، اونٹوں پر سامان باندھا جا رہا تھا، انہوں نے کسی کے ساتھ کلام نہیں فرمایا بلکہ گھر کی دیوار کا آسرا لے کر زمین پر بیٹھ گئے اور سر جھکا کر روتے رہے، کچھ دیر کے بعد شہنشاہ مظلومیت علیہ الصلوات والسلام تشریف لے آئے، انہوں نے پاک بھائی علیہ الصلوات والسلام کو سہارا دے کر اٹھایا، سینے سے لگایا، اس وقت محمد حنفیہ علیہ الصلوات والسلام نے روتے ہوئے سوال کیا آقاؑ آپ نے تیاری میں اتنی جلدی کیوں فرمائی ہے؟ آج صبح تو آپ نے آج کی تیاری کا ذکر بھی نہیں فرمایا تھا، یہ اچانک تیاری کا سبب کیا ہے؟ شہنشاہ مظلومیت علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا آج نمازِ ظہر کے بعد جب ہم نانا پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کیلئے گئے اور ہم

نے پاک مزار کے بوسہ لیا تو پاک نانا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

☆ یا حبیبی یا حسین علیہ الصلوات والسلام اخرج فان الله شاء ان یراك قتیلاً فقال محمد حنفیه انا لله و انا الیه راجعون ثم غشی......(R_221)

فرمایا ہمیں نانا پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا ہے کہ میرے لعل تم جلدی یہاں سے روانہ ہو جاؤ، اللہ تمہاری ملاقات کا مشتاق ہے، جب شہنشاہ مظلومیت علیہ الصلوات والسلام نے یہ فقرہ فرمایا تو جناب محمد حنفیہ علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا

☆ان لله وانا الیه راجعون یہ فرما کر غش کھا گئے

تاریخ وسیرت کی کتابوں میں جناب محمد حنفیہ علیہ الصلوات والسلام کے نام شہنشاہ مظلومیت علیہ الصلوات والسلام کا ایک مشہور وصیت نامہ موجود ہے، بعض لوگوں کا خیال ہے کہ یہ وصیت نامہ اسی رات کو لکھا گیا اور اسی رات کو تمام اسرار ہائے امامت کا انہیں راز دار اور امین بنایا گیا، ان پر بہت سے راز ہائے اِلٰہی منکشف فرمائے گئے

اس بات کا اظہار جناب محمد حنفیہ علیہ الصلوات والسلام نے بعد میں فرمایا تھا جب کچھ صاحبان معرفت نے ان سے دریافت کیا کہ آقا آپ پاک بھائی کے ساتھ کیوں نہ تشریف لے گئے؟ تو اس کے جواب میں فرمایا کہ ہمیں پاک بھائی نے ازل سے لکھی ہوئی وہ فہرست دکھائی تھی جس میں تمام شہداء اور ان کے آباء واجداد کے نام لکھے ہوئے تھے، اس وقت ہم اصرار نہ کر سکے کیونکہ واقف سر قدر کسی جاہل کی طرح مصر نہیں ہوتا

﴿بیمار مدینہ شہزادی صلواۃ اللہ علیہا﴾

100 سے زیادہ کتب ماخذ اور ہزاروں کی تعداد میں کتب روضہ ومجالس میں یہ بات

تواتر کے ساتھ تحریر ہے اور لاکھوں شعرا نے اس واقعہ کو اشعار کی صورت میں پیش کیا ہے کہ شہنشاہ کربلا علیہ الصلوات والسلام کی ایک پاک شہزادی صلواۃ اللہ علیہا تھیں جو کربلا میں ساتھ نہیں جاسکی تھیں اور وہ مدینہ میں رہ گئی تھیں ان کے ساتھ نہ جانے کی وجہ یہ لکھی ہے کہ وہ شہزادی صلواۃ اللہ علیہا تیاری کے وقت بیمار تھیں جس کی وجہ سے انہیں عام طور پر بیمارِ مدینہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا کہا جاتا ہے اور امام زین العابدین علیہ الصلوات والسلام کو بیمارِ کربلا کہا جاتا ہے، جس وقت شہنشاہ کربلا علیہ الصلوات والسلام کی تیاری ہوئی تو شہزادہ علی اکبر علیہ الصلوات والسلام کی بہن صلواۃ اللہ علیہا نے پاک بابا علیہ الصلوات والسلام سے عرض کی کہ مجھے بھی ساتھ لے چلیں

☆معهذا وهي تبكي ولا تتسلي وتريد الذهاب معهم وملتمس من عماته واخواته وان تذهبوا بها معهم......(R_222)

یعنی جس وقت انہیں خبر ملی کہ انہیں گھر چھوڑا جارہا ہے تو انہوں نے گریہ وبکا کیا انہیں بہت تسلی دی گئی مگر انہیں کوئی تسلی نہیں ہوئی، وہ صرف یہ چاہتی تھیں کہ انہیں ساتھ لے جایا جائے، اس لئے وہ شہزادی کبھی پھوپھیوں صلواۃ اللہ علیہن کے پاس درخواست لے کر جاتی، کبھی پاک بہنوں صلواۃ اللہ علیہا سے درخواست کرتی کہ آپ میری سفارش کردیں مجھے بابا پاک علیہ الصلوات والسلام ساتھ لے جائیں

اکثر صاحبان تاریخ ومقتل نے پہلی بار کی روانگی جو مکہ کی طرف ہوئی تھی اس کے واقعات اور دوسری بار روانگی از مدینہ جو عراق کی طرف ہوئی اس کے واقعات کو یوں مخلوط کردیا ہے کہ ان کو ایک دوسرے سے جدا کرنا ناممکن نظر آتا ہے، خصوصاً اس شہزادی صلواۃ اللہ علیہا کے بارے میں تو تین گروپ اپنی اپنی روایات لکھتے ہیں

(1) پہلا گروپ تو ان کے مدینہ میں رہنے کے خلاف ہے

(2) دوسرا گروپ خود ان کے وجود ہی سے انکار کرنے والا ہے یعنی وہ یہ کہتا ہے کہ اس نام کی کوئی شہزادی نہیں تھی

(3) تیسرا گروپ وہ ہے جو ان کے وجود کا بھی قائل ہے اور ہزاروں کتب کے حوالے سے ان کے بچھڑ جانے کو بھی بیان کرتا ہے اور کتب انساب و مقتل و تاریخ کے حوالے سے ان کے واقعات کو پیش کرتا ہے اور یہ گروپ تمام گروپس سے بڑا گروپ ہے مگر اس گروپ نے بھی یہ نہیں لکھا کہ جب شہنشاہ کربلا علیہ الصلوات والسلام نے مکہ کی جانب سفر شروع فرمایا تھا تو کیا اس وقت یہ شہزادی ساتھ تھیں یا مدینہ رہ گئی تھیں، اگر نہیں گئیں اور وجہ بیماری تھی تو کیا وہ بیماری واقعی ایسی تھی جو پورے چار ماہ باقی رہی تھی؟ اس لئے اگر ہم حالات کی تصویر کو آپس میں ملانے کی کوشش کریں تو ہمیں یہ محسوس ہوتا ہے کہ جب شہنشاہ کربلا علیہ الصلوات والسلام مکہ تشریف لے گئے تھے تو یہ پاک شہزادی صلواۃ اللہ علیہا ان کے ساتھ تھیں مگر واپسی پر شدید گرمی تھی اور صحرا کا مسلسل سفر تھا اور پھر اس سفر میں صدمات تھے تو ان تمام وجوہات کی وجہ سے وہ بیماری میں مبتلا ہوئیں جو مدینہ پہنچنے تک شدت اختیار کر گئی جس کی وجہ سے انہیں مدینہ میں رہنا پڑا، میں پہلے عرض کر چکا ہوں کہ میری یہ بات حتمی نہیں کیونکہ اصل بات تو مالک ذات عجل اللہ فرجہ الشریف جانتی ہے ہم نے تو کتابوں کی بیساکھیوں پر چلنا ہوتا ہے مگر یہ بات حتمی ہے کہ شہنشاہ کربلا علیہ الصلوات والسلام نے اپنی بیمار دختر صلواۃ اللہ علیہا شہزادہ علی اکبر علیہ الصلوات والسلام کے حصے کی بہن کو مدینہ میں رہنے دیا تھا اور چلتے وقت ان کا ہاتھ پکڑ کر جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام کی پاک ہمشیر (جن کی کنیت جناب ام لقمان صلواۃ اللہ علیہا تھی) کے ہاتھ پر رکھا اور فرمایا تھا کہ میری بیمار بیٹی تمہارے سپرد ہے

یہ پاک بیمار شہزادی صلواۃ اللہ علیہا شہزادہ علی اکبر علیہ الصلوات والسلام کی پاک ہمشیر تھیں اور ان سے جناب شہزادہ علی اکبر علیہ الصلوات والسلام کو بہت پیار تھا، ان کے واقعات میں بہت پہلے بیان کر چکا ہوں ان کا اعادہ میں یہاں نہیں کرنا چاہتا اور ہمارے ذاکرین بھائی جو بچھڑنے کے واقعات پڑھتے ہیں ان کے بارے میں یہ کہوں گا کہ اس کی بنیاد درست ہے ہاں انداز بیان شاید شایانِ شان نہ ہو اور جذبات کی ترجمانی کرتے ہوئے کچھ نہ کچھ مبالغہ کرتے ہوں لیکن یہ جذبات کی ترجمانی روضہ خوانی کا ایک حصہ ہوتا ہے مگر ''مبالغہ مقبول'' جو شاعروں کا حسن مانا جاتا ہے نثر میں جائز نہیں ہوتا اس لئے جناب میر انیس مرحوم اور جناب مرزا دبیر مرحوم نے بچھڑنے کے واقعات کو شاعری میں جس طرح بیان کیا ہے یہ ان کا اپنا حصہ تھا مگر اسے تاریخ بھی نہیں کہا جا سکتا کیونکہ انہیں شاعری میں اس طرح بیان کی اجازت تھی مگر کسی نثر نگار کو شاید اس کی اجازت نہ ہو

میں عرض کر رہا تھا کہ جب شہنشاہ مظلوم کربلا علیہ الصلوات والسلام کی تیاری ہوئی تو بیمار مدینہ شہزادی صلواۃ اللہ علیہا نے عرض کی باباجان مجھے بھی ساتھ لے جائیں، شہنشاہ کربلا علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا میری بیٹی تمہاری طبیعت ناساز ہے تم اب وطن میں رہو، اگر خالق کو منظور ہوا تو ہم عراق جا کر تمہیں یہاں سے بلوالیں گے، یہ سن کر ملکہ ہجر وفراق صلواۃ اللہ علیہا نے کوئی اصرار نہیں کیا مگر زبان حال کے ساتھ اپنے ہجر وفراق کا اظہار کیا جسے دیکھ کر دائی پاک نے آ کر عالیہ بی بی پاک صلواۃ اللہ علیہا سے عرض کی کہ معظّمہ میں تو آپ کی ادنیٰ سی کنیز ہوں مگر اتنا عرض ضرور کرتی ہوں کہ اس معصوم بی بی کو گھر میں چھوڑ کر جانا مناسب نہیں ہے، جس طرح آپ اپنے بھائی کی جدائی برداشت نہیں کر سکتی

ہیں اسی طرح یہ پاک شہزادی بھی شاید اپنے بھائی سے جدائی کا دکھ برداشت نہ کر سکے کیونکہ میں نے بہن بھائی کی محبت کا جائزہ لیا ہے اور میں اس نتیجہ پر پہنچی ہوں کہ شاید آپ سے بھی زیادہ ان بہن بھائی کی محبت شدید ہے اور اگر آپ نے میری گذارش رد فرمائی تو علی اکبر علیہ الصلوات والسلام کی بہن اسی جدائی کے دکھ میں ہی رحلت فرمائیں گی

تیاری ہو رہی ہے، سب پردہ دار تیار ہو رہے ہیں، مگر اکبر علیہ الصلوات والسلام کی بہن صلواۃ اللہ علیہا بستر بیماری پر دراز ہے، جب محمل دروازے پر آکر بیٹھے، اس وقت شہزادہ علی اکبر علیہ الصلوات والسلام اپنی بیمار بہن صلواۃ اللہ علیہا کے پاس آئے اور روتے ہوئے کہا میری بہن اپنے حصے کے بھائی پر ناراض نہ ہونا میری مجبوری ہے کہ میں باباؑ سے عرض بھی نہیں کر سکتا اور عرض کروں بھی تو ظاہری بیماری کی وجہ سے وہ قبول نہیں فرمائیں گے

تیاری ہو گئی، تمام پاک خاندان روانہ ہونے لگا، اس وقت بیمار مدینہ شہزادی صلواۃ اللہ علیہا اپنے بستر سے اٹھیں اور گھر اطہر کے دروازہ پر آکر بیٹھ گئیں تاکہ سب کو وداع کر سکیں، ہر پاک مستور صلواۃ اللہ علیہا دروازہ پر آتی رہی اور شہزادہ علی اکبر علیہ الصلوات والسلام کی دکھی بہن کو گلے لگا کر روتی رہی

آخر وہ وقت بھی آ گیا جب بیمار مدینہ شہزادی صلواۃ اللہ علیہا کو اس پاک ماں صلواۃ اللہ علیہا نے آکر انہیں گلے سے لگایا جن کی گود میں انہوں نے زندگی کے تمام دن سگی بیٹیوں کی طرح بسر کئے تھے، یہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا بیمار بیٹی صلواۃ اللہ علیہا کے طرف چلیں، ادھر بیمار بیٹی صلواۃ اللہ علیہا کمر پر ہاتھ رکھ کر اٹھیں، دونوں ماں بیٹی ایک دوسرے سے ملیں، قیامت کا وقت تھا، درد و غم کے دریا کے سارے بند ٹوٹ گئے اور دونوں ماں بیٹی اتنا روئیں کہ تمام

مستورات میں ماتم کا ایک کہرام بپا ہو گیا

جب سب مستورات محملوں پر سوار ہو گئے ،اس وقت امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام نے اپنے مرتجز پر سوار ہونا تھا مگر وہ سوار نہیں ہوئے بلکہ گھر اطہر کے دروازہ پر تشریف لے آئے ، یہاں آکر دیکھا کہ بیمار بیٹی صلواۃ اللہ علیہا سر جھکا کر رونے میں مصروف ہیں، شہنشاہ کربلا علیہ الصلوات والسلام نے روتی ہوئی بیٹی کا سر اطہر اپنے سینے سے لگایا، روتے ہوئے فرمایا میری بیٹی تم اپنے باباؑ سے ناراض ہو؟ ہماری مجبوری ہے جس کی وجہ سے ہم تمہیں ساتھ نہیں لے جا رہے، بیمار شہزادی صلواۃ اللہ علیہا رو کر عرض کرتی ہیں باباؑ جان آپ کی کیا مجبوری ہے مجھے تو بتائیں ؟امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام رو کر فرماتے ہیں کہ بیٹی تم یہ تو جانتی ہو کہ تم میری پاک ماں کی ہم شکل ہو اس لئے میں یہ نہیں چاہتا کہ آپ بازاروں اور درباروں میں جائیں، دوسری بات یہ ہے کہ میں یہ بھی نہیں چاہتا کہ میدانِ کربلا میں تم اپنے بھائی کی شہادت کا سامنا کرو

متقدمین روضہ خوان زبان حال کے ساتھ بیان کرتے تھے کہ جب امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام نے یہ فرمایا تو اس وقت پاک بیمار مدینہ شہزادی صلواۃ اللہ علیہا نے رو رو کر عرض کی باباؑ مجھے یہ یقین ہے آپ عراق کی طرف جائیں گے اور میں اس دنیا سے چلی جاؤں گی مگر مجھے چار ہستیوں پر بڑا مان تھا جو ٹوٹ گیا ہے امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا کس کس پر تمہیں مان تھا؟ رو کر عرض کی ایک تو بھائی علی اکبر علیہ الصلوات والسلام پر مان تھا، دوسرا مجھے پالنے والی ماں صلواۃ اللہ علیہا پر مان تھا، تیسرا چچا عباس علیہ الصلوات والسلام پر مجھے بہت ناز تھا کہ وہ مجھے اکیلا چھوڑ کر کبھی نہ جائیں گے،اس وقت جناب غازی پاک علیہ الصلوات والسلام کی پاک ماں صلواۃ اللہ علیہا نے ہاتھ باندھ کر فرمایا پاک شہزادی ہم تو آپ کے

نوکر ہیں نوکروں سے بھی کوئی خفا ہوتا ہے؟

شہنشاہ کربلا علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا چوتھی شخصیت کون سی ہے جس پر تمہیں مان تھا؟ بیمار مدینہ شہزادی صلواۃ اللہ علیہا نے دوسری طرف رخ کر کے عرض کی باباؑ جان وہ آپ ہیں پھر عرض کرتی ہیں باباؑ جان آپ ناراض نہ ہوں تو یہ چار ہستیاں میری قبر پر بھی نہ آئیں، اس وقت کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام نے روتے ہوئے بیمار بیٹی کی پیشانی پر بوسہ دیا اور فرمایا بیٹی تم نے تو اپنی بات کہہ دی ایک بات مظلوم باباؑ کی بھی سن لو کہ اور کوئی واپس وطن آئے یا نہ آئے یقین کرو کہ تمہارا باباؑ اب کبھی واپس نہیں آئے گا مجھے آخری بار دیکھ لو

بیمار شہزادی صلواۃ اللہ علیہا جلدی سے اٹھیں، باباؑ کے گلے میں بانہیں ڈالیں، روتے ہوئے عرض کرتی ہیں کیا بیٹیوں کے سامنے ایسی دکھ دینے والی باتیں کرنا بھی مناسب ہوتا ہے، مجھے یہ بتائیں آپ مجھے کوئی اور دکھ دینے کا پروگرام تو نہیں بنا چکے؟ یوں کیوں نہیں فرماتے کہ مجھے یتیم کرنے جا رہے ہیں، بابا یقین کرو کہ اگر ایسا ہوا تو شاید میں بھی زندہ نہیں رہ سکوں گی، اے مسافرانِ راہ عدم الوداع، الوداع، الوداع

تمام مومن ان بہتی ہوئی آنکھوں کے ساتھ دعا کریں کہ اب تو اس پاک شہزادی صلواۃ اللہ علیہا کی جدائی کا موسم ختم ہو، اس ہجر کی ملکہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا کو جوان بھائیوں کی خوشیاں نصیب ہوں، یہ اپنے ہاتھوں سے بھائی کو سہرے پہنائے



﴿آمین یارب العالمین﴾

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ آلِ مُحَمَّدٍ وَعَجِّل فَرَجَھُم بِقَائِمِھِمْ عَجَلَ اللّٰہُ فَرَجَہُ الشریف وَ صَلَوَاتُ اللّٰہُ عَلَیہِ وَ عَلٰی آلِہٖ اَجمَعِین

یاھوالوہاب الخبیر العلیم
یا مولا کریم عجل اللہ فرجک وصلوات اللہ علیک

مجلس نمبر 32 پہلی منزل

﴿معدن النقرہ﴾

روانگی از مدینہ ...... بہ طرف کربلا معلیٰ

20 ذوالحجہ بمطابق 19 ستمبر بروز ہفتہ تمام دن پاک کاروان تسلیم ورضا کی تیاری ہوتی رہی، جناب محمد حنفیہ علیہ الصلوات والسلام حالانکہ شدید بیمار تھے مگر اس کے باوجود محملوں پر پاک مستورات صلواۃ اللہ علیہا کو سوار کرنے کیلئے خود موجود تھے، بڑی شان کے ساتھ ایک ایک مستور صلواۃ اللہ علیہا اپنے گھر سے باہر آرہی تھی، تمام ہاشمی جوان ان کے استقبال کیلئے آگے بڑھتے، کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام ان کے پردہ پر صلوات پڑھتے، بہت ہی عزت اور احترام کے ساتھ ہر پاک بی بی صلواۃ اللہ علیہا آکر محمل پر سوار ہوتی، جب بھی اس تیاری کے لمحوں کا ذکر ہوتا تو پاک خاندان علیہ الصلوات والسلام کے افراد فرماتے تھے

☆فلم یکن فی ذالك الیوم اشد من اهل البیت ولا اکثر باکیاً ......(R_223)

پاک خاندان کیلئے یہ دن بہت کٹھن تھا، اس دن کوئی آنکھ ایسی نہیں تھی جو اشکبار نہ ہوئی ہو، سب رو رہے تھے، اپنے پرائے آنسو بہا رہے تھے، تمام اہل مدینہ سوگوار تھے، مدینہ کی عورتوں نے اپنے گھروں کو چھوڑ دیا اور سب عورتیں محملوں کے قریب پہنچ کر رو رہی تھیں، مدینہ کی گلیوں میں ہر شہزادے کے ہم عمر دوست آنسو نچھاور کر

رہے تھے، ایک ایرانی شاعر نے اس منظر کو منظوم کیا ہے میں یہاں شہزادہ امیر قاسم علیہ الصلوات والسلام کے ہم عمر دوستوں کی ترجمانی میں جو شعر کہا گیا وہ عرض کرنا چاہتا ہوں

کہ قاسمؑ مہِ آسمانِ وفا

زِ کف می رَوَد ہمچوں رنگِ حنا

دوست کہتے ہیں وہ پاک دولہا جو آسمانِ وفا کا درخشاں قمر تھا ہاتھوں میں سے یوں نکلا جا رہا ہے جس طرح مہندی کا رنگ ہاتھوں سے نکلتا ہے اور کوئی روک بھی نہیں سکتا...... یہاں شاعر نے دولہا کو مہندی کے رنگ سے رعایت لیتے ہوئے خوب تشبیہ دی ہے جو قابل داد ہے

اتوار کی شب تیاریاں ہوتی رہیں مگر روانگی کا وقت صبح سے کچھ پہلے کا تھا

☆فلما کان السحر ارتحال الحسین علیہ الصلوات والسلام............(R_224)

جب روانگی کا وقت ہوا اور حرم میں اطلاع ہوئی کہ محمل تیار ہیں تو

☆وابن حنفیہ علیہ الصلوات والسلام فاتاہ فاخذ زمام ناقۃ و قد رکبھا...... (R_225)

جناب محمد حنفیہ علیہ الصلوات والسلام نے آ کر ناقہ کی مہار پکڑی ایک ایک مستور صلوٰۃ اللہ علیہا کو خود سوار کرنا شروع کیا، اسی وقت عبداللہ بن عباس آئے اور عرض کی کہ کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام کی خدمت میں عرض کرو غلام زیارت کیلئے حاضر ہے چند لمحے کیلئے باہر تشریف لے آئیں، شہنشاہ معظم علیہ الصلوات والسلام باہر تشریف لے آئے، عبداللہ ابن عباس نے عرض کی آقا آپ نے خلافِ توقع بہت جلدی تیاری فرمالی ہے

اگر آپ صرف مردوں کو ساتھ لے جاتے تو ہمیں روکنے کی زیادہ ضرورت نہ ہوتی مگر آپ نے تو تمام پردہ داروں صلوٰۃ اللہ علیہن کو بھی ساتھ تیار کر لیا ہے، جو حالات در

پیش ہیں وہ آپ نے خود بیان فرمائے ہیں ان حالات کو دیکھتے ہوئے کیا مستورات صلواۃ اللہ علیہا کو ساتھ لے جانے کا فیصلہ درست ہے؟ شہنشاہ معظم علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا

☆ انی رأیت رسول الله صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی المنامی و قد امر بامر لا اقدر خلافه وقال یا ابن عباس انهن ودائع رسول الله صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ولا امین علیهن احدا وهن لایفارقنی ...... (R_226)

فرمایا اے ابن عباس آج ہمیں نانا پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم فرمایا ہے جس کی خلاف ورزی ہم نہیں کر سکتے اور یہ مستورات ہمارے پاک شہنشاہ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امانتیں ہیں جن کا ہمارے سوا کوئی امین نہیں، تم بتاؤ انہیں کس کے سہارے چھوڑ کر جائیں، دوسری بات یہ ہے کہ ہم انہیں یہاں چھوڑنا چاہیں بھی تو یہ ہم سے ایک لمحہ کیلئے جدا ہونے کیلئے تیار نہیں ہیں، اب بتاؤ ہم کیا کریں

ادھر تمام مستورات صلواۃ اللہ علیہن سوار ہو رہی ہیں اور باقی بنی ہاشم علیہم الصلوات والسلام کی مستورات انہیں سوار ہوتا دیکھ کر گریہ وبکا میں مصروف ہیں، کئی مستورات بار بار عرض کرتی ہیں آقا ہم پر رحم فرمائیں، ہماری شہزادیوں کو ہم سے جدا نہ کریں

جناب جابر بن عبداللہ انصاری جو کربلا معلیٰ کے پہلے مجاور تھے ان کے فرزند جناب عمرو نے امام محمد الباقر علیہ الصلوات والسلام کی خدمت میں عرض کی تھی آقا ہمیں اپنے جد اطہر علیہ الصلوات والسلام کی تیاری کے بارے میں کچھ آگاہ فرمائیں

امام علیہ الصلوات والسلام نے جواباً فرمایا تھا

☆لما هم الحسين عليه الصلوات والسلام ما بشخوص من المدينة اقبلت نسا بنی عبدالمطلب عليه الصلوات والسلام فاجتمهن للناحية ...... (R_227)

جب شہنشاہ مظلوم کربلا علیہ الصلوات والسلام نے روانگی کا ارادہ فرمایا اس وقت اولادِ جناب عبدالمطلب علیہ الصلوات والسلام کی مستورات صلواۃ اللہ علیہن جمع ہوگئیں اور وہ محملوں کے قریب کھڑی ہوکر دردناک بین کرنے میں مصروف تھیں اور نوحہ خوانی کررہی تھیں، ان کے بین سن کر تمام محملوں میں کہرام بپا تھا اور دیگر مستورات کے بینوں سے مدینہ کی گلیاں گونج رہی تھیں، سب کی آنکھیں اشک بار تھیں

☆حتیٰ مشی فیھن الحسین علیہ الصلوات والسلام فقال انشد کن للہ

یہ منظر دیکھ کر شہنشاہ کربلا علیہ الصلوات والسلام خود ان مستورات صلواۃ اللہ علیہن کے پاس تشریف لائے اور انہیں فرمایا کہ میں تمہیں اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ اب خاموش ہو جائیں، ان میں سے شہنشاہ معظم علیہ الصلوات والسلام کی پھوپھیوں صلواۃ اللہ علیہن نے روتے ہوئے فرمایا ہمارے لعلؑ بتاؤ ہم کیسے خاموش رہ سکتی ہیں کیا رونے پر بھی کنٹرول ہوسکتا ہے؟ آپ فرمائیں ہم کیوں نہ روئیں؟

☆فھو عندنا کیوم رفع فیہ رسول اللہ

ہمارے لئے تو شہنشاہ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام اور آپ کی پاک والدہ ملکہ عالمین صلواۃ اللہ علیہا آج ہی ہم سے جدا ہو رہے ہیں، اب آپ خود انصاف کریں کہ جن کے اتنے محترم رشتے بہ یک وقت داغِ مفارقت دے رہے ہوں وہ کیسے نہ روئیں، ان محملوں کے پاس جب بی بی ام ہانی صلواۃ اللہ علیہا (جو جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام کی ہمشیر تھیں) نے ایک مرثیہ پڑھنا شروع کیا کہرام بپا ہوگیا ......(R_228)

اس وقت کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام کی بڑی پھوپھی پاک ام جعدہ صلواۃ اللہ علیہا نے آکر کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام کی عبا کا دامن پکڑ لیا روکر فرمایا میرے لعلؑ ہم آپ کو عراق نہیں

جانے دیں گی کیونکہ آج ہم نے ایک غائبانہ نوحہ سنا ہے جس کا مطلع یہ تھا

☆وان قتیل الطف من آل ھاؐشم

میرے لعلؑ جس آل ہاشمؑ نے کربلا میں شہید ہونا ہے وہ آپ کے سوا اور کوئی نہیں امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام نے پھوپھی کا سفید سر اطہر چوم کر فرمایا آپ نے جو کچھ فرمایا ہے وہ بالکل درست ہے، ہمارے جد اطہر بھی یہی دیکھنا چاہتے ہیں، خدا بھی یہی دیکھنا چاہتا ہے، اس وقت پاک بی بی صلواۃ اللہ علیہا نے پاک لعلؑ علیہ الصلوات والسلام کی ریش مبارک پر بوسہ دے کر فرمایا میرے لعل تم باپ بیٹے کے رازوں میں کون مداخلت کر سکتا ہے؟ تمہارے راز کون سمجھ سکتا ہے؟

21 ذوالحجہ بمطابق 20 ستمبر اتوار کی رات صبح کاذب کے وقت یہ قافلہ پاک مدینہ سے باہر آیا اور پہلی منزل تک قافلہ پاک کے ساتھ تمام بنی ہاشم کے جوان آئے

جس رات شہنشاہ کربلا علیہ الصلوات والسلام مدینہ طیبہ سے روانہ ہوئے اسی دن بدر اور عسفان کے راستے سے عمر ابن سعید ملعون مدینہ میں داخل ہوا، یہاں پہنچ کر اسے معلوم ہوا کہ شہنشاہ کربلا علیہ الصلوات والسلام یہاں سے روانہ ہو چکے ہیں، چونکہ اس ملعون کو سختی کے ساتھ حکم ملا تھا کہ وہ انہیں کوفہ کی طرف نہ جانے دے اس لئے اس ملعون نے اپنے بھائی یحیٰی بن سعید کو ایک دستہ فوج کا دیا اور اسے کہا کہ تم شہنشاہ کربلا علیہ الصلوات والسلام کو روکنے کی کوشش کرو پہلے یہی کوشش کرنا کہ تلواریں بے نیام نہ ہوں اور تمام معاملہ افہام وتفہیم کے ساتھ حل ہو جائے، اگر اس کے باوجود بھی امام علیہ الصلوات والسلام مدینہ واپس نہ آئیں تو انہیں بزور شمشیر مدینہ واپس لے آنا

امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام کا کاروان شہادت آہستہ آہستہ معدن النقرہ کی طرف سفر

کرنے میں مصروف تھا یہاں مدینہ سے معدن النقرہ کے راستے پر ایک قصبہ آتا ہے
جسے جھنیہ کہتے ہیں اور وادی صفرا بھی کہتے ہیں اس کی وجہ تسمیہ یہ تھی کہ یہاں جہنی قبیلہ
آباد تھا جس کے زیادہ تر لوگ اونٹ، بھیڑوں اور بکریوں کا کام کرتے تھے ان میں
سے کچھ لوگ کاشتکاری بھی کرتے تھے، جب امام کائنات علیہ الصلوات والسلام کا یہاں سے
گزر ہوا تو یہاں کے لوگوں نے کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام کا استقبال کیا اور اس قبیلہ کی
عورتوں نے پاک پردہ داران توحید و رسالت صلواۃ اللہ علیہن کے محملوں کی زیارت بھی کی،
ان کے ساتھ قبیلہ فہد کے لوگ بھی تھے

جب یہ کاروان شہادت یہاں سے روانہ ہوا تو کچھ دیر بعد لوگوں نے دیکھا کہ مدینہ
کی طرف سے کئی سو گھوڑے سوار اپنے گھوڑوں کو دوڑاتے ہوئے کاروان شہادت
کے پیچھے آرہے ہیں، یہ یحییٰ بن سعید ملعون کا فوجی دستہ تھا، جب لوگوں نے انہیں
دیکھا تو حیران ہوئے کہ یہ کون لوگ ہیں اور پتہ نہیں ان کا مقصد کیا ہے؟ معلوم نہیں
کہ یہ شہنشاہ معظم علیہ الصلوات والسلام کے کارواں کے بچھڑے ہوئے لوگ ہیں جو شامل
ہونے کیلئے آرہے ہیں یا ان کے مخالف ہیں، پتہ نہیں ان کے عزائم کیا ہیں؟

اس وقت ایک جہنی جوان نے گھوڑے سوار کو روکا اور اس سے پوچھا کہ تم کون ہو اور
کہاں جارہے ہو؟ اس گھوڑے سوار نے جواب دیا کہ ہمیں حاکم مدینہ کا حکم ہے کہ
ہم نے شہنشاہ کربلا علیہ الصلوات والسلام کو ہر صورت واپس مدینہ لانا ہے چاہے ہمیں ان کے
خلاف تلوار ہی کیوں نہ اٹھانا پڑے، اس ملعون نے جواب دے کر اپنے گھوڑے کو
ایڑی لگائی، ان دیکھنے والے لوگوں میں ایک بزرگ موجود تھے جن کا نام عباد بن
مہاجر جہنی تھا، اس بزرگ نے جب یہ بات سنی تو تمام قبیلہ والوں کو مخاطب ہو کر کہا

کہ بھائی جو حالات ہیں وہ اب تمہارے سامنے ہیں، مگر تم سب ایک بات کی طرف ضرور توجہ دو کہ شہنشاہ انبیاءصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کفار مکہ نے دکھ دیئے تھے اور ان کی جان کے دشمن ہو گئے تھے، اس وقت انہوں نے مدینہ کو زینت دے کر ہمیں اعزاز بخشا تھا لیکن اس عمل میں ہمارے لئے ایک سمجھنے والا نقطہ بھی تھا وہ یہ تھا کہ گویا انہوں نے آ کر ایک طرح سے اہل مدینہ سے پناہ مانگی تھی اور ہم نے انہیں امان دی تھی اور ان کے ساتھ وعدہ کیا تھا کہ ہم اپنی جانیں قربان کر کے آپ کی حفاظت کریں گے، آپ کی جان و مال اور اولاد کو ہم تحفظ دیں گے ہم نے گویا اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پناہ دی تھی اور اس عہد کو نبھایا بھی تھا

اب یہ بھی ہمیں سوچنا چاہیئے کہ جس طرح وہ ہماری پناہ اور امان میں تھے ان کی اولاد بھی آج تک ہماری پناہ اور امان میں ہے، آج جس وقت کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام فرزند رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہاں سے گزرے تو ہم نے یہ سمجھا تھا کہ وہ اپنی خوشی سے یہاں سے عراق تشریف لے جا رہے ہیں مگر ان ملعونوں کے تیور اور انداز دیکھ کر ہمیں یہ احساس ہو گیا ہے کہ بات یہ نہیں بلکہ یہ پھر کفار مکہ کی اولاد کی سازش ہے کہ شہنشاہ انبیاءصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد کو مکہ کی طرح مدینہ سے ہجرت کرنے پر مجبور کیا جائے اور شہنشاہ کربلا علیہ الصلوات والسلام کو یہ واپس لانا چاہتے ہیں تو ان کا مقصد ان کی خیر خواہی نہیں بلکہ عین کفار مکہ والی خواہش ہے، جن لوگوں نے ان کے جد اطہر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مکہ میں رہنا مشکل بنا دیا تھا آج پھر ان کی اولاد وہی ڈرامہ پلے کر رہی ہے

یہاں ہمارے لئے بھی سوچنے کا مقام ہے کہ ہم نے تو ان کو اس طرح پناہ دی تھی کہ ان کی اولاد بھی مدینہ میں ہماری امان میں رہے گی، ہمارے والدین اور بزرگوں

نے تو اپنا فریضہ ادا کر دیا، کیا ہمارا بھی کوئی فریضہ ہے یا نہیں؟
تمام لوگوں نے کہا کہ آپ کی یہ بات بالکل درست ہے ہمارا بھی یہ فریضہ ہے کہ ہم ان کی اولاد کی مدینہ میں مکمل حفاظت کریں، جناب عبادؒ بن مہاجر جہنی نے فرمایا اے نوجوانو تم نے دیکھا ہے کہ ایک طرف کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام کے ساتھ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پاک بیٹیاں صلواۃ اللہ علیہن بھی ہیں اور دوسری طرف یہ ملعون ظلم کے عزائم لے کر جا رہے ہیں میں تو یہی کہوں گا کہ ہمیں آج بھی اپنے فریضہ کو لبیک کہنا چاہیے اور ہمیں کوشش کرنا چاہیے کہ کفار مکہ کی اولاد ان کو کوئی تکلیف یا نقصان نہ پہنچائے ہمیں ان کی جا کر نصرت کرنا چاہیے کیونکہ ان کے ساتھ رسول زادیوں کے محمل ہیں
یہ بات سن کر تمام نوجوان جوش میں آگئے اور سب نے کہا کہ ہمیں فوراً ان ملعونوں کا تعاقب کرنا چاہیے اور ان کے سامنے اپنی تلواروں کی دیوار کھڑی کر دینا چاہیے
اس وقت عباد بن مہاجر نے حکم دیا کہ جن لوگوں کے پاس گھوڑے ہیں وہ فوراً پہنچیں ایک محدود سا جوانوں کا دستہ لے کر یہ بھی یحییٰ کے دستے کے پیچھے روانہ ہو گئے
ادھر کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام کا کاروان شہادت مصروف سفر تھا کہ عقبی دستے نے مدینہ کے راستے کی طرف دیکھا، ایک گرد و غبار کا طوفان اٹھتا ہوا نظر آیا، انہوں نے فوراً نعرہ تکبیر بلند کیا ان کی آواز سن کر تمام کارواں کے جوانوں نے اپنے گھوڑے موڑ لئے اور آ کر اپنے عقبی دستے کے ساتھ کھڑے ہو گئے، انہوں نے دیکھا کہ یحییٰ بن سعید ملعون کئی سو گھوڑے سوار فوجیوں کے ساتھ آ رہا ہے، اس ملعون نے آ کر ان کے سامنے اپنے گھوڑے روک دیئے
صاحبان مقتل نے جو عمر بن سعید کے ساتھ مکہ سے نکلتے ہوئے ایک جھڑپ کے

بارے میں لکھا ہے وہ اس مقام پر ہوئی تھی نہ کہ مکہ سے باہر آتے ہوئے ……(R_229)
اس وقت شہنشاہ وفا علیہ الصلوات والسلام اور باقی بنی ہاشم علیہ الصلوات والسلام کے جوانوں نے اپنی تلواریں بے نیام کی ہوئی تھیں، جب اس ملعون نے شہنشاہ وفا علیہ الصلوات والسلام کے تیور دیکھے اور باقی جوانوں کا جوش دیکھا تو اس ملعون کی تمام جرأت جواب دے گئی
اس ملعون نے مکارانہ انداز میں کہا کہ میں تو اس لئے حاضر ہوا ہوں کہ شہنشاہ کربلا علیہ الصلوات والسلام کو یقین دلاؤں کہ ہم آپ کی مخالفت نہیں کریں گے، آپ واپس مدینہ تشریف لے چلیں
شہنشاہ وفا علیہ الصلوات والسلام نے جلال آمیز لہجہ میں فرمایا کہ کیا تم نے یہ سمجھا ہے کہ ہم تمہارے خوف سے مدینہ چھوڑ کر جارہے ہیں؟ تم اتنے بہادر کب سے ہو گئے کہ ہاشمی جوان تم سے ڈر جائیں؟ تمہاری تمام نسل ہمارے ایک ایک جوان سے ڈرتی ہے یاد رکھو تمہاری تمام قوم کی گردنیں اڑا کر بھی میری تلوار اسی طرح مضبوط رہے گی
اس ملعون نے فوراً معذرت خواہانہ لہجے میں معافی طلب کی مگر عین اسی وقت اس کے ایک ساتھی نے کہا کہ تمہیں عمر ابن سعید نے انہیں واپس لانے کو کہا تھا تم یہاں معافیاں مانگ رہے ہو، تم ہمیں اجازت دو کہ ہم انہیں واپس لے جائیں، اس کی بکواس سے اس وقت تلواریں بے نیام ہوئیں اور ہلکی سی جنگ بھی شروع ہوگئی
یہاں شہنشاہ وفا علیہ الصلوات والسلام اور جناب سجاد علیہ الصلوات والسلام نے مل کر اپنی تلواریں چلائیں شہنشاہ کربلا علیہ الصلوات والسلام نے فوراً جنگ رکوادی مگر اس چند لمحاتی جنگ میں بھی اتنی لاشیں زمین پر گر گئیں کہ ملعونوں کا لاشوں کو اٹھانا مشکل ہو گیا، ابھی یہ ملعون اپنے مقتولوں کو دیکھنے میں مصروف تھے کہ اس وقت جہنیہ کے جوان بھی موقعہ پر پہنچ گئے

انہیں دیکھ کر یحییٰ اموی کی رہی سہی ہمت بھی جواب دے گئی، اس مقام پر عباد بن مہاجر جہنی نے اپنے دو ساتھیوں کے ساتھ عرض کی کہ آقا اگر آپ عراق جارہے ہیں تو ہمیں بھی اپنی کشتی پر سوار کرلیں اور اس کی یہ پر خلوص اپیل اللہ کی طرح بے نیاز ذات نے کرم فرماتے ہوئے قبول فرمالی

یہاں سے باقی جہنی لوگ تو واپس چلے گئے مگر عباد بن مہاجر اور اس کے چند ساتھی جن میں زائدہ بن مہاجر، عقبہ بن صلت، مجمعہ بن زیادہ، یوسف، حارث، اور مالک بن عبداللہ یہ ساتھ کر بلا تک آئے اور یہاں حملہ اولیٰ میں جو 30 یا 40 جوان شہید ہوئے تھے ان میں یہ بھی شامل تھے...... (R_230)

بعض مؤرخین نے یہ بھی لکھا ہے کہ اس پہلی منزل تک چھوڑنے کیلئے جناب محمد حنفیہ علیہ الصلوات والسلام اور جناب عبداللہ علیہ الصلوات والسلام بھی ساتھ آئے تھے اور یہاں آکر انہوں نے عرض کی تھی کہ آقاؐ آنے والے حالات کے تیور خطرناک ہیں، ہمیں اپنے ساتھ جانے کی اجازت دیں، کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا تھا کہ تمہارا نام پاک ہمارے شہدائے کربلا میں موجود نہیں ہے اور مدینہ میں موجود مستورات صلواۃ اللہ علیہن کی حفاظت کیلئے رہنا بھی ضروری ہے

اس وقت جناب عبداللہ علیہ الصلوات والسلام نے عرض کی کہ آقا کیا یہ نہیں ہوسکتا کہ آپ شہنشاہ وفا علیہ الصلوات والسلام کا نام اپنی فہرست سے کاٹ کر میرا نام وہاں لکھ دیں اور انہیں مدینہ میں مستورات صلواۃ اللہ علیہن کی حفاظت کیلئے روانہ کردیں، اگر آپ کو شہنشاہ وفا علیہ الصلوات والسلام کی جنگ پر ناز ہے تو بجا ہے لیکن اگر ہم ان سے کم تلوار چلائیں تو ہم جناب جعفر علیہ الصلوات والسلام کے فرزند ہی نہیں، آپ ہمیں اپنے ساتھ ضرور لے چلیں، اس وقت

شہنشاہ کربلا علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا کہ تم واپس مدینہ جاؤ، جب یہ مایوس ہو گئے تو اس وقت سیدہ عالیہ صلواۃ اللہ علیہا کے محمل کے قریب آ کر کھڑے ہو گئے اور رو کر فرمانے لگے کہ سفر کا ماحول ہو گا، سو دکھ آئیں گے، آپ کے جد اطہر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا کہ الصدقہ ردالبلا صدقہ مصائب کو ٹال دیتا ہے، آپ کو پاک بھائی کیلئے صدقہ کی ضرورت ہو گی، اس لئے میرا مشورہ یہ ہے کہ اپنے دونوں بیٹوں عون و محمدؐ کو اپنے ساتھ لے جائیں اور جہاں بھی صدقہ کی ضرورت محسوس ہو تو دیر نہ کرنا بلکہ ان دونوں میں سے ایک کو اپنی طرف سے اور ایک کو میری طرف سے اپنے امام زمانہ کی نعلین پر فدا کر دینا، پاک معظّمہ صلواۃ اللہ علیہا نے جناب عبداللہ علیہ الصلوات والسلام کی اس بات کو نہ صرف قبول فرمایا بلکہ شکریہ بھی ادا کیا اور دونوں بیٹوں کو ساتھ لے گئیں

تمام مومن مل کر دعا کریں اب تو پاک عالیہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا کو اپنے نونہالوں کی خوشیاں نصیب ہوں، ہمارا بارہواں آقا عجل اللہ فرجہٗ الشریف خوشیوں کا تاج پہن کر پاک بی بی صلواۃ اللہ علیہا کے معصوم بیٹوں کو دوبارہ اپنی پاک ماں کے سایہءِ عاطفت میں پروان چڑھائیں یہ پاک ماہ لقا جوان ہوں، ان کی پاک ماں صلواۃ اللہ علیہا کی بیٹوں سے وابستہ تمام امیدیں بر آئیں اور ان کی سہرا بندی ہو



﴿ آمین یارب العالمین ﴾



اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ وَّ آلِ مُحَمَّدٍ وَعَجِّل فَرَجَھُم بِقَائِمِھِمّ عَجَلَ اللّٰہُ فَرَجَہٗ الشریف وَصَلَوَاتُ اللّٰہِ عَلَیہِ وَ عَلیٰ آلِہٖ اَجمَعِین

یاھوالوہاب الخبیر العلیم
یا مولا کریم عجل اللہ فرجک وصلوات اللہ علیک

مجلس نمبر 33 دوسری اور تیسری منزل

حاجز ، بطن الرمہ

21 ذوالحجہ 60 ہجری بمطابق 20 ستمبر 680 عیسوی بروز اتوار قافلہ تسلیم ورضا مدینہ سے روانہ ہوکر 102 کلومیٹر کا سفر طے کر کے معدنِ النقرہ کے مقام پر پہنچا، یہ مقام مدینہ سے قدرے شمال مشرق کی طرف ہے، غالباً آج جہاں حنا کیہ کا شہر ہے اس کے قریب ہی کہیں وہ مقام ہوگا

جب کوئی شخص مدینہ سے معدن النقرہ کی طرف سفر کرتا تھا تو راستے میں کئی قصبے آتے تھے یعنی جہنیہ اور عسیلہ وغیرہ، یہ وادی الصفرا کے حصے شمار ہوتے تھے، معدن النقرہ ایک دوراہا تھا یعنی مکہ سے ماوان وربذہ سے آنے والا راستہ بھی یہاں سے آگے کوفہ کی طرف جاتا تھا، اور مدینہ سے آنے والے قافلے یہاں سے عراق کا رخ کرتے تھے، معدن النقرہ اس بریداعظم پر تھا جو کوفہ سے مکہ جاتی تھی، اس مقام پر ماضی میں دو کنویں تھے مگر یہاں پانی 45 فٹ گہرا تھا اور جب کوئی بڑا قافلہ آجاتا تو اس کا پانی ختم ہوجاتا اور اگر ختم نہ بھی ہوتا تو پانی بھرنے میں دیر لگتی اسی وجہ سے عباسی دور میں دو کنویں کھدوائے گئے، ایک کنواں مہدی باللہ عباسی نے کھدوایا تھا جس کا نام بئر مہدی تھا اور ایک کنواں ہارون رشید نے کھدوایا تھا جس کا نام بئر ہارون تھا، ان کے ساتھ چار کنویں تھے، مگر پہلے یہاں صرف دو کنویں تھے

یہاں مناسب ہوگا کہ میں کچھ مدینہ کے حالات بھی بیان کرتا چلوں

جب یحییٰ بن سعید ملعون اپنے ساتھیوں کی لاشیں اٹھا کر مدینہ واپس پہنچا تو قصر دارالامارہ میں اس نے عبداللہ بن عمر کو موجود پایا، جب عبداللہ بن عمر کی نگاہ یحییٰ بن سعید ملعون پر پڑی تو اس نے فوراً سوال کیا کہ کیا ہوا؟ اس ملعون نے تمام حالات بتائے، عمر بن سعید اور عبداللہ بن عمر نے تمام حالات سنے، اس وقت عمر بن سعید نے کہا کہ اب میں کیا کروں؟ ایک طرف یزید ملعون کا سختی کے ساتھ حکم ہے کہ کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام کو مدینہ سے کوفہ نہ آنے دیا جائے، دوسری طرف کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام کو روکنا بہت مشکل ہے، اب میرے پاس اس کے علاوہ اور کوئی چارہ نہیں کہ میں جنگ کرکے بزورِ شمشیر امام علیہ الصلوات والسلام کو روکنے کی کوشش کروں

عبداللہ ابن عمر نے کہا کہ تم جنگ کا خیال چھوڑ دو، تمہیں یہ علم ہے کہ اس وقت آل عبدالمطلب علیہ الصلوات والسلام کے تمام جوان اپنے وقت کے اسد الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اور وہ مدینہ میں واپس آچکے ہیں اور ان حالات کو دیکھتے ہوئے انہوں نے مکمل تیاری بھی کرلی ہوگی، اس لئے جنگ کا مطلب یہ ہوگا کہ تمہاری حکومت کی چھٹی اور تم سمیت تمام فوج کو جہنم کا پروانہ مل جائے گا، کیونکہ اہل مدینہ عام حالات میں تمہارا ساتھ دیں گے مگر جنگ کی صورت میں تمام مدینہ تمہارے خلاف تلواریں بے نیام کردے گا اور یہ بھی یاد رکھو کہ اس جنگ کا زیادہ فائدہ بنی ہاشم کے بعد عبداللہ بن زبیر اٹھائے گا، کیونکہ وہ بہت ہی زیرک اور موقعہ شناس آدمی ہے

عمر بن سعید نے کہا کہ اب میں کیا کروں؟ عبداللہ بن عمر نے کہا کہ تم ایک بار مجھے پھر کوشش کرنے دو، میں خود جا کر کوشش کرتا ہوں کہ انہیں واپس لے آؤں، یہاں

سے عبداللہ بن عمر روانہ ہوا اور معدن النقرہ پر بارگاہِ امام عالی مقام میں حاضر ہوا یہاں یہ وضاحت کرتا چلوں کہ کچھ مؤرخین نے عبداللہ بن عمر کی ملاقات کو مدینہ سے روانگی کے فوراً بعد بھی لکھا ہے، مگر درایت کے مطابق یہ ملاقات معدن النقرہ پر ہوئی جب عبداللہ بن عمر معدن النقرہ پہنچا تو شام کا وقت تھا، اس وقت شہنشاہ کربلا علیہ الصلوات والسلام شام کی نشست میں تشریف فرما تھے، تمام لوگ سامنے بیٹھے ہوئے تھے، چاروں طرف پہرہ دار تھے، پشت کی طرف مخدرات عصمت صلواۃ اللہ علیہا کے خیام تھے، ان کے گرد سخت پہرہ تھا، امام عالی مقام علیہ الصلوات والسلام کی مسند اپنے خیمہ کے باہر لگی ہوئی تھی ایک غلام نے آکر عرض کی کہ عبداللہ بن عمر اذنِ باریابی چاہتا ہے، اِذن ملا، اس وقت عبداللہ ابن عمر نے آکر قدم بوسی کی اور سامنے بیٹھ گیا

کچھ دیر خاموشی کے بعد اس نے عرض کی آقاؐ میں نہیں چاہتا کہ امت مسلمہ کے اندر اختلافات پیدا ہوں اور مسلمانوں کی تلواریں آپس میں ٹکرا جائیں، لیکن آپ کے رویے سے محسوس ہوتا ہے کہ مسلمانوں کے درمیان اختلافات آپ کی وجہ سے پیدا ہو رہے ہیں، آپ اہل اسلام کے مابین اختلافات کے بیج نہ بوئیں

کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا اے ابن عمر تم خود بتاؤ یہ اختلاف کے بیج ہم بو رہے ہیں یا معاویہ نے بوئے کہ جس نے اپنے بدکردار بیٹے کو مسلمانوں پر مسلط کر دیا ہے کیا تم یزید ملعون کے کردار سے ناواقف ہو؟ تمہیں تو سب کچھ معلوم ہے کیونکہ تمہارا تو رشتہ بھی اس کے گھر ہوا ہے، فرمایا یہ تو ہے تمہاری بات کا جواب

لیکن ہمیں اس بات کا بڑا افسوس ہے اور ہمیں یہ امید نہیں تھی کہ تم ہمیں اطاعت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روکنے کیلئے اتنا طویل سفر کر کے آؤ گے، تم نے تو ہماری نصرت

کرنا تھی مگر ہم نے یہ مطالبہ بھی تم سے نہیں کیا، اب ہمیں ہمارے جد اطہر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت سے تو نہ روکو کیونکہ ہم تمہیں کئی مرتبہ فرما چکے ہیں کہ ہم جو کچھ بھی کر رہے ہیں ان کے حکم سے کر رہے ہیں اور اس اطاعت کا انجام بھی ہمیں معلوم ہے

ہمیں یہ امید ہرگز نہیں تھی کہ تم ہمیں حکم حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعمیل سے روکو گے کیونکہ تم بھی جانتے ہو کہ حکم حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعمیل نہ کرنے والا اور روکنے والا دونوں مسلمان نہیں ہو سکتے، یہ فرمان سن کر ابن عمر کی گردن شرم سے جھک گئی پھر وہ کھڑا ہو گیا اور عرض کی کہ میں جانے کی اجازت چاہوں گا، میں تو صرف آپ کی زیارت کیلئے حاضر ہوا تھا

جب یہ کھڑا ہوا تو امام کائنات علیہ الصلوات والسلام بھی روایتی انداز میں کھڑے ہو گئے، پھر اس نے عرض کی کہ اگر زحمت نہ ہو تو مجھے اپنے سینہ اطہر (شکم مبارک) کا بوسہ لینے دیں کیونکہ میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا کہ شہنشاہ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کے شکم مبارک کا بوسہ لیتے تھے، امام کائنات علیہ الصلوات والسلام نے اجازت دی، اس نے بوسہ لیا، اس وقت امام کائنات علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا اے ابن عمر کیا تم نے صرف بوسہ لیتے ہوئے دیکھا تھا؟ کیا ہمارے شکم اطہر اور بازوؤں اور گلوئے مبارک پر جب بوسے ثبت فرماتے تھے تو یہ نہیں فرمایا کرتے تھے کہ ہم اپنے فرزند کے ہر اس مقام پر بوسہ دے رہے ہیں جہاں تیر اور تلواروں کے زخم لگیں گے، جسم اطہر کے کسی حصہ کو چوم کر فرماتے کہ یہاں حرملہ ملعون کا تحفہ سجایا جائے گا، کسی مقام پر بوسہ دے کر فرماتے یہاں ابو الحنوق کا تحفہ سجایا جائے گا، کسی مقام کو چوم کر فرماتے کہ یہاں سنان بن انس ملعون بوسہ ثبت کرے گا، پس گردن بوسہ دے کر فرماتے کہ یہاں شمر

ملعون احسان کرے گا

کیا یہ سب باتیں تمہیں بھول گئی ہیں اگر یہ باتیں تمہیں یاد ہوتیں تو پھر تمہیں یقین ہوتا کہ ہم حکم حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعمیل ہی کر رہے ہیں، یہ سن کر عبداللہ ابن عمر نے ایک حدیث بیان کی اور روتے ہوئے عرض کی کہ آپ کے نانا پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا تھا ☆الحسین علیہ الصلوات والسلام مقتول ولئن قتلوه وخذلوه ولن ینصروه یخذلهم الله اِلی یوم القیامة......(R_231)

میرا لعل کربلا میں شہید ہوگا، جو لوگ اس کی نصرت سے دس کش ہوں گے اس کو چھوڑ جائیں گے اللہ جل جلالہ ان کو قیامت کے دن ذلت میں چھوڑ دے گا

یہ حدیث بیان کر کے ابن عمر روتا ہوا کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام کی بارگاہ سے واپس آ گیا عبداللہ ابن عمر بھی ناکام واپس لوٹ آیا، جب کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام کی واپسی کی تمام کوشش ناکام ہوگئیں تو اس وقت ولید بن عتبہ نے فوراً ایک قاصد کوفہ عبیداللہ ابن زیاد ملعون کی طرف روانہ کیا اور خط میں لکھا کہ کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام نے مدینہ چھوڑ دیا ہے اور کوفہ کی طرف روانہ ہو چکے ہیں، اس لئے میں تمہیں بطور ایک دوست کے مشورہ دوں گا کہ تم فرزند رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مخالفت کر کے اپنی آخرت برباد نہ کرنا کیونکہ ہم سب نے کل ان کے نانا پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے جانا ہے ان کے سامنے جو شرمندگی ہوگی وہ بدترین شرمندگی ہوگی ......(R_232)

اس خط کا ابن زیاد ملعون نے الٹا اثر لیا اور اپنے محل کے پہرے داروں کے سردار وسالار یعنی حصین بن نمیر کو بلایا اور اسے حکم دیا کہ قادسیہ سے مغیثہ تک تمام راستے بند کر دو اور وہاں گشتی فوج کے پہرے لگا دو، حیرہ، قطقطانیہ، رہیمیہ سے لے کر واقصہ

تک صحرائے عراق میں فوج کا جال بچھا دو تاکہ کوئی اس جال کو عبور کر کے کوفہ نہ آسکے اور ہر اس راستے کی نگرانی کرو جہاں سے کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام کی آمد متوقع ہو، حصین بن نمیر ملعون نے ہزار ہزار جوانوں کے کئی گشتی دستے تیار کیئے اور انہیں صحرا میں پھیلا دیا اور خود آکر قادسیۃ الکوفہ میں قیام پذیر ہو گیا، ان ایک ایک ہزار کے دستوں میں جناب حر سلام اللہ علیہ کا دستہ بھی شامل تھا

یہ بھی بتاتا چلوں کہ اس سے پہلے بھی اس ملعون نے سرسری طور پر نگرانی شروع کروائی ہوئی تھی مگر اس میں اتنی زیادہ سختی نہ تھی، پھر بھی اس نگرانی سے بے خبر ہونے کی وجہ سے خالد ملعون کی فوج نے جناب قیس بن مسہر الصیداوی سلام اللہ علیہ کو گرفتار کر لیا تھا کیونکہ دعاۃ (قاصد) کی آمد کی اطلاع پہلے پہنچ چکی تھی

﴿منزل حاجز﴾

22 ذوالحجہ سوموار کی رات کو شہنشاہ مظلومیت علیہ الصلوات والسلام نے معدن النقرہ سے سفر شروع فرمایا، سامنے تقریباً 104 کلومیٹر کے فاصلہ پر جبل حاجز تھا، یہ نجد کی سرزمین کا بڑا پہاڑ تھا اور اسے حاجز اس لئے کہا جاتا ہے کہ یہ ہمیشہ آنے والے لشکروں کے راستے میں ایک رکاوٹ تھا اور حاجز مانع یا رکاوٹ کو کہتے ہیں، کیونکہ حاجز سے جو پہاڑی سلسلہ شروع ہوتا تھا اس کے درمیان قیام کی کوئی جگہ نہ تھی اور اگلی منزل بطن الرمہ تھی جو وادی الرمہ میں ایک جگہ تھی، یہ حاجز سے 102 کلومیٹر دور تھی اس لئے امام کائنات علیہ الصلوات والسلام کا حاجز میں قیام فرمانا ضروری تھا

حاجز پر آپ 22 ذوالحجہ سوموار کے دن تشریف لے آئے، یہاں پہنچ کر خیام لگائے

جب خیام آراستہ ہو گئے تو کچھ دیر بعد بطن الرمہ کی طرف سے ایک قافلہ آتا ہوا دکھائی دیا، وہ قافلہ آ کر پاک کارواں سے کچھ دور خیمہ زن ہو گیا، اس وقت ان لوگوں نے پوچھا کہ یہاں ہم سے پہلے جو قافلہ قیام پذیر ہے وہ کس کا ہے؟ وہاں کے لوگوں نے بتایا کہ یہ فرزند رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مقدس کارواں ہے

آنے والے اس قافلہ میں کوفہ کے نواح کے دو آدمی بھی موجود تھے جن کے نام زرارہ بن صالح اور محمد الواقدی تھے، ان دونوں نے جب کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام کا نام پاک سنا تو یہ اپنے خیام میں نہیں بیٹھے بلکہ دونوں نے مالک کائنات علیہ الصلوات والسلام کے خیام کی طرف رخ کیا اور غلاموں سے آ کر عرض کی کہ کیا اس وقت کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام کی ملاقات کا شرف ہمیں حاصل ہوسکتا ہے؟ غلاموں نے جواب دیا کہ نماز ظہرین کے بعد تم حاضر ہوسکو گے کیونکہ اب سفر کی تھکان کی وجہ سے وہ آرام فرما رہے ہیں، یہ دونوں اپنے خیام میں چلے گئے، نماز ظہرین کا وقت ہوا، جناب حجاج بن مسرور نے آذان دی

(مسروق غلط تلفظ ہے جو اموی ملاعین نے اس لئے مشہور کیا تھا کہ یہ ہمارے خاندان کا آزاد کردہ غلام تھا اور اسے چوری کر لیا گیا تھا)

یہ کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام کے مؤذن تھے اور مدینہ سے کربلا تک ہر مقام پر آذان انہی نے دی، جب انہوں نے آذان کی آواز سنی تو یہ دونوں اپنے خیام سے نکلے ان کے ساتھ اور لوگ بھی نماز کیلئے حاضر ہوئے، جب یہ پہنچے تو صفیں استوار ہو چکی تھیں، یہ نماز میں شامل ہوئے، نماز سے فارغ ہونے کے بعد انہوں نے کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام کی زیارت کی درخواست کی جو منظور ہوئی، یہ دونوں یعنی زرارہ بن صالح اور محمد

الواقدی حاضر بارگاہ ہوئے، انہوں نے آ کر سلام اور قدم بوسی کی، کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام نے کوفہ کے حالات دریافت کئے، انہوں نے پہلے جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام کے حالات بتائے پھر عرض کی کہ آقا اگر آپ کوفیوں کے بھروسہ پر جارہے ہیں تو پھر کوفہ تشریف نہ لے جائیں کیونکہ کوفیوں نے کبھی کسی سے وفا نہیں کی اور ہمیں یقین ہے کہ وہ آپ سے بھی وفا نہیں کریں گے اور آپ کی نصرت قطعاً نہیں کریں گے، کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام کے لب ہائے اطہر پر ہلکی سی مسکراہٹ آئی، مسکرا کر فرمایا کہ ہم ان کوفیوں کے بھروسہ پر نہیں جارہے بلکہ اپنے محبوب کے بھروسہ پر جارہے ہیں، انہوں نے عرض کی آقا ہمیں آپ کا یہ فرمان سمجھ نہیں آیا، کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام نے اپنی چادر کے اندر سے یدقدرت ظاہر فرمایا پھر ان کے سامنے اپنے دائیں ہاتھ کی آستین الٹ دی

زرارہ روایت کرتے ہیں کہ ہم نے دیکھا وہ آستین نہیں الٹی بلکہ ہماری آنکھوں سے حجابات ہٹا دئے گئے، ہم نے دیکھا کہ آسمان کی طرف سے لاتعداد ملکوت کی صفیں اترنا شروع ہوگئیں اور ہمارے دیکھتے ہی دیکھتے تمام آسمان ملکوت کے ساتھ بھر گیا یعنی کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام نے ہمیں ملکوت کی لشکرگاہ کا مشاہدہ کروایا، یہ سب دیکھ کر ہمارے حواس معطل ہوگئے، اس وقت کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا جن کے دست تصرف میں ایسے لشکر ہوں کیا انہیں کسی دوسرے لشکر کی ضرورت بھی محسوس ہو سکتی ہے؟ جب یدقدرت میں ایسے عظیم لشکر ہوں تو پھر کوفیوں پر بھروسہ کیسا؟

☆لولا تقارب الاشیا وھبوط الاجر لقتلتھم بھولاء

پھر فرمایا کہ اگر رضائے محبوب مانع نہ ہوئی تو ہم ان لشکروں کو ظالموں پر مسلط کردیں

گے اور اپنی اس فوج کو ان کے خلاف استعمال کریں گے

پھر سر جھکا کر فرمایا کہ ہم جنگ کرنے نہیں جا رہے، اس لئے ہمیں نہ ان لشکروں کے استعمال کی ضرورت پڑے گی، نہ کوفیوں کی نصرت کی، حقیقت یہ ہے کہ ہم اپنے قدموں پر چل کر اپنی مقتل گاہوں کی طرف جا رہے ہیں

☆ولکن اعلم علما ان هناك مصرعی ومصرع اصحابی لاینجوامنهم الا ولدی علی زین العابدین علیہ الصلوات والسلام

لیکن ہم جانتے ہیں کہ ہم اپنے خاندان پاک علیہم الصلوات والسلام اور پاک اصحاب کی شہادت گاہوں کی طرف مصروفِ سفر ہیں اور ہمیں یہ بھی علم ہے کہ ہماری جماعت میں سے سوائے ہماری دستار کے وارث علیہ الصلوات والسلام کے کوئی بھی ایسا نہیں ہوگا جو معراج شہادت پر فائز نہ ہو......(R_233)

﴿سمیر یا بطن الرمہ﴾

23 ذوالحجہ منگل کے دن شہنشاہ معظم علیہ الصلوات والسلام منزل سمیر پر پہنچے، یہ منزل حاجز سے 102 کلومیٹر شمال مشرق کی طرف جبل حاجز کو عبور کرنے کے بعد آتی ہے، جو وادی الرمہ میں واقع ہے، اس لئے اس منزل سمیر کو منزل بطن الرمہ بھی کہا جاتا ہے، اس مقام کے تین طرف پہاڑ ہے، اس پہاڑ کو ''جبل الشمار'' کہا جاتا ہے اور حاجز اس کے ایک حصے کو کہا جاتا ہے، اس کے شمال میں ایک وادی تھی اسے وادی بطن الرمہ کہا جاتا تھا، یہ وادی شمال مشرق سے جنوب مغرب کی سمت پر سو کلومیٹر سے بھی زیادہ چوڑی تھی مگر آگے پھر جبل شمار شروع ہو جاتا، یعنی اس کے شمال مشرق سے مغربی

طرف سے ہوتا ہوا یہ پہاڑی سلسلہ جنوب مغرب کی طرف آتا تھا، اس وادی بطن الرمہ میں ایک منزل ہے جس کا نام سمیر ہے

اس منزل سے کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام نے اپنا ایک قاصد کوفہ کی طرف روانہ فرمایا تھا اس قاصد کے بارے میں بعض مؤرخین نے لکھا ہے کہ یہ جناب قیس بن مسہر صیداوی تھے مگر یہ روایت خلاف درایت ہے کیونکہ جناب قیس کو جو خط عطا فرمایا تھا اس پر 8 ذوالحجہ کی تاریخ لکھی ہوئی تھی، حقیقت یہ ہے کہ اس منزل سے شہنشاہ کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام نے جو قاصد روانہ فرمایا تھا وہ جناب عبداللہ بن یقطر سلام اللہ علیہ تھے (R_234)

اس کا ثبوت ان کا وہ خطبہ ہے جو انہوں نے اس وقت دیا تھا جب انہیں کوفیوں کے سامنے پیش کیا گیا تھا اور انہوں نے کوفیوں سے فرمایا تھا کہ او اہل کوفہ تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ تمہارے مولا و مالک علیہ الصلوات والسلام منزل سمیر (بطن الرمہ) پر پہنچ چکے ہیں اور عنقریب وہ کوفہ تشریف لے آئیں گے

یہاں ایک وضاحت کرنا بہت ضروری ہے کہ کچھ لوگوں نے لکھا ہے کہ جناب عبداللہ بن یقطر سلام اللہ علیہ شہنشاہ کربلا علیہ الصلوات والسلام کے رضاعی بھائی تھے یعنی دودھ شریک بھائی تھے، اس بات کی حقیقت یہ ہے کہ عرب میں اگر ایک ہی گھر میں دو ایسے بچے موجود ہوں جو دودھ پیتے ہوں تو انہیں رضاعی بھائی کہا جاتا ہے، چاہے وہ ایک دوسرے کی والدہ کا دودھ پیتے ہوں یا نہ پیتے ہوں، بعض علماء نے لکھا ہے کہ جس گھر میں دو بچے ایک ہی ہفتے میں پیدا ہوتے انہیں بھی رضاعی بھائی کہا جاتا تھا

جب شہنشاہ کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام کی دنیا میں آمد ہوئی تو ان کی تشریف آوری کے تین دن بعد جناب یقطر کے گھر جناب عبداللہ کی ولادت ہوئی، جناب یقطر امیر

کائنات علیہ الصلوات والسلام کے غلام تھے، جناب عبداللہ بن یقطر کی والدہ ماجدہ جناب میمونہ خاتون سلام اللہ علیہا پاک سیدہ دوجہاں صلواۃ اللہ علیہا کی کنیز تھیں، گویا ایک گھر میں رضیع موجود تھے، اس لئے انہیں رضاعی بھائی کہا جاتا تھا اور جناب میمونہ خاتون سلام اللہ علیہا امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام کی حاضنہ یعنی گود میں کھلانے والی کنیز بھی تھیں ......(R_235)

جناب عبداللہ بن یقطر سلام اللہ علیہ کی شہادت کے واقعہ کو اگر دیکھا جائے تو جناب قیس بن مسہر کے واقعہ اور ان کے واقعہ میں کوئی فرق نظر نہیں آتا، صرف شہید کرنے والوں کے ناموں میں اختلاف ہے

روانگی جناب عبداللہ بن یقطر سلام اللہ علیہ

نمازِ مغرب کا وقت ہے، شہنشاہ معظم علیہ الصلوات والسلام اپنے علیحدہ خیمہ میں تشریف فرما ہیں پاک خاندان علیہم الصلوات والسلام کے تمام افراد جمع ہیں، شہنشاہ معظم علیہ الصلوات والسلام ان کے ساتھ آنے والے واقعات کے بارے میں گفتگو فرما رہے ہیں، فرماتے ہیں کہ ہم کوفہ جانے کا ارادہ اس لئے بھی رکھتے ہیں کہ ہمیں کوفیوں نے خط لکھے ہیں، ہم پر بھی فرض ہے کہ ان پر اتمام حجت کریں، مگر اس کیلئے ضروری ہے کہ کسی شخص کو کوفہ روانہ کریں جو سب سے بچ کر جناب سلیمان ابن صرد خزاعی تک ہمارا خط پہنچا دے اور وہ اہل کوفہ کو ہماری تشریف آوری سے آگاہ کر کے جمع کریں تا کہ وہ ہماری نصرت کیلئے پہلے سے تیار ہو جائیں، اس وقت جناب عبداللہ بن یقطر سلام اللہ علیہ نے کھڑے ہو کر عرض کی کہ آقا اگر آپ یہ ڈیوٹی اپنے خانہ زاد غلام کو عطا فرمائیں تو میرے لئے یہ بہت بڑا اعزاز ہو گا

شہنشاہ معظم علیہ الصلوات والسلام نے اپنے بچپن کے ساتھی جناب عبداللہ ابن یقطر سلام اللہ علیہ کی طرف دیکھ کر فرمایا کہ کیا تم ہمیں چھوڑ کر کوفہ جانے کیلئے تیار ہو؟ جب امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام نے لفظ ''ہمیں چھوڑ کر'' استعمال فرمایا تو جناب عبداللہ بن یقطر سلام اللہ علیہ سمجھ گئے کہ کوئی راز ضرور ہے، جناب عبداللہ بن یقطر سلام اللہ علیہ نے سر جھکا کر عرض کی آقا آپ کی نصرت میں اگر غلام کی جان بھی قربان ہو جائے تو میرے لئے معراج عبدیت ہے

کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام کی آنکھوں میں آنسوؤں کی چمک دکھائی دی مگر ضبط کر کے فرمایا اپنی ضعیف والدہ سے اجازت مانگو، اگر وہ اجازت دیں تو تمہارا کوفہ جانا مناسب ہے، اسی وقت عبداللہ بن یقطر سلام اللہ علیہ اپنی والدہ کے پاس آئے اور عرض کی کہ کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام یوں فرماتے ہیں اب آپ بتائیں آپ کا کیا خیال ہے

یہاں کچھ لوگ کہتے ہیں کہ ان کی والدہ موجود نہیں تھیں مگر میں عرض کروں گا کہ یہ پاک کنیز موجود تھیں اور اس کی تفصیل کیلئے میرے وہ خطبات ملاحظہ فرمائیں کہ جو میں نے دس کنیزوں کے واقعات پر دیئے ہیں اور میں نے ان دس کنیزوں کا ذکر کیا ہے جو کربلا میں شہنشاہ کربلا علیہ الصلوات والسلام کے ساتھ تھیں ......(R_236)

میں عرض کر رہا تھا کہ ضعیف والدہ نے جب اپنے فرزند کی یہ بات سنی تو فرمایا میں نے شہنشاہ کربلا علیہ الصلوات والسلام کو اپنی گود میں کھلایا ہے اس لئے ان کے مزاج اقدس سے آشنا ہوں، اگر تمہارے واپس لوٹنے کا امکان ہوتا تو اجازت کیلئے میرے پاس تمہیں نہ بھیجتے، میں سمجھ گئی ہوں کہ انہوں نے ضعیف ماں سے اپنے اکلوتے بیٹے کی قربانی مانگی ہے

یہ تو آپ کو معلوم ہے کہ جناب عبداللہ بن یقطر سلام اللہ علیہ ظاہراً امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام کے ہم عصر تھے، جب یہ پاک ماں اپنے بیٹے کو رخصت کرنے آئی تو ان کی ماں نے بیٹے سے اپنے سفید سر پر ہاتھ رکھوا کر کہا کہ مجھ سے عہد کرو کہ جس طرح کے بھی دکھ آئیں اور جتنے مظالم کا سامنا تمہیں کرنا پڑے تم امام کائنات علیہ الصلوات والسلام کا کوئی راز افشا نہیں کرو گے اور ان سے وفا کرو گے، جناب عبداللہ نے اپنی ماں کے قدموں پر ہاتھ رکھا اور عرض کی کہ ماں آج میں تم سے اپنے شہنشاہ معظم امام زمانہ علیہ الصلوات والسلام کو گواہ بنا کر عہد کرتا ہوں کہ خواہ جو کچھ بھی ہو جائے میں ان کی وفاداری سے دست کش نہ ہوں گا، لیکن جب میں اپنے خون کا دریا عبور کر کے منزل شہادت پر پہنچوں تو مجھ پر یہ احسان کرنا کہ مجھے دودھ کا حق بخش دینا

تمام مومن مل کر دعا کریں کہ اس ضعیف ماں کی حسرتیں پوری ہوں، یہ اپنے بیٹے کو دوبارہ آباد دیکھیں، اور ان تمام وفادار غلاموں کا مقصد اعلیٰ پایہ تکمیل پر پہنچے کہ حکومت اِلٰہیہ یعنی آلِ محمد علیہم الصلوات والسلام کی ابدی حکومت کا قیام جلد از جلد ہو



﴿ آمین یارب العالمین ﴾



اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلىٰ مُحَمَّدٍ وَ آلِ مُحَمَّدٍ وَعَجِّل فَرَجَهُم بِقَائِمِهِمْ عَجَلَ اللّٰهُ فَرَجَهُ الشريف وَصَلَوَاتُ اللّٰهُ عَلَيهِ وَ عَلىٰ آلِهِ اَجمَعِين

یاھوالوہاب الخبیر العلیم
یا مولا کریم عجل اللہ فرجک وصلوات اللہ علیک

مجلس نمبر 34 چوتھی اور پانچویں منزل

﴿توز......فید﴾

24 ذوالحجہ بمطابق 23 ستمبر بدھ کی رات ہے، وادیء بطن الرمہ میں ایک کاروانِ تسلیم ورضا منزل سمیر سے منزل توز کی طرف مصروف سفر ہے، اس وقت یہ علاقہ قبیلہ بنی قیس کا شمار ہوتا تھا یعنی حاجز سے لے کر توز تک کا جو علاقہ تھا یہاں قبیلہ بنی قیس آباد تھا

سابقہ مجلس میں میں بیان کر چکا ہوں کہ یہ ایک طویل وادی تھی جس کے تینوں طرف پہاڑ تھا، حاجز کے پہاڑ سے اترنے کے بعد وادی شروع ہو جاتی تھی اور توز اگلے پہاڑی سلسلہ کے دامن میں تھا، یہ کاروانِ شہادت پچھلی رات کو منزل سمیر سے روانہ ہوا اور تقریباً 76 کلومیٹر سفر کرنے کے بعد نمازِ ظہر سے کافی پہلے منزل توز پر پہنچا، اس دوران کوئی قابل ذکر واقعہ کم از کم میری نگاہ سے نہیں گزرا

﴿پانچویں منزل فید﴾

25 ذوالحجہ 24 ستمبر جمعرات کے دن منزلِ توز سے مولا کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام کا کاروانِ شہادت منزل فید کی طرف روانہ ہوا، توز سے فید کا فاصلہ 93 کلومیٹر ہے اس کے بارے میں قدیم لوگوں کا خیال تھا کہ یہ مکہ اور کوفہ کے عین درمیان ہے

یہ معلوم نہیں کہ منازل کے لحاظ سے وہ اسے درمیانہ منزل کہتے تھے یا سفر کے لحاظ سے، مگر آج ہمیں معلوم ہے کہ یہ بالکل درمیان میں نہیں کیونکہ یہ علاقہ بنی قیس قبیلہ کا تھا اور حاجز، سمیر، توز اور فید یہ منازلِ بنی قیس یا دیارِ بنی قیس کی منازل شمار ہوتی تھیں اور فیدان کی آخری منزل تھی

فید کے کئی معنی موجود ہیں، یعنی زعفران کے پھل کو بھی فید کہتے ہیں، گھوڑے کی گردن کے بالوں کو بھی فید کہتے ہیں، اور اس لفظ کو اگر فائدہ سے مشتق سمجھیں تو ہر اس چیز کو فید کہا جا سکتا ہے جس سے کوئی فائدہ حاصل ہو، اس شہر فید کی ایک وجہ تسمیہ یہ بھی لکھی گئی ہے کہ یہاں سب سے پہلے فید بن حازم نے آکر قیام کیا تھا، اس کے بعد دو اور قبیلے بھی یہاں آباد ہو گئے تھے جن کی تعداد ہمیشہ تین برابر حصوں کے مطابق رہتی تھی یعنی ایک حصہ آل ابی سلامہ کا ہوتا تھا، دوسرا حصہ آل عمر بین کا ہوتا تھا اور تیسرا حصہ بنی نبہان و طائی قبیلہ کا ہوتا تھا، فید کے علاقہ کے ساتھ جو جبل شمار کے سلسلے کی پہاڑیاں آتی ہیں انہیں جبالِ سلمٰی واُجا کہا جاتا تھا، جن کے بارے میں جناب طرماح بن عدی سلام اللہ علیہ نے مشورہ دیا تھا کہ وہاں جا کر قیام کرنا چاہیے

فید کا شہر جبل شمار کے سلسلہ کے بالکل مشرقی کنارے پر واقع ہے، فید ایک اہم منزل شمار ہوتی تھی، یہاں کے لوگ امین مشہور تھے، اس لئے جو حاجی دور دراز علاقوں سے آتے وہ اپنی ضرورت سے زیادہ سامان یہاں کے لوگوں کو امانت کے طور پر دیتے تھے اور حج سے واپسی کے بعد ان سے اپنا سامان واپس لے لیتے اور ان کو سامان کی حفاظت کی اُجرت ادا کرتے تھے، یہاں کے لوگوں کا ذریعہ معاش گھاس وغیرہ جمع کر کے اسے مسافروں کے ہاتھ فروخت کرنا تھا

عبداللہ بن شرح بن سلیم کوفی روایت کرتا ہے کہ میں اور میرا ایک مذری ساتھی مکہ حج کی نیت سے آئے، یہاں آکر ہم نے امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام کو تلاش کرنے کی کوشش کی، ہم چاہتے تھے کہ ہم ان کی زیارت کریں مگر وہ ہمیں نہیں ملے، اس دوران ہمیں عبداللہ بن زبیر مل گیا، ہم نے اس سے پوچھا کہ امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام کہاں ہیں؟ اس نے بتایا کہ وہ تو مکہ چھوڑ کر مدینہ سے کوفہ کی طرف روانہ ہو چکے ہیں، یہ سن کر ہم نے فوراً تیاری کر لی اور ان کے پیچھے بڑی تیزی سے سفر شروع کر دیا، ہماری خواہش تھی کہ جلد از جلد ہم امام وقت علیہ الصلوات والسلام تک پہنچ جائیں، ہم نے بڑی کوشش کی مگر ہم زرود (خزیمیہ) بروایت دیگر فید پر امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام کے پاک کارواں تک پہنچے، یہاں سے ہم کوفہ تک ان کے ساتھ رہے

یہ روایت کرتے ہیں کہ ہم منزل فید سے ابھی کچھ دور تھے اور کاروانِ امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام تک ابھی نہیں پہنچے تھے کہ ہم نے ایک ناقہ سوار کو مدینہ کی طرف جاتے ہوئے دیکھا، ہم نے اسے روک کر پوچھا کہ تمہارا نام کیا ہے اور کہاں سے آرہے ہو؟ اس نے بتایا کہ میرا نام بکیر اسدی ہے اور میں کوفہ سے آرہا ہوں، ہم نے سوال کیا کہ کوفہ کا کوئی حال؟......اس نے کہا کہ میں اس وقت تک کوفہ سے باہر نہیں نکلا جب تک میں نے اپنی آنکھوں سے جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام کی لاش اطہر کی بے حرمتی ہوتی ہوئی نہیں دیکھی، میں جناب ہانی سلام اللہ علیہ کی لاش کو بازار میں اپنی آنکھوں سے دیکھ کر آیا ہوں، ہم نے اس سے پوچھا کیا تم نے یہ خبر امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام کو دی ہے؟ اس نے کہا وہ مجھے فید کے مقام پر ملے ہیں

یہاں ایک عرض کرتا چلوں کہ عام طور پر کئی روایات کو ایک سمجھ کے جب بحث کی

جاتی ہے تو پھر اختلافات پیدا ہوتے ہیں، کیونکہ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام کو جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام کی شہادت کی خبر مغیثۃ الماوان پر ملی، کچھ کا کہنا ہے کہ ان کو یہ خبر فید کے مقام پر ملی، کچھ بتاتے ہیں کہ ان کو یہ خبر خزیمیہ کے مقام پر ملی، حقیقت یہ ہے کہ یہ تمام روایات درست ہیں کیونکہ اس وقت کوفہ سے مسلسل لوگ مدینہ اور مکہ کی طرف آجا رہے تھے اور ہر شخص یہ اہم خبر آ کر بارگاہ میں عرض کرتا مگر پہلی بار یہ خبر الماوان کے مقام پر ملی، پھر اس کے بعد کوفہ سے آنے والے لوگ تازہ بہ تازہ حالات عرض کرتے رہے، اور جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام کی شہادت کے متعلق کچھ نئی تفصیلات ہر موقعہ پر سامنے آتی رہیں

ابن سلیم کہتا ہے کہ ہم نے بکیر اسدی سے پوچھا کہ کیا تم نے یہ خبر شہنشاہ کربلا علیہ الصلوات والسلام کو سنائی؟ اس نے جواب دیا کہ کاش میں یہ خبر نہ سناتا، جب میں نے یہ خبر امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام کو دی تو انہوں نے فرمایا

☆انا للہ وانا الیہ راجعون

پھر ایک کنیز نے یہ تمام حالات خیام میں جا کر عرض کئے، پھر کیا تھا، میں نے خیام کے اندر مستورات صلواۃ اللہ علیہن میں ایسا کہرام سنا کہ میرا جگر پھٹ رہا تھا......(R_237)

اس وقت اصحاب نے عرض کی کہ آقا آپ نے جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام کو کوفہ بھیج کر کوفیوں پر حجت تمام کی ہے لیکن انہوں نے بدعہدی کرتے ہوئے ان کا ساتھ نہیں دیا، اور اب تمام کوفہ آپ کا مخالف ہو چکا ہے اس لئے اب کوفہ جانے کی ضرورت نہیں، بلکہ کوفہ جانا خطرہ سے خالی نہیں ہے، شہنشاہ معظم علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا کہ ہم نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ کیا ہوا عہد ضرور پورا کرنا ہے

خواب یا حقیقت

جس وقت یہ قافلہ فید کے مقام پر پہنچا اس وقت شدید گرمی تھی ، جب امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام کا پاک کارواں اس منزل پر قیام پذیر ہوا تو اصحاب نے فوراً امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام کا خیمہ لگایا پھر دوسرے لوگوں کے خیام لگائے گئے ، ابھی نماز ظہر میں کافی وقت باقی تھا اس لئے امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام حرم سرا میں تشریف لے گئے اور یہاں کچھ دیر آرام فرمایا ، ان کے ساتھ ان کی چھوٹی دختر پاک معصومہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا بھی آ کر سو گئیں ، آپ بیدار ہوئے تو اپنے پہلو میں معصومہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا کو آرام فرماتے دیکھا ، معصوم بیٹی صلواۃ اللہ علیہا کے رخ انور پر نگاہ فرمائی تو آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے ، چند آنسو معصومہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا کے رخساروں پر گئے تو ان کی آنکھ کھل گئی ، انہوں نے جب اپنے پاک بابا کو روتے دیکھا تو پوچھا کہ

☆ما یبکیك یا ابة

بابا جان آپ کیوں رو رہے ہیں؟ امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام نے بیٹیؐ کے رخساروں پر بوسہ ثبت فرما کر فرمایا میری پیاری بیٹی ابھی پاک نانا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لے آئے تھے اور انہوں نے فرمایا ہے کہ

☆ انتم تسرعون والمنایا تسرع بکم الی الشهادة (الجنة) ......(R_238)

آپ بڑی تیزی کے ساتھ کوفہ کی طرف مصروفِ سفر ہیں اور رضائے اِلٰہی آپ کو منزل شہادت کی طرف بڑی تیزی کے ساتھ پہنچا رہی ہے

اس وقت معصومہ شہزادی صلواۃ اللہ علیہا نے پاک باباؑ کے گلے میں بانہیں ڈال دیں اور رو

رو کر عرض کی باباؑ جان آپ اتنا سفر کر کے ہمیں یتیم کرنے جا رہے ہیں؟
معصومہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا کے گریہ کی آواز سن کر شہزادہ علی اکبر علیہ الصلوات والسلام تشریف لے آئے، انہوں نے دیکھا کہ معصومہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا پاک باباؑ کے رخسار چوم کر رونے میں مصروف ہیں، شہزادہ علی اکبر علیہ الصلوات والسلام نے رونے کی وجہ پوچھی تو شہنشاہِ کربلا علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا بیٹاؑ ابھی پاک نانا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہم بہت تیزی سے اپنے مقامِ شہادت کی طرف پہنچ رہے ہیں
یہاں پاک شہزادے علیہ الصلوات والسلام نے اپنے پاک باباؑ سے سوال کیا کہ باباؑ جان کیا ہمارے حق پر ہونے میں کوئی شک ہے؟ امام کائنات علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا کہ میرے لعلؑ ہم جس طرف جائیں حق اسی طرف مڑ جاتا ہے، ہمیں حق کی طرف نہیں جانا پڑتا، حق کی یہ مجبوری ہے کہ اسے ہماری طرف آنا پڑتا ہے، اس وقت پاک شہزادے علیہ الصلوات والسلام نے مسکرا کر فرمایا باباؑ جان پھر ہمیں کوئی خوف نہیں ہم موت کی طرف جائیں یا موت ہماری طرف آئے ......(R_239)
پاک باباؑ اور پاک بھائی کے درمیان ہونے والی گفتگو معصومہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا نے سنی تو آہستہ سے فرمایا کہ باباؑ جان مجھے آپ کی باتوں کی سمجھ نہیں آئی، آپ مجھے بھی تو بتائیں کہ اصل بات کیا ہے؟ امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام نے پاک شہزادی صلواۃ اللہ علیہا کی پیشانی پر بوسہ دے کر فرمایا بیٹا ابھی تم کمسن ہو اس لئے یہ باتیں آپ کی سمجھ میں نہیں آ رہی ہیں چند دن انتظار کرو، جب ہم کربلا میں پہنچیں گے تو ہر بات سامنے آ جائے گی، ویسے ہم آپ کو آگاہ کر دیں کہ ہم جس منزل کی طرف جا رہے ہیں وہ شہادت کی منزل ہے، تمہارے سر سے اپنے بابا کا سایہ ڈھل جائے گا، تمہارے پاک بھائی

بھی راہِ حبیب میں اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کریں گے

معصومہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا نے حیران ہوکر پوچھا باباؑ جان آپ یہ کیسی باتیں فرما رہے ہیں آگے کربلا میں کیا ہوگا؟ مجھے کھل کر آگاہ فرمائیں، امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا بیٹی کربلا کا مطلب کرب اور بلا ہے جہاں آلام و مصائب ہمیں گھیر لیں گے، اور مصائب کا یہ طوفان تمہاری خوشیاں بھی لوٹ لے گا، ایک ہی روز میں آپ کا یہ ہنستا مسکراتا ہوا گلستان خزاں کی زد میں آکر اجڑ جائے گا، اس باغِ نبوت کا ہر گل برگ برگ ہوکر کربلا کی خاک میں مل جائے گا، بیٹی یاد رکھو اس گلشن کی منہ بند مہکتی کلیاں بے ردا ہوکر کوفہ و شام تک خزاں کے طوفانی تھپیڑوں کا سامنا کریں گی، ان میں سے اکثر کلیاں خزاں کے مظالم کی تاب نہ لاتے ہوئے مرجھا مرجھا کر زمین بوس ہو جائیں گی، فقط چند خزاں رسیدہ کلیاں ہی واپس آسکیں گی مگر ان کی حالت بھی اتنی خستہ ہوگی کہ شاید اس وقت انہیں اپنے قریبی عزیز بھی نہیں پہچان سکیں گے

تمام مومن مل کر دعا کریں کہ اب اس پاک معصومہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا کو پاک باباؑ کا سایہ دوبارہ نصیب ہو، یہ پاک بی بی اپنے بھائیوں کو دوبارہ اپنے گھر اطہر میں آباد دیکھیں، گلشن رسالت میں ابدی اور دائمی بہار آئے، خزاں گزیدہ کلیوں کو اذنِ نمو ملے، ہر گل بادِ مسرت کے جھونکوں میں دوبارہ مسکرائے



آمین یارب العالمین



اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ وَّ آلِ مُحَمَّدٍ وَعَجِّل فَرَجَھُم بِقَائِمِھِمؑ عَجَلَ اللّٰہُ فَرَجَہُ الشریف
وَصَلَوَاتُ اللّٰہِ عَلَیہِ وَ عَلیٰ آلِہٖ اَجمَعِین

یاھوالوہاب الخبیر العلیم
یا مولا کریم عجل اللہ فرجک وصلوات اللہ علیک

مجلس نمبر 35 چھٹی منزل

اجفر

(واقعات جناب عبداللہ ابن عمیر کلبی سلام اللہ علیہ)

26 ذوالحجہ 25 ستمبر 680 عیسوی جمعہ کا دن ہے، صبح کا وقت ہے، فید سے 20 کلو میٹر شمال مغرب کی جانب راستہ کے موڑ کے سامنے مگر راستہ سے تھوڑی دور ہٹ کر زرد رنگ کے خیام لگے ہوئے ہیں، ان خیام میں سے ایک خیمہ ہے جس کے اندر کچھ لوگ بیٹھے ہیں، ان لوگوں کے درمیان ایک پختہ عمر کا جوان بیٹھا ہے جو اپنے احباب سے کہہ رہا ہے کہ

''اس دنیا میں انسان کا کسی نہ کسی چیز پر بھروسہ کرنا بہت ضروری ہوتا ہے، اور اگر کسی چیز پر کامل بھروسہ کیا جائے تو وہ بھی اللہ جل جلالہٗ پر بھروسہ کرنے کے مترادف ہوتا ہے کیونکہ ہر چیز اس کی تخلیق ہے اور کسی چیز پر حقیقی بھروسہ کا نام ہی توکل علیٰ اللہ ہے میں نے اپنی زندگی میں ہمیشہ اپنی تلوار پر بھروسہ کیا ہے اور میں ہمیشہ تمہیں کہتا رہا ہوں کہ میں نے دنیا حاصل کی ہے تو وہ اسی تلوار کی نوک سے حاصل کی ہے، اور اگر میں جنت لوں گا تو بھی اسی تلوار کی نوک سے لوں گا، اور یہ میرا کامل اعتماد و عہد ہے''

سامنے بیٹھے ہوئے لوگ اس کی اس بات پر مسکراتے ضرور ہیں مگر کسی میں اتنی جرأت

نہیں کہ اس کی بات کی تردید کر سکے کیونکہ یہ ان کا بڑا جابر سردار ہے
اس وقت ایک شخص نے ڈرتے ہوئے کہا عبداللہ ہم لوگوں نے قزاقی کا جو پیشہ اپنایا ہے اس میں نجات کی کوئی گنجائش ہی نہیں، اس پیشہ میں ہم تلواروں سے دنیا تو لوٹ سکتے ہیں مگر یاد رکھو کہ آخرت اور جنت کوئی لوٹ کا مال تو ہے نہیں جو ہم تلوار کے ذریعے لوٹ لیں گے، آپ کی بات میں وزن نہیں ہے
عبداللہ ایک بہت بڑا قہقہہ لگا کر کہتا ہے کہ بے وقوف! مجھے اپنے مالک پر اور اپنی تلوار پر کامل بھروسہ ہے، میں تم سے وعدہ کرتا ہوں کہ میں اسی تلوار کی نوک سے اللہ سے جنت لوٹ لوں گا اور تم دیکھ کر حیران ہو گے
اچانک اس کے ساتھیوں میں سے ایک آدمی نے آکر اطلاع دی کہ فید کی طرف سے کوئی قافلہ آ رہا ہے اور یہ قافلہ کوئی عام قافلہ محسوس نہیں ہوتا بلکہ اس کے ساتھ ایک لشکر بھی ہے جس کی تعداد کم و بیش 8 ہزار سے بھی زیادہ ہے اور اس قافلہ میں پردہ داروں کے محمل بھی ہیں
اے عبداللہ اس قافلہ کو ہم نہیں لوٹ سکیں گے کیونکہ ہم محدود تعداد میں ہیں جبکہ ان کی تعداد بہت زیادہ ہے، عبداللہ نے کہا کہ تمہاری بات درست ہے مگر ہمیں معلوم ہونا چاہیے کہ یہ قافلہ کس کا ہے؟
اس نے اپنے ایک گھوڑا سوار ساتھی کو روانہ کیا کہ وہ جا کر یہ معلوم کرے کہ یہ قافلہ کس کا ہے، کہاں سے آ رہا ہے، کہاں جا رہا ہے، کیا یہ اجفر کی طرف مڑتا ہے یا سیدھا مغرب کی طرف جاتا ہے

﴿اجفر﴾

اس سے پہلے کہ میں یہ واقعہ بیان کروں مناسب یہ ہے کہ اجفر کے مقام کی تھوڑی سی جغرافیائی تفصیل عرض کرتا چلوں

اجفر کا شہر فید سے شمال مغرب کی طرف ہے، اگر فید سے سفر شروع کیا جائے تو یہاں سے شمال مغرب کی طرف سفر کرنا پڑتا ہے، 20 کلومیٹر فید سے آگے جاکر واپس مشرق کی طرف مڑنا پڑتا ہے، 60 کلومیٹر سیدھا مشرق کی طرف سفر کر کے پھر 19 کلومیٹر شمال کی طرف یہ اجفر کا شہر آتا ہے، فید سے اس کا فاصلہ تقریباً 99 کلومیٹر ہے یہ اجفر کا شہر آج بھی موجود ہے، یہ مقام حاجیوں کی ایک منزل ہے، یہاں پانی کا مشہور کنواں تھا جس کیلئے عربوں کے دو قبائل بنی یربوع اور بنی جذیمة کا تنازعہ ہوا تھا جس میں کافی لوگ مارے گئے تھے کیونکہ یہاں اس کنویں کے علاوہ جتنے کنویں کھودنے کی کوشش کی گئی وہ ناکام ہوئی تھی

حقیقت یہ ہے کہ یہاں پانی بہت نایاب تھا، حاجیوں کی سہولت کیلئے معتصم باللہ عباسی ملعون نے یہاں ایک کنواں کھدوانے کی کوشش کی تھی، مگر تین سو ذرع یعنی 460 فٹ گہرائی تک جانے کے باوجود پانی نہیں ملا تھا، پھر متوکل عباسی ملعون نے اس کنویں کو مزید گہرا کیا تو نیچے سے ایک پتھر برآمد ہوا تھا، جب اس پتھر کو توڑا گیا تو نیچے سے سرد ہوا نکلی تھی جس کی وجہ سے کنواں کھودنے والے تمام لوگ مر گئے تھے، وہ ایک زہریلی گیس تھی

جب اس واقعہ کا کسی آدمی نے جناب ابوالحسن امام علی النقی علیہ الصلوات والسلام کے سامنے

ذکر کیا تو انہوں نے فرمایا قرآن کریم میں آیت موجود ہے کہ

☆و الی عاد اخاهم هود یا قوم اعبدوا الله مالکم من اله غیره ان انتم مفترون

یعنی قوم عاد کی طرف جناب ہود سلام اللہ علیہ کو مبعوث فرمایا گیا تھا، انہوں نے اس مقام پر آباد قوم کو تبلیغ فرمائی اور یہ چار منازل جو اجفر سے شقوق تک کی ہیں یہ قوم عاد کے علاقے تھے

یہاں کھجوروں کے باغات تھے، بڑی اچھی زراعت ہوتی تھی، جب اس قوم نے جناب ہود سلام اللہ علیہ کی تکذیب کی تو اس قوم پر 7 سال تک قحط کو مسلط کیا گیا مگر وہ قوم نہ سدھری تو ان پر بادِ صرصر کا عذاب آیا تھا، امام علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا کہ یہ ریح بارد وہی ہوا تھی جس سے کنواں کھودنے والے ہلاک ہوگئے ......(R_240)

ابو خالد کابلی سے ایک روایت یہ بھی ہے کہ ہمیں ہمارے شہنشاہ امام زین العابدین علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا تھا کہ

☆یقتل القائم عجل اللہ فرجہ الشریف من اهل المدینة حتیٰ ینتهی الی الاجفر

ہمارا منتقم عجل اللہ فرجہ الشریف جب اہل مدینہ سے جد اطہر کا انتقام لے گا تو اس انتقام کا دائرہ اجفر تک وسیع ہوگا یعنی اہل اجفر بھی تلوار کی زد میں آئیں گے ......(R_241)

یہ اجفر کا شہر مدینہ طیبہ سے چھٹی منزل ہے، یہاں امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام نے 26 ذوالحجہ بمطابق 25 ستمبر جمعہ کے دن آ کر قیام فرمایا

فید اور اجفر کے راستہ میں یہ واقعہ پیش آیا تھا جو میں بیان کر رہا تھا، یہاں یہ بھی وضاحت کرتا چلوں کہ یہ واقعہ مؤرخین اور سوانح نگاروں کے مابین بہت متنازعہ ہے میں نے اس واقعہ کی حقیقت تک رسائی پانے کیلئے کتب پر مبنی جو کمپیوٹر سافٹ ویر

موجود تھا اس میں 6000 سے زیادہ حوالہ جات دیکھے ہیں
اس کے باوجود میں بھی کوئی حتمی فیصلہ دینے کی پوزیشن میں نہیں ہوں، اس لئے اپنے سامعین و قارئین سے معذرت چاہوں گا، میں نے کافی علماء کرام سے بھی استفادہ حاصل کرنے کی کوشش کی ہے مگر وہ بھی یہی کچھ بیان کرتے ہیں جو میں عرض کر رہا ہوں

میں عرض کر رہا تھا کہ عبداللہ ابن عمیر کلبی نے ایک آدمی روانہ کیا کہ وہ جائزہ لے کہ یہ قافلہ کس طرف جاتا ہے، جب یہ آدمی قریب پہنچا تو اس نے دیکھا کہ اس لشکر میں سے ایک نقاب پوش جوان نے اپنے گھوڑے کا رخ ان خیام کی طرف موڑ لیا ہے یعنی قافلہ تو مشرق کی طرف مڑ گیا مگر اس جوان نے مغرب کی طرف اپنا گھوڑا موڑ لیا اور ان زرد رنگ کے خیام کی طرف روانہ ہو گیا

حقیقت یہ ہے کہ جس وقت کاروانِ راہِ رضا اس موڑ پر پہنچا تو شہنشاہ کربلا علیہ الصلوات والسلام نے ان خیام کی طرف نگاہ فرمائی پھر دریافت فرمایا کہ یہ کن لوگوں کے خیام ہیں ایک غلام نے عرض کی یہ عبداللہ ابن عمیر کلبی کے خیام ہیں جو اپنے وقت کا بہت بڑا راہزن اور صحرائی قزاق ہے، یہ حاجیوں کے قافلوں کو بھی لوٹ لیتا ہے

اس وقت شہنشاہ کربلا علیہ الصلوات والسلام نے اپنے لخت جگر شبیہ پیغمبر شہزادہ علی اکبر علیہ الصلوات والسلام سے فرمایا کہ آپ جا کر عبداللہ ابن عمیر کلبی کو ہمارا پیغام دو کہ وہ ہماری نصرت کیلئے آجائے

جب شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام اس کے خیام کے قریب پہنچے تو عبداللہ ابن عمیر کلبی کا ایک غلام سامنے آیا، شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام نے اپنا تعارف کروایا اور فرمایا کہ ہم

نے عبداللہ ابن عمیر کلبی سے ملنا ہے

یہاں یہ بھی عرض کرتا چلوں کہ کربلا میں عبداللہ ابن عمیر کلبی نام کے دو جوان شہید ہوئے تھے، ایک کی کنیت ابو وہب تھی اور لوگ ان کو ابو وہب کے نام ہی سے جانتے تھے، وہ امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام کے بزرگ صحابی تھے

جن کا ایک مشہور واقعہ بھی ہے کہ انہوں نے جناب سلمان پاک فارسی کی زیارت نہیں کی تھی، ایک دن کسی شخص نے جناب سلمان پاک کا ذکر کیا تو انہوں نے فرمایا کہ ہم اس مرتبہ جب مدینہ طیبہ جائیں گے تو انہیں ضرور ملیں گے، جب یہ انہیں ملنے گئے تو جناب سلمان پاک نے دور سے دیکھ کر فرمایا او ابن عمیر آپ کہاں رہ گئے تھے؟ انہوں نے عرض کی کہ میں تو آپ کو پہلی بار دیکھ رہا ہوں آپ مجھے کیسے جانتے ہیں؟ تو جناب سلمان پاک نے فرمایا کہ آپ کو یاد نہیں مگر مجھے یاد ہے کہ روزِ الست جب امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام کی ولایت کا اقرار لیا گیا تھا تو آپ نے میری بائیں جانب کھڑے ہو کر اقرار کیا تھا، کیا اب بھول گئے ہیں؟ یہ وہ صحابی ہیں

ان کی وجہ سے عبداللہ بن عمیر کلبی کے بارے میں بعض لوگوں کو غلط فہمی ہوئی اور انہوں نے کہا کہ اس کا ڈاکو یا رہزن ہونا اس لئے ممکن نہیں ہے کہ یہ امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام کے صحابی تھے، مگر حقیقت یہ ہے کہ یہ عبداللہ بن عمیر ڈاکو نہیں بلکہ دوسری شخصیت ہیں، ان کا گھر بئر الجعدہ قادستہ الکوفہ میں تھا اور ان کی بیوی کا تعلق نمیری قبیلہ سے تھا

کربلا میں عبداللہ بن عمیر نام کے کئی مخالف لوگ بھی تھے جنہوں نے ظلم میں شرکت کی اس لئے کچھ لوگوں نے یہ لکھا ہے کہ عبداللہ ابن عمیر تو دشمن اور مخالف تھا

دوستو! اگر روایات کو دیکھا جائے تو ایک روایت کئی کئی منازل پر لکھی ہوئی ہے، ایک ہی آدمی کئی افراد کے ساتھ مخلوط نظر آتا ہے، آپ جب میری کتاب پڑھ رہے ہوں گے تو آپ کو بھی کئی روایات ایسی نظر آئیں گی جو آپ نے سنی کسی اور منزل کے حوالہ سے ہوں گی اور یہاں کسی اور منزل کے ضمن میں بیان ہوئی ہوں گی، یہ سب کتابوں کا چکر ہے جس سے انسان بڑی شکل سے نکلتا ہے اور وہ بھی پوری طرح سے نہیں نکل سکتا

جس وقت شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام عبداللہ بن عمیر کلبی کے خیمہ کے دروازہ پر تشریف لے آئے تو وہ فوراً اپنے خیمہ سے باہر آیا اور عرض کی کہ اندر تشریف لے آئیں

شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا کہ ہمارا قافلہ مصروف سفر ہے اس لئے یہاں رکنے کا ہمارے پاس وقت نہیں ہے، ہم اپنے پاک بابا علیہ الصلوات والسلام کا ایک پیغام لے کر آئے ہیں وہ آپ سن لیں پھر ہمیں اجازت دیں کیونکہ ہم پاک پردہ داروں کے محملوں سے زیادہ وقت دور نہیں رہ سکتے

اس وقت عبداللہ ابن عمیر کلبی نے حیرت اور تعجب سے کہا کہ آقا! کیا آپ کے پردہ دار بھی ساتھ ہیں؟ وہ تو پردۂ تطہیر کے مالک و وارث ہیں؟ وہ آپ کے ساتھ؟

شہزادہ پاک علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا کہ ہاں ہمارے سب پردہ دارانِ توحید و رسالت صلواۃ اللہ علیہن ہمارے ساتھ ہیں، عبداللہ ابن عمیر کلبی نے فوراً دوسرا سوال کیا کہ کیا کردگارِ وفا جناب عباسؑ علیہ الصلوات والسلام مدینہ میں موجود نہیں تھے؟ شہزادہ علی اکبرؑ پاک علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا کہ وہ بھی ہمارے ساتھ ہیں، اس نے سر جھکا کر کہا کیا ان کی غیرت نے پاک بہنوں صلواۃ اللہ علیہن کا باہر آنا گوارا کر لیا ہے؟

اس کے بعد پاک شہزادے نے اپنے پاک باباعلیہ الصلوات والسلام کا پیغام سنایا مگر یہ سر جھکا کر روتا رہا، شہزادہ علی اکبرعلیہ الصلوات والسلام امام زمانہ کا پیغام سنا کر روانہ ہوئے تو عبداللہ ابن عمیر کلبی فوراً اپنے خیمہ میں آیا، اس کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے، اس کی بیوی نے اپنے شوہر کو اس حالت میں دیکھا تو فوراً قریب آکر پوچھا خیریت تو ہے کہ آپ مرد ہوکر عورتوں کی طرح رو رہے ہیں، آخر وجہ کیا ہے؟

عبداللہ بن عمیر نے کہا کہ میں حیران ہوں کہ قیامت کیوں نہیں آ گئی، آسمان ٹوٹ کر زمین پر کیوں نہیں گر پڑا، یہ زمین غرق کیوں نہیں ہوگئی، بیوی نے گھبرا کر کہا کہ آپ مجھے بھی تو کچھ بتائیں کہ آخر ہوا کیا ہے؟ عبداللہ بن عمیر نے کہا کہ اس سے زیادہ ظلم کی انتہا اور کیا ہوگی کہ جو معظّمہ بی بی تطہیر کی پردہ دار ہیں جن کو مستورات سے پردہ ہے وہ گرمی کی اس انتہا میں صحراؤں کا سفر کرتے ہوئے عراق جا رہی ہیں

اس کی بیوی نے کہا آپ خود جا کر شہنشاہ کربلاعلیہ الصلوات والسلام سے عرض کریں کہ وہ پردہ داروں کو کوفہ نہ لے جائیں کیونکہ کوفیوں میں نہ وفا ہے، نہ غیرت ہے

عبداللہ ابن عمیر نے کہا کہ میں تو جاؤں گا ہی مگر تم بھی میرے ساتھ چلو، تم معظّمہ شہزادی صلواۃ اللہ علیہا کے قدموں پر اپنا سر رکھ کر عرض کرنا کہ وہ عراق نہ جائیں

اس کی بیوی نے جواب دیا کہ میں ضرور آپ کے ساتھ چلوں گی، اب مناسب یہ ہے کہ ہم جلدی چلیں کیونکہ قافلہ مصروف سفر ہے کہیں دور نہ نکل جائے، یہ دونوں فوراً تیار ہوئے، عبداللہ ابن عمیر کلبی نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ اپنے خیمے اکھاڑو اور ہمارے پیچھے آؤ

تمام ساتھی خیام اکھاڑنے میں مصروف ہوگئے، یہ اپنے گھوڑوں پر سوار ہوکر قافلہ

پاک کے پیچھے روانہ ہوگئے مگر یہ تمام راستہ میں محملوں کے قریب نہیں گئے بلکہ انہوں نے اپنے گھوڑے حفاظتی دستوں کے ساتھ رکھے

جب قافلہ پاک اجفر کے مقام پر خیمہ زن ہوا تو اس وقت عبداللہ ابن عمیر کلبی نے شہنشاہ کربلا علیہ الصلوات والسلام کی بارگاہِ تقدس مآب میں پیغام بھجوایا کہ وہ رات کو بارگاہ میں حاضری دے گا

جب رات ہوئی تو یہ اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ شہنشاہ کربلا علیہ الصلوات والسلام کی زیارت کیلئے حاضر ہوا، شہنشاہ کربلا علیہ الصلوات والسلام کے خیمہ اطہر کے باہر تمام اصحاب جمع تھے اور کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام مسند پر جلوہ افروز تھے، ان کے دائیں بائیں پاک خاندانِ تطہیر کے افراد تشریف فرما تھے اور سامنے لاتعداد اصحاب جمع تھے

جناب عبداللہ ابن عمیر کلبی نے اِذنِ باریابی طلب کیا، اذن ملا، یہ اصحاب کے مجمع کے سامنے جا کر کھڑے ہوگئے، سب کی نگاہیں ان کی طرف اٹھیں، انہوں نے یہاں عجیب رنگ کا سلام پیش کیا، ان کی آنکھوں سے آنسوؤں کی برسات تھی، روتے ہوئے کہا کہ

''سوائے شہنشاہِ وفا مولا عباس علیہ الصلوات والسلام کے میرا تمام سرداروں کو سلام ہو

اس فقرے کی چوٹ جنابِ عباس علیہ الصلوات والسلام کے دل پر لگی، فوراً تڑپ کر اٹھے، ان کے قریب آئے، سر جھکا کر فرمایا عبداللہ ابن عمیر بھائی تم مجھ سے کیوں ناراض ہو؟

عبداللہ ابن عمیر نے روتے ہوئے جواب دیا کہ کیا آپ نہیں دیکھ رہے کہ سامنے کس کے خیمے لگے ہوئے ہیں، کیا آپ بھی امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام سے نہیں کہہ سکتے تھے کہ کائنات کی مالک شہزادیوں صلواۃ اللہ علیہن کے قدم گھر سے باہر آنا مناسب نہیں ہیں

میں تو یہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ آپ کی زندگی میں معظّمہ، طاہرہ، صدیقہ الکبریٰ پاک بتول صلواۃ اللہ علیہا کی بیٹیوں صلواۃ اللہ علیہن کے قدم گھر سے باہر آئیں گے، اب بھی آپ مجھ سے پوچھ رہے ہیں کہ میں نے آپ کو سلام کیوں نہیں کیا؟

جناب سرکار عباس علیہ الصلوات والسلام کی آنکھوں سے بے ساختہ آنسو جاری ہو گئے، روتے ہوئے فرمایا کہ میں نے تو شہنشاہِ کربلا علیہ الصلوات والسلام کی روکر منتیں کی تھیں مگر میری کوئی بات مانی ہی نہیں گئی، میں نے جب بھی اس سلسلہ میں کچھ عرض کرنا چاہا تو مجھے یہی جواب ملا کہ ہمارا مقصد صرف اور صرف مظلومیت کے رنگ میں ہی تکمیل تک پہنچنا ہے اس لئے جو کچھ بھی ہوتا رہے تم نے صبر وضبط کرنا ہے اور خاموش رہنا ہے

عبداللہ ابن عمیر کلبی واپس اپنے خیام میں آیا، ساتھیوں نے پوچھا کہ اب آپ کا کیا پروگرام ہے؟

اس وقت جناب عبداللہ نے فخر سے سرشار لہجہ میں فرمایا کہ میں نے تم لوگوں سے کہا تھا کہ میں نے ہمیشہ دنیا بھی تلوار کی نوک کے ساتھ لوٹی ہے اور خداوند تعالیٰ سے جنت بھی تلوار کی نوک پر حاصل کروں گا، آج وہ موقعہ آ گیا ہے، اب تک آپ سب نے مجھے دنیا اور اہل دنیا کو لوٹتے دیکھا ہے، اب ذرا غور سے دیکھنا کہ میں کس طرح تلوار کی نوک سے جنت لوٹتا ہوں، مجھے کامل یقین ہے کہ ملکہ عالمین صلواۃ اللہ علیہا کی پاک شہزادیاں صلواۃ اللہ علیہا جنت عطا فرمانے کیلئے ہی تشریف لائی ہیں

اجفر سے لے کر کربلا تک پھر عبداللہ ابن عمیر کلبی امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام کی زیارت کیلئے حاضر نہیں ہوا بلکہ اس نے تمام سفر پاک محملوں کے احترام کی وجہ سے ایک میل پیچھے رہتے ہوئے طے کیا، اور یہ کہتے تھے کہ میں نہیں چاہتا کہ شہنشاہ وفا علیہ الصلوات والسلام

کی مرشدزادیوں صلواۃ اللہ علیہن کے محملوں پر نگاہ کرکے گنہگار ہوجاؤں

دس محرم کی شام تک ان کے خیام پاک پردہ دارانِ توحید ورسالت صلواۃ اللہ علیہن کے خیام سے کافی دور لگے رہے، شب عاشور جب امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام نے حکم دیا کہ تمام اصحاب اپنے اپنے خیام ہمارے خیام فلک احتشام کے چوگرد نزدیک لگادیں تو اس وقت عبداللہ ابن عمیر کلبی نے بھی اپنا خیمہ کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام کے خیام کے باہر آکر لگادیا، مگر خود اس خیمہ کے اندر نہیں آئے بلکہ خیام سے باہر پہرہ دینے والے دستے کے ساتھ مل کر پہرہ دینے میں مصروف رہے

دس محرم کا سورج اندوہناک انداز میں طلوع ہوا، صبح ہی صبح جنگ کے طبل بج اٹھے دونوں طرف سے جنگ کی تیاریاں ہونے لگیں، ایک طرف لاکھوں کی فوج صف آراء ہوئی، دوسری طرف ایک سو سے کچھ زیادہ افراد کی صف لگی، جن میں ضعیف بھی تھے، کمسن شہزادے بھی تھے

اس وقت جناب زہیر بن قین اور جناب عبداللہ ابن عمیر کلبی نے عرض کی کہ ان ملعونوں کی تعداد زیادہ ہے اس لئے ہمیں جنگ فردہ کو طول دینا چاہیے تاکہ ایک ایک کی جنگ زیادہ دیر تک چلے اسی میں ہمارا فائدہ ہے، اگر یہ تمام جنگ جنگِ فردہ میں بدل جائے تو واللہ ہم ان لاکھوں میں سے ایک کو بھی واپس گھر نہیں جانے دیں گے، ان کی لاشوں کو اٹھانے والا بھی کوئی نہ ہوگا

سب سے پہلے فردہ جنگ کا اعلان ہوا، اس وقت عبیداللہ ابن زیاد ملعون کے دو غلام لشکر سے باہر آئے، ایک کا نام سالم اور دوسرے کا نام یسار تھا، یہ اپنے وقت کے بڑے جنگجو مشہور تھے، یہ دونوں سیاہ فام قوی ہیکل غلام تھے

سب سے پہلے یسار ملعون میدان میں آیا اور اس نے آتے ہی کہا کہ کوئی ہے جو میرے مقابلہ میں آئے

اس وقت کئی جوانوں نے عرض کی کہ ہمیں اجازت عطا فرمائیں، امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام نے تمام جوانوں پر نگاہ فرمائی، جناب عبداللہ بن عمیر کلبی کی طرف دیکھ کر فرمایا کہ واللہ ان کی جبین پر اس ملعون کی موت ازل سے تحریر ہے

سب سے پہلے اجازت ملنے کی وجہ سے یہ بڑے خوش ہوئے انہوں نے اپنی تلوار نیام سے باہر نکالی، تلوار کو چوما اور کہا کہ کل تک ہم نے دنیا تیرے بھروسہ پر لوٹی تھی آج جنت پر ڈاکہ ڈالنے جا رہے ہیں ذرا ہمارا ساتھ دینا...... یہ چلتے ہوئے میدان میں آ کھڑے ہوئے، یسار ملعون نے پوچھا میرے مقابلے میں آنے والے کون ہو؟ انہوں نے فرمایا کہ تم جنگ کرنے آئے ہو یا نام ونسب پوچھنے آئے ہو؟ ملعون نے کہا میرے مقابلے میں جناب زہیر بن قین آتے یا جناب حبیب ابن مظاہر آتے

جب ملعون نے یہ بات کی تو جناب عبداللہ بن عمیر کلبی اس کے قریب گئے اور فرمایا او لونڈی کے بچے! جن کا تم نے نام لیا ہے وہ اشرافِ کوفہ میں سے ہیں، تمہاری ماں کا تو یہ بھی علم نہیں کہ وہ کتنے شہروں میں فروخت ہوتی رہی ہے، یہاں اپنا مقابل چننے کا تمہیں کس نے اختیار دیا ہے؟ یہ کہہ کر ایک ایسا بھرپور وار کیا کہ اس ملعون کا سر دو حصوں میں تقسیم ہو کر اس کے کاندھوں پر یوں گرا جیسے تربوز کاٹو تو کھوپرے خود بخود الٹ جاتے ہیں، ابھی یہ واپس آنے کا ارادہ کر رہے تھے کہ ابن زیاد ملعون کے دوسرے غلام سالم نے دور سے للکارا، جب وہ سامنے آیا تو انہوں نے فوراً وار کیا جو اس ملعونِ ازل کے کاندھے پر لگا اور اس کا بازو جدا ہو گیا

پھرانہوں نے دوسرے ہی وار میں اس ملعون کا سر جسم سے جدا کر دیا

اس کے بعد ابن سعد ملعون نے حکم دیا کہ تمام فوج مل کران پر حملہ کرے، تمام فوج نے مل کر حملہ کیا، انہوں نے فوج کے آتے ہوئے سمندر میں اپنا گھوڑا ڈال دیا یہ ایک تھے، اُدھر ہزاروں فوجی تھے، پھر بھی انہوں نے اپنی تلوار کے عجیب جوہر دکھائے

تاریخ بتاتی ہے کہ جس وقت یہ فوج کے سمندر میں غوطہ زن ہوئے اس وقت کسی نے ان کے گھوڑے پر وار کیا، ان کا گھوڑا گر پڑا، جس کی وجہ سے انہیں پیدل جنگ کرنا پڑی، ان کی زوجہ اپنے خیمہ کے دروازہ پر ان کی جنگ دیکھنے میں مصروف تھیں جب انہوں نے دیکھا کہ سرتاج پیدل جنگ کر رہا ہے تو ان کی زوجہ نے خیمہ کی ایک چوب اکھاڑی اور خود میدان کی طرف روانہ ہوئیں، میدان میں پہنچ کر انہوں نے اپنے سرتاج کی حوصلہ افزائی کرنا شروع کر دی فرمایا کہ

میرے ماں باپ آپ پر قربان جائیں، آج امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام کی ایسی نصرت کرو جو قیامت تک یاد رہے

اچانک ایک ملعون نے تلوار کا وار کیا جو ان کی تلوار کے قبضہ پر لگا جس سے ان کی انگلیاں شہید ہوگئیں، ان کا تلوار کو پکڑنا اب ناممکن تھا اس وقت ان کی زوجہ نے ان کی مدد کی اور اسی خیام کی چوب کے ساتھ حملہ کیا

مگر عین اسی وقت امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا کہ تم نے ہماری نصرت کا حق ادا کر دیا ہے اب تم جنگ نہ کرو، وہ حکم کی تعمیل کرتے ہوئے واپس آئی مگر دوبارہ جنگ میں شریک ہوگئی

پھر جناب عبداللہ ابن عمیر کلبی نے فرمایا تم جنگ نہ کرو واپس خیام کی طرف چلی جاؤ، اس نے عرض کی آپ خود تو امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام سے سرخرو ہو رہے ہیں کیا میں ملکہ عالمین صلواۃ اللہ علیہا سے سرخرو نہیں ہو سکتی

شہنشاہ کربلا علیہ الصلوات والسلام انہیں میدان سے باہر لے آئے اور فرمایا تم ہماری پاک ماں صلواۃ اللہ علیہا سے سرخرو ہو چکی ہو، تب یہ واپس لوٹ آئی

اسی اثنا میں ظالمین نے مزید ہجوم بڑھا دیا، جناب عبداللہ ابن عمیر شدید زخمی ہو گئے اور زمین کو زینت بخشی، اس وقت ان کی زوجہ نے ان کے ساتھی جناب عبدالرحمٰن کدری اور اس کے بھائی عبداللہ کدری سے کہا کہ اب تمہارے سردار کی جنگ ختم ہو گئی ہے، جلدی جا کر ان کو اٹھا لاؤ، یہ دونوں میدان میں آئے

جب یہ ان کے پاس پہنچے تو انہوں نے تلوار کو اپنے بائیں ہاتھ سے پکڑا ہوا تھا اور سینے سے لگایا ہوا تھا، یہ دونوں ان کے پاس جا کر بیٹھ گئے، ان کے سر کو گود میں ڈالا، انہوں نے اپنی آنکھیں کھول دیں اور آہستہ سے مسکرا کر کہا کہ

تمہیں کہتا تھا کہ ہم نے دنیا بھی تلوار کی نوک سے لی ہے اور جنت بھی تلوار کی نوک سے لیں گے، اب دیکھ لو اسی تلوار کی نوک سے کیسے جنت لی ہے

میرے سرہانے ابھی ابھی کل انبیاء کے سردار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف فرما تھے اور فرما رہے تھے جنت تمہاری مشتاق ہے جلدی آ جاؤ، پھر عبداللہ کدری سے فرمایا کہ میں تمہیں پیغام دینا چاہتا ہوں تم میرا یہ پیغام جناب عباسؑ علیہ الصلوات والسلام تک پہنچا دینا کہ کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام تو آج اللہ کی طرح بے نیاز بنے ہوئے ہیں، آپ کو وہ جتنا روکیں مگر غلام کی خواہش یہ ہے کہ تم تلوار ضرور اٹھانا اور ان ظالمین کو ایسا سبق سکھانا

کہ یہ پردۂ تطہیر کی جانب جسارت کی جرأت نہ کرسکیں، غلام نے تو اپنا فرض ادا کر دیا ہے اب پاک پردہ داروں کی حفاظت آپ کے ذمہ ہے، خدارا ایک مرتبہ جلال حیدری کی جھلک ان ملاعین کو ضرور دکھانا

جب ان کی روح نے اعلیٰ علیین کی طرف پرواز کی تو اس وقت ان کی زوجہ نے آ کر ان کا سر گود میں لیا اور عرض کی کہ اے سرتاج تم تو درجۂ شہادت پر فائز ہو چکے ہو مگر مجھے کیوں یہاں اکیلا چھوڑ کر جا رہے ہو، مجھے بھی اپنے ساتھ لے چلو

ابھی یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ شمر ملعون نے اپنے سیاہ فام غلام رستم کو حکم دیا کہ جاؤ اس مستور کا ہجر دور کر دو، وہ ملعون اس مستور کے قریب آیا، اس نے دیکھا کہ یہ سر جھکا کر رو رہی تھی اور اپنے سرتاج سے ہم کلام تھی، اس ملعون نے فوراً وار کیا

میں صرف اتنا کہہ سکتا ہوں کہ ان کا خون اپنے سرتاج کے خون کے ساتھ شامل ہو کر بہنے لگا......(R_242)

تمام مومنین مل کر دعا کریں کہ ان کی قربانیوں کا مقصد اعلیٰ یعنی حکومت آلِ محمد علیہم الصلوات والسلام کا قیام جلد ہو، ان سب کو اپنے صبر اور قربانیوں کا اجر ملے، شہنشاہ کربلا علیہ الصلوات والسلام کا گھر اطہر دوبارہ آباد ہو اور ان کے تمام ناصرین ان کی ابدی خوشیوں میں شامل ہوں



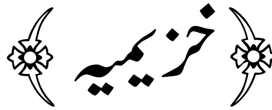
آمین یارب العالمین



اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ وَّ آلِ مُحَمَّدٍ وَعَجِّل فَرَجَھُم بِقَائِمِھِمؑ عَجَلَ اللّٰہُ فَرَجَہُ الشریف وَصَلَوَاتُ اللّٰہُ عَلَیہِ وَ عَلیٰ آلِہٖ اَجمَعِین

یاھوالوہاب الخبیر العلیم
یا مولا کریم عجل اللہ فرجک وصلوات اللہ علیک

مجلس نمبر 36 ساتویں منزل



خزیمیہ

(واقعات جناب زہیر ابن قین سلام اللہ علیہ)

26 ذوالحجہ 25 ستمبر جمعہ کے دن شہنشاہ کربلا علیہ الصلوات والسلام کا کاروانِ فردوس اجفر کے مقام پر قیام پذیر ہوا، یہاں سے اگلی رات دوبارہ سفر شروع ہوا اور سامنے جو شہر تھا وہ میاہ العرب کا تھا، اجفر سے میاہ کا فاصلہ 66 کلومیٹر تھا، مگر کارواں فردوس میاہ العرب کے مقام پر قیام پذیر نہیں ہوا بلکہ اگلی منزل خزیمیہ تھی جو میاہ سے 6 کلومیٹر کے فاصلہ پر تھی، یہاں یہ قافلہ پاک 27 ذوالحجہ 26 ستمبر ہفتہ کے دن پہنچا، مدینہ سے یہ شہنشاہ معظم علیہ الصلوات والسلام کی ساتویں منزل تھی



میاہ العرب

عربی زبان میں ماء (پانی) کی جمع میاہ ہے، میاہ کا لفظ ہمیشہ ابار یا ابیار کے مترادف استعمال ہوتا ہے، یعنی جہاں پانی کے کنویں ہوں یا پانی وافر مقدار میں موجود ہو اس جگہ کو میاہ کہتے ہیں اور یہ مقام میاہِ بنی عامر کے نام سے مشہور تھا، اسے میاہ العرب بھی کہا جاتا تھا، اس مقام کے گرد و پیش زیادہ تر خزیمہ ابن عامر کی اولاد آباد تھی اور کچھ دوسرے قبائل بھی آباد تھے، زمانہ جاہلیت میں خالد بن ولید کا چچا فاکہہ بن مغیرہ

بن شعبہ بن ربیع یہاں عبدالرحمٰن بن عوف بن عبدالعوف کے ہاتھوں مارا گیا تھا، جس کا بدلہ خالد بن ولید نے زمانہ رسالت میں اس وقت لیا جب اسے بنی خزیمہ بن عامر میں تبلیغ کیلیئے بھیجا گیا تھا، اس نے وہاں پہنچ کر جوانوں کو نہتا کر کے قتل کر دیا اور بہت سے بے گناہ لوگوں کو قتل کیا، ان واقعات کے فوراً بعد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے بیزاری کا اعلان فرمایا تھا، یہ ایک طویل واقعہ ہے، صرف اشارہ کرنا تھا

(R_243)

اس مقام پر ایک اہم واقعہ ہوا تھا جس کے بارے میں بتانا ضروری ہے کہ میاہ العرب کے مقام پر جو کنویں تھے ان میں سے ایک کنویں کا نام بئر الحواب تھا، یہ وہ کنواں ہے جس کے بارے میں تمام لوگوں کو معلوم ہے کہ جب ام المومنین جنگ جمل کی طرف مصروف سفر تھی تو اس کی ناقہ اسی کنویں کے پاس آ کر بیٹھ گئی اور اس کنویں کے ساتھ جو آبادی تھی وہاں کے کتے اسے بھونکتے رہے تھے، اس جگہ پر اس کا خیمہ بھی لگایا گیا تھا اور تمام رات کتے شور مچاتے رہے تھے

اس وقت ام المومنین کو حدیث یاد آئی جس میں فرمایا گیا تھا کہ ایک ام المومنین کو حواب کے کتے بھونکیں گے، ام المومنین نے تمام لوگوں کو بلایا اور پوچھا کہ یہ کون سا مقام ہے، تب مروان اور عبداللہ بن زبیر نے جھوٹا قرآن اٹھا کر یقین دلایا تھا کہ یہ حواب کا مقام نہیں ہے

میں عرض کر رہا تھا کہ یہاں بہت سے پانی کے کنویں تھے جن کے علیحدہ علیحدہ نام تھے، ان کنووں کے مجمع کو میاہ العرب کہا جاتا تھا

جب امام کائنات علیہ الصلوات والسلام یہاں سے گزرے تو یہاں قیام نہیں فرمایا بلکہ صرف

یہاں پہنچ کر انہوں نے اپنے اونٹوں اور گھوڑوں کو پانی پلایا کیونکہ شرعاً حکم ہے کہ گھوڑے کو ہر اس مقام پر پانی ضرور پلاؤ جہاں پانی سے گزر رہو چاہے ایک فرلانگ پہلے ہی اس نے پانی کیوں نہ پیا ہو کیونکہ گھوڑے کو پیاس بہت زیادہ لگتی ہے

جب امام کائنات علیہ الصلوات والسلام اس مقام پر اپنے لشکر کو پانی پلانے میں مصروف تھے اس وقت وہاں سے تھوڑی دور ایک کنویں پر عبداللہ بن مطیع عدوی اپنی مشک بھرنے میں مصروف تھا، جب اس کی نگاہ کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام کے لشکر پر پڑی تو اس نے اپنی مشک وہیں چھوڑ دی یہ فوراً لشکر کے قریب پہنچا اور پوچھا کہ یہ کس کا لشکر ہے؟

کسی نے بتایا کہ یہ کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام ہیں اور کوفہ تشریف لے جارہے ہیں، اس نے پوچھا کہ وہ کس مقام پر ہیں، اسے بتایا گیا تو وہ فوراً کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام کے قریب آیا اور آتے ہی رکاب بوسی کی پھر عرض کی

☆بابی انت وامی ما اقدمك

میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں آپ کس طرف تشریف لے جارہے ہیں؟

کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا کہ آل ابوسفیان نہ ہمیں گھر رہنے دیتی ہے نہ ہمیں کسی طرف جانے دیتی ہے، جو سلوک اس نے ہمارے پاک بھائی امام حسن مجتبیٰ علیہ الصلوات والسلام کے ساتھ کیا ہے وہی سلوک ہمارے ساتھ کرنا چاہتی ہے

عبداللہ بن مطیع نے عرض کی آقا مناسب تو یہ تھا کہ آپ اپنے حرم توحید میں قیام پذیر رہتے اور لوگ خود آپ کے پاس چل کر آتے اور آپ ان کی ہدایت فرماتے اور ہونا تو یہ چاہیے کہ پیاسا پانی کے پاس آئے، آپ کا لوگوں کے پاس جانا آپ کے شایان شان نہیں، کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا بھائی عبداللہ مقام شہادت سے

بھلا کوئی فرار ہوسکتا ہے، تم نے خلوت گزینی کا مشورہ دیا ہے، تمہاری سوچ اپنے مقام پر درست ہے، مگر ہم جانتے ہیں کہ ہم نے درجۂ شہادت پر ضرور فائز ہونا ہے اس لئے ایک گوشۂ خلوت میں شہید ہونے کی بجائے مردِ شجاع کی طرح میدان میں شہید ہونا زیادہ بہتر ہے، بھائی اس حقیقت سے کوئی بھی انکار نہیں کرسکتا کہ☆

الموت علی الحق اولیٰ من الحیواۃ علی الباطل الموت فی العز خیر من الحیواۃ فی الذل

فرمایا باطل پر زندہ رہنے کی بجائے حق پر شہید ہونا لاکھ درجہ بہتر ہے، عزت کی موت ذلت کی زندگی سے بہتر ہے...... اس نے جواب میں عرض کی آقا ہم تو ظاہر بین لوگ ہیں آپ جو پسند فرمائیں وہ حق ہے، بعض نے یہ واقعہ بطن الرمہ پر بھی لکھا ہے

یہ عبداللہ بن مطیع وہ ہے جو عبداللہ بن زبیر کا ساتھی تھا جس کا واقعہ میں پہلے لکھ چکا ہوں کہ وہ مدینہ سے مکہ گیا تھا اور یہاں سے عبداللہ بن زبیر کو مل کر کوفہ کی طرف مصروف سفر تھا، اس لئے امام علیہ الصلوات والسلام کے ساتھ یہاں اس کی ملاقات ہوئی

(R_244)



خزیمیہ

میاہ العرب کے مقام سے اپنی سواریوں کو پانی پلانے کے بعد یہ کاروانِ پاک خزیمیہ کی طرف روانہ ہوا، خزیمیہ میاہ سے صرف 6 کلومیٹر شمال کی طرف تھا، یہاں پہنچ کر کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام نے قیام فرمایا

یہ بھی عرض کرتا چلوں کہ اس جگہ کا نام پہلے ''زرود'' تھا یہاں پانی کا انتظام کسی لشکر کیلئے ناکافی تھا جس کی وجہ سے اس مقام پر خزیمہ بن حازم نے پانی کے کنویں کے ساتھ ایک تالاب بنوایا تھا جس میں پانی پلٹ دیا جاتا تھا اور یہاں گھوڑوں کو پانی

پلایا جاتا تھا جس کی وجہ سے اس منزل کا نام ''زرود'' سے خزیمیہ مشہور ہوگیا تھا اور اسی وجہ سے کافی صاحبانِ مقتل کو اشتباہ ہوا کہ شاید یہ منزل زرود کے علاوہ کوئی دوسری منزل ہے، حالانکہ یہ ایک ہی منزل ہے جس کے دو نام ہیں، یہ منزل امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام کے کاروان تسلیم کی مدینہ سے ساتویں منزل تھی، یہاں کئی واقعات پیش آئے

یہاں کے بارے میں صاحبانِ مقتل لکھتے ہیں کہ جس وقت یہاں قیام ہوا تو رات کو شریکۃ الحسینؑ علیہ الصلوات والسلام جناب عون ومحمد علیہما الصلوات والسلام کی پاک والدہ گرامی صلواۃ اللہ علیہا نے نمازِ شب کے وقت ہاتف غیب کی آواز سنی، نماز کے بعد پاک بھائیؑ کے پاس تشریف لائیں مگر بہت اداس تھیں، شہنشاہ کربلا علیہ الصلوات والسلام نے اپنی پاک ہمشیر صلواۃ اللہ علیہا کے رخ انور کی تلاوت فرمائی، چہرہ اقدس پر اداسی نظر آئی تو ان سے پریشانی کی وجہ دریافت کی، ملکہءِ مصائب صلواۃ اللہ علیہا نے فرمایا میرے بھائی کچھ دیر پہلے ہم نے ایک مرثیہ کی آواز سنی ہے، امام کائنات علیہ الصلوات والسلام نے دریافت فرمایا کہ وہ کیا آواز تھی؟ فرماتی ہیں ہم نے سنا کوئی دردناک آواز میں یہ مرثیہ پڑھ رہا تھا☆

الایاعین فاحتفلی بجهد   ومن یبکی علی الشهدآء بعدُ

علی قومٍ تسوقهم المنایا   بمقدار الی انجاز وعدُ

اے آنکھ اگر تو صعوبت سے نجات چاہتی ہے تو شہادت کے بعد ان شہیدوں کے غم میں کھل کر آنسو بہا جن شہیدوں کو قضائے اِلٰہی ان کی شہادت گاہوں کی طرف اپنے قدموں کے ساتھ لئے جارہی ہے اور رضائے اِلٰہی جن کو تیزی سے اپنی شہادت گاہوں کی طرف لے جارہی ہے، شہنشاہ مظلومیت علیہ الصلوات والسلام فرماتے ہیں

☆یا اختاہ کل ما قضی فھو کائن

اے میری بہنؑ روز میثاق جو وعدہ ہم نے فرمایا تھا آخر وہ پورا تو ہونا ہے اور جو فیصلہ ہو چکا ہے وہ نافذ ہونا ہے، اس میں پریشانی کی کون سی بات ہے؟ ......(R_245)

﴿بشر بن غالب﴾

منزلِ خذیمیہ پر بشر بن غالب (جو فرزدق شاعر کا بھائی تھا) زیارت کیلئے آیا، اس کے بارے میں دو روایات ہیں، پہلی بار یہ ذات العراق کے مقام پر مکہ جاتے ہوئے ملا تھا پھر مکہ سے واپسی پر اس مقام پر ملا...... کچھ لوگوں کی رائے ہے کہ صرف ایک دفعہ اس مقام پر ملا، حقیقت مالک ذات ہی بہتر جانتی ہے

میں عرض کر رہا تھا کہ بشر بن غالب حاضر بارگاہ ہوئے اور انہوں نے عرض کی آقاؑ قرآن کریم میں یہ آیت ہے

☆یوم ندعوا کل اناس بامامھم

اس کا مقصد کیا ہے؟ امام کائنات علیہ الصلوات والسلام نے جواباً فرمایا......(R_246)

☆امام دعا الی ھدی فاجابوالیہ و امام دعا الی ضلالۃٍ فاجابو ا الیہ ھولاء فی الجنۃ و ھولاء فی النار وھو قولہ تعالی فریق فی الجنۃ و فریق فی السعیر

فرمایا امام دو قسموں کے ہوتے ہیں، ایک وہ امام ہوتے ہیں جو ہدیٰ کی طرف دعوت دیتے ہیں اور دوسرے وہ امام ہوتے ہیں جو ضلالت کی طرف دعوت دیتے ہیں

اب جو شخص جس امام کی دعوت قبول کرے گا کل وہ اسی کے نام سے پکارا جائے گا

اس کا ثبوت کلام اِلٰہی میں موجود ہے کہ فرمایا گیا ہے کل دو فریق ہوں گے یعنی دو گروپ ہوں گے، ایک فریق جنت میں ہوگا اور ایک جہنم میں ہوگا

دوستو یہ ہر زمانہ میں ہوگا، آج ہمارے امام شہنشاہ معظم ہادی المہدی عجل اللہ فرجہٗ الشریف ہیں اور آج بھی ہمیں ''ہدیٰ'' کی طرف دعوت دے رہے ہیں، کیا ہم نے ان کی دعوت پر لبیک کہی ہے؟ یہ سوال ہر آدمی اپنے دل سے خود پوچھے اور جواب لے تاکہ اسے اپنی حیثیت نظر آجائے

جناب زہیر بن قین سلام اللہ علیہ

جب شہنشاہ معظم علیہ الصلوات والسلام کا قافلہ خزیمیہ (زرود) پر پہنچا تو خزیمیہ سے کچھ پہلے راستے کے کنارے شہنشاہ معظم علیہ الصلوات والسلام نے کچھ خیام لگے ہوئے دیکھے

ان خیام کی طرف دیکھ کر شہنشاہ معظم علیہ الصلوات والسلام مسکرائے، یہ مسکراہٹ بڑی معنی خیز تھی، جب کاروان پاک نے قیام فرمایا تو کچھ دیر بعد خزیمیہ کے کسی آدمی سے دریافت فرمایا کہ وہ کچھ دور جو خیام لگے ہوئے ہیں کیا وہ زہیر بن قین کے ہیں؟

اس آدمی نے عرض کی جی ہاں وہ قبیلہ نماری وبجیلہ کے سردار جناب زہیر بن قین کے خیام لگے ہوئے ہیں

یہ واقعہ بیان کرنے سے پہلے مناسب ہوگا کہ میں جناب زہیر بن قین سلام اللہ علیہ کے بارے میں عرض کرتا چلوں

جناب زہیر بن قین سلام اللہ علیہ اپنے وقت کے بڑے فصیح وبلیغ شعلہ بیان مقرر تھے، بہ حیثیت جوان یہ اپنے وقت کے بہت بڑے شجاع بھی تھے اور ان کے نام سے بڑے بڑے بہادروں کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے تھے

رائج الوقت چاروں ہتھیاروں کے استعمال کے ماہر تھے، بڑے جنگجو بھی تھے اور

صاحب حوصلہ بھی تھے، کسی بھی مشکل مرحلہ پر ان کو کسی نے پریشان کبھی نہیں دیکھا تھا یہ بھی قدرت کی بے نیازی اور قسمت کا کھیل ہے کہ یہ ایک زمانہ میں مشہور عثمانی تھے یعنی جس وقت خلیفہ ثالث کے قصاص کا نعرہ بلند ہوا اور امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام کے خلاف تیسرے خلیفہ کے قتل کو خود قتل کرنے والوں نے سیاسی اشو کے طور پر استعمال کیا تو اس وقت جناب زہیر ان کے بہت بڑے لیڈر تھے اور ان کی تقریروں نے صفین کے لشکر میں جوش بھر دیا تھا

جب امام کائنات مظلوم کربلا علیہ الصلوات والسلام نے مکہ مکرمہ کو چھوڑا تو یہ حج پڑھنے میں مصروف تھے اور انہوں نے ہر حال کوشش کی تھی کہ ان کا سامنا شہنشاہ کربلا علیہ الصلوات والسلام سے نہ ہو، اس لئے یہ حج کرنے کے بہت دیر بعد روانہ ہوئے

جب یہ مدینہ آئے تو یہاں کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام کو موجود پایا تو یہ ان کی زیارت کئے بغیر چپ چاپ مدینہ سے نکل پڑے، ان کا خیال تھا کہ کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام ابھی بہت دن مدینہ طیبہ میں قیام فرمائیں گے، یہ فوراً یہاں سے نکل کر کوفہ کی طرف روانہ ہو گئے مگر اسی رات شہنشاہ کربلا علیہ الصلوات والسلام کی بھی تیاری ہوگئی، جناب زہیر بن قین سلام اللہ علیہ کا قافلہ آگے آگے چلتا رہا، کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام کا قافلہ ان کے پیچھے پیچھے چلتا رہا، جناب زہیر کا خیال تھا کہ کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام میاہ العرب کے مقام پر قیام فرمائیں گے اس لئے انہوں نے خزیمیہ کے مقام پر جا کر قیام کیا

مگر کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام نے میاہ العرب کے مقام پر قیام نہیں فرمایا اور یہاں خزیمیہ کے مقام پر ان سے تھوڑی دور آ کر خیام لگا دیئے، جب رات کے کھانے کا وقت ہوا تو کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام نے جناب محمد بن انس بن ابی دجانہ تمیمی سلام اللہ علیہ

(جو عبداللہ بن ابی دجانہ کے بھتیجے تھے) کو حکم فرمایا کہ تم جناب زہیر سلام اللہ علیہ کو ہمارا پیغام دو کہ وہ چند لمحوں کیلئے آئیں اور ہماری بات سن لیں

جب جناب محمد بن انس بن ابی دجانہ تمیمی سلام اللہ علیہ پہنچے تو انہوں نے خیمہ کے اندر دستر خوان لگوایا ہوا تھا، ان کے ساتھ قبیلہ فراز کے کئی جوان دستر خوان پر بیٹھے ہوئے تھے اور ان کے سامنے کھانا رکھا جا چکا تھا کہ جناب محمد سلام اللہ علیہ نے سلام کیا، ان سب نے سر اٹھا کر سلام کا جواب دیا

جناب محمد سلام اللہ علیہ نے ان کو جونہی شہنشاہ کائنات علیہ الصلوات والسلام کا پیغام سنایا تو ان کے ہاتھ سے نوالے گر پڑے اور ان سب پر سکتہ طاری ہو گیا، کہ یہ کیا ہوا؟ ہم تو ان سے بچتے رہے ہیں اور انہوں نے آخر یاد فرما لیا ہے

سفیان بن مالک فرازی جو کربلا کے شہید ہیں وہ روایت کرتے ہیں کہ اس وقت ہماری یہ کیفیت تھی جیسے ہمارے سروں پر پرندے بیٹھے ہوں اور اگر ہم نے ذرا سا سر ہلایا تو وہ اڑ جائیں گے، اس وقت ہمارے ایک طرف جناب زہیر کی زوجہ دیلم بنت عمرو تشریف فرما تھیں، جب انہوں نے ہماری یہ کیفیت دیکھی تو خیمہ میں جو سکوت چھایا ہوا تھا اسے توڑتے ہوئے فرمایا

اے ابن قین علیہ الصلوات والسلام یہ میں کیا دیکھ رہی ہوں، آپ کو فرزند رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یاد کیا ہے اور آپ کی یہ کیفیت ہے کہ ماتھے پر پسینہ ہے، جسم میں سکت نہیں، زبان پر تالے لگے ہوئے ہیں، خیریت تو ہے؟ اس فرمان کے بعد بھی کوئی سوچنے کی گنجائش باقی رہتی ہے؟ میں نے آج تک آپ کو اتنا پریشان اور بزدل کبھی نہیں پایا جس طرح آپ آج نظر آرہے ہیں، اپنے آپ کو سنبھالیں، مردوں کی طرح لبیک کہیں،

اور نہیں تو ان سے مل کر ان کی بات سننے میں کیا ہرج ہے، زوجہ کی آواز پر جناب زہیر چونکے اور کہا کہ جو کچھ وہ فرمانا چاہتے ہیں وہ مجھے معلوم ہے، وہ دریافت کرنے کی ضرورت ہی نہیں ہے، جناب سلیمان بن مضارب (جو جناب زہیر بن قین کے چچا زاد بھائی اور کربلا کے شہید ہیں) روایت کرتے ہیں کہ اپنی زوجہ کی بات سننے کے بعد جناب زہیر سلام اللہ علیہ اٹھے، خیمہ کے اندر گئے اور تھوڑی دیر بعد واپس آئے تو ان کا چہرہ ہشاش بشاش تھا اور ہونٹوں پر مسکراہٹ تھی

انہوں نے اپنے غلاموں کو حکم دیا کہ اب کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام کے پاس جانے کی ضرورت نہیں ہے بلکہ ہمارے خیام اکھاڑ کر شہنشاہ کربلا علیہ الصلوات والسلام کے اصحاب کے خیام کے ساتھ جا کر لگا دو

پھر انہوں نے فرازی لوگوں سے مخاطب ہو کر کہا کہ تمہیں علم ہونا چاہیے کہ ہم نے اپنی زوجہ کو طلاق دے دی ہے، آج کے بعد یہ ہم سے آزاد ہیں، تم ان کو ان کے خاندان میں پہنچا دینا کیونکہ کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام کو لبیک کہنے کا مطلب ہے اپنی گردن کو زیر شمشیر رکھ دینا، ہمارے اس سفر کا انجام موت ہے، اس لئے اپنی بیوی کو پہلے ہی آزاد کر رہے ہیں تا کہ ہمارے راہ عشق کے سفر میں یہ حائل نہ رہے، یہ اپنی عدت پوری کرنے کے بعد جس کے ساتھ چاہے شادی کر لے، میں نے اسے آزاد کیا ہے، اس وقت تمام ساتھیوں نے پوچھا کہ آپ میں اچانک یہ تبدیلی کیوں اور کیسے آ گئی ہے؟ انہوں نے مسکرا کر جواب دیا کہ

جس وقت ہم آذربائیجان کی جنگ میں بلن جبر کے مقام پر جنگ میں مصروف تھے تو ہمارے ساتھ اپنے وقت کے بہت بڑے عالم و صاحب مکاشفہ جناب سلیمان بن

ربیع الباہلی بھی موجود تھے

اس وقت میں سالار لشکر تھا اور جب ہمیں فتح پر فتح حاصل ہوئی تو ہم نے فتح کے نشہ میں مخمور ہو کر کہا کہ ہم کتنے خوش نصیب ہیں کہ ہمیں فتح پر فتح حاصل ہو رہی ہے

انہوں نے مجھے غور سے دیکھ کر فرمایا تھا کہ اس میں کوئی شک نہیں کہ آپ کا نصیب اور قسمت بہت بلند ہے مگر یہاں نہیں بلکہ اس دن آپ کی قسمت اپنی معراج سعادت پر ہوگی جس دن آپ فرزند رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ہوں گے، وہاں شاید بظاہر فتح نہ ہو مگر وہ حقیقی فتح ہوگی جسے دیکھ کر انبیاء بھی رشک کریں گے

ہم نے ابھی خیمہ میں جا کر قرآن کریم پر تفاول کیا ہے یعنی فال نکالی ہے کہ کیا یہ بلاوا اُسی پیش گوئی والا ہے؟ تو جواب میں یہ آیت سامنے آئی ہے

☆ ومن الناس من یشری جو لوگ اللہ کی راہ میں اپنی جانیں بیچ دیتے ہیں انہیں اللہ کی رضا مل جاتی ہے...... میں سمجھ گیا کہ ان کی راہ میں جان دینا ہی اللہ جل جلالہٗ کی راہ میں جان دینے کی مترادف ہے اور یہ بھی جانتا ہوں کہ انجام بظاہر موت ہے

اسی وقت ان کے غلام خیام اکھاڑنے میں مصروف ہو گئے اور یہ تلوار کمر کے ساتھ سجا کر شہنشاہ معظم علیہ الصلوات والسلام کی طرف روانہ ہو گئے، جب شہنشاہ معظم علیہ الصلوات والسلام کے خیمہ پاک کے قریب گئے تو انہوں نے شہنشاہ وفا علیہ الصلوات والسلام کو خیمہ کے دروازے پر اپنا منتظر پایا

انہیں آتا ہوا دیکھ کر شہنشاہ وفا علیہ الصلوات والسلام نے مرحبا فرمایا پھر انہیں خیمہ کے اندر لے گئے، شہنشاہ کربلا علیہ الصلوات والسلام انہیں دیکھ کر مسکرائے، یہ اس وقت تک کھڑے رہے جب تک بیٹھنے کا حکم نہیں ملا

شہنشاہ معظم علیہ الصلوات والسلام نے ان سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ ہم نے آپ کو اپنی نصرت کی دعوت دینا تھی، اگر آپ قبول کرلیں تو آپ کی اپنی بھلائی ہے

انہوں نے عرض کی آقا میں تو ایک سودا کرنے کیلیئے آیا ہوں

شہنشاہ معظم علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا کہ آپ کے بتانے سے پہلے ہمیں وہ سودا منظور ہے، عرض کی جب تک میں عرض نہیں کروں گا میری تسلی نہیں ہوگی، میری گذارش یہ ہے کہ میں اپنی جان، مال، عزت، ناموس اور دین سب کچھ آپ کے حوالے کرنا چاہتا ہوں، آپ جہاں چاہیں انہیں صرف کریں، یہ سب کچھ میرا نہیں آج کے بعد آپ کا ہے، اس کے بدلے میں صرف اتنا چاہتا ہوں کہ کل آپ جس مقام پر ہوں گے مجھے اپنی ذات سے جدا نہیں کریں گے، کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا ہمیں یہ سودا ازل سے پہلے منظور تھا

جب شہنشاہ علیہ الصلوات والسلام نے یہ فرمایا تو ان کے چہرے پر مسرت کی لہر دوڑ گئی، پھر واپس اپنے خیمہ میں آئے، اپنی بیوی کو طلب کیاا اور انہیں فرمایا کہ اب تم آزاد ہو، میں جانتا ہوں کہ اس سفر کا انجام شہادت ہے، آج ہو یا سال کے بعد، تم میری موت کا انتظار کیئے بغیر جس کے ساتھ چاہو عدت پوری کر کے شادی کرلو

ان کی زوجہ نے عرض کی کیا اب میں واقعی آپ کی طرف سے آزاد ہوں؟ انہوں نے فرمایا ہاں آزاد ہو، ان کی زوجہ نے عرض کی کہ آپ بھی کیسی باتیں کرتے ہیں، میں آپ کی خضر راہ بنی ہوں، اب آپ مجھے گمراہ کر رہے ہیں کہ میں اس پاک گھر کو چھوڑ کر کسی اور سے جا کر شادی کرلوں

اگر میں آپ کی طرف سے واقعی آزاد ہوں تو پھر آپ شہنشاہ معظم علیہ الصلوات والسلام کی

خدمت کریں اور میں آپ کی طرف سے آزاد ہوکر پاک شہزادیوں صلواۃ اللہ علیہن کی خدمت کرتی رہوں گی، ہم دونوں پاک گھر کی غلامی اور کنیزی میں رہیں گے……(R_247)

جب امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام مقام ذوحسم (جو شیراف سے بھی آگے ہے) پر پہنچے تو وہاں آپ نے دنیا کی بے ثباتی پر ایک خطبہ انشا فرمایا، اس وقت جناب زہیر بن قین سلام اللہ علیہ نے سمجھا کہ کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام ہمیں موت اور شہادت کی خبر دے رہے ہیں، یہ اپنے مقام پر کھڑے ہوگئے اور عرض کی آقا ہم اب ایمان کے اس درجہ پر پہنچ چکے ہیں کہ اب ہمیں آپ کی نصرت میں اگر ابدی موت نصیب ہو اور آپ کو چھوڑنے پر ابدی زندگی مع جنت ملے تو پھر بھی ہم اس ابدی جنت کو قدم کی ٹھوکر مار کر آپ کی نصرت کریں گے، کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام نے انہیں دعائے خیر فرمائی

اس مقام پر جناب نافع بن ہلال بجلی الجملی سلام اللہ علیہ نے اپنے رنگ میں اپنے جذبات کا اظہار کیا، ان کے بعد جناب بریر بن خضیر سلام اللہ علیہ اٹھے، انہوں نے عرض کی آقاؑ اب ہم ایمان کے آخری مقام پر پہنچ چکے ہیں، اب آپ کی نصرت میں جو کچھ بھی ہو وہ ہمیں منظور ہے، شہنشاہ کائنات علیہ الصلوات والسلام نے انہیں بھی دعائے خیر فرمائی

یہاں یہ بھی عرض کرتا چلوں کہ جس وقت حر بن یزید ریاحی سلام اللہ علیہ کے لشکر سے ملاقات ہوئی تو اس وقت زہیر بن قین سلام اللہ علیہ نے مشورہ دیا کہ اب حر بن یزید ریاحی کے لشکر کے ساتھ جنگ کرنا آسان ہے کیونکہ اس وقت ان کے تعداد صرف ایک ہزار ہے، اگر ان کو کمک پہنچ گئی تو پھر ہمیں ان کے ساتھ جنگ کرنا بہت مشکل ہو جائے گا

اس وقت امام کائنات علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا تھا کہ جنگ میں پہل کرنا ہمارا شیوہ نہیں
جب قصر بنی مقاتل کے مقام پر پہنچے جو کربلا معلیٰ کے قریب ہے یہاں جناب زہیر
بن قین علیہ الصلوات والسلام نے عرض کی تھی کہ آقا یہاں سے کربلا معلیٰ بہت قریب ہے
ہم شام کے راستہ کو چھوڑ کر اگر مغرب کی طرف رخ کریں تو مناسب ہوگا کیونکہ
وہاں اگر ان ملعونوں کے ساتھ جنگ ہوئی تو ہمارے لئے فتح حاصل کرنا آسان ہوگا
شہنشاہ کربلا علیہ الصلوات والسلام نے کربلا معلیٰ کا نام سن کر فرمایا ہاں یہی ہماری منزل مقصود
ہے، جناب زہیر نے دیکھا تو امام کائنات علیہ الصلوات والسلام کی آنکھوں سے آنسو رواں
تھے، میں کربلا معلیٰ میں جناب زہیر کے شہرہ آفاق خطبات کو بیان نہیں کرسکتا اور نہ
ہی ان کے تین محرم سے لے کر روز عاشور تک کے حالات بیان کرسکتا ہوں کیونکہ ان
حالات کو بیان کرنے کیلیئے کافی مجالس درکار ہیں میں صرف ایک مجلس ان کے نام
کرنا چاہتا ہوں اس لئے اتنا عرض کروں گا کہ

جب دس محرم کا دن ہوا، اس وقت دونوں طرف کے لشکر صف آرا ہوئے، اس جنگ
کا آغاز جنگ فردہ سے ہوا، یعنی ایک کے ساتھ ایک کی جنگ

علی بن خظلہ شامی اور کثیر بن عبداللہ شعبی (جو جناب زہیر بن قین کا قاتل تھا)
روایت کرتے ہیں کہ جب دونوں صفیں آمنے سامنے آگئیں تو میں نے دیکھا کہ
جناب زہیر بن قین نماری سلاحِ جنگ سے آراستہ ہوکر اپنے تنومند گھوڑے پر سوار
ہوکر میدان میں آئے، ان کا گھوڑا اپنی لگام کی کڑیاں جوش کی وجہ سے چبا رہا تھا،
جب یہ میدان میں آئے تو انہوں نے بلند آواز میں ایک تقریر شروع کی جس کی وجہ
سے تمام لشکر کوفہ وشام پر ایک سکتہ طاری ہوگیا، اس خطبہ میں انہوں نے پوری طرح

حجت تمام کی اور ظالمین کے سوالوں کے جواب دیئے، زمانے کے امام علیہ الصلوات والسلام کے حقوق بیان فرمائے اور حقوق العباد کا ذکر کیا، وعظ ونصیحت فرمائی، اخلاقی وشرعی قوانین کو کوڈ کیا، اور عبرت دلوائی

الغرض ہدایت کیلئے جتنے علوم قدرت نے وضع فرمائے ہیں جناب زہیر سلام اللہ علیہ نے ان تمام علوم کے حوالے سے ایسی تقریر فرمائی جس کے بعد خود زمانے کے شہنشاہ امام زمانہ علیہ الصلوات والسلام کو فرمانا پڑا کہ زہیر بن قین سلام اللہ علیہ نے جنگ سے پہلے ہی ہماری نصرت کا حق ادا فرما دیا ہے، میں ان کے خطبات کو پھر کسی وقت بیان کروں گا

جب انہوں نے اپنے خطبہ کا اختتام فرمایا تو اس وقت جنگ فردہ کا آغاز ہوا؟ جس میں لشکر شام کے کئی جوان جو بڑے نامی گرامی تھے وہ زمین پر اپنے خون میں غرق نظر آئے جس کی وجہ سے عمر ابن حجاج زبیدی ملعون نے کہا اے کوفیو تمہیں پتہ ہے کہ تم کس کے ساتھ جنگ کر رہے ہو؟ تمہارے سامنے دیکھنے میں ایک محدود لشکر ہے مگر اس لشکر میں ایسے جوان ہیں کہ اگر ایک ایک کر کے ان کے ساتھ جنگ کی گئی تو روئے زمین کی تمام خلقت فنا ہو جائے گی اور ان کا کوئی ایک جوان بھی شہید نہیں ہو گا، اس لئے جنگی اصولوں کو چھوڑ دو اور ان پر یکبارگی حملہ کرو، یہ سن کر عمر ابن سعد ملعون نے حکم دیا کہ سب مل کر تیروں اور پتھروں کی بارش کر دو، اس وقت جناب زہیر اور جناب حر بن یزید ریاحی نے مشورہ کیا کہ ہم دونوں ایک دوسرے کے ساتھ مل کر جنگ کریں گے، لشکر شام نے جنگ کے تمام اصول فراموش کر کے پاک لشکر پر حملہ کر دیا، اس حملے کو صاحبانِ مقتل ''حملہ اولیٰ'' کہتے ہیں

اس جنگ میں امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام کے بہ اختلافِ روایات 40 یا 50 جوان شہید

ہوئے، جنگی نقطہ نگاہ سے پاک فوج کا مختصر فوج ہونے کے حوالے سے یہ بہت بڑا نقصان تھا مگر اس جنگ میں جناب زہیر کے ہاتھوں جو ملعون فی النار ہوئے ان کی تعداد 120 کے قریب تھی

یہ جنگ بھی عجیب تھی، تاریخ بتاتی ہے کہ اس وقت جناب حر سلام اللہ علیہ اور جناب زہیر سلام اللہ علیہ نے آپس میں کاندھے سے کاندھا ملایا ہوا تھا اور آتے ہوئے لشکر میں گویا قضا کی دودھاری تلوار چل رہی تھی اور اس وقت لشکر شام حالانکہ لاکھوں کی تعداد میں تھا اس کے میمنہ اور میسرہ میں فرق نظر نہیں آتا تھا

یہ جنگ زیادہ دیر تک نہیں چلی بلکہ یہ وقتی طور پر گھمنڈ سے بھرپور حملہ تھا جس میں لشکر شام کو یہ توقع تھی کہ ہم اس حملہ میں سب کو شہید کر دیں گے، مگر اس مختصر سی فوج نے ان کے کئی ہزار جوانوں کا غرور مٹی میں ملا دیا، جس کے بعد شامی سوچنے پر مجبور ہو گئے کہ اس مختصر فوج کا ہر جوان وقت کا خیبر شکن ہے جس سے ٹکر لینا بہت مشکل ہے پھر دوبارہ جنگ فردہ شروع ہوئی، اس جنگ میں جناب حر سلام اللہ علیہ شہید ہو گئے، ان کے بعد جناب حبیب ابن مظاہر سلام اللہ علیہ شہید ہوئے، ان کی شہادت کے بعد امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام کو جناب زہیر سلام اللہ علیہ نے اداس دیکھا تو قریب آئے اور ہاتھ جوڑ کر عرض کی کہ جب تک ہم غلام موجود ہیں اس وقت تک آپ پریشان نہ ہوں، آپ کے خیام تک کوئی نہیں آئے گا، ہاں جب ہم بحر شہادت کو عبور کر لیں تو پھر آپ جانیں اور آپ کا خالق، اس وقت جناب زہیر سلام اللہ علیہ نے جنگ کی اجازت طلب کی اور میدان میں تشریف لے آئے، سب سے پہلے انہوں نے لشکر کوفہ و شام کے سامنے کچھ اس انداز سے رجز پڑھی



رِجز

میں ہوں زہیر تازہ چمن زار قین کا
میں فخر و افتخار ہوں کل عالمین کا

ناصر ہوں میں رسولؐ کے اس نورِ عین کا
ادنیٰ غلام ہوں میں شہنشاہ حسینؑ کا

سامان ہوں میں قلب الٰہی کے چین کا
شاکر ہوں میں کریم کی اس ازلی دین کا

موجِ قضا ہوں ، برقِ فنا ہوں ، اجل ہوں میں
تا بہ ازل کھرا ہوں میں ہر لین دین کا

گھونگٹ اٹھا کے مجھ کو بلاتی ہے اب قضا
مشتاق ہوں ہمیشہ سے اس زیب و زین کا

بر نصرتِ امام ہوں آمادۂ وغا
قاتل ہوں دشمنوں کے ہر اک دل کے چین کا

جب انہوں نے جنگ شروع کی تو فوجِ شام میں سے دو ملعونوں نے آپس میں مشورہ کیا کہ ان کے سامنے جا کر ان سے جنگ کرنا موت کو دعوت دینا ہے اس لئے ہمیں چاہیے کہ دھوکہ سے ان کو شہید کریں، یہ جس سمت پر حملہ کرتے ہوئے آرہے ہیں محسوس یہی ہوتا ہے کہ یہ فلاں جگہ پر موجود دو کھجوروں کے درمیان سے گزریں گے اس لئے ہم ان کھجوروں کی اوٹ میں چھپ کر ان کا انتظار کریں، جب یہ ان کھجوروں کے درمیان آئیں تو ایک طرف سے تم نیزے سے حملہ کرنا اور دوسری طرف سے میں تلوار کا حملہ کروں گا، جناب زہیر جنگ کرتے ہوئے ان کھجوروں کے درمیان آ گئے اس وقت ان دونوں نے اچانک آپ پر حملہ کر دیا جس کے نتیجہ میں جناب زہیر نے زین چھوڑ دی

میں ان کی شہادت بیان نہیں کرسکتا، ہاں اتنا بتا تا ہوں کہ جس وقت جنگ اپنے اختتام پر پہنچی تو شہادت عظمیٰ کے بعد اور شام غریباں سے پہلے نمیری یا نماری قبیلہ کے لوگ ابن سعد ملعون کے پاس آئے اور کہا کہ تم نے ہمارا سردار شہید کیا ہے، ہم نے تمہارے ساتھ رہ کر اسے شہید کرا دیا ہے کیونکہ مردوں کے ساتھ مرد لڑتے ہیں، مگر تمہیں علم ہے کہ امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام کے خیام کے ساتھ جناب زہیر سلام اللہ علیہ کا خیمہ لگا ہوا ہے اس خیمہ کے اندر جناب زہیر کی زوجہ بھی موجود ہیں اور ہمیں یہ خطرہ ہے کہ شاید کوئی بے وارث سمجھ کر ان پر ظلم کرے، اس لئے ہمیں اجازت دی جائے کہ ہم ان کا خیمہ اکھاڑ کر اپنے خیموں کے ساتھ لگا دیں تا کہ ہم اپنے قبیلہ کی عزت کی حفاظت کرسکیں، ابن سعد ملعون نے اجازت دی، نمیری لوگ جناب زہیر سلام اللہ علیہ کی زوجہ کو لینے کیلئے پاک خیام کے قریب آئے، انہوں نے آ کر کہا کہ تم ہمارے سردار

کی زوجہ ہو، ہمارے قبیلہ کی عزت ہو، تم ہمارے ساتھ چلو، ممکن ہے ان بے وارث مستورات صلواۃ اللہ علیھن کی طرح تم پر بھی کوئی ظلم کرے، جناب زہیر سلام اللہ علیہ کی بیوی نے فرمایا ''او بے غیرتو! تمہیں اپنے قبیلہ کی عزت کا احساس تو ہے کہ مجھے لینے کیلئے آئے ہو، مگر تف ہے تم سب پر کہ کلمہ گو ہوتے ہوئے بھی تمہیں نبی زادیوں کی عزت اور مظلومیت کا احساس نہیں ہے، حیف ہے اہل عرب کی حمیت پر کہ پردۂ تطہیر کی مالک و وارث مخدراتِ عصمت کے پاک پردہ کا درد تمہارے دلوں میں بیدار نہیں ہوا''...... جب نمیری قبیلے کے لوگوں نے جناب زہیر سلام اللہ علیہ کی زوجہ سے بار بار درخواست کی تو اس وقت اپنے خیمہ سے معظّمہ بی بی صلواۃ اللہ علیھا نے جناب زہیر کی بیوی سے فرمایا بہن اپنے قبیلہ والوں کے ساتھ چلی جاؤ کیونکہ تھوڑی دیر بعد یہ ظالم جو کچھ ہمارے ساتھ کریں گے تم مصائب کے اس طوفان سے بچ جاؤ، تمہارا پردہ محفوظ رہے، جناب زہیر سلام اللہ علیہ کی زوجہ نے اپنے رشتہ داروں کی کوئی بات تسلیم نہ کی تو وہ جبراً اسے اپنے خیام میں لے گئے، جب وہ اسے اپنے خیام کی طرف لے کر جا رہے تھے سامنے جناب زہیر سلام اللہ علیہ کی لاش نظر آئی، ان کی زوجہ نے دور سے سلام کیا، جب خیام میں پہنچی تو اس نے اپنے غلام کو کفن کا کپڑا دیا اور اس سے کہا کہ تو جا کر اپنے سردار کو کفن تو پہنا آؤ......(R_248)

یہ غلام جب مقتل میں پہنچا تو یہاں اس نے بہت سے نورانی پاک وجود بے گور و کفن دیکھے، اچانک اس کی نگاہ ایک نیچی جگہ پر پڑی، اس نے دیکھا کہ امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام فرش زمیں کو عرش بریں کی زینت بنا کر آرام فرما رہے ہیں اور ان کی لاش اطہر پر کوئی کفن موجود نہیں، غلام کی آنکھوں میں آنسو آ گئے، رو کر جناب زہیر کو عرض کرتا ہے

اے میرا سردار ایک طرف آپ کی لاش بے کفن پڑی ہے، دوسری طرف آپ کے سردار کی لاش اطہر بے کفن نظر آ رہی ہے، آپ مجھے حکم دیں میں کیا کروں، رو کر کہتا ہے کہ میرے پاس صرف ایک کفن ہے اب میں آپ کو یہ کفن پہناؤں یا آپ کی سردار اور آقا کی خدمت میں پیش کروں، آپ جو فیصلہ سنائیں گے مجھے منظور ہوگا مگر یہ بھی یاد رکھنا کہ آپ کے پردہ دار تو آزاد ہیں، انہوں نے مجھے کفن بھی دیا ہے کہ جا کر اپنے سردار کو پہنا آؤ، مگر رسول زادیاں صلواۃ اللہ علیہن تو آزاد نہیں اگر وہ بھی آج آزاد ہوتیں تو اپنے بھائیوں کو اس طرح بے کفن چھوڑ کر نہ جاتیں

اس وقت جناب زہیر سلام اللہ علیہ کی لاش سے آواز آئی کہ خدارا یہ کفن ہرگز مجھے نہ پہنانا کیونکہ میرے آقا اور ان کے بیٹے، بھتیجے اور بھائی سب بے کفن ہیں، مجھے ان کے سامنے شرمسار نہ کرنا، ہاں اگر ہو سکے تو میرا یہ کفن جناب سجاد علیہ الصلوات والسلام کی خدمت میں پیش کرنا، شاید انہیں اپنے پردہ داروں کے پردہ کیلئے اس کی زیادہ ضرورت ہو سارے مومن مل کر دعا کرو کہ اب تو ان مظلوموں کو صبر کا پھل ملے، ان کا منتقم حقیقی عجل اللہ فرجہٗ الشریف جلدی آئے، آقائے مظلوم علیہ الصلوات والسلام کے تمام انصار اب ان کی ابدی خوشیاں دیکھیں اور ان کے زخمی دلوں کے تمام زخم انتقام کی مرہم سے مندمل ہوں



﴿آمین یارب العالمین﴾



اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ آلِ مُحَمَّدٍ وَعَجِّل فَرَجَھُم بِقَائِمِھِمّ عَجَلَ اللّٰہُ فَرَجَہٗ الشریف
وَصَلَوَاتُ اللّٰہُ عَلَیہِ وَ عَلٰی آلِہٖ اَجمَعِین

یاھوالوہاب الخبیر العلیم
یا مولا کریم عجل اللہ فرجک وصلوات اللہ علیک

مجلس نمبر 37 آٹھویں منزل

قیرالعبادی

(واقعات جناب وہب ابن عبداللہ کلبی سلام اللہ علیہ)

28 ذوالحجہ اتوار کی رات کو منزلِ خزیمیہ سے منزلِ ابطان (قیرالعبادی) کی طرف کاروان تسلیم ورضا عازم سفر ہوا، راستے میں ایک مقام ہے جس کا نام ثعلبیہ ہے ثعلبیہ سے 62 کلومیٹر شمال کی طرف ابطان (قیرالعبادی) ہے

یہ منزل طائی خاندان کی چار منزلوں میں سے پہلی منزل ہے، یہاں سے طائی قبیلہ کا علاقہ شروع ہوتا تھا، 28 ذوالحجہ 27 ستمبر اتوار کے دن قافلہ پاک قیرالعبادی کے مقام پر پہنچا، یہاں پہنچنے سے کچھ پہلے ایک واقعہ پیش آیا

جس وقت شہنشاہ معظم علیہ الصلوات والسلام نے ثعلبیہ کو عبور کیا تو راستے کے کنارے کئی کچے مکان نظر آئے، یہ راستہ ان مکانوں کے سامنے سے گزرتا تھا، راستے کے کنارے ایک مکان کے دروازے پر ایک مستور بیٹھی تھی جس کا تعلق کلابیہ خاندان سے تھا، وہ مسلمان نہیں بلکہ نصرانی تھی، وہ لشکر کو گزرتا ہوا دیکھ رہی تھی اور سوچ رہی تھی کہ خدا جانے یہ کس کی فوج ہوگی؟ مگر اس نے کسی سے پوچھا نہیں

جس وقت محمل پاک اس کے مکان کے سامنے سے گزرے تو وہ حیران ہوگئی کہ اتنی

شان وشوکت کے ساتھ کس شہنشاہ کے پردہ دار گزر رہے ہیں؟ وہ سوچتی ہے کہ سخت گرمی ہے اور یہ بھی کسی ملک کے شہنشاہ نظر آرہے ہیں، خدا جانے ان کی کیا مجبوری ہے کہ اس موسم میں سفر پر روانہ ہیں، یہ مستور جس مکان کے دروازے پر بیٹھی تھی اس مکان کے ساتھ ملحق ایک کمرہ تھا جو اس طرح سجا ہوا تھا جیسے کسی دلہن کا کمرہ ہو اس ضعیف کا ایک اکلوتا بیٹھا تھا، اس نے 24 ذوالحجہ کو اس کی شادی کی تھی، آج 28 ذوالحجہ کا دن تھا یعنی پانچ دن پہلے اس کی شادی ہوئی تھی

پاک محمل اس کے سامنے سے گزرتے رہے اور یہ حیران ہو کر انہیں گزرتا ہوا دیکھتی رہی، محملوں کے پیچھے اس نے دیکھا کہ ایک گھوڑا سوار ہیں جو اپنے سفید رنگ کے گھوڑے پر سوار ہیں، یہ ان کے رخ انور کو دیکھ کر حیران ہوئی اور اپنے آپ سے کہنے لگی کہ یہ تو کوئی اقلیم جاہ وجلال کے شہنشاہ ہیں، ان کے چہرۂ اقدس سے جو نور ساطع ہے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ یہ ابن آدم نہیں بلکہ اس سے کوئی ماورائی مخلوق ہے ان کا رہوار ضعیف مستور سے ابھی کچھ دور تھا کہ اس وقت اس کی بہو کی خیمہ سے آواز آئی، اماں! ان مسافروں سے پوچھ تو لو شاید ان کے پاس وافر پانی ہو تو کچھ ہمیں بھی دیتے جائیں

جب ضعیف مستور نے اپنی بہو کی آواز سنی تو یہ کھڑی ہوگئی اور سامنے آکر عرض کی اے کریم شہنشاہ! میرا ایک ہی بیٹا ہے جو ہمارا واحد کفیل ہے، اسے تمام کام خود کرنا پڑتے ہیں، رات سے ہمارا پانی ختم ہو گیا ہے اور قریب کے جو کنویں ہیں ان کا پانی بھی ختم ہو چکا ہے، اس لئے میرا بیٹا کہیں دور سے پانی لینے گیا ہے، کافی دیر ہو گئی ہے مگر وہ ابھی تک واپس نہیں آیا، ہمارے پاس اب پانی بالکل نہیں ہے اور میری

نو بیا ہتا بہو بہت پیا سی ہے، اگر آپ منا سب سمجھیں اور آپ کے پاس وافر پانی ہوتو ہمیں پانی عطا کرتے جائیں، چاہے ایک مشکیزہ ہی سہی

اسی وقت شہنشاہ کربلا علیہ الصلوات والسلام نے اپنے رہوار کو اس مستور کے گھر کی طرف موڑ لیا، اس کے ساتھ کوئی کلام نہیں فرمایا بلکہ اس کے دروازہ کے سامنے اپنے نیزے کو زمین پر مارا، جونہی نیزہ زمین پر لگا وہاں سے پانی کا چشمہ جاری ہوگیا، جب ضعیف مستور نے یہ دیکھا تو اسے پانی بھول گیا، فوراً دوڑ کر اس نے شہنشاہ کربلا علیہ الصلوات والسلام کے رہوار کی رکاب کا بوسہ لیا اور عرض کی آقا اب تعارف کرانے کی ضرورت تو نہیں رہ گئی کہ آپ کی عظمت وشان کیا ہے، مگر آپ کے نام سے آشنا ہونا ہمارے لئے ضروری ہوگیا ہے، شہنشاہ کربلا علیہ الصلوات والسلام نے اپنے نام سے آگاہ فرمایا، اس مستور نے عرض کی آقا اگر آپ منا سب سمجھیں تو ہمارے غریب خانے کو عزت بخشیں تا کہ میرا بیٹا آ جائے اور وہ بھی آپ کی زیارت سے مشرف ہو

شہنشاہ کربلا علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا ہمارے پاس وقت نہیں ہے جب تمہارا بیٹا آ جائے تو اسے ہمارا سلام کہنا اور اسے یہ پیغام دینا کہ دس محرم کے دن ہم تمہارا کربلا کی سرزمین پر شدت سے انتظار کریں گے

اس مستور نے اس موقعہ پر کلمہ نہیں پڑھا، صرف قدم بوسی کی پھر فوراً اپنی بہو کو بلایا اور کہا کہ تم بھی اپنے محسن شہنشاہ علیہ الصلوات والسلام کی قدم بوسی کرلو، بہو نے بھی قدم بوسی کی، تب شہنشاہ کربلا علیہ الصلوات والسلام اپنی منزل کی طرف روانہ ہوگئے، جب اس ضعیف مستور کا بیٹا پانی لے کر واپس گھر آیا تو سامنے پانی کا چشمہ دیکھ کر حیران رہ گیا، گھر کے اندر داخل ہوا اور اپنی والدہ سے پوچھا کہ یہ کیا معجزہ ہوگیا ہے، اس کی والدہ

نے اسے تمام تفصیل سے آگاہ کیا اور یہ بھی کہا کہ اس کریم علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا تھا کہ دس محرم کے دن ہم تمہارا کربلا میں شدت سے انتظار کریں گے ……(R_249)

'یہ ابطان کا علاقہ سعودی عرب کی سرحد میں ہے اور کربلا معلیٰ عراق میں ہے، یہاں سے کربلا معلیٰ کافی دور ہے، کچھ دن کے بعد محرم کا چاند نظر آ گیا، ضعیف مستور نے اپنے جوان بیٹے سے کہا میرے لعل تمہیں کریم شہنشاہ علیہ الصلوات والسلام نے دس محرم کو کربلا میں آنے کو کہا تھا، ہم اب تیاری کریں

تین محرم کی رات کو انہوں نے دو اونٹ تیار کیئے، ایک اونٹ پر سامانِ سفر باندھا، ایک پر محمل لگایا، اس میں پردہ دار سوار ہوئیں، گھوڑے پر جوان خود سوار ہوا اور سفر شروع کر دیا، یہ بڑے آرام سے سفر کرتے ہوئے آرہے تھے، منزل رہیمیہ کے قریب انہوں نے دس محرم کی رات بسر کی، دس محرم کے دن انہوں نے یہاں سے سفر شروع کیا، جب قصر بنی مقاتل کے پاس پہنچے تو راستے میں انہیں لاتعداد فوج کی نقل وحرکت نظر آئی، یہ حیران ہوئے کہ یہ کیا معاملہ ہے، یہ دریائے فرات کے مغربی کنارے کے ساتھ سفر کر رہے تھے، جب یہ غاضریہ کی بستی میں پہنچے تو ایک شخص سے پوچھا کہ مقام کربلا معلیٰ کس طرف ہے؟ اس نے بتایا کہ اس بستی سے مغربی طرف ہے تو انہوں نے دریا کا کنارہ چھوڑ دیا اور مغربی طرف سفر کرنا شروع کر دیا بعد از دوپہر یہ ارضِ کربلا معلیٰ میں پہنچے، ابھی یہ کافی دور تھے کہ ان کو ایک عظیم لشکر نظر آیا، ایک جنگ کا سماں تھا، مارو مارو کی آواز سے تمام میدان گونج رہا تھا

جس وقت ان کے اونٹ میدانِ کربلا کے نزدیک پہنچے تو لشکر شام نے انہیں روک لیا کہ آگے شدید جنگ جاری ہے، تم کسی اور طرف سے چلے جاؤ، کیونکہ یہاں سے

گزرنا خطرہ سے خالی نہیں ہے

اس وقت اس جوان نے کہا کہ بھائی ہمارا اس جنگ سے تو کوئی تعلق نہیں ہے، یہ تم مسلمانوں کی آپس کی جنگ ہے اور ہم نصرانی ہیں یعنی جناب عیسیٰ سلام اللہ علیہ کے ماننے والے ہیں، تم ہمیں یہاں سے گزرنے دو

اس وقت ناکہ بندی کرنے والے دستے کے انچارج نے اپنے ایک سپاہی سے کہا کہ تم جا کر جنگ کی تازہ ترین صورت حال معلوم کر کے آؤ، اس سپاہی نے گھوڑا دوڑایا، کچھ دیر کے بعد آ کر بتایا کہ میں میدان تک تو نہیں جا سکا مگر جو کچھ مجھے بتایا گیا ہے اس کے مطابق تازہ ترین صورت حال یہ ہے کہ مظلومیت کے خداوند علیہ الصلوات والسلام کے تمام اصحاب وانصار اور قریبی عزیز و اقارب سب شہید ہو گئے ہیں اور وہ خود شاید چند لمحوں کے مہمان ہوں گے، خوف کی وجہ سے ان کے قریب جانے کی کوئی جرأت نہیں کر رہا، اس لئے ہر طرف سے ان پر تیر برسائے جا رہے ہیں

انچارج نے سپاہی کو حکم دیا کہ تم ان کے محمل کے آگے آگے چلتے جاؤ اور ان کو جنگ کے مقام سے گزار کر واپس آ جانا، لشکر شام سے کہنا کہ وہ چند منٹ اپنے تیروں کی بارش بند کر دیں کیونکہ یہ اہل کتاب ہیں اور اہل کتاب کو نقصان پہنچانے سے ہمیں ہمارا دین روکتا ہے اس لئے تم انہیں امن کے ساتھ گزرنے دو

آہ......اے امت ملعون! تمہیں اہل کتاب کا اتنا احساس ہے اور فرزند رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کوئی احساس نہیں ہے

یہاں ایک وضاحت کرتا چلوں کہ تحقیق کے باوجود میں یہ بات درست طور پر معلوم نہیں کر سکا کہ جناب وہب سلام اللہ علیہ کی آمد کربلا میں کس شہید کی شہادت کے بعد ہوئی،

ہاں رفتار اور سفر کے فاصلہ سے اتنا اندازہ ضرور لگایا جا سکتا ہے کہ بارہ بجے سے کچھ دیر بعد ہی یہ کربلا معلیٰ پہنچے ہوں گے کیونکہ تمام صاحبانِ مقاتل نے ان کی آمد شہادتِ عظمیٰ سے تھوڑی دیر قبل ہی بیان کی ہے

آمدم برسر بیان

ان کے محمل آ رہے ہیں، آگے وہ نوجوان گھوڑے سوار ہے جس کی شادی کو ابھی صرف 15 دن ہوئے ہیں، محمل میں دلہن بھی ہے، ضعیف ماں بھی ہے، جب یہ اس مقام سے گزرے جہاں سے تھوڑی دور شہنشاہِ کربلا علیہ الصلوات والسلام عرش کی بجائے کربلا کو معلیٰ بنا کر جلوہ افروز تھے، اس وقت والدہ نے اپنے جوان بیٹے سے کہا کہ میرے لعل جس وقت سے ہم اس سرزمین میں داخل ہوئے ہیں میرا دل بہت اداس ہو گیا ہے، میرا جی چاہتا ہے کہ میں سر میں خاک ڈال کر ماتم کروں روؤں، خدا خیر کرے جب ان کے محمل بالکل محاذِ جنگ کے سامنے سے گزرے تو اس وقت شہنشاہ کربلا علیہ الصلوات والسلام نے آواز دی

☆اما من ناصر ینصرنا و اما من ذابٍ یَذُبُّ عنا

اس وقت ضعیف ماں نے اپنے فرزند سے کہا کہ یہاں اونٹوں کے روک دو اور جلدی جا کر معلوم کرو کہ یہ مظلوم علیہ الصلوات والسلام کون ہے جو مدد کیلئے بلا رہا ہے کیونکہ یہ آواز مجھے جانی پہچانی لگتی ہے......نوجوان نے اونٹ روک کر فوراً گھوڑا دوڑایا اور میدانِ جنگ میں پہنچ گیا، لوگوں کے ہجوم کو عبور کر کے امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام کے قریب پہنچا، ابھی یہ کچھ دور تھا کہ اسی وقت شہنشاہ کربلا علیہ الصلوات والسلام نے سر اٹھا کر

دیکھا اور فرمایا ' وہب بن عبداللہ کلبی تم آ گئے ہو؟ ہمیں کافی دیر سے تمہارا انتظار تھا'
یہ پہلے تو آہستہ آہستہ چل رہا تھا، جب اس نے یہ کلام سنی تو یہ دوڑ کر امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام کے قریب پہنچا اور آتے ہی عرض کی کہ آقا آپ مجھے کیسے جانتے ہیں؟
خداوند مظلومت علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا کیا تمہاری والدہ قمر سلام اللہ علیہا اور تمہاری دلہن بھی پہنچ گئی ہے؟ یہ فوراً دوزانو ہو کر امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام کے سامنے بیٹھ گیا اور روتے ہوئے کہا کہ کیا آپ ہی فرزند رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں، سرکارؑ نے فرمایا ہاں یہ فوراً اٹھا، گھوڑے پر سوار ہوا اور گھوڑے کو اپنی والدہ کی طرف دوڑایا، اس وقت بی بی قمر سلام اللہ علیہا نے روتے ہوئے دلہن سے کہا جس انداز سے میرا لعل گھوڑا دوڑاتا ہوا آرہا ہے خیر نہیں ہے، جو سپاہی انہیں میدان عبور کروانے کیلئے آیا تھا اس سے قمر بی بی سلام اللہ علیہا نے کہا میرے بیٹے تم فوراً اونٹ بٹھا دو خیر نہیں ہے کیونکہ میرے لعل کا عمامہ بھی زمین پر گر چکا ہے مگر اس نے اپنا گھوڑا نہیں روکا
ابھی وہب سلام اللہ علیہ کچھ دور تھا کہ جناب قمر سلام اللہ علیہا نے پوچھا میرے لعل خیر تو ہے یہ کیا حال بنایا ہوا ہے؟ جناب وہب سلام اللہ علیہ نے بھاگتے ہوئے گھوڑے سے آواز دی اماں جس کریم کو ہم ڈھونڈ رہے تھے وہ کریم یہاں عالم غربت میں اکیلا شہید ہو رہا ہے مگر مجھے یقین نہیں آرہا کیونکہ علامتیں نہیں مل رہیں، والدہ نے پوچھا کہ علامتوں میں کیا اختلاف ہے، جناب وہب سلام اللہ علیہ نے کہا یہ مارنے والے اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں اور یہ پکے مسلمان ہیں کیونکہ انہوں نے اہل کتاب کا بھی احترام کیا ہے، یہ فرزند رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کیسے مار سکتے ہیں؟
جناب قمر سلام اللہ علیہا نے کہا بیٹے جو کائنات کی مالک بی بی صلواۃ اللہ علیہا کا حق غصب کر سکتے ہیں

ان سے ہر قسم کی امید رکھی جا سکتی ہے، اس نے کہا کہ دوسری بات یہ ہے کہ ان کے ساتھ عظیم لشکر تھا مگر یہ تنہا ہیں، والدہ نے کہا ذرا گنج شہداء کی طرف دیکھو کتنے خوبصورت جوان زمین پر سو رہے ہیں، یہی تو تھے جو کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام کے ساتھ تھے، فرزند نے پھر پوچھا کہ آپ نے تو بتایا تھا کہ ان کے ساتھ پاک پردہ دار بھی ہیں، جناب قمر سلام اللہ علیہا نے اپنے چہرے پر ماتم کر کے کہا سامنے جو قنات کھڑی ہے اس کے اندر سے رونے اور بین کرنے کی آواز آرہی ہے، مظلوم کی بہنوں صلواۃ اللہ علیہن کے بیٹوں کی آواز نہیں تو کس کی ہے، یہ ازل کے پردہ دار ہیں، چاہے کچھ بھی ہو جائے یہ پردے کی حد عبور نہیں کر سکتے

یہ فوراً میدان کی طرف روانہ ہوئے، جناب قمر سلام اللہ علیہا اپنی بہو اور بیٹے کو لے کر شہنشاہ مظلوم کرب و بلا علیہ الصلوات والسلام کے سامنے آئی، مگر کیفیت یہ ہے کہ نہ اسے پردے کا ہوش ہے، نہ نعلین کا، سر کے بال کھلے ہوئے ہیں، آ کر فوراً قدموں میں گر پڑی، شہنشاہ کربلا علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا تمہارا نام ازل سے ہماری فہرست میں شامل تھا اس لئے ہم نے دعوت دی تھی، اس نے عرض کی کہ آقا پھر یہ مہربانی فرمائیں کہ فوراً میرے بیٹے کو نصرت کی اجازت فرمائیں...... اجازت عطا ہوئی

تاریخ یہ بتاتی ہے کہ جب جناب وہب سلام اللہ علیہ نے جنگ کا ارادہ کیا اس وقت ان کی دلہن ان کے سامنے آ کر کھڑی ہوگئی، رو رو کر کہا کہ میں امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام کی نصرت سے آپ کو نہیں روکوں گی مگر شہنشاہ کربلا علیہ الصلوات والسلام کے سامنے مجھ سے یہ وعدہ کریں کہ آپ کل شہنشاہ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے جب سرخرو ہو کر جائیں گے تو مجھے ساتھ لے کر جائیں گے اور مجھے اپنی ذات سے جدا نہیں کریں گے

جناب وہب سلام اللہ علیہ نے فرمایا کہ وعدہ رہا جہاں ہم ہوں گے تم بھی وہیں ہوگی

اس وقت جناب وہب سلام اللہ علیہ کی دلہن جناب وہب سلام اللہ علیہ کا ہاتھ تھام کر کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام کے سامنے آئی اور عرض کی آقا آپ بہتر جانتے ہیں میرا سرتاج اب آپ کی نصرت میں شہید ہو کر جنت الفردوس میں پہنچ جائے گا اور میں اس بیابان میں بے سہارا ہو جاؤں گی، اب آقاؑ آپ گواہ رہیں میرے سرتاج نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ کل وہ جہاں ہوں گے مجھے نہیں بھولیں گے اور مجھے اپنے ساتھ رکھیں گے

شہنشاہِ معظم علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا کہ یہ صرف اس کا وعدہ نہیں بلکہ ہمارا بھی وعدہ ہے کہ تم مل کر جنت میں رہو گے، اس وقت دلہن نے کہا اب میرے سرتاج دیر نہ کریں اپنے پاک آقا کی فوراً نصرت کریں، آپ کے جسم کا ایک ایک حصہ نصرت میں سرف ہو جانا چاہیے

جناب وہب سلام اللہ علیہ اپنے آقا کی نعلین چوم کر اٹھے اور اچانک لشکر شام پر بھرپور حملہ کر دیا، اس اچانک افتاد پر ظالمین گھبرا کو دوڑے، جناب وہب سلام اللہ علیہ نے ایسی جنگ کی کہ سینکڑوں کی تعداد میں ملاعین کو فی النار کیا، اسی دوران ان کا بایاں ہاتھ شہید ہو گیا مگر انہوں نے پرواہ نہ کی اور جنگ کرتے رہے، پھر دایاں ہاتھ بھی شہید ہو گیا، جب یہ جہادِ نصرتِ امام کر رہے تھے تو اس وقت جناب قمر سلام اللہ علیہا اور جناب وہب سلام اللہ علیہ کی دلہن دونوں جناب وہب سلام اللہ علیہ کو جوش دلانے میں مصروف تھیں اور والدہ بار بار کہہ رہی تھی کہ

شاباش میرے لعل! میرے دودھ کی لاج رکھو، جنگ مزید تیز کر دو، ایسا جہاد کرو کہ آنے والی نسلیں بھی تمہیں یاد رکھیں اور میرے مقدس دودھ کو بھی نہ بھولیں

جب ان کے ہاتھ شہید ہوئے تو پھر ان کی دلہن اپنے مقام پر نہیں ٹھہر سکی بلکہ اس نے اونٹ سے خیمہ کی ایک چوب کھینچی اور لشکر شام میں آگئی اور اپنے سرتاج کی نصرت میں چوب کے ساتھ جنگ کرنے کا ارادہ کیا، جناب وہب سلام اللہ علیہ نے اسے آواز دی کہ تم جنگ نہیں کرو مگر دلہن نہیں رکی، روکر کہا میں اس عالم میں اپنے سہاگ کو کیسے دیکھوں کہ وہ اپنے مالک کی نصرت بھی پوری طرح نہ کرسکتا ہو، اس کے ہاتھ شہید ہوگئے ہوں اور میں نصرت نہ کروں تو یہ مالک کے ساتھ بے وفائی ہے

اس وقت شہنشاہ مظلومیت علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا کہ ہمارے ناناؐ پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شریعت مستورات کو جہاد سے روکتی ہے، تم نے جہاد نہیں کرنا

روکر عرض کرتی ہے اموی کتوں کی اسیری سے آپ کی نصرت میں شہید ہونا مجھے زیادہ عزیز ہے، آپ جانیں اور آپ کے ناناؐ کی شریعت جانے، میرا دین آپ کی ذات پر قربان ہونا ہے، اس کے بعد جناب وہب سلام اللہ علیہ شدید زخموں کی وجہ سے زمین پر گرے، لشکر شام نے آکر گھیر لیا، ان کی دلہن نے ظالموں سے مخاطب ہوکر کہا کہ اے ملعونو! مجھے راستہ دو میں آخری وقت اپنے سرتاج کے پاس آنا چاہتی ہوں میں ان سے پوچھنا چاہتی ہوں کہ اس ویرانہ میں مجھے اکیلا چھوڑ کر وہ کہاں جا رہے ہیں، جب شامیوں نے راستہ نہ دیا تو اس نے خیمہ کی چوب سے ان پر حملہ کر دیا، فوجیں گھبرا کر پیچھے ہٹ گئیں کیونکہ ہر فوجی عورت ذات پر تلوار اٹھانا اپنی توہین سمجھتا تھا، جب تمام فوج راستہ سے ہٹ گئی تو دلہن نے دیکھا کہ سامنے سرتاج سویا ہوا تھا مگر اس کے مہندی والے ہاتھ جسم کے ساتھ نہیں تھے، دلہن آکر سرتاج پر گر پڑی، جناب وہب سلام اللہ علیہ پر غش طاری تھا، دلہن نے آکر ان کے سینے پر سر رکھ دیا

اور درد بھرے بین کرنا شروع کر دیئے

جب جناب وہب سلام اللہ علیہ کی دلہن بین کرنے میں مصروف تھی، اس وقت شمر ملعون قریب آیا، اس کے ساتھ اس کا ایک سیاہ فام غلام بھی تھا، جو شمر ملعون نے کسی ایرانی سے خریدا تھا، اس کا نام رستم تھا، شمر ملعون نے آہستہ سے کہا کہ اس کا ہجر دور کر دو یہ ملعون دلہن کے قریب پہنچا، دیکھا کہ دلہن سرتاج کے سینے پر سر رکھ کر رو رہی ہے اس ظالم نے دلہن سمجھ کر ایسا سگن کیا جس سے دولہا اور دلہن کا خون مل کر بہنا شروع ہوا، ان لاشوں سے کچھ فاصلہ پر ضعیف ماں جناب قمر سلام اللہ علیہا کھڑی یہ درد بھرا منظر دیکھ رہی تھی، ان کے دیکھتے ہی ایک ملعون نے آگے بڑھ کر جناب وہب سلام اللہ علیہ کا سر تن سے جدا کیا، سر اٹھا کر ضعیف ماں سلام اللہ علیہا کی طرف دیکھا، پھر سر پاک کو ضعیف ماں کی طرف پھینک دیا، ضعیف ماں سلام اللہ علیہا نے سر کو اپنی گود میں وصول کیا اور سر کو چوم کر کہا بیٹے ماں تیری شکر گزار ہے کہ تو نے میرے مقدس دودھ کی لاج رکھی ہے، اپنے آقا اور محسن کی نصرت میں جان کا نذرانہ پیش کر کے آپ نے مجھے تمام آلِ رسول کے سامنے سرخرو اور سر بلند کیا ہے، میں آپ کا احسان نہیں اتار سکتی

اپنے جوان بیٹے کے سر کو ضعیف ماں نے پیار کر کے زمین پر رکھ دیا، پھر جناب وہب سلام اللہ علیہ کی ضعیف ماں نے اپنے دائیں بائیں دیکھا، سامنے خیمہ کی وہ چوب دکھائی دی جس سے ان کی بہو نے اپنے سرتاج کی نصرت کی تھی، انہوں نے دلہن کی پھینکی ہوئی چوب اٹھائی، جھکی ہوئی کمر سیدھی کی اور فوج پر حملے کا ارادہ کیا

امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا قمر سلام اللہ علیہا آپ نے جنگ نہیں کرنا ہے کیونکہ شریعت نے عورتوں پر جہاد ساقط فرمایا ہے، اس وقت اس ضعیف ماں نے ایمان کی اعلیٰ

ترین منزل پر کھڑے ہوکر عرض کی آقاؑ شریعت جانے اور آپ کے پاک نانا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جانیں، ہمارا دین تو صرف آپ کی نصرت کرنا ہے، یہ عرض کرتے ہی اس مستور نے اس ملعون پر حملہ کر دیا جس نے جناب وہب سلام اللہ علیہ کا سر جدا کیا تھا، یہ حملہ اتنا اچانک اور شدید تھا کہ وہ ملعون بوکھلا کر پیچھے ہٹا، مگر پے در پے وار کرتے ہوئے جناب قمر نے اس ملعون کو فی النار کیا، اسی اثنا میں ہر طرف سے ظالموں نے ہلہ بول دیا، چند ملاعین کو مارنے کے بعد تھوڑی دیر میں ہی ضعیفہ نے اسی جگہ کو شرف بخشا جہاں بہو اور بیٹا آرام فرما تھے، آخری سانسوں میں اپنے آقاؑ سے مخاطب ہو کر عرض کی کہ اے فرزندِ رسولؐ گواہ رہنا کہ ہم نے آپ کی نصرت کا حق ادا کر دیا ہے

مل کر دعا کریں کہ اس ضعیف ماں کی بھی تمام حسرتیں جلد پوری ہوں اور یہ اپنی بہو کے ساتھ اپنے بیٹے کو پھر آباد دیکھے، ان کی گود بیٹوں کے ساتھ آباد دیکھے، کونین کا مالک منتقم آلِ عبا عجل اللہ فرجہٗ الشریف جلد آ کر ان کا انتقام لے، تمام اعوان و انصار کے ساتھ شہنشاہِ کربلا علیہ الصلوات والسلام دوبارہ آباد ہوں، اپنے آقا کے گھر اطہر میں خوشیوں کی ابدی اور دائمی بہاریں دیکھ کر ان کے تمام ناصرین کے دل ہمیشہ ہمیشہ شاد رہیں، خدا کرے کہ کبھی دکھ درد کا سایہ ان کے نقش کف نعلین تک بھی نہ پہنچے



آمین یا رب العالمین



اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ وَ آلِ مُحَمَّدٍ وَعَجِّل فَرَجَھُم بِقَائِمِھِمؑ عَجَلَ اللّٰہُ فَرَجَہُ الشریف

وَ صَلَوَاتُ اللّٰہُ عَلَیہِ وَ عَلٰی آلِہٖ اَجمَعِین

یاھوالوہاب الخبیر العلیم
یا مولا کریم عجل اللہ فرجک وصلوات اللہ علیک

مجلس نمبر 38 نویں منزل

ثوق یا زبالہ

(واقعات ایاس ابن عثل طائی)

17 ذوالحجہ کا دن ہے، کوفہ کا شہر ہے، بنی کندہ کا محلّہ ہے، محمد بن اشعث بن قیس کندی کا گھر ہے جو کوفہ کے روساء میں شامل ہے، اس لئے اس کے گھر کی عمارت پرانے زمانے کے امراء کے مزاج کی ترجمانی کر رہی ہے، اس دو منزلہ عمارت کے مین گیٹ پر ایک آدمی کھڑا ہے، جس نے دروازہ پر دستک دی ہے اور اب کسی غلام کی انتظار میں ہے کہ کوئی آئے تو وہ اندر جانے کی اجازت لے سکے

کچھ دیر بعد ایک سیاہ فام غلام دروازے پر آیا جس کے ہاتھ میں ایک نیزہ تھا، اس نے دروازہ کھولا، دیکھا اور آنے والے شخص سے کوئی بات کیئے بغیر فوراً واپس چلا گیا کیونکہ وہ اس آنے والے شخص کو اچھی طرح جانتا تھا

وہ غلام عمارت کے اندر ایک آراستہ کمرے میں داخل ہوا، اس کمرے میں قالین بچھے ہوئے ہیں، ان قالینوں پر کمرے کی دیواروں کے ساتھ ساتھ کافی تعداد میں تکیئے رکھے ہوئے ہیں، ان پر چند روسائے کوفہ بیٹھے ہوئے ہیں اور مرکزی جگہ پر محمد بن اشعث ملعون تکیئے کی ٹیک لگا کر بیٹھا ہوا ہے، اس کے ارد گرد روساء بیٹھے ہوئے

ہیں، ان کے سامنے ایک طشت میں سیاہ رنگ کی کھجور رکھی ہوئی ہے، ان کے ہاتھوں میں نبیذ (جو کی شراب) کے جام ہیں، وہ سب اسی شراب کے ساتھ کھجور کھانے میں مصروف ہیں، اس ملعون کے سب سے زیادہ قریب جو شخص بیٹھا ہوا ہے یہ وہ بدنام زمانہ ملعون ہے جسے سب لوگ عمر بن سعد بن ابی وقاص کے نام سے جانتے ہیں، یہ ملعون بھی شراب پی رہا ہے، اس وقت ان کے درمیان کوئی سنجیدہ قسم کا موضوع زیر بحث ہے، غلام نے آ کر عرض کی کہ دروازے پر ایاس بن عثل طائی اندر آنے کی اجازت مانگ رہا ہے

یہاں ایاس کے بارے میں بھی بتاتا چلوں کہ یہ ایاس بن عثل طائی قبیلہ بنی مالک بن عمر ابن ثمامہ طائی سے تعلق رکھتا تھا، اس کا کوئی خاص کاروبار نہیں تھا بلکہ یہ بڑے بڑے روساء کی شان میں قصائد لکھ کر ان کے سامنے سناتا تھا اور وہ روساء جو کچھ دے دیتے اس سے یہ پیٹ پالتا تھا، یہ ایک ایسا روایتی شاعر تھا جو شاعری کو پیشہ بنا لیتے ہیں

جب غلام نے آ کر اطلاع دی کہ شاعر ایاس بن عثل طائی ملنا چاہتا ہے تو ابن اشعث ملعون نے اشارہ کیا کہ اسے اندر بھیج دو، جب ایاس بن عثل طائی اندر آیا تو اس وقت ابن سعد ملعون کہہ رہا تھا کہ شریعت کا حکم ہے کہ اگر کوئی وصیت کرے تو اس کی وصیت ضرور پوری کرو

میں نے طوعاً کرھاً جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام کی وصیت سن لی ہے، اب وصیت کو پورا کرنا میرے لئے واجب ہے کیونکہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہی حکم ہے، اب میں کیا کروں؟ میں مجبور ہوں، سوچ رہا ہوں کہ کسے اور کیسے بھیجوں؟

یہ تو میں پہلے عرض کر چکا ہوں کہ جو لوگ اصول کے دشمن ہوتے ہیں وہ فروعات کی سختی سے پابندی کرتے ہیں، یہی وجہ تھی کہ جو لوگ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاک گھر کے دشمن تھے وہ فروعی احکام کے سختی سے پابند تھے

یہ ملعون اسی لئے پریشان تھا کہ جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام نے اسے وصیت فرمائی تھی کہ ایک تو تم شہنشاہ کربلا علیہ الصلوات والسلام کو ہماری طرف سے خط لکھ کر آگاہ کرنا کہ وہ کوفہ تشریف نہ لائیں، دوسری وصیت یہ تھی کہ ہمارا گھوڑا اور تلوار وغیرہ فروخت کر کے ہمارا قرض اتار دینا اور جو پیسے بچ جائیں ان سے ہماری تجہیز و تکفین کے اخراجات کئے جائیں، ہمارا باقی سامان اگر مل جائے تو وہ بھی شہنشاہ کربلا علیہ الصلوات والسلام تک پہنچا دیا جائے

اس ملعون نے کہا کہ میں اس لئے پریشان ہوں کہ پورے 8 دن گزر گئے ہیں میں ابھی تک وصیت پوری نہیں کر سکا، میں سوچ رہا ہوں کہ کسے روانہ کروں

عین اسی وقت ایاس بن عثل طائی بغل میں تھیلا لٹکا کر کمرے میں داخل ہوا، ابن اشعث ملعون نے فوراً کہا کہ تم پریشان کیوں ہو رہے ہو؟ تمہاری مشکل تو حل ہو گئی ہے، یہ شاعر آ گیا ہے، تم اسے ہی بھیج دو، یہ وصیت کے مطابق ہر چیز امام کائنات علیہ الصلوات والسلام تک پہنچا دے گا اور یہ غریب آدمی ہے تھوڑی سی اُجرت کے بدلے یہ ہر کام کیلئے تیار ہو جائے گا

عین اسی وقت پاس پہنچ کر ایاس نے سلام کیا، انہوں نے جواب دیا اور اسے بیٹھنے کا اشارہ کیا، ایاس بیٹھ گیا، ابن اشعث ملعون نے ایاس سے پہلے اس کا تازہ کلام سنا جو اس نے اس ملعون کی شان میں لکھا تھا، اس کلام کے بدلے ملعون نے اسے کچھ

درہم کی تھیلی دی، پھر ایاس سے بات کی کہ تم ہمارا یہ کام کرو

ایاس بن عثل طائی نے جواب دیا کہ میں انتہائی غریب آدمی ہوں اور میرے پاس کوئی سواری نہیں ہے اور پیدل میں اتنا طویل سفر نہیں کرسکتا

ابن سعد ملعون نے کہا کہ اس کام کیلئے میں تمہیں اپنے اونٹوں میں سے ایک ناقہ دے دوں گا، تم واپس آکر مجھے لوٹا دینا، تمہیں اس کام کی اُجرت بھی دی جائے گی

ایاس نے کہا اگر یہ بات ہے تو میں جانے کیلئے تیار ہوں، انہوں نے کہا کہ رات کو مکمل تیاری کر کے آنا ہم تمہیں رات کو ہی روانہ کردیں گے، زادِ راہ بھی دیں گے کھانے پینے کا سامان بھی ساتھ دیں گے، ذرا جلدی آنا

جب یہ شاعر ایاس بن عثل طائی رات کو ابن اشعث ملعون کے گھر آیا تو وہ پہلے سے ہی انتظار میں تھے، انہوں نے اسے یہاں ٹھہرنے نہیں دیا بلکہ ابن اشعث نے اسے دو خط دیئے، ایک خط ابن سعد ملعون کا تھا جس کے بارے میں اس نے کہا کہ یہ تم نے شہنشاہ کربلا علیہ الصلوات والسلام کی خدمت میں پیش کرنا ہے، اور ایک خط حصین بن نمیر ملعون کے نام تھا کیونکہ اس ملعون نے مدینہ سے آنے والے تمام راستوں کی ناکہ بندی کی ہوئی تھی اور اسے حکم تھا کہ نہ کوفہ سے کسی کو جانے دینا نہ ہی کوفہ کسی کو آنے دینا...... اس لئے اس کے نام ابن اشعث ملعون نے خط لکھا کہ یہ ہمارا آدمی ہے اسے نہ روکنا، پھر انہوں نے ایاس کو سامان کی ایک گٹھڑی دی اور کہا کہ اسے تم نے کھولنا نہیں ہے بلکہ اسی طرح امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام کی خدمت میں پیش کرنا ہے

اس گٹھڑی میں جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام کے استعمال کا سامان تھا اور ان کا وہ لباس بھی تھا جو انہوں نے شہادت کے وقت پہنا ہوا تھا جو اسی طرح خون آلود تھا

باقی ان کے استعمال کی چیزیں تھیں

ایاس بن عثل طائی یہاں سے روانہ ہوا، یہ کوفہ سے قادسیہ کے راستہ پر آیا جہاں حصین ملعون کے پہرے داروں نے اسے روکا، اس نے خط پیش کیا جس کے بعد اسے آگے جانے کی اجازت دے دی گئی ......(R_250)

یہاں ایک اشتباہ رفع کرتا چلوں کہ ہماری کتب مقاتل کو جن لوگوں نے سرسری نگاہ سے دیکھا ہے انہوں نے کئی مختلف واقعات کو آپس میں ملا دیا ہے مثلاً

ایک واقعہ وہ ہے جو بستان عامر سے نکلتے ہوئے پیش آیا تھا یعنی امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام کا محملوں سے پیچھے رہ جانا اور جناب عباس علیہ الصلوات والسلام کا جا کر دریافت کرنا اور انہیں جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام کی شہادت سے آگاہ فرمانا ...... یہ واقعہ 9 ذوالحجہ کے دن کا ہے

دوسرا واقعہ وہ ہے جو جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام کی شہادت کی سب سے پہلے خبر پہنچانے کے ضمن میں بیان ہوا ہے، وہ دو اسدی جوانوں کا واقعہ تھا جن کا میں ذکر کر چکا ہوں یعنی عبداللہ بن سلیمان اور منذر بن مشمعل اسدی نے یہ اطلاع مدینہ پہنچنے سے پہلے دی تھی، یاد دہانی کے طور پر عرض کرتا چلوں کہ یہ اسدی جوان کوفہ سے 10 ذوالحجہ کو نکلے تھے اور یہ واقعہ مدینہ سے ایک منزل مکہ کی طرف پیش آیا تھا یعنی الماوان کے مقام پر انہوں نے کوفہ کا حال سنایا تھا

الماوان سے 95 کلومیٹر کے فاصلہ پر مدینہ ہے اور مدینہ سے 482 کلومیٹر پر فید کا شہر ہے یعنی الماوان سے 577 کلومیٹر آگے اسی سلسلہ کا تیسرا واقعہ پیش آیا تھا جو عبداللہ بن شرح ابن سلیم کوفی کے حوالے سے بیان ہو چکا ہے کہ یہ حج سے واپسی

کے بعد منزل فید سے کچھ پہلے بکیر اسدی ملعون کو ملا اور اُس نے اسے کوفہ کے حالات سے آگاہ کیا اور منزل فید پر آ کر عبداللہ بن شرح نے وہ حالات بارگاہِ امام علیہ الصلوات والسلام میں پیش کیئے تھے

یہ چوتھا واقعہ ہے جو ایاس بن عثل طائی کے حوالہ سے بیان کیا جا رہا ہے، یہ کوفہ سے 18 ذوالحجہ کو نکلا، چاروں واقعات مختلف اوقات میں اور مختلف مقامات پر پیش آئے ہمارے سرسری بین حضرات ان کو ایک ہی جگہ پر بیان کر دیتے ہیں اور اس طرح بیان کرتے ہیں کہ یہ سارا ایک ہی واقعہ اور ایک ہی دن کا واقعہ نظر آتا ہے حالانکہ ایک واقعہ دوسرے سے کئی سو کلومیٹر دور واقع ہوا، آپ خود فاصلے دیکھ لیں

مدینہ تا فید 482 کلومیٹر...... مدینہ تا قیر العبادی (ابطان) 777 کلومیٹر

مدینہ تا زبالہ 855 کلومیٹر......

تاریخوں کے لحاظ سے پہلا واقعہ 9 ذوالحجہ کا ہے، دوسرا واقعہ 17 ذوالحجہ کا ہے، تیسرا واقعہ 24 ذوالحجہ کا ہے اور چوتھا واقعہ 28 ذوالحجہ کا ہے

آمدم برسر موضوع

28 ذوالحجہ اتوار کی رات شہنشاہ کربلا علیہ الصلوات والسلام کا کاروان شہادت منزل خزیمیہ سے روانہ ہوا، آگے 66 کلومیٹر کے فاصلے پر ثعلبیہ کی منزل تھی، اس سے آگے 58 کلومیٹر کے فاصلے پر منزل قیر العبادی تھی جسے ابطان بھی کہا جاتا تھا، منزل قیر العبادی پر اس کاروانِ شہادت کا قیام ہوا، قیر العبادی سے آگے 58 کلومیٹر کے فاصلہ پر منزل ثوق ہے، یہاں قیام نہیں ہوا، بلکہ اس سے 20 کلومیٹر آگے منزل زبالہ پر

29 ذوالحجہ بمطابق 28 ستمبر سوموار کے دن قافلہ پاک نے قیام فرمایا کیونکہ منزل زبالہ اور منزل ثوق قریب قریب ہیں، اس لئے کچھ لوگوں نے منزل زبالہ کے واقعات کو منزل ثوق کے حوالے سے لکھا ہے اور ان میں کوئی تناقض یا تضاد نہیں سمجھنا چاہیے

منزل ثوق ...... ثوق بن کنانہ بن عتیق بن تغلب بن عبداللہ عائذی کے نام سے مشہور تھی، اسے کچھ لوگ شقوق بھی کہتے تھے، اس کی وجہ یہ تھی کہ جو قصبے عراق یا عرب کی سرحد پر تھے ان سب کو شقوق کہا جاتا تھا کیونکہ یہ دو ملکوں کو ایک دوسرے سے شق (جدا) کرتے تھے، یہ مقامِ ثوق غاضریہ کے اسدی لوگوں کی ملکیت تھا، یہ زبالہ اور القاع کے درمیان تھا، یہ ایک بڑا قصبہ یا چھوٹا سا شہر تھا، یہاں ایک قدیم قلعہ بھی تھا اس میں ایک جامع مسجد بھی تھی جو اس بات کی علامت سمجھی جاتی تھی کہ اس کے گرد ونواح میں کئی قصبے بھی موجود تھے، جن کے لوگ نماز جمعہ یہاں آکر ادا کرتے تھے یہ معلوم نہیں کہ اس کے گرد ونواح میں اس وقت کتنے قصبے تھے؟ اور ان کے نام کیا کیا تھے اور یہ بھی معلوم نہیں کہ اس وقت اس علاقہ کا قلعہ دار کون تھا کیونکہ اس زمانے میں جہاں بھی کوئی قلعہ ہوتا وہاں حکومت وقت کوئی نہ کوئی فوجی دستہ بھی رکھتی تھی اور اس فوجی دستے کے سردار یا انچارج کو قلعہ دار کہا جاتا تھا

28 ذوالحجہ کے دن قیر العبادی پر کاروانِ تسلیم ورضا قبل از دوپہر پہنچ گیا، یہاں سے 29 ذوالحجہ سوموار کی رات کو روانگی ہوئی اور اسی روز منزل ثوق سے گزر ہوا

جب یہ کاروان تسلیم ورضا منزل ثوق سے منزل زبالہ کی طرف روانہ ہوا اس وقت اگلے حفاظتی دستے نے دیکھا کہ ایک ناقہ سوار اپنی ناقہ کو تیزی سے دوڑاتا ہوا آرہا

ہے، اس وقت محملوں کو روک دیا گیا اور ایک سوار نے جا کر اسے راستہ چھوڑنے کا اشارہ کیا، اس ناقہ سوار نے راستہ چھوڑ دیا اور اپنی ناقہ کو راستہ سے ہٹا کر منہ دوسری طرف کر کے کھڑا ہو گیا، محمل گزر گئے، محملوں کے پیچھے امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام تشریف لا رہے تھے، جب وہ اس ناقہ سوار کے سامنے آئے تو انہوں نے آگے جانے کی بجائے اپنے رہوار کا رخ اس ناقہ سوار کی طرف موڑ دیا اور اپنے رہوار کو اس کی ناقہ کے قریب لے گئے، شہنشاہ معظم علیہ الصلوات والسلام نے سلام کیا، اس نے اچھے طریقہ سے سلام کا جواب دیا، پھر شہنشاہ کربلا علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا بھائی تم کس طرف سے آ رہے ہو بصرہ یا کوفہ سے؟ اس نے عرض کی کہ میں کوفہ سے آ رہا ہوں اور مدینہ کی طرف جا رہا ہوں، امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا کہ تم مدینہ کیوں جانا چاہتے ہو؟ اس نے عرض کی کہ میں شہنشاہ معظم مولا حسینؑ ابن علیؑ علیہما الصلوات والسلام کی طرف عمر ابن سعد ملعون کا خط لے کر جا رہا ہوں اور میرے پاس کچھ سامان بھی ہے جو ان کو پیش کرنا ہے، فرمایا وہ کس قسم کا سامان ہے؟ یہ فرماتے ہوئے آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے

اس نے عرض کی کہ شہنشاہ کربلا علیہ الصلوات والسلام نے اپنے پاک بھائی کو اپنا وکیل بنا کر کوفہ بھیجا تھا، کوفیوں نے عہد شکنی کی، جس کی وجہ سے وہ شہید ہو گئے، اور ان کی وصیت کے مطابق ان کا سامان شہنشاہ کربلا علیہ الصلوات والسلام کی خدمت میں پیش کرنا ہے اور یہ خط بھی انہیں دینا ہے

اس وقت شہنشاہ کربلا علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا جس مظلوم کیلئے تم خط لے کر جا رہے ہو وہ مظلوم ہم ہی ہیں، یہ خط تم ہمیں دے دو اور سامان ہم اگلی منزل زبالہ پر قیام کے

دوران تم سے وصول کر لیں گے، تم نے بھی تو واپس کوفہ جانا ہے اور ہم بھی کوفہ جا رہے ہیں، اگلی منزل پر تمام حالات تفصیل سے سنیں گے

جب شہنشاہ کربلا علیہ الصلوات والسلام بعد از دو پہر منزل زبالہ پر پہنچے تو یہاں فوراً خیام لگائے گئے، شہنشاہ کربلا علیہ الصلوات والسلام نے پہلے اس سے سامان وصول نہیں کیا اور نہ ہی اس کے بارے میں کسی کو آگاہ فرمایا، جب تمام لوگ کھانا کھانے سے فارغ ہوئے تو نماز ظہرین ادا فرمائی گئی، پھر شہنشاہ کربلا علیہ الصلوات والسلام نے تمام اولاد عقیل علیہم الصلوات والسلام کو اپنے خیمہ میں جمع فرمایا

اس وقت ایاس بن عثل طائی کو یاد فرمایا، پہلے اس سے کوفہ کے حالات دریافت کئے اس نے عرض کی کہ تمام کوفیوں نے آپ کو چھوڑ دیا ہے، بلکہ وہ آپ کے خلاف متحد ہو چکے ہیں، اس لئے آپ کا کوفہ جانا مناسب نہیں امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا

☆ان الامر لله يفعل ما يشاء ربنا تبارك هو كل يوم في شان

اس وقت کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام نے آل عقیل علیہم الصلوات والسلام کی طرف نگاہ فرمائی جن کی تعداد 15 یا 16 تک لکھی ہوئی ہے، مناسب ہوگا کہ میں ان کے اسمائے مبارکہ عرض کرتا چلوں

جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام کے 6 بھائی ساتھ تھے، جو اِن سے چھوٹے تھے

(1) جعفرؑ بن عقیل علیہ الصلوات والسلام (2) عبد الرحمٰن بن عقیل علیہ الصلوات والسلام

(3) عبد اللہ اصغرؑ بن عقیلؑ علیہ الصلوات والسلام (4) علیؑ بن عقیلؑ علیہ الصلوات والسلام

(5) عونؑ بن عقیلؑ علیہ الصلوات والسلام (6) جناب موسیٰؑ بن عقیلؑ علیہ الصلوات والسلام

جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام کے بہ اختلاف روایات کل 8 یا 10 فرزند تھے، ان میں

سے دو شہزادے اپنے پاک باباؑ کے ساتھ کوفہ گئے تھے باقی 6 یا 8 فرزند علیہم الصلوات والسلام اس موقعہ پر موجود تھے ان کے نام یہ ہیں

(1) عبداللہؑ بن مسلمؑ علیہ الصلوات والسلام (2) عبداللہ اصغرؑ علیہ الصلوات والسلام

(3) عبدالرحمٰنؑ ابن مسلم علیہ الصلوات والسلام (4) جناب جعفرؑ الاکبر علیہ الصلوات والسلام

(5) جناب محمدؑ الاکبرؑ علیہ الصلوات والسلام (6) جناب علیؑ الاکبرؑ علیہ الصلوات والسلام

اس موقعہ پر جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام کے دو بھتیجے بھی موجود تھے یہ دونوں چھوٹے سن کے تھے ان کے نام یہ ہیں

(1) محمدؑ بن ابی سعید بن عقیل علیہ الصلوات والسلام (2) محمدؑ بن احمد بن عقیل علیہ الصلوات والسلام

میں عرض کر رہا تھا کہ نماز ظہرین کے بعد کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام نے تمام آل عقیل علیہ الصلوات والسلام کو طلب فرمایا، پھر تمام خاندان کو اپنے خیمہ میں یاد فرمایا، جب تمام پاک افراد جمع ہو گئے تو سب سے پہلے کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام نے جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام کے بڑے لخت جگر ان کی دستار کے وارث جناب عبداللہ الاکبر علیہ الصلوات والسلام کو پاک باباؑ کی تعزیت کی، پھر شہنشاہ معظم علیہ الصلوات والسلام نے ایاس بن عشل طائی کو یاد فرمایا وہ خیمہ میں حاضر ہوا، اس کے ہاتھوں میں ایک گٹھڑی تھی، اس نے وہ گٹھڑی سامنے رکھ دی، اس کے سامنے کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام نے عمر ابن سعد ملعون کا لکھا ہوا خط کھولا جس میں جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام کی وصیتیں لکھی ہوئی تھیں

امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام وہ خط پڑھتے رہے اور جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام کے تمام فرزند روتے رہے، پھر شہنشاہ معظم علیہ الصلوات والسلام نے ان کے لخت جگر جناب عبداللہ علیہ الصلوات والسلام سے فرمایا کہ اب تم سب یہاں بیٹھے رہو ہم پہلے اپنے اصحاب کے ساتھ

ایک بات کریں گے پھر ہم سب مل کے حرم سرا میں جائیں گے اور یہ گھڑی وہاں جا کر آپ کی پاک ماں صلواۃ اللہ علیہا کو پیش کریں گے

اس وقت کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام نے ایک غلام کو حکم دیا کہ سب لوگوں سے کہو کہ انہیں شہنشاہ معظم یاد فرما رہے ہیں، جب یہ اعلان ہوا تو سب لوگ کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام کے خیمہ کے باہر جمع ہو گئے، اس وقت جو لوگ شہنشاہِ کربلا علیہ الصلوات والسلام کے ساتھ تھے ان کی تعداد بہ اختلافِ روایات 8 ہزار سے 30 ہزار تک لکھی گئی ہے

جب یہ تمام لوگ خیمہ اطہر کے باہر جمع ہو گئے تو اس وقت امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام اپنے خیمہ سے باہر تشریف لے آئے، سب لوگوں کو حکم فرمایا کہ تم سب بیٹھ جاؤ، پھر امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام نے ایک خطبہ انشا فرمایا جس میں حمد وثنا کے بعد فرمایا

☆اما بعد ایها الناس انا جمعکم علی ان العراق لی انه قد آتتنا خبر فظیع قتل مسلم بن عقیل علیهما الصلوات والسلام و هانی بن عروة سلام الله علیه و قد خذلتنا شیعتنا فمن احب منکم الانصراف فلینصرف لیس علیه منا ذمام...... (R_251)

فرمایا ہم نے تمہیں اس لئے جمع فرمایا تھا کہ عراق ہمارا ہے یعنی عراق کی حکومت ہمیں حاصل ہوگی مگر اب ہمیں ایک بڑی دردناک خبر ملی ہے، وہ جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام اور جناب ہانی سلام اللہ علیہ کی شہادت کی خبر ہے، جنہیں امت نے بڑی بے دردی کے ساتھ شہید کر دیا ہے اور ہم تمہیں آگاہ کرنا چاہتے ہیں کہ کوفیوں نے ہمیں چھوڑ دیا ہے اور وہ ہند جگر خوارہ کے ناخلف ملعون کے ساتھ مل گئے ہیں، اور کچھ ابن مرجانہ ملعون کے خوف سے ہماری نصرت سے دست کش ہو گئے ہیں، اب ہماری کیفیت یہ ہے کہ ہمارے لئے یہ زندگی بے رنگ ہو گئی ہے

اس لئے ہم تمہیں آگاہ کرنا چاہتے ہیں کہ ہم نے تم سب کو اپنی بیعت سے آزاد کیا ہے، ہماری منزل شہادت ہے، ہماری طرف سے تم سب کو عام اجازت ہے کہ تم میں سے جو واپس جانا چاہے وہ بے شک چلا جائے، ہم اس پر خوش ہیں، اب ہمیں صرف وہ لوگ درکار ہیں جو طعام و آب کی بجائے شمشیر و سناں کو زیادہ عزیز رکھتے ہوں، جو زندگی سے زیادہ موت سے پیار کرتے ہوں، اس لئے ہم نے تم پر سے اپنی بیعت اٹھالی ہے، جس نے جانا ہے بے شک چلا جائے

تاریخ بتاتی ہے کہ امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام خطبہ انشاء فرمانے کے بعد خیام میں تشریف لے گئے، ان کے خیام میں جانے کے بعد لوگوں نے اپنے اپنے خیمے اکھاڑنا شروع کر دیئے اور جس کا رخ جس طرف ہوا وہ صحراؤں میں چلا گیا، یہاں سے اکثر لوگ منتشر ہو گئے، 8 ہزار یا 30 ہزار میں سے صرف 3 ہزار افراد بچ گئے، باقی اس منزل پر امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام کو چھوڑ کر چلے گئے، حقیقی تعداد مالک ذات بہتر جانتی ہے

میں عرض کر رہا تھا کہ جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام کا سامان جو ایاس بن عثل طائی لے آیا تھا باہر نہیں کھولا گیا بلکہ امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام نے حرم سرا میں اطلاع بھجوائی کہ تمام مستورات توحید و رسالت صلوٰۃ اللہ علیہا جمع ہو جائیں ہم تشریف لا رہے ہیں

لوگوں سے خطاب فرما کر امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام خیام کی طرف روانہ ہوئے، پاک خاندان کے تمام افراد ان کے ساتھ تھے، جناب غازی پاک علیہ الصلوات والسلام نے ایاس سے گٹھڑی لے لی جس میں جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام کے خون آلودہ کپڑے تھے

جب یہ تمام پاک افراد خیام میں جمع ہوئے اس وقت جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام کی چھوٹی شہزادی صلوٰۃ اللہ علیہا جلدی سے اپنی پاک ماں صلوٰۃ اللہ علیہا کے قریب آئیں اور عرض کی

اماں آج ہمیں اپنے باباؑ کی خوشبو آرہی ہے، باہر سے پتہ کریں، یقیناً میرے باباؑ کوفہ سے آگئے ہیں کیونکہ مجھے ان کی خوشبو آرہی ہے، میں دروازہ پر جا کر بیٹھ جاتی ہوں، جب پاک باباؑ آئیں گے تو میں ان کا استقبال کروں گی، انہیں گلے سے لگا لوں گی، انہیں جی بھر کے پیار کروں گی، یہ کہتے ہوئے معصوم شہزادی صلواۃ اللہ علیہا قنات کے دروازہ کی طرف روانہ ہوئی

عین اس وقت امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام تمام پاک خاندان کے ہمراہ حرم سرا میں تشریف لے آئے، ان کے ساتھ جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام کے فرزند اور بھائی بھی تھے مگر کیفیت یہ تھی کہ تمام جوانوں کی آنکھوں پر رومال تھے، گریہ کو ضبط کرنے کی بہت کوشش کر رہے تھے مگر آنسو تھے کہ برسات کی طرح بہتے جا رہے تھے

جب امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام نے آ کر اندر دیکھا تو تمام مستورات نیچے تشریف فرما تھیں، یوں محسوس ہو رہا تھا جس طرح تعزیت کیلئے صف بچھی ہوئی ہو، ان کے درمیان شہنشاہِ وفا علیہ الصلوات والسلام کی پاک ہمشیر صلواۃ اللہ علیہا تشریف فرما تھیں، اِدھر قنات کے دروازہ کی طرف کمسن شہزادی دوڑی، ادھر امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام خیام میں داخل ہوئے، معصوم شہزادی صلواۃ اللہ علیہا نے دیکھا کہ سب بھائی روتے ہوئے آرہے ہیں جب بھائیوں کی نگاہ چھوٹی ہمشیر پر پڑی تو ضبط کے تمام بندھن ٹوٹ گئے، جناب عبداللہ علیہ الصلوات والسلام نے بڑھ کر پاک ہمشیر کو اٹھا لیا

پاک شہزادی نے سوال کیا بھائی مجھے باباؑ کی خوشبو آرہی ہے کیا ہمارے پاک باباؑ آگئے ہیں؟ یہ سوال تو نہیں تھا ایک قیامت تھی، سب بھائیوں نے رونا شروع کر دیا شہزادی نے پھر سوال کیا بھائی تم سب کیوں رو رہے ہو باباؑ نہیں آئے تو آجائیں گے

روکیوں رہے ہو؟ معصوم شہزادی کی ہر بات ضبط وصبر کی تمام دیواریں گرادینے والی تھی، ان بھائیوں نے معصوم بہن کو کچھ نہیں بتایا کیونکہ کسی کو حال بتانے کی جرأت نہیں ہورہی تھی، یہ سب روتے ہوئے اس مقام کی طرف چل دئے جہاں پاک پردہ دار جمع تھیں، تمام مستوارات صلواۃ اللہ علیہن نے پاک فرزندوں اور بھائیوں کو آتے ہوئے دیکھا، ان کی کیفیت دیکھی، امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام کی حالت دیکھی تو فوراً احتراماً کھڑی ہوگئیں

پاک مستورات صلواۃ اللہ علیہن کو جب بھی حالات کا جائزہ لینا ہوتا تو سب سے پہلے جناب عباس علیہ الصلوات والسلام کے چہرۂ اطہر پر نگاہ کرتی تھیں، ان کے رُخ انور کے تاثرات سے ہی انہیں معلوم ہوجاتا کہ کوئی نئ مصیبت آگئی ہے، آج جب مستورات نے دیکھا کہ جناب غازی علیہ الصلوات والسلام نے ایک گٹھڑی اپنے سینہ سے لگائی ہوئی ہے، بہن صلواۃ اللہ علیہا کی بیوگی کا دکھ پھر تازہ ہوکر ان کے چہرے سے عیاں تھا، پاک پردہ داروں صلواۃ اللہ علیہن نے اپنے بیٹوں کی کیفیت دیکھی، ان کے رونے کے انداز سے سمجھ گئیں کہ آج کوئی نئ قیامت ٹوٹی ہے

امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام آہستہ آہستہ چلتے ہوئے اپنی بیوہ بہن صلواۃ اللہ علیہا کے قریب تشریف لے آئے، انہوں نے آکر پاک ہمشیر کے سر پر ہاتھ رکھا تو ضبط کے تمام بندھن ٹوٹ گئے، پاک بھائی کے سینے سے سر لگا کر دھاڑیں مار کر رونا شروع کردیا اور عرض کی میرے پاک بھائی کیا پھر کوئی نئ قیامت آگئی ہے؟

امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام روکر فرماتے ہیں کہ بہن ہم کس زبان سے کہیں کہ ہمارے بھائی کے ساتھ کوفہ والوں نے وفا نہیں کی اور انہیں شہید کردیا گیا ہے، آج ان کی

کچھ امانتیں ہمارے پاس بھجوائی گئی ہیں جن سے ان کی یاد تازہ ہوگئی ہے

جناب غازی علیہ الصلوات والسلام نے پاک بہن کو گلے سے لگا کر باقی مستورات صلواۃ اللہ علیہا کے درمیان میں آ کر بٹھا دیا، امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام نے مستورات صلواۃ اللہ علیہن کے سامنے گٹھڑی رکھی اور فرمایا کہ آج تمہارے سرتاج کا سامان کوفہ سے آ گیا ہے، سرتاج کا سامان ذرا خود سنبھال لو...... کانپتے ہوئے ہاتھوں سے جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام کی بیوہ نے چادر کو کھولنا شروع کیا، سامنے سرتاج کی پوشاک دکھائی دی جو جاتے ہوئے انہوں نے پسند فرمائی تھی مگر تمام پوشاک خون سے رنگین تھی

پاک بی بی صلواۃ اللہ علیہا نے دونوں ہاتھوں سے پوشاک اٹھا کر جناب غازی علیہ الصلوات والسلام کی طرف دیکھا اور رو رو کر کہا بھیا کیا میں واقعی بیوہ ہوگئی ہوں

پھر پاک بی بی صلواۃ اللہ علیہا نے گٹھڑی کے اندر سے پاک سرتاج کی سیاہ دستار اٹھائی جو کئی مقامات سے زخمی تھی، اپنوں کا یہ دستور ہوتا ہے چاہے جس قدر صبر کریں مگر جب کسی مقتول کا خون آلود لباس سامنے آئے تو پھر صبر نہیں ہوسکتا، آج جب خون آلود لباس اور دستار سامنے آئی تو تمام مستورات توحید صلواۃ اللہ علیہن میں کہرام بپا ہوگیا، جناب غازی پاک علیہ الصلوات والسلام کی پاک بہن نے بین کرنا شروع کر دیئے

ہر ماں کی یہ فطرت ہوتی ہے کہ اگر بیٹے آنکھوں کے سامنے فوت ہو جائیں تو کچھ دن رو کر صبر آ جاتا ہے مگر جس ماں کے لعل گم ہو جائیں اس کا دکھ ہمیشہ تازہ رہتا ہے

جب سرتاج کا سامان دیکھا تو پاک بی بیؑ نے جناب غازی علیہ الصلوات والسلام سے عرض کی میرے بھائی قاصد سے یہ تو پوچھو کہ میرے دو معصوم بھی اپنے بابا کے ساتھ تھے ان کا کیا ہوا؟ خدا جانے وہ اپنے باباؑ کے بعد کہاں ہیں، کس حال میں ہیں؟ وہ تو

اکیلے کبھی گھر سے باہر بھی نہیں گئے تھے، پردیس ہے، پرایا ملک ہے، انہیں تو کسی سے راستہ پوچھنا بھی نہیں آتا

تمام مومن مل کر دعا کریں کہ اس پاک بی بی صلواۃ اللہ علیہا کے دکھوں کے موسم ختم ہو جائیں کردگار وفا علیہ الصلوات والسلام کی پاک ہمشیر کا سہاگ دوبارہ بحال ہو، ان کی مانگ کا سندور پھر تازہ ہو، ان کی گود پھر بیٹوں سے سج جائے، ان کے ہر نورِ نظر کو عنفوانِ شباب کی ابدی بہار نصیب ہو، ہر نورِ چشم کی نورانی پیشانی کو یہ پاک مادر سہروں سے سجا ہوا دیکھیں



﴿ آمین یا رب العالمین ﴾



اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ وَّ آلِ مُحَمَّدٌ وَعَجِّل فَرَجَھُم بِقَائِمِھِمّ عَجَلَ اللّٰہُ فَرَجَہُ الشریف وَصَلَوَاتُ اللّٰہُ عَلَیہِ وَ عَلٰی آلِہٖ اَجمَعین

یاھوالوہاب الخبیر العلیم
یا مولا کریم عجل اللہ فرجک وصلوات اللہ علیک

مجلس نمبر 39 دسویں منزل

واقصہ

(واقعات جناب عبداللہ ابن یقطر سلام اللہ علیہ)

29 ذوالحجہ 28 ستمبر سوموار کے دن زبالہ کے مقام پر پہنچ کر قیام ہوا، زبالہ سے 48 کلومیٹر آگے القاع (ایگا) کی منزل تھی، اس سے 38 کلومیٹر کے فاصلہ پر بطن عقبہ کی منزل تھی اور وہاں سے مزید شمال کی طرف 48 کلومیٹر کے فاصلہ پر واقصہ کی منزل تھی، جو مدینہ سے امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام کی دسویں منزل تھی، منزل زبالہ سے واقصہ 134 کلومیٹر دور ہے، یہاں بنی اسد اور بنے طے کی مخلوط آبادی تھی یعنی یہاں اسدی اور طائی قبیلہ کے لوگ رہتے تھے

30 ذوالحجہ 60 ہجری 29 ستمبر 680 عیسوی منگل کی رات کاروانِ راہِ رضا منزل زبالہ سے واقصہ کی طرف عازم سفر ہوا، جن لوگوں نے کتب مسالک یعنی سیاحت نامے تحریر کئے ہیں وہ لکھتے ہیں کہ القاع سے لے کر واقصہ تک ایک پہاڑی سلسلہ تھا آج ہم ورلڈ اٹلس میں دیکھتے ہیں تو ہمیں ان پہاڑوں کی نشاندہی نہیں ہوتی بلکہ ہمیں ایک صحرا دِکھایا جاتا ہے مگر قدیم کتب میں لکھا ہوا ہے کہ یہاں پہاڑ تھے اور واقصہ کو واقصہ الحزن بھی کہا جاتا تھا کیونکہ کوفہ سے آنے والوں کیلئے آگے مشکل پہاڑی

سلسلہ اور کٹھن سفر شروع ہو جاتا تھا اور اس سلسلہ کو عبور کرنے کے بعد القاع کی منزل میدانی علاقہ میں آتی تھی ،شہنشاہ کربلا علیہ الصلوات والسلام کے سفر کو دیکھا جائے تو ان کیلئے القاع سے آگے واقصہ کی طرف پہاڑی سفر درپیش تھا، القاع میں پانی کا صرف ایک کنواں تھا جسے بیئر الغدق کہا جاتا تھا

جس وقت امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام کا کاروانِ راہِ رضا زبالہ سے القاع کی طرف مصروف سفر تھا تو اس وقت ان کو سامنے راستے پر ایسا غبار نظر آیا جس طرح کچھ گھوڑے سوار اپنے گھوڑوں کو سرپٹ دوڑاتے ہوئے آرہے ہوں

اس وقت مقدمۃ الجیش یعنی اس قافلہ کے اگلے دستہ نے بلند آواز سے نعرۂ تکبیر بلند کیا، جب نعرۂ تکبیر بلند ہوا تو تمام قافلہ کے نوجوان فوراً اپنا اپنا گھوڑا دوڑا کر آگے پہنچ گئے ،انہوں نے دیکھا کہ کوفہ سے کئی جوان اپنے گھوڑوں کو تیزی سے دوڑاتے ہوئے آرہے ہیں، انہوں نے اپنے گھوڑے آگے بڑھائے ،اس وقت آنے والے جوانوں نے بھی نعرہ تکبیر بلند کیا جو اس بات کی علامت تھی کہ ہم آپ کے دوست ہیں دشمن نہیں ہیں

جب آنے والے سواروں نے اپنے اپنے نقاب اٹھائے تو یہ جناب نافع بن ہلال بن جمل بن سعد العشیرہ بن مزحج الجملی بجلی تھے جو کوفہ کے ایک سردار تھے، ان کے ساتھ عمر ابن خالد اسدی، جناب مسلم بن عوسجہ، جناب ابو عامر صیداوی (صائدی) جناب عابس بن شبیب شاکری اور کچھ دوسرے کوفہ کے لوگ بھی تھے جو ابن زیاد ملعون کی ناکہ بندی توڑ کر کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام کی خدمت میں حاضر ہونے کیلئے آئے تھے ......(R_252)

جب یہ کاروانِ تسلیم ورضا کے قریب آئے تو اپنے گھوڑوں سے اترے اور کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام کے قریب آئے اور آتے ہی رہوار اطہر کی رکاب بوسی کی

پھر عرض کی کہ آقا ہمیں اس بات کا افسوس ہے کہ ہم اکیلے آئے ہیں دل تو چاہتا تھا کہ اپنے اپنے قبائل کے تمام جوانوں کو نصرت کیلئے لے آتے مگر کوفہ کے حالات ایسے تھے کہ ہم بھی بڑی مشکل سے وہاں سے نکلے ہیں، ابن زیاد ملعون نے تمام راستوں کی ناکہ بندی کی ہوئی ہے اور جس راستہ سے آپ جارہے ہیں اس کی بھی ناکہ بند ہو چکی ہے اور ہماری اطلاع کے مطابق کوفہ سے لے کر واقصہ تک تمام صحرا میں ابن زیاد ملعون کی فوج پھیلی ہوئی ہے، یعنی 220 کلومیٹر کا پورا علاقہ فوج سے بھرا ہوا ہے

واقصہ سے مغیثہ تک 93 کلومیٹر کا فاصلہ ہے، اس سے آگے قادسیہ 56 کلومیٹر ہے اور قادسیہ سے کوفہ 71 کلومیٹر سے بھی کچھ زیادہ ہے، اس زمانہ میں دو راستے تھے ایک قادسیہ سے ہوتا ہوا دریا کے ساتھ ساتھ کوفہ جاتا تھا، دوسرا مغیثہ سے کوفہ جانے والی برید اعظم پر آجاتا تھا جو حیرہ یعنی نجف اشرف سے ہوتا ہوا کوفہ جاتا تھا، اس کی تفصیل اپنے مقام پر آئے گی، یہ ملاقات چونکہ دورانِ سفر ہوئی اس لئے یہاں کی بجائے تفصیلی گفتگو اگلی منزل پر ہوئی، یہاں سے قافلۂ فردوس آگے روانہ ہو گیا

بطن العقبہ

زبالہ سے 48 کلومیٹر کے فاصلہ پر القاع کا قصبہ تھا اور اس سے آگے پہاڑی سلسلہ شروع ہو کر واقصہ تک جاتا تھا اور اس پہاڑی سلسلے میں 38 کلومیٹر کے فاصلہ پر بطن

عقبہ کا مقام آتا تھا یعنی یہ عقبہ کی وادی کے درمیان ایک ایسا مقام تھا جہاں پانی میسر تھا، یہاں آکر قافلے کچھ دیر کیلئے رکتے تھے اور کچھ قافلے یہاں آکر قیام بھی کرتے تھے، بطن عقبہ سے آگے 48 کلومیٹر پر واقصہ کا مقام تھا

یہاں 30 ذوالحجہ 29 ستمبر منگل کے دن قبل از زوالِ آفتاب قافلہ پاک پہنچا

بطن عقبہ کا جو علاقہ تھا اس کے چاروں طرف بنی عکرمہ بن بکر بن وائل آباد تھے، جب ان قبیلہ والوں کو اطلاع ملی کہ کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام اس مقام پر پہنچنے والے ہیں تو یہ تمام لوگ ان کے استقبال کیلئے آگئے، اس وقت ان کے سردار عمرو ابن ابوذر تھے جو عمرو بن لوذان کے نام سے مشہور تھے، یہ کافی عمر رسیدہ بزرگ تھے اور جناب امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام کے صحابی بھی تھے، انہوں نے کہا کہ مجھے بھی شہنشاہ مظلومیت علیہ الصلوات والسلام کی زیارت کیلئے لے چلو، لوگ انہیں بھی ساتھ لے آئے، یہ انتظار کرتے رہے، جس وقت مقدمۃ الجیش پہنچا وہ آکر ان لوگوں کے پاس رک گیا اور کہا کہ پاک پردہ دارانِ توحید و رسالت صلواۃ اللہ علیہن کے محمل بھی آرہے ہیں تم سب نے محملوں سے دور رہنا ہے

جب امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام یہاں تشریف لے آئے تو تمام عورتوں اور مردوں نے بڑھ کر قدم بوسی کی، اس وقت عمرو ابن لوذان عکرمی نے بھی بڑھ کر قدم بوسی کی اور روتے ہوئے عرض کی

☆یا بن رسول الله صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم این ترید؟ قال الکوفه فقال انشدك بالله لما انصرفت فوالله ما تقدمت علی الا سنة وحد السیوف

اے فرزند رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کس طرف تشریف لئے جارہے ہیں فرمایا ہم کوفہ

جا رہے ہیں، اس نے رو کر عرض کی میں آپ کو خدا کا واسطہ دے کر عرض کرتا ہوں کہ آپ کوفہ نہ جائیں، مجھے ایسے نظر آ رہا ہے کہ جیسے آپ تلواروں اور نیزوں کی چمکتی ہوئی دھاروں کی طرف جا رہے ہوں، قدم پکڑ کی عرض کی آقا میں آپ کے پاک باباؑ کا غلام ہوں، میں آپ کو کوفہ نہیں جانے دوں گا، آپ کے ساتھ تو ازل کے پردہ دار ہیں اور کوفیوں کے مزاج سے آپ مجھ سے زیادہ آشنا ہیں، ان لوگوں میں وفا نہیں ہے، ان میں غیرت نہیں ہے، یہ پاک پردہ داروں کی قدر نہیں کریں گے، یہ سقیفہ کے پرُوردہ لوگ ہیں، اِنہوں نے فدک کی مالک صلواۃ اللہ علیہا سے جو رویہ اختیار کیا تھا آج ان کی دختران صلواۃ اللہ علیہن کے ساتھ بھی وہی رویہ اختیار کریں گے اور ہم نہیں چاہتے کہ ملکہ عالمین شہزادی صلواۃ اللہ علیہا کی کوئی بے ادبی کرے

شہنشاہ کربلا علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا آپ بجا فرما رہے ہیں، اور جو کچھ مخبر صادق صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا وہ بھی پورا ہونا ہے، انہوں نے حکم فرمایا تھا جس کی تعمیل کیلئے ہم جا رہے ہیں، ہم اس سفر کا انجام اچھی طرح جانتے ہیں، ہمیں معلوم ہے کہ ان کوفیوں نے ہمارے ساتھ کیا سلوک کرنا ہے، اس نے عرض کی آقا آپ سب کچھ جانتے ہیں پھر کیوں تشریف لئے جا رہے ہیں؟

امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا انہوں نے ہم پر اتمام حجت کیا ہے، اس لئے ہم پر بھی اتمام حجت واجب ہے، اس نے عرض کی آقا آپ ان پر یوں اتمام حجت کریں کہ انہیں فرما دیں کہ اگر تم کوفی ہمارے معاملہ میں مخلص ہو تو ہمارے کوفہ آنے سے پہلے ابن زیاد ملعون اور یزید ملعون کے دیگر ساتھیوں کو کوفہ سے باہر نکال دو، پھر آپ تشریف لے جائیں، اگر وہ واقعی آپ کیلئے مخلص ہوں گے تو اسی طرح کریں گے

ورنہ آپ کی طرف سے ان پر اتمام حجت ہو جائے گی

جناب عمرو بن لوذان نے عرض کی کہ اگر مناسب سمجھیں تو مجھے اس سفر کے انجام سے آگاہ فرمائیں، حضور نے فرمایا

☆لن یدعونی حتیٰ یستخرجوا ھذہ العلقة من جوفی فاذا فعلوا ذالك سلط الله علیھم من یذل ھم حتیٰ یکونوا اذل فرام الامة

فرمایا یہ ملعون ہمیں اس وقت تک نہیں چھوڑیں گے جب تک ہمارا خون آلود دل ہمارے پہلو سے برآمد نہیں کریں گے (علقہ خون کے لوتھڑے کو کہتے ہیں)

اس کا ایک مطلب یہ بھی لیا جا سکتا ہے کہ آپ کا پاک قلب پردہ پاک کے دکھ اور درد سے خون ہو چکا تھا

فرمایا جب یہ ملعون سب کچھ کر چکیں گے تو اس وقت ان پر وہ شخص مسلط کیا جائے گا جو ان کو ایک لونڈی کے حیض آلودہ چیتھڑے سے زیادہ ذلت کا شکار کرے گا اور تمام انسانیت ابد تک ان پر ہمیشہ لعنت کرتی رہے گی ......(R_253)

﴿ایک خواب﴾

بطن عقبہ کے واقعات کے ضمن میں امام کائنات علیہ الصلوات والسلام کا ایک خواب بھی نقل ہوا ہے، خواب کے بارے میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ خواب کا تعلق نیند کے ساتھ ہے اور شہنشاہ معظم علیہ الصلوات والسلام نے اس مقام پر آرام نہیں فرمایا، ممکن ہے کہ اس مقام سے روانگی کے وقت انہوں نے اپنے رہوار کی بجائے ناقہ پر سفر کرنا مناسب سمجھا ہو جیسا کہ اس زمانہ میں گھوڑے کی بجائے محمل کا سفر نسبتاً آرام دِہ سمجھا جاتا تھا کیونکہ

اس پر سایہ کا انتظام بھی ہوتا تھا اور اگر کوئی نیند کرنا چاہتا تو نیند کرنے کا موقعہ محمل میں مل جاتا تھا، یہ بھی ممکن ہے کہ یہ خواب نہ ہو کوئی مکاشفہ ہو جسے کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام نے تعبیری الفاظ میں بیان فرمایا ہو، بہر حال اس کی حقیقت جو بھی ہو کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا تھا کہ ☆

وما رانی الا مقتولا فانی رأیت فی المنام کلاب تنحشنی و اشد ھا علی کلب ابقع

ہم نے اپنے آپ کو معراج شہادت پر سرفراز دیکھا ہے اور ہم نے دیکھا ہے کہ کئی کتے ہیں جو ہم پر جسارت کر رہے ہیں ان کتوں میں ایک سیاہ رنگ کا ایسا کتا ہے جس کے جسم پر سفید برص کے نشان یا داغ ہیں جو تمام کتوں سے زیادہ گستاخ ہے اور ہمارے ساتھ بہت زیادہ جسارت کر رہا ہے......اس کے بعد فرمایا ہمیں جو شخص شہید کرے گا وہ مبروص ہو گا......(R_254)

تاریخ بتاتی ہے کہ جب شمر ملعون نے امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام کو شہید کرنا چاہا تو امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا تھا کہ ذرا گریبان کھول کر اپنا سینہ ہمیں دکھاؤ، اس ملعون نے گریبان کھول دیا تھا جس پر برص کے داغ تھے، یہ دیکھ کر امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام نے وہاں وہی خواب بیان کر کے فرمایا تھا او ملعون ہم نے جو مبروص کتا دیکھا تھا وہ تم ہی ہو، اس خواب کو سن کر شمر ملعون غصہ میں آ گیا اور کہا کہ اب میں آپ کو پس گردن شہید کروں گا

﴿ واقصہ ﴾

بطن عقبہ سے 48 کلومیٹر آگے پہاڑی سلسلہ کے اختتام پر واقصہ کا قصبہ تھا، یہاں

امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام کا کاروان تسلیم ورضا 30 ذوالحجہ بمطابق 29 ستمبر منگل کے دن سہ پہر کو پہنچا، یہاں جب خیام آراستہ ہو گئے تو کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام نے جناب نافع بن ہلال سلام اللہ علیہ، جناب عمرو ابن خالد اسدی سلام اللہ علیہ، جناب مسلم بن عوسجہ سلام اللہ علیہ، جناب ابو عامر صیداوی سلام اللہ علیہ اور جناب عابس بن شبیب شاکری سلام اللہ علیہ کو اپنے خیمہ میں یاد فرمایا اور ان کے ساتھ تمام پاک خاندان علیہم الصلوات والسلام کے افراد اور اصحاب بھی جمع ہوئے، یہاں کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام نے ان سے کوفہ کے تفصیلی حالات سنے، جناب مسلم بن عوسجہ سلام اللہ علیہ اور جناب نافع بن ہلال سلام اللہ علیہ نے ابن زیاد ملعون کی تمام کاروائیوں کے بارے میں آگاہ کیا اور انہوں نے آکر جناب عبداللہ بن یقطر سلام اللہ علیہ اور جناب قیس بن مسہر صیداوی سلام اللہ علیہ کی شہادت کی خبر بھی دی

کچھ مؤرخین نے یہ لکھا ہے کہ یہ خبر منزل خزیمیہ پر پہنچ گئی تھی، حالانکہ یہ ممکن ہی نہیں کیونکہ جناب عبداللہ بن یقطر سلام اللہ علیہ کو بطن الرمہ سے 23 ذوالحجہ منگل کے دن روانہ کیا گیا تھا اور کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام 27 ذوالحجہ کو خزیمیہ پہنچ گئے اور بطن الرمہ سے کوفہ ایک ہزار کلومیٹر سے بھی زیادہ فاصلہ پر ہے، یہاں سے قاصد کا جانا پھر وہاں گرفتار ہونا اور پھر اگلے دن شہید ہونا اور پھر وہاں سے کسی آدمی کا ہزار کلومیٹر کا سفر کر کے خزیمیہ پر آکر بتانا ناممکن ہے کیونکہ درمیان میں دن صرف چار ہیں یعنی صرف چار دن کے اندر کوفہ جا کر واپس آنا گویا دو ہزار کلومیٹر کا سفر کرنا تھا اور یہ صرف چار دن میں ناممکن ہے

جبکہ جناب عبداللہ بن یقطر سلام اللہ علیہ جب گرفتار ہوئے تو ان کی ایک دن تفتیش ہوتی

رہی کہ کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام کے خط کس کس کے نام ہیں؟ ان میں کیا لکھا ہوا ہے؟ اگلے دن انہیں اہل کوفہ کے سامنے پیش کیا گیا پھر انہیں شہید کیا گیا، اس لئے یہ روایت درست ہے کہ جناب مسلم بن عوسجہ سلام اللہ علیہ اور ان کے ساتھیوں نے آکر جناب عبداللہ بن یقطر سلام اللہ علیہ کی خبر واقصہ کے مقام پر دی

﴿تفصیل شہادت﴾

جب عبداللہ بن یقطر سلام اللہ علیہ بطن الرمہ سے روانہ ہوئے تو امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام نے انہیں ایک خط عطا فرمایا جس میں اہل کوفہ کی طرف یہ تحریر تھا کہ ہمیں جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام کی شہادت کی اطلاع مل چکی ہے، پھر بھی ہم نے مدینہ میں رہنا مناسب نہیں سمجھا، ہم تمہاری ہدایت کیلئے مدینہ سے روانہ ہوکر بطن الرمہ پہنچ چکے ہیں، یہاں سے ہم تمہیں اطلاع دے رہے ہیں کہ تم اب تیاری شروع کرو، ہم عنقریب تمہارے پاس پہنچ جائیں گے......(R_255)

یہ خط لے کر جناب عبداللہ بن یقطر سلام اللہ علیہ جب مغیثہ سے روانہ ہوئے تو آگے قادسیہ کی طرف حصین بن نمیر ملعون نے ناکہ بندی کی ہوئی تھی، میں پہلے بھی عرض کر چکا ہوں کہ تمام صحرا فوجی دستوں کی آماجگاہ بنا ہوا تھا، یہاں پہنچ کر جناب عبداللہ بن یقطر سلام اللہ علیہ کو اس وقت پتہ چلا جب ایک فوجی دستہ نے انہیں روکا، انہوں نے فوراً جیب سے خط نکال کر پھاڑ دیا تاکہ دشمن کسی راز سے مطلع نہ ہو سکے، ملاعین نے انہیں گرفتار کرلیا اور حصین بن نمیر کے پاس لے گئے، اس ملعون نے تفتیش کی مگر انہوں نے کوئی بات نہ بتائی، اس ملعون نے انہیں اسیر کر کے ابن زیاد ملعون کے

پاس بھیج دیا اور تمام حالات بھی لکھ کر بھیج دیئے، ابن زیاد نے انہیں دربار میں بلایا اوران سے پوچھا کہ تم کون ہو؟ اِنہوں نے فرمایا کہ ہم امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام کے وفادار غلام ہیں، اس ملعون نے کہا تم کوفہ کیوں آئے ہو؟ اِنہوں نے فرمایا کہ ہمیں ہمارے آقا نے اہل کوفہ میں سے کچھ لوگوں کے نام خط عطا فرمایا تھا ہم وہ پہنچانے آئے ہیں، اس ملعون نے کہا کہ تم مجھے ان کوفی سرداروں کے نام بتاؤ

انہوں نے فرمایا یہ ناممکن ہے کہ میں اپنے مولا علیہ الصلوات والسلام کے شیعوں کے نام بتاؤں یوں سمجھو کہ میں ان کے بارے میں کچھ نہیں جانتا، اس ملعون نے ظلم شروع کر دیا اور کہا کہ تم سے دو کام ضرور کراؤں گا، ایک تو کوفی سرداروں کے نام ضرور پوچھوں گا، دوسرا تم سے امام علیہ الصلوات والسلام کے بارے میں زبان کھلواؤں گا

اِنہوں نے فرمایا کہ اگر یہ کام کرانا چاہتا ہے تو پھر ہمیں اہل کوفہ کے ہجوم عام کے سامنے لے چلو وہاں ہم کوئی بات کریں گے، اس ملعون نے مسجد میں سب کو جمع ہونے کی منادی کروائی اور پھر انہیں منبر پر کھڑا کر دیا گیا، انہوں نے اس وقت ایک جامع خطبہ دیا اور پھر فرمایا ابن زیاد ملعون نے ہمیں پاک خاندان علیہ الصلوات والسلام کے خلاف زبان کھولنے کا حکم دیا ہے مگر میں تم سب کو گواہ بنا کر اس ملعون ازل پر لعنت کرتا ہوں، اس کے باپ اور اس کی ماں پر بھی لعنت کرتا ہوں اور تم سب کو بتانا چاہتا ہوں کہ شہنشاہ کربلا علیہ الصلوات والسلام بطن الرمہ پر پہنچ چکے ہیں، تم سب اپنے زمانہ کے امام علیہ الصلوات والسلام کی نصرت کی تیاری کرو

اس دوران ابن زیاد ملعون کے سپاہیوں نے انہیں منبر سے اتارا اور دربار میں لے آئے، ابن زیاد ملعون نے حکم دیا کہ انہیں مسجد کوفہ کے مینار یا ماذونہ کے اوپر لے

جا کر نیچے گرا دو......سب دنیا دیکھ رہی تھی جس وقت انہیں مینار مسجد پر لے جایا گیا ان کی نگاہ آسمان کی طرف تھی اور ان کی زبان پر ایک ہی فقرہ تھا کہ میرے خالق میری یہ قربانی قبول فرما، میری اس قربانی کو میرے آقا کا صدقہ قرار دے، مجھے ان کا فدیہ شمار کر

پھر انہیں مینارِ مسجد سے زمین کی طرف گرا دیا گیا، جب یہ زمین پر آئے تو ان میں ابھی رمق جاں باقی تھی، قاضی شریح ملعون نے اس وقت ان کے جسم اطہر سے ان کا سر پاک جدا کر دیا، ان کی شہادت کی خبر امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام کو واقصہ کے مقام پر ملی، اس وقت امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام نے پاک پردہ داران توحید و رسالت صلواۃ اللہ علیہن کو فرمایا کہ تم سب جناب عبداللہ بن یقطر سلام اللہ علیہ کی تعزیت کی صف بچھا دو اور ان کی ضعیف والدہ سے تعزیت کرو اور جناب عبداللہ بن یقطر سلام اللہ علیہ کا انہیں پرسہ دو

جناب عبداللہ بن یقطر سلام اللہ علیہ امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام کے ہم عمر تھے اور ان کی والدہ جناب میمونہ خاتون سلام اللہ علیہا اس وقت بہت ضعیف تھیں

خیام اطہر میں صف ماتم بچھائی گئی، تمام پاک مستورات صلواۃ اللہ علیہن نے انہیں صف ماتم پر بلایا اور باری باری تمام پاک شہزادیوںؑ نے تعزیت کی، مگر اس وقت ضعیف ماں سلام اللہ علیہا نے عرض کی کہ میں تو آج خوش ہوں اور اپنے آپ کو انتہائی خوش نصیب سمجھ رہی ہوں کہ میرے بیٹے نے میرے دودھ کی لاج رکھی ہے، وہ اپنے آقا کی نصرت کرتے ہوئے دین کی راہ میں قربان ہوا ہے، اس سے بڑی سعادت میرے لئے یا میرے بیٹے کیلئے اور کیا ہوسکتی ہے؟

جناب میمونہ خاتون سلام اللہ علیہا نے پھر اپنے شہنشاہ علیہ الصلوات والسلام سے مخاطب ہو کر عرض کی

کہ آقا ہر غلام کا فرض ہوتا ہے کہ وہ ہر حال میں اپنے مالک کی نصرت کرے، میرے فرزند نے تو اپنا فرض نبھایا ہے، اور یہ بھی آپ ہی کا احسانِ عظیم ہے کہ آپ نے اس کی قربانی منظور فرمالی ہے، حالانکہ میں تو آپ کی پاک والدہ ماجدہ کی ادنیٰ سی کنیز ہوں اور عبداللہ جیسے ہزار بیٹے آپ کی نعلین پر قربان کر کے بھی میں ان کے احسانات تو نہیں اتار سکتی

تمام مومن مل کر دعا کریں ان تمام غلاموں کی قربانیوں کا مقصد اعلیٰ جلد پورا ہو، انہیں ان کی قربانیوں کا ایسا بدلہ ملے جیسا یہ چاہتے تھے یعنی وہ تو اپنی زندگی کو صرف اس لئے قربان کر رہے تھے کہ حکومت آل محمد علیہم الصلوات والسلام قائم ہو جائے، ان کا گھر آباد رہے، ہمیں بھی اس پاک گھر کی آبادی اور انتقام کیلئے جدوجہد کرنا چاہیے اور ہمہ اوقات دعا کرنا چاہیے کہ صدیوں سے اُجڑا ہوا یہ پاک گھر اپنے مکینوں کو دوبارہ نصیب ہو، اور اپنے آقا پر جان فدا کرنے والا ہر ناصر اپنی آنکھوں سے انہیں اپنے گھر اطہر میں ہمیشہ ہمیشہ کیلئے آباد و شاد دیکھے



﴿ آمین یارب العالمین ﴾



اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ وَ آلِ مُحَمَّدٍ وَعَجِّل فَرَجَھُم بِقَائِمِھِمّ عَجَلَ اللّٰہُ فَرَجَہُ الشریف وَ صَلَوَاتُ اللّٰہُ عَلَیہِ وَ عَلیٰ آلِہٖ اَجمَعِین

یا ھوالوہاب الخبیر العلیم
یا مولا کریم عجل اللہ فرجک وصلوات اللہ علیک

مجلس نمبر 40 گیارہویں منزل

ذو حسم یا المغیثہ

حصہ اول

واقعات طرماح بن عدی سلام اللہ علیہ

یکم محرم 61 ہجری 30 ستمبر 680 عیسوی بدھ کی رات کو واقصہ کے مقام سے امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام کا پاک کارواں روانہ ہوا، یعنی محرم کا چاند قافلہ تسلیم ورضا نے اسی منزلِ واقصہ پر دیکھا، واقصہ سے 4 چار کلومیٹر دور ایک قصبہ آتا ہے جس کا نام شراف ہے جیسے شیراف بھی کہا جاتا ہے

شراف اور واقصہ کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ عمر ابن معتق بن زمرہ بن عبیل کی دو بیٹیاں تھیں ایک کا نام واقصہ تھا اور دوسری لڑکی کا نام شراف تھا یہ دونوں شہر اس نے اپنی لڑکیوں کے نام سے آباد کئے تھے

آگے 18 کلومیٹر کے فاصلہ پر القرعا کا قصبہ آتا ہے، القرعا سے آگے 75 کلومیٹر تک ذوحسم نام کا صحرا تھا جس میں پتھریلی ریت کے ٹیلے تھے، اس جگہ کہیں بھی پانی نہیں ملتا تھا، اس صحرا کے اختتام پر المغیثہ کی منزل آتی تھی اور المغیثہ کا اصل نام ام الغیث (بارش کی ماں) تھا، اس مقام پر زیرزمین پانی نہیں تھا، بلکہ یہاں ایک چھوٹا سا گڑھا تھا جس میں بارش کا پانی جمع ہوجاتا تھا، یہاں کے لوگ وہی پانی پیتے تھے

اس لئے شہنشاہ کربلا علیہ الصلوات والسلام نے واقصہ کے مقام پر اپنے لشکر سے فرمایا تھا کہ یہاں سے زیادہ سے زیادہ پانی اپنے ساتھ رکھ لو کیونکہ آگے راستہ میں بہت دور تک پانی نہیں ملے گا، یہاں سے چالیس اونٹوں پر پانی کی مشکیں بھر کر رکھی گئی تھیں

واقصہ سے المغیثہ کا کل فاصلہ 97 کلومیٹر ہے، جب امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام نے اپنا سفر واقصہ سے شروع کیا تو ابھی شیراف کے مقام پر نہیں پہنچے تھے کہ راستے میں تین جوان کوفہ سے آکر امام کائنات علیہ الصلوات والسلام کے لشکر میں شامل ہوئے

ان میں سے ایک جناب طرماح بن عدی سلام اللہ علیہ، دوسرے عمرو ابن جندب حضرمی اور تیسرے کنانہ بن عتیق تغلبی تھے، ویسے تو طرماح نام کے تاریخ میں کئی افراد ہیں مگر واقعاتِ کربلا کے ضمن میں جن کا ذکر آتا ہے وہ دو اشخاص ہیں، ایک طرماح بن حکم (حکیم) تھا جو کوفہ سے باہر کسی صحرائی قصبہ میں رہتا تھا، یہ امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام کو رہیمیہ سے پہلے ملا تھا اور عرض کی تھی کہ میں اپنے اہل خانہ کو سامانِ خورو دنوش دے کر حاضر ہو جاؤں گا، یہ کہہ کر وہ چلا گیا تھا، جب وہ واپس آیا تو امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام شہید ہو چکے تھے......(R_256)

دوسرے جناب طرماح بن عدی بن حاتم طائی تھے، کچھ لوگوں نے یہ بھی لکھا ہے کہ یہ طرماح جو کربلا میں موجود تھا یہ وہ طرماح نہیں جو عدی بن حاتم کا بیٹا تھا، کچھ لوگوں نے یہ لکھا ہے کہ عدی بن حاتم کے بیٹے طرفہ، طریف، مطرف، اور محمد تھے، اور طرماح نام کا ان کا کوئی بیٹا تھا ہی نہیں، یہ بھی ان کا اشتباہ ہے

جناب طرماح واقعی عدی بن حاتم کے بیٹے تھے، عدی بن حاتم کے باقی فرزند جمل اور صفین میں امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام کی نصرت میں قربان ہوئے تھے مگر جناب

طرماح میدان کربلا میں موجود تھے، اس بات کا ثبوت وہ مکالمات ہیں جو انہوں نے حکیم بن طفیل ملعون سے کیئے کیونکہ وہ عدی بن حاتم کا داماد تھا اور جناب طرماح کا بہنوئی تھا اور اسے سمجھانے کیلیئے جو کوشش جناب طرماح نے کی وہ یہ ثابت کرتی ہے کہ یہ عدی بن حاتم کے بیٹے تھے، حکیم بن طفیل ملعون نے کردگار وفا علیہ الصلوات والسلام کو شہید کیا تھا اور عدی بن حاتم اس کی سفارش کرنے کیلیئے جناب مختار ثقفی سلام اللہ علیہ کے پاس بھی گیا تھا، یہ ایک الگ موضوع ہے جسے میں ترک کرر ہا ہوں

ان کے تفصیلی واقعات میری مجالس کی چوتھی جلد میں بیان ہوئے ہیں، یہاں صرف موقعہ کی مناسبت سے یہ عرض کروں گا کہ طرماح بن عدی امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام کو راستے میں ملے تھے، جب امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام کا کاروان شہادت منزل شیراف پر پہنچا تو جناب حر سلام اللہ علیہ سے ملاقات ہوئی، یہ سب واقعات آئندہ بیان ہوں گے

یہاں صرف اتنا عرض کرتا چلوں کہ جناب حر سلام اللہ علیہ نے عرض کی تھی کہ میں آپ کو نہ تو کوفہ جانے دوں گا اور نہ ہی واپس مدینہ جانے دوں گا، اس کے علاوہ جس طرف جانا چاہیں چلے جائیں، میں آپ کے ساتھ رہتے ہوئے ابن زیاد ملعون کے حکم ثانی کا انتظار کروں گا، اس وقت امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام نے اپنا سفر صحرا کی طرف شروع کردیا تھا، اس سفر میں امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام کے محملوں کی مہار جناب طرماح سلام اللہ علیہ نے تھام رکھی تھی اور رات کو بھی سفر جاری رہا، ان کے بارے میں مشہور ہے کہ یہ بہت ہی خوش الحان تھے، انہوں نے جس وقت پاک محملوں کی مہار پکڑی تو امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام ان کے ساتھ سفر کررہے تھے، یہ بہت ہی دلکش آواز کے ساتھ حدی خوانی کررہے تھے اور یہ نغمہ سریلی آواز کے ساتھ صحرا کو بیدا کررہا تھا

﴾نغمہ ءِ صحرا﴿

یا نا قتی لا تزعری من زجر   وامضی بنا قبل طلوع الفجر

اے میری محبوب ناقہ آج تم میری کسی بات کو محسوس نہ کرنا کیونکہ آج ہمیں طلوع فجر سے پہلے منزل مقصود پر پہنچنا ہے

بخیر فتیان و خیر سفر   آل رسول الله آل الفخر

اے میری ناقہ کیا تجھے علم ہے کہ آج ہمارے ہم سفر کون ہیں؟ یہ وہ ہیں جو سب سفر کرنے والوں میں سے افضل ہیں اور تمام کائنات کے جوانمردوں سے اشرف ہیں کیونکہ یہ شہنشاہِ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آل پاک کے افراد ہیں، گویا یہ اللہ کے کل کے کل فخر کی اولاد ہیں

السادة البیض الوجوه الزهر   الطاعنین بالرماح السمر

اے میری ناقہ یہ میرے ہمسفر درخشاں لب ورخسار کے مالک ہیں، جو جملہ نورانی چہرے والوں کے سردار ہیں اور جو گندم گوش نیزوں کا درست استعمال بھی جانتے ہیں

الضاربین بالسیوف البتر   حتیٰ تجلیٰ بکریم الفخر

یہ وہ جوان ہیں جو نسلوں کو ختم کرنے والی تلواروں کی اس وقت تک ضربیں لگاتے رہتے ہیں جب تک ان کی خاندانیت کا سورج مطلع فخر تک نہ پہنچے

الماجد الجد رحیب الصدر   اصابة الله لخیر امر

یہ ہمسفر وہ ہیں جو حقیقتاً عظمت و بزرگی اور وقار کے وسیع القلب پیکر ہیں، اللہ جل جلالہٗ ان کو منزل مقصود پر خیریت سے پہنچائے، ہمیشہ سکھی رکھے

عمره الله بقا الدهر　　　　　　يا مالك النفع معا والضر

میری یہ دعا ہے کہ اس کائنات کے نفع ونقصان کی مالک ذات رہتی دنیا تک انہیں سلامت رکھے

اید حسینا سیدی بالنصر　　　　　　على الطغاة من بغا يا الكفر

اے کائنات کی مالک ذات تو ان باغی وطاغوتی کفار کے مقابلہ میں میرے شہنشاہ کی ''نصر اللہ عجل اللہ فرجہٗ الشریف'' کے ساتھ تائید وحمایت فرما

على اللعينين سليلي صخر　　　　　　يزيده زال حليف الخمر

وابن زياد العهر بن العهر

یہ جو ابوسفیان (صخر) کی بدبختی کے دو نچوڑ ہیں ان میں سے ایک وہ یزید ملعون ہے جو شراب کا ایسا حلیف ہے جو اسے بچانے کی قسمیں اٹھاتا ہے اور دوسرا ابن زیاد ملعون ہے جو خود بھی حرام زادہ ہے اور حرام زادے کا بیٹا بھی ہے، گویا دو آتشہ ہے

الغرض اس رنگ میں سفر کرتے ہوئے یہ پاک کاروان شہادت کو کربلا معلیٰ تک لے آئے، یہاں جو واقعات وقوع پذیر ہوئے ان کی تفصیل میں فی الحال بیان نہیں کرسکتا کیونکہ وقت کے دامن میں اتنی وسعت نہیں

میں اتنا عرض کروں گا کہ دس محرم کے دن جب جنگ شروع ہوئی تو جناب طرماح نے بہت خوبصورت جنگ کی اور اپنی تلوار کی دھار سے کوفیوں اور شامیوں کے ستر ایسے جوان قتل کئے جو تمام عرب میں اپنی شجاعت کا لوہا منوا چکے تھے، پھر ایک اجتماعی حملہ میں ان پر تیروں کی بارش ہوگئی جس سے ان کا گھوڑا شدید زخمی ہوگیا، ان کا اپنا جسم بھی زخموں سے چور چور تھا، یہ زخمی حالت میں گھوڑے سے زمین پر آئے

اس کے بعد ظالمین نے لاتعداد تلواروں کے وار کیئے جن سے یہ بے ہوش ہو گئے مگر ان میں رمق جاں باقی رہی مگر ظالمین نے انہیں مقتول سمجھ کے چھوڑ دیا اور چلے گئے جب گیارہ محرم کے دن سب شہیدوں کے سر ہائے اطہر جسموں سے جدا کیئے گئے تو اس وقت ملاعین کو معلوم ہوا کہ یہ ابھی زندہ ہیں

اس وقت طائی قبیلہ کے لوگ درمیان میں حائل ہو گئے اور انہیں بچا لیا گیا، بعد ازاں وہی ان کو کوفہ لے آئے، ان کو کوفہ پہنچ کر ہوش آیا اور بعد میں یہ کافی دن زندہ رہے اور کوفہ میں ہی ان کا انتقال ہوا تھا، چونکہ ان کی وجہِ شہادت کربلا کے زخم تھے اس لئے ان کو بھی شہدائے کربلا میں شامل سمجھا جائے تو بھی درست ہے

جب ان کو ہوش آیا تو اس وقت انہوں نے اپنے رشتہ داروں کے سامنے ایک واقعہ بیان کیا کہ جس وقت میں بے ہوش ہو کر زمین پر گرا، اس کے بعد کیا ہوا مجھے کچھ معلوم نہیں، جب تک جنگ ہوتی رہی مجھے ہوش نہ آیا، تا اینکہ رات ہو گئی، یہ گیارہ محرم کی رات تھی ......(R_257)

آدھی رات کو میری آنکھ کھل گئی، میں نے دیکھا کہ گنج شہداء میں سفید لباس میں ملبوس بیس 20 گھوڑا سوار داخل ہوئے، جن کے گھوڑے بھی سفید تھے، وہ تاریک رات میں بھی چاند کی طرح چمک رہے تھے، ان گھوڑے سواروں نے اپنے گھوڑے مقتل سے کافی دور روک لئے اور وہاں سے پیدل چلتے ہوئے مقتل گاہ میں آئے

جب نزدیک پہنچے تو میں نے دیکھا کہ ان میں ایک سیاہ برقعہ پوش مستور صلواۃ اللہ علیہا بھی موجود ہیں، میں اس وقت کلی طور پر عالم بیداری میں تھا، وہ تمام افراد امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام کی بے سر لاش اطہر کے قریب جا کر بیٹھ گئے، سب سے پہلے اپنی بوسہ گاہ پر

پاک نانا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بوسہ دیا، اس کے بعد تمام پاک افراد امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام کا گلہ چومتے رہے، سب سے آخر میں معظّمہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا مظلوم فرزند کے قریب آئیں، انہوں نے آکر ایک بار امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام کے گلے پر بوسہ دیا، پھر اپنے پاک باباؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مخاطب ہو کر عرض کرتی ہیں بابا جان مجھ بیکس ماں پر احسان فرمائیں، میرے نورِ نظر کا سر اطہر کوفہ سے منگوا دیں تا کہ میں اپنے مظلوم بیٹے کا منہ چوم سکوں، اسے جی بھر کے پیار کر سکوں

پاک معظّمہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا نے اپنے کریم بابا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جب یہ عرض کی تو اس وقت شہنشاہ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کوفہ کی طرف اپنا دست مبارک دراز کر کے فرمایا بیٹا آپ کی ماں آپ کو یاد فرما رہی ہیں جلدی آؤ

جناب طرماح سلام اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ کوفہ کی طرف سے امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام کا سر اطہر پرواز کرتا ہوا آرہا ہے، اس سر اطہر کو پاک نانا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے ہاتھوں پر وصول کیا، سب سے پہلے انہوں نے خون آلود رُخساروں پر بوسہ دیا پھر جسم اطہر کے ساتھ سر اطہر کو لگا دیا

امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام مقتل گاہ میں اٹھ کر بیٹھ گئے، اس وقت پاک ماں صلواۃ اللہ علیہا نے اپنی گود دراز فرمائی اور رو رو کر فرمایا کہ میرے تمام دن کے تھکے ہوئے لعل کچھ دیر دکھی ماں کی گود میں آرام تو کر لو، امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام نے پاک ماں صلواۃ اللہ علیہا کی گود میں آرام فرمایا، اس وقت شہنشاہ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میرے لعلؑ تمہاری دکھی بہنوں صلواۃ اللہ علیہن کا کیا حال ہے؟ امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام فرماتے ہیں نانا جان آج میری دُکھی بہنیں سخت مشکل میں ہیں، ان کے خیام نہیں رہے، اس وقت اسی بن میں

وہ امت کے ڈرے ہوئے معصوم بچوں کو تلاش کر رہی ہیں، نانا جان ان پر بہت کڑا وقت ہے، وہ بے آسرا رہ گئی ہیں، آنے والے اوقات کا خوف انہیں دہلا رہا ہے کہ کل خدا جانے ملاعین ان سے کیا سلوک کریں

تمام مومنین مل کر دعا کریں کہ خدا کرے ان کے گھر جلد آباد ہوں، ان کے تمام مصائب ختم ہوں، یہ دوبارہ اس طرح آباد ہوں جس طرح آباد ہونے کے لائق ہیں، اور یہ سب کچھ صرف اس وقت ممکن ہے جب ان کے پاک منتقم عجل اللہ فرجہٗ الشریف تشریف لائیں گے، دعا فرمانویں کہ وہ گھڑی جلد از جلد آئے



﴿ آمین یارب العالمین ﴾



اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ وَّ آلِ مُحَمَّدٍ وَعَجِّل فَرَجَھُم بِقَائِمِھِمّ عَجَلَ اللّٰہُ فَرَجَہٗ الشریف وَصَلَوَاتُ اللّٰہُ عَلَیہِ وَ عَلیٰ آلِہٖ اَجمَعِین

یاھوالوہاب الخبیر العلیم
یا مولا کریم عجل اللہ فرجک وصلوات اللہ علیک

مجلس نمبر 41 گیارہویں منزل

﴿ذو حسم یا المغیثہ﴾

حصہ دوم

(واقعات جناب حر بن یزید ریاحی سلام اللہ علیہ)

میں اپنی سابقہ مجلس میں یہ وضاحت کر چکا ہوں کہ واقصہ اور شراف یا شیراف کے درمیان چار کلومیٹر کا فاصلہ تھا، یہ منزل کوفہ سے تقریباً 100 کلومیٹر اور کربلا معلیٰ سے 182 کلومیٹر جنوب مشرق کی طرف ہے

جناب حر سلام اللہ علیہ کا لشکر شہر واقصہ تک نگران تھا کیونکہ جناب حر سلام اللہ علیہ حصین ابن نمیر ملعون کے ماتحت ہزار فوجی دستے کے انچارج تھے اور یہ راستہ ان کی نگرانی میں دیا گیا تھا، ان کے ایک جاسوس نے ان کو اطلاع دی کہ شہنشاہ معظم علیہ الصلوات والسلام اس وقت واقصہ پہنچ چکے ہیں، یہ اطلاع ملتے ہی یہ المغیثہ سے واقصہ کی طرف روانہ ہوئے، جب سرکارؐ کے قریب پہنچے تو امام کائنات علیہ الصلوات والسلام واقصہ سے روانہ ہو کر القرعا تک پہنچ چکے تھے

چونکہ یہ صحرا کا سفر کر کے آئے تھے اور راستہ میں انہوں نے زیادہ پانی نہیں لیا تھا کیونکہ ان کا خیال تھا کہ ہم القرعا سے پانی کی مشکیں بھر لیں گے مگر یہاں شہنشاہ

مظلوم کربلا علیہ الصلوات والسلام ان سے پہلے پہنچ چکے تھے چنانچہ انہوں نے سرکارؑ کے لشکر کا سامنا کرنے کی بجائے ان سے آگے چلنا شروع کر دیا، اس دن صحرا میں تیز لو چلی جس کی وجہ سے ان کے لشکر کا پانی ختم ہو گیا مگر انہیں یہ حوصلہ نہ ہو سکا کہ کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام سے پانی طلب کریں بلکہ یہ پیاس کی حالت میں امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام کے لشکر سے آگے آگے کئی میل تک سفر کرتے رہے

جناب حر سلام اللہ علیہ کے لشکر کا پانی 30 ذوالحجہ کی رات کو ختم ہو گیا تھا کیونکہ یہ اس رات کو المغیثہ سے روانہ ہوئے تھے اور اگلی منزل پر پانی بھرنے کا انہیں موقعہ نہیں ملا تھا، اوپر سے تیز لو چلی جس کی وجہ سے بچا ہوا پانی بھی ختم ہو گیا مگر انہوں نے اپنا سفر جاری رکھا، جس وقت پیاس حد سے بڑھی اور معاملہ ان کی برداشت سے باہر ہوا تو اس وقت انہوں نے امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام کے پاک قافلہ کی طرف رخ کیا

یہاں یہ بھی عرض کرتا چلوں کہ آپ کے سامنے بیان کیا جاتا ہے کہ جناب حر سلام اللہ علیہ کی ملاقات کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام کے ساتھ منزل شیراف پر ہوئی تھی، دراصل وہ منزل شیراف نہ تھی بلکہ اس واقعہ کو منزلِ شیراف کے ساتھ اس لئے منسلک کیا جاتا ہے کہ اس وقت امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام منزل شیراف سے گزر چکے تھے

درحقیقت جناب حر جب امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام کے سامنے آئے تو اس وقت آپ منزل شیراف سے آگے ذوحسم کے صحرا میں محو سفر تھے

اس زمانہ میں فوج کے علمبردار تو محدود لوگ ہوتے تھے مگر جو عام فوجی ہوتے وہ کھجوروں کی چھڑیاں علم کے طور پر کاندھوں پر رکھ کر اظہار مردانگی کیا کرتے تھے

اس لئے جب جناب حر سلام اللہ علیہ کے لشکر نے پیاس کی وجہ سے امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام

کے پاک قافلہ کی طرف رخ کیا تو سب سے پہلے جس صحابی نے انہیں دیکھا اس نے نعرہ تکبیر بلند کیا جو اس بات سے آگاہ کرنے کے مترادف تھا کہ کوئی خاص بات ہے یا کوئی نئی چیز نظر آئی ہے، اس وقت ایک جوان نے اس صحابی سے کہا کہ تم نے بے محل نعرۂ تکبیر کیوں بلند کیا ہے؟ اس نے جواب دیا کہ مجھے سامنے کھجوروں کا جھنڈ نظر آیا ہے اور میں نے مناسب سمجھا ہے کہ اپنے ساتھیوں کو اس سے آگاہ کروں

نعرۂ تکبیر کی آواز سن کر شہنشاہِ وفا علیہ الصلوات والسلام نے اپنا رہوار دوڑایا اور مقدمۃ الجیش کے قریب پہنچے کہ معلوم کریں کہ کیا بات ہے، انہوں نے عرض کی کہ سامنے کھجوروں کا جھنڈ نظر آیا اس لئے اس شخص نے نعرۂ تکبیر بلند کیا تھا، اس وقت شہنشاہ وفا علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا یہاں صحرا میں کھجوروں کا جھنڈ ہونا ناممکن ہے کیونکہ یہاں پانی بالکل نہیں ہے تو کھجوریں کہاں سے آئیں؟ یہ کھجوروں کا جھنڈ نہیں کوئی لشکر ہماری طرف آ رہا ہے……(R_258)

اس وقت ایک کوفی اسدی جوان نے کہا یا بروایت دیگر جناب زہیر بن قین نے کہا کہ آقا اس وقت ہمارے دائیں طرف ریت کی پہاڑیوں کا ایک چھوٹا سا سلسلہ ہے جسے ذوحسم (ذوحشم یا ذوخشب) کہتے ہیں، ہمارے لئے مناسب یہ ہے کہ ہم ان پہاڑیوں کا رخ کریں، کیونکہ ہمارے ساتھ پاک پردہ داران توحید و رسالت صلواۃ اللہ علیہن ہیں اور ان کے تحفظ کیلئے وہ جگہ مناسب ہے، اگر ہماری آنے والے لشکر سے کوئی جھڑپ ہو بھی گئی تو پشت کی طرف پہاڑی ہونے کی وجہ سے خیام فلک احتشام کی حفاظت آسان ہو جائے گی اور اس طرف سے کوئی حملہ نہ کر سکے گا، اگلی سائیڈ پر ہم خود ہوں گے اور ہمیں چاروں طرف سے حفاظت کرنے کی بجائے صرف دو طرف

سے حفاظت کرنا پڑے گی ......(R_259)

اس وقت قافلہ پاک کا رخ ذوحسم کی پہاڑیوں کی طرف موڑ دیا گیا، فوراً محمل بٹھا کر پہاڑی کے بالکل قریب ہنگامی طور پر خیام لگا دیئے اور ان میں پاک پردہ داران توحید و رسالت صلواۃ اللہ علیہن کو قیام بخشا گیا، یہ واقعہ تقریباً عین دو پہر کو پیش آیا

یاد دہانی کیلئے عرض کر دوں کہ یہ یکم محرم 30 ستمبر بدھ کے دن کا واقعہ ہے، تمام جوان خیام کے سامنے کھڑے ہو گئے اور انہوں نے آنے والے لشکر کا انتظار کرنا شروع کر دیا، اس وقت مستورات میں بہت بے چینی کا عالم تھا، کچھ دیر بعد سب نے دیکھا کہ ایک ہزار کوفی فوج کا دستہ آ رہا ہے، انہوں نے آ کر کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام کے خیام سے کچھ فاصلہ پر اپنے خیام لگا دئے مگر پانی طلب کرنے کی جرأت نہیں کی

اس وقت کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام نے حکم فرمایا کہ ایک آدمی کو بھیج کر معلوم کرو کہ یہ کون لوگ ہیں، ہمارے مخالف ہیں یا حمایت کرنے والے ہیں اور کیا چاہتے ہیں؟

جناب حر سلام اللہ علیہ نے جواب دیا کہ ہماری طرف سے کریم ازل علیہ الصلوات والسلام کی بارگاہ میں عرض کرو کہ ہم آئے تو آپ کی مخالفت میں ہیں مگر ہم شدید پیاسے بھی ہیں، کیا ہمیں پانی مل سکتا ہے؟ کیا آپ کی شفقت و رحمت دشمن کو حیاتِ نو عطا فرمانا پسند فرمائے گی؟، اس وقت شہنشاہِ مظلوم کربلا علیہ الصلوات والسلام اپنے خیمہ کے اندر تشریف فرما تھے اور جواب کا انتظار کر رہے تھے، غلام نے جناب غازی پاک علیہ الصلوات والسلام سے عرض کی کہ یہ ہیں تو مخالف مگر پانی بھی طلب کر رہے ہیں اور ان کی حالت یہ ہے کہ پیاس کی وجہ سے ان کی زبانیں باہر نکلی ہوئی ہیں، ان کے گھوڑوں کی زبانیں بھی پیاس کی وجہ سے بالکل باہر نکلی ہوئی ہیں

جناب غازی پاک علیہ الصلوات والسلام فوراً سرکارؐ کے خیمہ میں آئے، دیکھا کہ کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام کی آغوش میں پاک معصومہ بیٹی صلواۃ اللہ علیہا تشریف فرما ہیں اور کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام ان کو پیار کرنے میں مصروف ہیں

جناب غازی پاک علیہ الصلوات والسلام نے جناب حر کا جواب عرض کیا اور ان کی کیفیت بھی بتائی اور ساتھ ہی یہ عرض بھی کی کہ اصحاب کی رائے یہ ہے کہ انہیں پانی نہیں دینا چاہیے کیونکہ اگر انہیں کچھ دیر اور پانی نہ ملا تو یہ سب پیاس کی شدت سے ایڑیاں رگڑ رگڑ کر خود بخود ہی ہلاک ہو جائیں گے...... دوسری بات یہ ہے کہ اس وقت ایک تو ان کی حالت بہت خستہ ہے اور دوسرا ان کی تعداد کم ہے اس لئے ان سے جنگ کرنا آسان ہے یعنی ان پر آسانی سے قابو پایا جا سکتا ہے، اگر کہیں سے ان کو کمک پہنچ گئی تو پھر جنگ کرنا مشکل ہو جائے گی ......(R_260)

جس وقت پاک معصومہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا نے سنا کہ ان کی زبانیں پیاس کی وجہ سے باہر نکلی ہوئی ہیں تو انہوں نے عرض کی باباؐ جان چاہے وہ دشمن ہیں مگر ان کو پانی ضرور دیں کیونکہ وہ بہت پیاسے ہیں، ان کی سفارش پر کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا کہ انہیں فوراً پانی دیا جائے کیونکہ وہ پیاسے ہیں

یہاں یہ عرض کرتا چلوں کہ دس محرم کے دن جس وقت شہنشاہ وفا علیہ الصلوات والسلام میدان میں تشریف لے آئے تو آپ نے امت ملعون سے خطاب فرمایا کہ تمہاری فوج کے اندر جناب حر سلام اللہ علیہ کے لشکر سے جو جوان باقی بچے ہوئے ہیں وہ ذرا ہمارے سامنے آئیں، اس وقت کچھ جوان سامنے آ کر کھڑے ہو گئے

شہنشاہ وفا علیہ الصلوات والسلام نے انہیں دیکھ کر فرمایا اے جناب حر سلام اللہ علیہ کے لشکریو!

شریفوں کا کام نہیں ہوتا کہ وہ اپنے احسان جتلائیں مگر میں تمہیں ایک شہزادی کا احسان یاد دلانا چاہتا ہوں، تمہیں یاد ہوگا کہ منزل شیراف پر تمہاری کیا کیفیت تھی اور تمہیں یہ بھی یاد ہوگا کہ جس وقت تم پیاس سے جاں بہ لب تھے تو اس وقت ہم سب کا متفقہ فیصلہ تھا کہ دشمن کو پانی نہیں دینا چاہیے، تمہیں علم ہے کہ تم سب کو کس کی سفارش پر پانی ملا تھا؟ سب جوانوں نے عرض کی کہ ہمیں بتایا گیا تھا کہ کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام کی ایک کمسن شہزادی ہیں انہوں نے سفارش کی ہے اور ہمیں پانی عطا ہوا ہے، شہنشاہ وفا علیہ الصلوات والسلام نے ان کی طرف دیکھ کر فرمایا کہ واللہ یہ مشک مجھے اسی معصومہ صلواۃ اللہ علیہا نے اپنے ہاتھوں سے پہنائی ہے، تمہیں کیا معلوم کہ تمہاری محسنہ صلواۃ اللہ علیہا اپنے خیام میں کس طرح خالی جام اٹھا کر ایک ایک سے پانی طلب کر رہی ہے؟

واپس اپنے موضوع کی طرف آؤں

جب یہ اطلاع ملی کہ جناب حر سلام اللہ علیہ کا لشکر بہت پیاسا ہے تو شہنشاہ کربلا علیہ الصلوات والسلام خود باہر تشریف لے آئے اور اصحاب کو حکم فرمایا کہ تم فوراً پانی والے اونٹوں کو بٹھا کر مشکیں اتارلو اور ان کے منہ کھول دو

اس زمانہ میں جانوروں کو پانی پلانے کیلئے چمڑے کے چھوٹے چھوٹے ڈول ہوتے استعمال ہوتے تھے اور ان میں پانی ڈال کر جانوروں کو پلایا جاتا تھا، جب امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام نے جانوروں کی حالت دیکھی تو حکم فرمایا کہ ان کے جانوروں کے سامنے بھی پانی کے ڈول رکھے جائیں اور اس وقت تک ان کے آگے سے پانی نہ ہٹایا جائے جب تک وہ تین یا چار مرتبہ پانی سے منہ نہ موڑیں

علی بن طعان محابی روایت کرتا ہے کہ جس وقت جناب حر سلام اللہ علیہ کا لشکر امام مظلوم علیہ

الصلوات والسلام کی طرف روانہ ہوا تو میری حالت بہت خراب تھی، میں پیاس کی وجہ سے قریب المرگ تھا، مجھ میں چلنے کی سکت بھی نہیں تھی، میں جس وقت پہنچا اس وقت تمام اصحاب باقی لوگوں کو پانی پلانے میں مصروف تھے، مجھ میں اتنی سکت بھی نہ تھی کہ میں ان سے پانی طلب کرسکتا، جب شہنشاہ کربلا علیہ الصلوات والسلام کی نگاہ مجھ پر پڑی تو وہ میری ناقہ کے قریب تشریف لے آئے، میری حالت یہ تھی کہ میں ناقہ کی پشت پر نیم بے ہوشی میں تھا، امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام نے آکر فرمایا انخ الروایہ کیونکہ عراقی عربی میں روایہ مشک کو کہتے تھے اس لئے میں ان کا فرمان نہ سمجھ سکا

پھر امام کائنات علیہ الصلوات والسلام نے خود عراقی زبان میں فرمایا انخ الجمل اپنے اونٹ کو بٹھا دو، علی بن طعان کہتا ہے کہ میں نے اونٹ کو بٹھانے کی بڑی کوشش کی مگر مجھ میں مہار کھینچنے کی بھی طاقت نہیں تھی، پھر امام کائنات علیہ الصلوات والسلام نے خود میرے اونٹ کو بٹھایا اور ایک مشک اتار کر میرے سامنے رکھ دی اور فرمایا اخنث السقا یعنی مشک کا دہانہ اپنی طرف پھیر لو...... یہ کہتا ہے کہ یہ فقرہ بھی حجازی عربی زبان کا تھا میں عراقی تھا، ایک تو ہماری عربی حجازی عربی سے جدا تھی، دوسرا میں نیم بے ہوشی کی کیفیت میں تھا اس لئے میں ان کی یہ بات بھی نہ سمجھ سکا، اس وقت کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام نے خود آکر مشک کا دہانہ میری طرف موڑ دیا اور مشک کا منہ کھول کر میرے منہ سے لگا دیا......(R_261)

جب جناب حر سلام اللہ علیہ کے لشکر نے پانی پی لیا تو اس وقت آذانِ ظہر کا وقت ہوگیا جناب حجاج بن مسرور نے آذان واقامت کہی، شہنشاہ کربلا علیہ الصلوات والسلام نے حر سلام اللہ علیہ سے فرمایا تم اپنے لشکر کو نماز پڑھاؤ، ہم علیحدہ نماز پڑھیں گے، باقی باتیں بعد میں

ہوں گی، اس وقت جناب حر سلام اللہ علیہ نے عرض کی کہ ہم سب فرزند رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امامت میں نماز پڑھیں گے

دونوں لشکروں نے مل کر نماز ادا کی، اس کے بعد شہنشاہ کربلا علیہ الصلوات والسلام نے ایک تفصیلی خطبہ انشاء فرمایا...... میں اجمالی طور پر واقعات بیان کر رہا ہوں کیونکہ جناب حر سلام اللہ علیہ سے ملاقات کے بعد شہنشاہ کربلا علیہ الصلوات والسلام نے کئی خطبات انشاء فرمائے اور کئی چھوٹے چھوٹے واقعات ہیں جنہیں میں ترک کر رہا ہوں ......(R_262)

آمدم برسر بیان

جب نماز اختتام پذیر ہوئی تو اس وقت کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام نے خطاب فرمایا ☆

ایھا الناس انها معذرة الی الله والیکم و انی لم اتکم حتی اتنی کتبکم و قدمت بها رسلکم ان اقدم علینا فانه لیس لنا امام و لعل الله ان یجمعنا بك علی الهدٰی فان کنتم علیٰ ذٰلك فقد جئتکم فاعطونی ما اطمئن به من عهودکم و مواتیقکم و ان کنتم لمقدمی کارهین انصرف عنکم الی المکان الذی جئت منه الیکم (R_263)

اے لوگو! ہماری یہ گفتگو تم سب پر اتمام حجت کا درجہ رکھتی ہے یعنی اللہ جل جلالہٗ کے سامنے ہم کل یہ کہنے کی پوزیشن میں ہوں گے کہ ہم نے حجت تمام کر دی تھی

اے کوفیو! ہم تمہارے پاس خود نہیں آئے بلکہ تم لوگوں نے خط لکھ کر ہمیں بلوایا ہے، تم لوگوں نے ہماری طرف مسلسل قاصد بھیجے ہیں، ہمیں لکھا تھا کہ ہمارا کوئی امام و ہادی موجود نہیں ہے، ہمیں ہدایت کی ضرورت ہے، آپ کے وسیلہ سے اللہ ہماری ہدایت فرمائے گا، اگر آپ نے ہماری ہدایت نہ فرمائی تو ہم لوگ کل اللہ کے سامنے اپنی گمراہی کا ذمہ دار آپ کو ٹھہرائیں گے

اب اگر تم لوگ اپنے دعوت ناموں کے پابند ہو تو پھر تم سب سمجھ لو کہ ہم تمہاری ہدایت کیلئے تمہارے پاس پہنچ گئے ہیں اور تم سب اپنے عہد و پیمان کو مضبوط رکھو اور ہماری نصرت کرو، اگر تم سب اپنے عہد و پیمان پر باقی نہیں رہے تو ہمیں تم لوگوں سے کوئی غرض نہیں ہے، پھر ہمیں اجازت دو، ہم واپس وطن چلے جائیں

امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام خطبہ میں مصروف تھے کہ آذانِ عصر کا وقت ہو گیا، نماز عصر بھی جناب حر سلام اللہ علیہ کے لشکر نے کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام کی اقتداء میں ادا کی، جب اہل حرم میں یہ اطلاع پہنچی کہ جناب حر سلام اللہ علیہ کا لشکر کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام کی اقتداء میں نماز ادا کر رہا ہے تو ان کی بے چینی کچھ کم ہوگئی، جب شام ہوئی تو اس وقت امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام نے جناب حر سلام اللہ علیہ کو اپنے خیمہ میں یاد فرمایا اور جناب حر سلام اللہ علیہ سے دریافت فرمایا کہ تم لوگ یہاں کیوں آئے ہو؟ تمہارے آنے کا مقصد کیا ہے؟

جناب حر سلام اللہ علیہ نے عرض کی کہ میں اس صحرا کی ناکہ بندی پر معمور ہوں اور مجھے یہ حکم ہے کہ میں جہاں بھی آپ کو دیکھوں گرفتار کر کے ابن زیاد ملعون کے دربار میں لے جاؤں، کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا کہ ہم خود تو نہیں آئے بلکہ تم لوگوں نے ہمیں بلایا ہے تو ہم آئے ہیں، اگر تم نہیں چاہتے تو ہم واپس چلے جائیں گے، جناب حر سلام اللہ علیہ نے عرض کی کہ آقا مجھے تو کوئی علم نہیں کہ آپ کو کس نے بلایا ہے اور مجھے یہ بھی معلوم نہیں کہ کوفہ والوں نے آپ کو خطوط لکھے تھے

اس وقت کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام نے جناب عقبہ بن سمعان سے فرمایا کہ وہ خطوط لے آؤ...... کوفہ سے آئے ہوئے تمام خطوط ان کے سامنے لا کر رکھ دیئے گئے، کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا کہ اب تم خود گن لو پورے 30 ہزار خطوط ہیں

جناب حر سلام اللہ علیہ خطوط دیکھتے رہے اور افسوس کرتے رہے کہ ان لوگوں نے آپ کو خط لکھے اور اب وہ ابن زیاد ملعون کے دربار میں تخت کی قریبی کرسیوں پر بیٹھ کر مخالفت کی باتیں بھی کر رہے ہیں یہ بھی بڑی عجیب بات ہے، خطوط دیکھ کر جناب حر سلام اللہ علیہ واپس اپنے خیمہ میں آئے مگر بہت پریشان تھے، یہ تمام رات سو نہ سکے اور سوچتے رہے کہ اب میں کیا کروں

اس دوران جو سفر کیا گیا تھا وہ شیراف سے المغیثہ کی طرف تھا، اس لئے یہ قیام شیراف اور المغیثہ کے درمیان ذوحسم کے کسی صحرائی حصے میں ہوا، اس لئے کچھ صاحبانِ تاریخ نے اس قیام کو شیراف پر اور کچھ نے المغیثہ کے مقام پر قرار دیا ہے المغیثہ سے کچھ سفر شمال مغرب کی طرف کیا جائے تو یہاں سے راستہ سیدھا مشرق کی طرف مڑ کر قادسیہ کی طرف چلا جاتا ہے، قادسیہ دریائے فرات کے کنارے پر آباد شہر ہے، اس وقت یہاں ایک پل بھی تھا جس پر حصین بن نمیر ملعون مقرر تھا، یہ ملعون خود قادسیہ میں مقیم تھا، اس راستہ سے المغیثہ سے قادسیہ 56 کلومیٹر کے فاصلہ پر تھا مگر کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام نے یہ راستہ اختیار نہیں کیا کیونکہ جناب حر سلام اللہ علیہ نے انہیں روک لیا تھا، اس وجہ سے امام کائنات علیہ الصلوات والسلام نے ذوحسم کے اس صحرائی مقام سے صحرا کا راستہ اختیار فرمایا، بلکہ یہ کہنا زیادہ مناسب ہے کہ انہوں نے راستہ کو چھوڑ کر صحرا کا سفر شروع کر دیا، دو محرم 61 ہجری یکم اکتوبر 680 عیسوی جمعرات کی ڈھلتی ہوئی رات کو یہاں سے روانگی ہوئی، اس مقام سے کربلا معلیٰ تک کے فاصلوں کی ترتیب یہ ہے

المغیثہ سے صحرائی راستہ کے ساتھ رہیمیہ 65 کلومیٹر کے فاصلہ پر تھا

رہیمیہ سے عطشان صحرائی راستے کے ساتھ 48 کلومیٹر کے فاصلہ پر تھا

عطشان سے آگے قصر بنی مقاتل 20 کلومیٹر دور تھا

قصر بنی مقاتل سے کربلا معلیٰ 20 کلومیٹر دور تھا

یعنی المغیثہ سے کربلا معلیٰ کا کل فاصلہ 153 کلومیٹر تھا

چونکہ سفر کا آغاز المغیثہ سے بھی کچھ پہلے ذوحسم کے صحرا سے ہوا تھا اس لئے یہ سفر کم و بیش 200 کلومیٹر سے بھی زیادہ کا تھا

رات کے پچھلے پہر جب امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام نے کوچ فرمانے کا ارادہ کیا تو جناب حر سلام اللہ علیہ نے اپنے لشکر کو آواز دی، جب یہ پہنچے تو پاک قافلہ تیار ہو چکا تھا اور امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام اپنے پاک مرتجز پر سوار ہو چکے تھے

جونہی امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام نے چلنے کا ارادہ کیا تو جناب حر سلام اللہ علیہ نے عرض کی جناب مجھے حکم ملا ہے کہ میں آپ کو کوفہ نہ آنے دوں، کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا کہ اگر تم کوفی ہمارا کوفہ میں آنا پسند نہیں کرتے تو ہم واپس وطن چلے جاتے ہیں

جناب حر سلام اللہ علیہ نے عرض کی آقا مجھے یہ بھی حکم ہے کہ میں آپ کو وطن نہ جانے دوں کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا تم ہمیں نہ تو کوفہ جانے دیتے ہو اور نہ ہی واپس وطن جانے دیتے ہو، ہم یہ پردہ دار صلواۃ اللہ علیہن لے کر کہاں جائیں؟ اس نے عرض کی مجھے حکم ہے کہ میں آپ کو ابن زیاد ملعون کے پاس لے جاؤں

شہنشاہ کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا کہ یہ ناممکن ہے، اس وقت جناب حر سلام اللہ علیہ نے شہنشاہ معظم علیہ الصلوات والسلام کے رہوار کی لگام میں ہاتھ ڈالا اور عرض کی کہ میں آپ کو کہیں نہیں جانے دوں گا، وہاں شہنشاہ معظم علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا کہ

''اے حر تیری ماں تیری لاش پر ماتم کرے کیونکہ تو نے ہمارے ذوالجناح کی لگام میں ہاتھ ڈالنے کی جسارت کی ہے'' ...... جناب حر سلام اللہ علیہ نے عرض کی آقا آپ میری ماں کا نام لے سکتے ہیں مگر میں یہ گستاخی کبھی نہیں کرسکتا کہ آپ کی والدہ صلواۃ اللہ علیہا کا نام سر عام لوں کیونکہ ان کا نام پاک تو بغیر صلوات کے اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی تلاوت نہیں کرتے تھے، اس وقت تمام ہاشمی جوان جوش میں آ گئے

کردگار وفا علیہ الصلوات والسلام نے تلوار نیام سے نکال لی، زمین عراق پر زلزلہ سا آ گیا انہوں نے نعرہ تکبیر بلند کیا، شہنشاہ کربلا علیہ الصلوات والسلام کو اپنا مقصد خطرے میں محسوس ہوا فوراً اپنا رہوار صاحب جلال بھائی علیہ الصلوات والسلام کے رہوار کے سامنے لے آئے اور فرمایا میرے بھائی ہم نے جنگ نہیں کرنا ہے، خداوند جلال عرض کرتے ہیں عباس کے ہوتے ہوئے حر بن یزید ریاحی کی جرأت کیسے ہوئی کہ وہ آپ کے رہوار کی لگام میں ہاتھ ڈالے، امام کائنات علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا بھائی اس بات کو اتنا زیادہ محسوس نہ کرو، یہ ہماری عظمت سے واقف ہی نہیں ہے، اگر میری مانو تو میں یہ کہوں گا کہ اب امت کی گستاخیوں پر صبر کے عادی بنو کیونکہ یہ تو معمولی سی بات ہے شاید آئندہ اس سے زیادہ سخت رویہ دیکھنا پڑے

پھر امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا حر تم یہ بتاؤ کہ تم چاہتے کیا ہو؟ اس نے عرض کی کہ میں آپ سے جنگ کرنا نہیں چاہتا اور نہ ہی میری اوقات ہے کہ میں آپ سے جنگ کرسکوں، مگر میں یہ چاہتا ہوں کہ آپ نہ تو کوفہ کا راستہ اختیار کریں اور نہ ہی مدینہ کا، بلکہ کوئی تیسرا راستہ اختیار فرمائیں، میں آپ کے ساتھ ساتھ سفر جاری رکھوں گا اور میں یہاں کے تمام حالات لکھ کر ایک قاصد کو ابن زیاد ملعون کے پاس

بھیج دوں گا اور اسے یہ بھی لکھوں گا کہ امام کائنات علیہ الصلوات والسلام واپس مدینہ جانا چاہتے ہیں اس لئے انہیں واپس جانے کی اجازت دینا چاہیے، قاصد جو بھی جواب لے آئے گا وہ میں آپ کی بارگاہ میں عرض کروں گا، کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا یہ ہمیں منظور ہے...... اس وقت شہنشاہ کربلا علیہ الصلوات والسلام نے اپنے اصحاب سے مخاطب ہوکر فرمایا کیا تم میں سے کوئی اس سرزمین کے غیر معروف راستوں سے بھی واقف ہے؟ فوراً جناب طرماح سامنے آئے ......(R_264)

اس موقعہ پر جناب طرماح بن عدی نے حاضر ہوکر عرض کی کہ میں یہاں کے تمام خفیہ راستوں سے واقف ہوں، پھر انہوں نے پاک کارواں کو کوفہ کے راستہ سے ہٹا کر شام کے راستہ پر سفر شروع کیا، یہ سفر کسی معروف راستہ پر نہ تھا بلکہ یہ صحرا کا سفر تھا یہاں سے روانہ ہوکر کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام نے شمال مغرب کے صحرا میں رہیمیہ اور قطقطانیہ کی طرف سفر شروع فرمایا جو کوفہ سے سیدھا مغرب کی طرف قصبات تھے یہاں درمیان میں جو قصبے آتے ہیں ان میں سے ایک کا نام ''بیضہ بنی ابان بن دارم'' ہے، جس میں صرف ابان بن دارم کا قبیلہ آباد تھا اور فرزدق شاعر یہاں کا رہنے والا تھا، دوسرا قصبہ ''بیضہ بنی یربوع'' کا تھا، یہاں یربوع قبیلہ کے لوگ رہتے تھے، یہ امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام کے موالیوں کا علاقہ تھا

یہ وہ علاقہ تھا جہاں جناب مالک بن نویرہ بہ حیثیت سردار رہے تھے اور خالد بن ولید ملعون نے انہیں تارکین زکوۃ ظاہر کرکے شہید کروادیا تھا اور ان کی بیوی پر غیر شرعی تصرف کیا تھا، جس کی وجہ سے اس پر زنا کا جرم ثابت ہوگیا تھا اور خلیفہ ثانی نے حد جاری کرنے کی کوشش بھی کی تھی مگر خلیفہ اول نے روک دیا تھا، مالک بن نویرہ کا

بھائی متمم بن نویرہ اپنے وقت کا ایک مشہور شاعر تھا جس نے بھائی کی موت پر ایک شہرہ آفاق مرثیہ لکھا تھا جسے سن کر خلیفہ ثانی بھی روتا رہا تھا...... تفصیل کیلئے علامہ شبلی نعمانی کی کتاب ''الفاروق'' دیکھیں

کتب مقاتل وتواریخ وسیرت میں لکھا ہوا ہے کہ شہنشاہ کربلا علیہ الصلوات والسلام نے سفر کرتے ہوئے مقام بیضہ پر قیام فرمایا مگر یہ وضاحت نہیں ہے کہ کس بیضہ پر قیام فرمایا تھا، ہاں کچھ لوگوں نے اندازہ لگایا کہ بنی دارم والے بیضہ پر قیام فرمایا ہوگا کیونکہ وہ مشہور تھا مگر یہ بات اس لئے درست محسوس نہیں ہوتی کہ بیضہ بنی ابان بن دارم قادسیہ کے بہت قریب تھا اور یہاں جانا گویا قادسیہ جانے کے برابر تھا، اس لئے بیضہ بنی یربوع والی بات عقل تسلیم کرتی ہے کیونکہ وہ عذیب الھیجانات کے قریب حزن کے قصبہ کے ساتھ متصل تھا اور کوفہ سے مغرب کی طرف کافی فاصلہ پر تھا اور قطقطانیہ، خفیہ اور رہیمیہ کے راستے پر سفر کی سمت کے بالکل سامنے تھا، اس لئے ذوحسم سے اگلی منزل بیضہ بنی یربوع ثابت ہوتی ہے جو عطشان سے پہلے مغربی سائیڈ پر آتی ہے، یہ المغیثہ سے تقریباً 110 کلومیٹر کے فاصلہ پر ہے، آج شاید یہ مقام موجود نہ ہو یا پھر عطشان کے ساتھ ملحق ہو چکا ہو مجھے معلوم نہیں مگر اس مقام پر شہنشاہ کربلا علیہ الصلوات والسلام کا آنا ثابت ہے...... (R_265)

اب میں جناب حر سلام اللہ علیہ کے واقعات عرض کرنا چاہتا ہوں

جس وقت امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام کربلا پہنچے تو یہاں 9 محرم کی رات تک مذاکرات ہوتے رہے اور جناب حر سلام اللہ علیہ کو امید تھی کہ یہ تمام معاملہ گفتگو کے ذریعے حل ہو جائے گا اور ان کے سامنے ظالمین کے عزائم ظاہر نہیں تھے، وہ اس بات سے لاعلم

تھے کہ ظالمین کا اصل مقصد صلح نہیں بلکہ صرف اور صرف امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام کو شہید کرنا ہے، 9 محرم کی رات کو مذاکرات ناکام ہونے پر امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام نے مصلحت ایزدی کے تحت ظالمین کو ایک رات کی مہلت عطا فرمائی

لوگ کہتے ہیں کہ شبیرؑ نے مہلت مانگی
ذہن میں ، چھوٹا سا نقطہ ہے ، سماتا ہی نہیں
ایک شب کی انہیں سرکارؑ نے مہلت دی تھی
دینا آتا ہے انہیں ، مانگنا آتا ہی نہیں

دس محرم کی رات ایک طرف امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام کے اصحاب قرآن کی تلاوت اور نمازوں میں مصروف تھے، دوسری طرف عمر ابن سعد ملعون نے تمام جنگجو جرنیلوں کو اپنے خیمہ میں بلایا

جناب حر سلام اللہ علیہ کو کربلا پہنچتے ہی بنی تمیم اور بنی حمدان کے کل لشکر کے 25% حصہ کا سالار بنا دیا گیا تھا اس لئے ان کو بھی اس ملعون نے اپنے خیمہ میں بلایا، اس وقت ابن سعد ملعون نے جرنیلوں کو آگاہ کیا کہ میں نے بہت کوشش کی ہے کہ جنگ نہ ہو مگر ابن مرجانہ ملعون امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام کو شہید کرنے کے سوا کسی بات پر رضامند نہیں ہوتا لہٰذا کل ہمیں اللہ اور اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ناراضگی مول لے کر ابن مرجانہ ملعون کو خوش کرنا پڑے گا

جب جناب حر سلام اللہ علیہ نے یہ بات سنی تو ان کے رونگٹے کھڑے ہو گئے، اس وقت یہ سمجھ گئے کہ ان کے عزائم صلح کے تھے ہی نہیں بلکہ ایک راہ چلتے مسافر کو لوٹنا ہی ان کا مدعا ہے، پھر ظالمین آپس میں پروگرام بناتے رہے اور یہ سر جھکا کر روتے رہے

اس وقت کی کیفیت مصنف نے ایک سرائیکی نوحہ میں خوب بیان فرمائی ہے اور جہاں تک میں سمجھتا ہوں اس سے زیادہ بہتر کیفیات کی ترجمانی ممکن ہی نہیں ہے

﴿نوحہ﴾

اج رات عاشور دی ہر ظالم بیٹھا ظلم دے سبق سنڑ یندا ہے ، حر رو ڈیندائے
سادات دے لٹّن دی کوئی ظالم تجویز جاں پیش کریندا ہے ، حر رو ڈیندائے

....

کوئی ظالم آہدائے رات ڈھلے شب خون غریب تے مار ڈیوو
چا اج دی رات ہجوم کرو سادات دے خیمے ٹھار ڈیوو
انہاں ظلم دیاں تجویزاں توں جڈاں ہک ہک کوں ہٹکیندا ہے ، حر رو ڈیندائے

....

ہے رو آہدا کچھ شرم کرو ہن خیمے سینؑ دی جائی دے
بہوں اوکھے بال سمہائے ہوسن میڈی سینؑ مسافر بھائی دے
جڈاں سینؑ دے خیمے لٹّن دا کوئی گستاخ شقی ناں چیندا ہے ، حر رو ڈیندائے

....

کوئی ظالم آہدائے خیمیاں تے یکدم گھوڑے دوڑا ڈیوو
اے رات وداع دی سیداں تے محشر دا روز بنڑا ڈیوو
اللہ راسیاں نال اِنج نہیں کرنا ، جڈاں ظالماں کوں سمجھیندا ہے ، حر رو ڈیندائے

....

رو آہدائے حرا کیا کیتائی تیں کیڈا ظلم وسایا ہے

تیں واگ نپی ، گستاخ تھیوں ، او صابر سینؑ دا جایا ہے

رب جانڑے اج کیا تھی ویسی ، جڈاں حسرت نال سوچیندا ہے ، حر رو ڈیندائے

....

کوئی آہدائے اکبرؑ قاسمؑ دیاں اج لاشاں کر پامال ڈیوو

ڈیو چادراں کل ھم سینیںؑ کوں ونج زیور وی ہر حال ڈیوو

ہتھ رکھ تلوار دے قبضے تے جڈاں ظلم توں آپ روکیندا ہے ، حر رو ڈیندائے

....

جعفرؑ وس پونون او سینیںؑ رُنیاں جو پر درد نصیباں کوں

منصوبے ظلم دے بنڑدے ہن بے وارث سمجھ غریباں کوں

جنہاں پردہ داراں دی غربت ، جڈاں اج وی یاد کریندا ہے ، حر رو ڈیندائے



﴿ آمین یارب العالمین ﴾



اَللھُمَّ صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ وَّ آلِ مُحَمَّدٍ وَعَجِّل فَرَجَھُم بِقَائِمِھِمٌ عَجَلَ اللّٰہُ فَرَجَہُ الشریف

وَصَلَوَاتُ اللّٰہُ عَلَیہِ وَ عَلیٰ آلِہِ اَجمَعِین

یاھوالوہاب الخبیر العلیم
یا مولا کریم عجل اللہ فرجک وصلوات اللہ علیک

مجلس نمبر 42

شہادت جناب علیؑ بن حر ریاحی

علیہما السلام

کل میں جناب حر سلام اللہ علیہ کے بارے میں عرض کر رہا تھا کہ ابن سعد ملعون کا خیمہ ہے اس میں تمام ملاعین اکٹھے ہو کر سادات پر کل ڈھائے جانے والے مظالم کی تجاویز پر غور کر رہے ہیں، جناب حر سلام اللہ علیہ منع کرتے ہیں مگر جب ان کی بات کوئی نہیں مانتا تو رو دیتے ہیں

پھر جناب حر سلام اللہ علیہ نے ابن سعد ملعون سے کہا کہ کیا ایسا نہیں ہوسکتا کہ یہ جنگ ٹال دی جائے کیونکہ فرزند رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شہید کرنا کسی طور بھی مناسب نہیں ہے

ابن سعد ملعون نے جواب دیا کہ میں نے تو بہت کوشش کی ہے کہ یہ جنگ نہ ہو اور بات مذاکرات کے ذریعے حل ہو جائے مگر ابن مرجانہ یعنی عبیداللہ ابن زیاد ملعون کسی بات پر رضامند نہیں ہوتا اور میں جانتا ہوں کہ سب قصور اسی ملعون کا ہے کیونکہ امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام صلح کے تمام راستے ہمیں دے چکے ہیں

انہوں نے یہ بھی فرمایا ہے کہ تم ہمیں یزید ملعون کے پاس جانے دو ہم اس سے خود بات کریں گے مگر یہ ظالم راضی نہیں ہوتا، اس کا واحد مقصد امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام کو شہید کرنا ہے یا پھر یہ بھی ہوسکتا ہے کہ یزید ملعون کا کوئی خفیہ خط اس کے پاس آیا ہو

اور اسی نے لکھا ہو کہ کسی بات پر رضا مند نہیں ہونا، اس لئے یہ کسی بات پر رضا مند نہیں ہو رہا ہے، اسی رات عمر ابن سعد ملعون نے ابو سفیان کی تمام آل کی مذمت میں ایک نظم بھی لکھی تھی

جناب حر سلام اللہ علیہ تمام باتیں سن کر واپس اپنے خیمہ میں آئے تو خیمہ کے دروازہ پر انہیں اپنا غلام دُرَید (عروہ) ملا، انہوں نے اس سے پوچھا کہ کیا تم نے میرے گھوڑے کو پانی پلایا ہے؟

جناب دُرَید (عروہ) نے جواب دیا کہ آپ کو اپنے گھوڑے کی پیاس کا اتنا احساس ہے اور فرزند رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چھوٹے چھوٹے بچے اتنے دنوں سے پیاسے ہیں کیا آپ کو ان کا بھی کسی وقت احساس ہوا ہے؟، اس وقت ہم جس مقام پر کھڑے ہیں یہ مقام اہل بیت اطہار کے خیام سے کم وبیش چار میل دور ہے، ذرا غور سے سنو کہ معصوم بچوں کی العطش کی آواز یہاں تک سنائی دے رہی ہے

اس فقرے کی چوٹ جناب حر سلام اللہ علیہ کے دل پر لگی، آنکھوں میں بے ساختہ آنسو آ گئے اور خاموشی سے یہ اپنے خیمہ کے اندر آ گئے

جناب علی (بکیر) بن حر سلام اللہ علیہ اور مصعب بن یزید ریاحی سلام اللہ علیہ روایت کرتے ہیں کہ ہم تمام رات جناب حر سلام اللہ علیہ کو دیکھتے رہے، وہ تمام رات سوئے نہیں بلکہ بار بار اپنے خیمہ سے باہر جاتے، آسمان کی طرف دیکھتے اور واپس اپنے خیمہ میں آ جاتے یہ ایک دو بار باہر گئے اور اپنے آپ سے خود کلامی کرتے ہوئے آئے کہ اے حر تم نے یہ کیا کیا؟ معظّمہ کونین صلواۃ اللہ علیہا کی بیٹیوں صلواۃ اللہ علیہن کو اس ویران جنگل میں لے آنے کا موجب تو تم بن گئے، اگر تم اپنے محسن شہنشاہ علیہ الصلوات والسلام کو واپس مدینہ جانے

دیتے تو یہاں تک نوبت ہی نہ آتی

قرۃ بن قیس ریاحی روایت کرتا ہے کہ روزِ عاشور نماز صبح کے بعد جنگ کے طبل بجنا شروع ہوگئے، اس کے ساتھ ہی فوجوں کی صفیں استوار ہونا شروع ہوگئیں، ایک طرف لاکھوں کی تعداد میں فوج تھی، دوسری طرف سو سے بھی کم جوان تھے

قرۃ بن قیس ریاحی (جو جناب حرسلام اللہ علیہ کا رشتہ دار تھا) کہتا ہے کہ اس وقت میں نے دیکھا جناب حرسلام اللہ علیہ پر ایک عجیب کیفیت طاری تھی، ان کے دائیں بائیں دو جوان گھوڑوں پر سوار تھے، ایک ان کے بھائی جناب مصعب بن یزید ریاحی تھے اور دوسرے ان کے فرزند علی بن حرسلام اللہ علیہ تھے اور ان کے ساتھ ان کا غلام جناب دُرَید کھڑا تھا، ان کی کیفیت یہ تھی کہ ان کا چہرہ پسینہ سے شرابور ہورہا تھا، ان کے جسم پر کپکپی طاری تھی، جناب دُرَید نے جناب حرسلام اللہ علیہ کی طرف دیکھ کر عرض کی کہ آپ تو بہت بہادر ہیں مگر آپ کی حالت اتنی ابتر کیوں ہورہی ہے؟

انہوں نے جواب نہیں دیا بلکہ یہ کہا کہ کیا تم نے میرے گھوڑے کو پانی پلایا تھا؟ غلام نے کہا ہاں میں نے پانی پلایا تھا، اس وقت جناب حرسلام اللہ علیہ نے کہا آئندہ تمہیں پانی نہیں پلانا پڑے گا، غلام کہتا ہے مجھے بات سمجھ نہ آئی اگر مجھے یہ بات سمجھ میں آجاتی تو میں بھی جناب حرسلام اللہ علیہ کے ساتھ امام علیہ الصلوات والسلام کی طرف چلا جاتا ......(R_266)

اس وقت کسی کا فوج سے نکل کر امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام کی فوج کی طرف جانا ناممکن تھا کیونکہ سامنے ہزاروں کی تعداد میں تیرانداز کھڑے تھے اور انہوں نے اسی وقت تیروں کی بارش کردینا تھی جس سے نکل کر جانا بہت مشکل تھا

مہاجر ابن اوس روایت کرتا ہے کہ میں جناب حرسلام اللہ علیہ کے دائیں جانب کھڑا تھا

جناب حر سلام اللہ علیہ کے ساتھ ان کے فرزند تھے، میں نے دیکھا کہ جناب حر سلام اللہ علیہ نے ایک اشارہ کیا، اس کے بعد ان کے فرزند اور غلام نے آہستہ آہستہ اپنے گھوڑوں کو ایک طرف سے آگے بڑھانا شروع کیا، میں نے کہا اے حر سلام اللہ علیہ کیا تم نے اکیلے ہی ان مظلوموں پر حملہ کرنے کا ارادہ کرلیا ہے؟ انہوں نے کوئی جواب نہ دیا

میں نے ان کی حالت دیکھی ان کے جسم پر کپکپی، چہرے پر پسینہ اور رُخ پر زردی تھی میں نے کہا اے حر سلام اللہ علیہ میں تو تمہیں عرب کے عظیم شجاعوں میں سے سمجھتا تھا، اگر کوئی مجھ سے پوچھتا کہ عرب کا سب سے بڑا بہادر کون ہے تو میں اس کے سامنے تمہارا نام لیتا تھا مگر آج آپ نے یہ کیا حالت بنا رکھی ہے؟

اس وقت جناب حر سلام اللہ علیہ نے آہستہ سے فرمایا میں اس وقت جنت اور جہنم کے درمیان کھڑا ہوں اور یہ فیصلہ نہیں کر پا رہا کہ مجھے جنت کا راستہ اختیار کرنا چاہیے یا جہنم کا...... مہاجر بن اوس کہتا ہے کہ میں تمہاری بات سمجھ نہیں سکا، انہوں نے فرمایا اس وقت میرے سامنے جو فوج بہت کم تعداد میں کھڑی ہے وہ چاہے شہید ہو یا نہ ہو اس فوج نے بہر حال جنت میں جانا ہے کیونکہ وہ فرزند رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ہے اور ہماری فوج نے ہر صورت جہنم میں جانا ہے کیونکہ ہماری فوج نواسہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شہید کرنے کیلئے تیار ہے، میں یہ فیصلہ کر رہا ہوں کہ ہمیں جنت میں جانا چاہیے یا جہنم میں...... اور اب میں اس فیصلہ پر پہنچا ہوں کہ چاہے مجھے ہزار مرتبہ ٹکڑے ٹکڑے کر دیا جائے میں جہنم کا راستہ اختیار نہیں کر سکتا

اس وقت جناب حر سلام اللہ علیہ نے آہستہ سے اپنے فرزند اور غلام کو اشارہ کیا، سب نے مل کر گھوڑے دوڑا دیئے اور لشکر شام کو چھوڑ کر امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام کی فوج کے

قریب آ گئے ،ان کے ساتھ ان کے بھائی مصعب نہ آئے ......(R_267)
ایک روایت یہ بھی ہے کہ جس وقت یہ لشکر شام سے نکلے تو انہوں نے اپنے غلام سے فرمایا کہ کیا تمھیں علم ہے میں کتنا بڑا گنہگار ہوں اور میں سمجھتا ہوں کہ ایسے گناہ سوائے اپنے خون کے کسی اور شے سے نہیں دھوئے جا سکتے ،تم اس طرح کرو میرے دونوں ہاتھ پس پشت باندھ دو اور مجھے مجرم کی طرح شہنشاہ کربلا علیہ الصلوات والسلام کی بارگاہ میں پیش کرو اس طرح شاید وہ معاف فرما دیں کیونکہ میں کوئی معمولی مجرم نہیں ہوں
ایک روایت یہ بھی ہے کہ جس وقت یہ امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام کے قریب پہنچے تو ان کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے ،انہوں نے اپنے دونوں ہاتھ اپنے سر پہ رکھے ہوئے تھے، ان کو آتا دیکھ کر علمبردار فوج خدا علیہ الصلوات والسلام نے بڑھ کر انہیں روکا اور اپنے شہنشاہ معظم علیہ الصلوات والسلام کی حفاظت کے پیش نظر انہیں آگے نہ بڑھنے دیا، اس وقت جناب حر سلام اللہ علیہ نے عرض کی کہ آپ مجھے اپنے کریم شہنشاہ علیہ الصلوات والسلام تک جانیں دیں یہ آپ کا مجھ گناہ گار پر احسان ہوگا کیونکہ مجھے اپنی غلطی کا اب احساس ہوا ہے اور میں معافی کا طلبگار بن کر آیا ہوں
جس وقت یہ آپس میں گفتگو فرما رہے تھے کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام نے شبیہ پیغمبر علیہ الصلوات والسلام سے فرمایا میرے لعل ہمارا مہمان آ رہا ہے تم جا کر اس کا استقبال بھی کرو اور اسے احترام کے ساتھ ہمارے پاس لے آؤ، شبیہ پیغمبر علیہ الصلوات والسلام تشریف لے آئے اور آ کر جناب حر سلام اللہ علیہ کو مبارک باد دی اور انہیں اپنے ساتھ لے آئے مگر جناب حر سلام اللہ علیہ بار بار عرض کر رہے تھے کیا میں اس قابل ہوں کہ مجھے معاف کر دیا جائے؟ کیا مجھے جیسے گنہگار کیلئے معافی کی کوئی گنجائش ہے؟

جب یہ کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام کے قریب پہنچے تو شہنشاہ معظم علیہ الصلوات والسلام کرسی سے اٹھے اور چند قدم چل کر جناب حر سلام اللہ علیہ کا استقبال کیا، جونہی جناب حر سلام اللہ علیہ اپنے شہنشاہ علیہ الصلوات والسلام کے قریب گئے یہ فوراً پیشانی کے بل شہنشاہ علیہ الصلوات والسلام کے قدموں میں گر پڑے اور رورو کر عرض کرتے ہیں کہ سرکار مجھے معاف فرما دیں

امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا حر تم کیوں پریشان ہو رہے ہو ہمارے رہوار کی لگام تم نے نہیں پکڑی بلکہ امر الٰہی نے پکڑی تھی، تم نے ہمیں نہیں روکا تھا ہمیں تو رضائے الٰہی نے روکا تھا، تم ہمیں جنگل میں نہیں لائے دراصل ازلی میثاق کا عہد ہمیں اس ویرانہ میں لے آیا ہے، تم نے یہ دن نہیں دکھایا حکم حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں یہ دن دکھایا ہے، تم کیوں پریشان ہو؟

ذرا دیکھو تو سہی خیام کے اندر سے میری بہنیں صلواۃ اللہ علیہن تمہیں بھائی کہہ رہی ہیں، کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام نے کچھ اس انداز میں کلام فرمایا کہ مجرم کا احساس جرم تک محو کر دیا جناب حر سلام اللہ علیہ نے رورو کر عرض کی آقا ہم نے سنا تھا کہ اللہ تعالیٰ بہت کریم ہے مگر میں اللہ کی قسم اٹھا کر کہتا ہوں کہ دیکھا آج ہے کہ اللہ کتنا کریم ہے اور اگر کوئی مجھ سے پوچھے تو میں کہوں گا کہ اللہ لاکھ مہربان اور کریم ہے مگر آپ کی بہنوں صلواۃ اللہ علیہن سے زیادہ کریم نہیں ہوگا کیونکہ یہ مجھ جیسے مجرم کو بھائی کہہ رہی ہیں، میں تو ان کی کریمی کا اندازہ کر ہی نہیں سکتا، امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا اے حر سلام اللہ علیک دوبارہ اپنے آپ کو مجرم نہیں کہنا اب تم ہمارے بھائی ہو، ہمارے انصار میں تمہارا نام ازل سے ہی شامل ہے، تم پردۂ توحید کے محافظ بن کر آئے ہو

اس وقت جناب حر سلام اللہ علیہ نے اپنے چہرے پر نقاب کیا ہوا تھا، کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام

نے فرمایا ہمیں اپنا چہرہ تو دکھاؤ، انہوں نے اپنے چہرے سے نقاب اتار کے رخسار خاک پر رگڑنا شروع کیئے، کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام نے فوراً انہیں اٹھا کر اپنے سینہ سے لگا لیا، جناب حر سلام اللہ علیہ نے عرض کی مجھے معافی کا یقین تب آئے گا جب مجھے قربان ہونے کی اجازت بخشی جائے گی، کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا اے بھائی حر سلام اللہ علیہ تم ابھی آئے ہو کچھ دیر آرام کرلو، انہوں نے عرض کی آقاؑ اب آرام مجھے آپ کے جد اطہر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قدم بوسی میں آئے گا، میں اپنے گناہوں کا کفارہ یہ اپنا سر لایا ہوں یہ میرے کاندھوں پر بوجھ ہے، مجھے فوراً یہ بوجھ اتارنے کی اجازت دیں

کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا جو تمہاری مرضی وہی ہماری مرضی

جناب حر سلام اللہ علیہ نے سب کے سامنے فرمایا کہ جس وقت میں ابن زیاد ملعون کے قصر سے کوفہ کے صحراؤں کی ناکہ بندی کا حکم لے کر نکلا اور میں جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام کی مزار کے قریب سے گزرا تو آسمان کی طرف سے مجھے ایک آواز آئی، ہاتف غیب نے فرمایا کہ اے حر سلام اللہ علیہ تمہیں جنت مبارک ہو۔۔۔۔۔۔(R_268)

جب میں نے یہ آواز سنی تو اِدھر اُدھر دیکھا مگر کوئی نظر نہیں آیا، میں سوچ رہا تھا کہ یہ کس نے آواز دی ہے، ایک طرف میں فرزند رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مخالفت میں جنگ کرنے جا رہا ہوں، دوسری طرف مجھے جنت کی بشارت دی جا رہی ہے کوئی فریب خیال تو نہیں؟ میں حیران ہوا مگر میں نے پرواہ نہیں کی

میرا یہ معمول تھا کہ میں نمازِ شب میں اپنے والد کے حق میں دعا کرتا تھا مگر ان دنوں میں نماز شب ادا نہیں کر سکا، پھر کافی دنوں بعد میں نے 9 محرم کی رات نمازِ شب ادا کی، پھر میں سو گیا، رات کو خواب میں اپنے والد جناب یزید ریاحی کو دیکھا، انہوں

نے مجھ سے پوچھا کہ تم اتنے دن کہاں رہے ہو؟

میں نے عرض کی کہ میں کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام کے ساتھ ساتھ رہا ہوں اسی وجہ سے حاضر نہیں ہوسکا، انہوں نے فرمایا میرے بیٹے تم نے بہت بڑی غلطی کی ہے تم نے فرزند رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا راستہ روکا ہے اور اپنے لئے جہنم کا راستہ کھول لیا ہے، اگر تم شہنشاہ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت اور نجات چاہتے ہو تو اپنا سر شہنشاہ کربلا علیہ الصلوات والسلام کی نعلین پر قربان کردو، ورنہ کل شفاعت اور نجات کی کوئی توقع نہ رکھنا

(R_269)

پھر جناب حر سلام اللہ علیہ نے اپنے بیٹے اور بھائی سے فرمایا آج تم بھی کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام کی نصرت میں اپنا سر پیش کرو، مجھے خوف ہے کہ تم چھوڑ کر نہ چلے جاؤ اس لئے میں سب سے پہلے تمہیں قربان کرنا چاہتا ہوں، اپنی نظروں کے سامنے تمہاری قربانی دیکھنا چاہتا ہوں

کچھ مؤرخین نے جناب حر سلام اللہ علیہ کے فرزند کا نام جناب علی بن حر سلام اللہ علیہ لکھا ہے، کچھ مؤرخین نے بکیر بن حر لکھا ہے، بعض نے بکیر اور علی بن حر سلام اللہ علیہ دو علیحدہ علیحدہ بیٹے لکھے ہیں ......مگر میرا خیال یہ ہے کہ جناب حر سلام اللہ علیہ کے ایک ہی فرزند میدانِ کربلا میں موجود تھے جن کا نام علی بن حر سلام اللہ علیہ تھا اور اگر بکیر نام کے کوئی فرزند تھے تو وہ کربلا میں موجود نہیں تھے، میں ان کے بارے میں کوئی حتمی بات کرنے کی پوزیشن میں نہیں ہوں کیونکہ ان کے بارے میں زیادہ تحقیق کسی نے کی ہی نہیں

جناب حر سلام اللہ علیہ نے امام کائنات علیہ الصلوات والسلام کی بارگاہ میں بیٹے اور بھائی کی سفارش کی، پھر عرض کی کہ آقاؐ اگر آپ اجازت دیں تو میں اس لشکر بدنہاد کے ساتھ کچھ

بات کرنا چاہتا ہوں، شہنشاہ کربلا علیہ الصلوات والسلام نے انہیں اجازت عطا فرمائی، یہ گھوڑا دوڑا کر میدان میں آئے اور عمر ابن سعد ملعون کے لشکر کی طرف نگاہ فرمائی، اس وقت میدان میں لاتعداد طبل اور ناقوس بج رہے تھے، انہوں نے ہاتھ سے اشارہ کیا تو طبل بجانے والوں نے اپنے ہاتھ روک لئے، پھر انہوں نے ابن سعد ملعون سے مخاطب ہوکر ایک خطبہ انشا فرمایا کہ

اے کوفہ والو! تم ظلم عظیم کے مرتکب ہوئے ہو کہ پہلے تم سب نے ہزاروں کی تعداد میں خطوط لکھ کر امام زمانہ علیہ الصلوات والسلام کو کوفہ آنے پر مجبور کیا، جب وہ تمہارے کہنے پر کوفہ تشریف لائے تو انہیں کوفہ میں داخل ہونے سے روک دیا، مجھے بتاؤ کہ آج تک کسی نے اپنے مہمان پر بھی ظلم کیا ہے جبکہ تم سب نے مل کر انہیں شہید کرنے کیلئے قرآن اٹھا کر قسم کھائی ہے...... اب تم نہ تو انہیں یہاں رہنے دیتے ہو اور نہ ہی وطن واپس جانے دیتے ہو، مجھے بتاؤ کہ ان کا جرم کیا ہے؟...... پھر ظلم کی انتہا یہ ہے کہ دریائے فرات سے تمہارے جانور تک پانی سے سیراب ہورہے ہیں مگر تم ان پاک ذوات کیلئے پانی بند کئے ہوئے ہو کہ جو کائنات و مافی ھا کے مالک ہیں، تمہیں شرم آنا چاہیے کہ تم ان کے معصوم بچوں کو پانی کی ایک ایک بوند کیلئے ترسا رہے ہو جنہوں نے تمہیں کلمہ پڑھایا اور دین و اسلام کا شعور عطا فرمایا انہیں تم سب مل کر شہید کرنے کے درپئے ہو، کیا تم اب بھی کلمہ گو کہلانے کے حقدار ہو؟ ان کو شہید کرنے کے بعد ان کے پاک نانا کی بارگاہ میں پیش ہونا لازم ہے، کیا تمہیں یہ احساس ہے کہ تم ان کے سامنے کیسے جاؤ گے؟

ان کی حکومت اِلٰہیہ کا ایک دن ہے اور ان کے پاک منتقم عجل اللہ فرجہٗ الشریف نے اس دنیا

میں خروج بالسیف کرنا ہے، ان کی ذوالفقار کا ایندھن بننے کی کوشش نہ کرو
الغرض انہوں نے ہر حال میں نصرتِ امام عالی مقام میں اپنی پوری توانائی صرف کی
کوفیوں اور شامیوں پر اتمام حجت کیا، واپس آ کر کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام کے قدموں
پر گر کر عرض کی کہ آقاؑ آپ کی سب سے پہلے بے ادبی بھی میں نے کی تھی اور سب
سے پہلے سر قربان کرنا بھی میرا حق ہے، مجھے میرا حق ملنا چاہے
جب اجازت ملی تو سب سے پہلے اپنے بیٹے علی بن حر سلام اللہ علیہ سے فرمایا کہ تم شبیہ پیغمبر
علیہ الصلوات والسلام کا صدقہ بن کر میدان میں جاؤ اور مجھے سرخرو کرو
یہاں یہ بھی عرض کرتا چلوں کہ مؤرخین وصاحبان مقاتل میں یہ اختلاف ہے کہ
اصحاب میں سے پہلا شہید کون ہے؟ کچھ جناب عبداللہ بن عمیر سلام اللہ علیہ کو اور کچھ
جناب علی بن حر سلام اللہ علیہ کو پہلا شہید لکھتے ہیں، حقیقت مالک ذات ہی بہتر جانتی ہے
میں عرض کر رہا تھا کہ جناب حر سلام اللہ علیہ اپنے بیٹے کو ساتھ لے کر شبیہ پیغمبر شہزادہ علی اکبر
علیہ الصلوات والسلام کی خدمت میں آئے اور عرض کی اپنے اس غلام کو آپ خود اجازت لے
کر دیں، پاک شہزادہ علیہ الصلوات والسلام ان کو ساتھ لے کر پاک باباؑ کے قریب آئے، سر
جھکا کر عرض کی باباؑ جان ان کو اجازت عطا فرمائیں یہ ہمیں سفارش بنا کر لائے ہیں
شہنشاہ کربلا علیہ الصلوات والسلام نے اجازت عطا فرمائی، یہ کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام کے قدم
چوم کر گھوڑے پر سوار ہوئے، جناب حر سلام اللہ علیہ نے رکاب پکڑ کر بیٹے کو سوار کیا،
پیشانی پر بوسہ دے کر فرمایا فی امان اللہ...... یہ میدان میں آئے، اپنے رہوار کو روکا
اور لشکر کفار سے مخاطب ہو کر رجز پڑھی، اسی اثناء میں لشکر کفار سے چند جوان نکلے،
انہوں نے اپنی تلوار کی دھار کو سرخرو کرتے ہوئے ان جوانوں کے سر اڑا دیئے

آ خرفوجِ اشقیاء نے اجتماعی حملہ کیا، انہوں نے ملاعین کی فوج ظلمت موج پر جوابی حملہ کر دیا، بہت سے ملاعین کو واصل جہنم کیا پھر خود شدید زخمی ہو کر انہوں نے زین چھوڑ دی، زین چھوڑتے وقت انہوں نے آواز دی پاک شہزادہ علیہ الصلوات والسلام غلام کا آخری سلام قبول فرمائیں

یہاں یہ عرض کرتا چلوں کہ جناب حر سلام اللہ علیہ عین جنگ کے وقت آ کر شہنشاہِ کربلا علیہ الصلوات والسلام کے ساتھ شامل ہوئے تھے اس لئے ان کے پردہ داروں کے خیام ظالمین کے خیام کے ساتھ تھے اور وہ پاک خاندان علیہم الصلوات والسلام کے خیام میں نہیں آ سکتے تھے، آپ نے جناب حر سلام اللہ علیہ کی زوجہ کے بارے میں سنا ہوگا کہ وہ شام غریباں پاک خاندان کیلیئے پانی وطعام لے کر آئی تھیں کیونکہ وہ ظالمین کے خیام میں تھیں

آمدم برسر موضوع

ہمارے مسلک کے ایک عظیم عالم ربانی ومجتہد وفقیہ تھے جناب مولوی ہدایت حسینؒ نجفی (نوراللہ مرقدہٗ)...... وہ بیان فرماتے تھے کہ کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام فوراً میدان میں تشریف لے آئے اور آ کر جناب حر سلام اللہ علیہ کے نوجوان بیٹے کی لاش اٹھائی، ان کے ساتھ جناب حر سلام اللہ علیہ اور باقی اصحاب نے بھی لاش اٹھانے میں شرکت کی گنجِ شہداء کیلیئے جو مقام پسند فرمایا گیا تھا لاش کو وہاں تک لایا گیا، اس وقت جناب علی بن حر سلام اللہ علیہ کی رمق جاں ابھی باقی تھی یعنی غشی طاری تھی مگر سانس چل رہی تھی کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام نے حکم دیا کہ جناب علی بن حر سلام اللہ علیہ کی لاش کو خیام کے دروازہ پر لے چلو، جب خیام کے دروازہ پر لاش پہنچی تب کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام نے

حکم فرمایا کہ سب صحابی واپس چلے جائیں، وہ سب واپس چلے گئے، کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام نے اپنے پاک فرزندوں کو حکم دیا کہ جناب علی بن حر سلام اللہ علیہ کی لاش کو خیام کے اندر لے چلو، انہوں نے عرض کی اس کی کیا وجہ ہے؟ کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا کہ اس کی والدہ تو یہاں نہیں آسکتی، کوئی تو ہو جو اس نوجوان کی جوان میت پر بین کرے، ہم اپنی پاک بہنوں صلواۃ اللہ علیہن سے کہیں گے کہ اس کی لاش پر بین کریں جس طرح انہوں نے علی اکبر علیہ الصلوات والسلام کی لاش پر بین کرنا ہیں

جناب حر سلام اللہ علیہ نے جب یہ منظر دیکھا تو گھبرا گئے اور آ کر شہنشاہ کربلا علیہ الصلوات والسلام کے قدموں پہ ہاتھ رکھے اور عرض کی آقا یہ غلام زادہ ہے، اُدھر ملکہ عالمین بی بی صلواۃ اللہ علیہا کی پاک شہزادیاں ہیں، یہ ابھی زندہ ہے، میں یہ مناسب نہیں سمجھتا کہ غلام کے بیٹے کو اتنا بڑا اعزاز بخشا جائے، ہم غلام لوگ اس قابل ہرگز نہیں ہیں

کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا اب یہ تمہارا بیٹا نہیں ہمارے لئے یہ علی اکبر علیہ الصلوات والسلام کا بھائی ہے، ہمارے مقصد اور مشن پر قربان ہونے کے بعد یہ ہمارے اہل بیت کا ایک فرد بن چکا ہے، یہ فرمانے کے بعد کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام نے جوانانِ بنی ہاشم علیہم الصلوات والسلام کو حکم فرمایا کہ علی ابن حر سلام اللہ علیہ کی لاش کو اٹھا کر خیمہ میں لے جائیں، اس وقت جناب حر سلام اللہ علیہ نے سجدہ میں سر رکھ کر بارگاہِ رب العزت میں دعا کی کہ پروردگارِ عالم میری اتنی سی استدعا ہے کہ میرے بیٹے کی روح اس کے قفس عنصری سے اس سے پہلے جدا کر دے کہ وہ زندہ خیام میں جائے، کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام کے کرم کی تو حد ہے ہی نہیں مگر میں یہ برداشت نہیں کرسکتا کہ میرا بیٹا زندہ حالت میں نبی زادیوں کے سامنے جائے

ان کی دعا کچھ اس انداز میں مستجاب ہوئی کہ جونہی کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام نے خیام کے دروازہ پر قدم رکھا، عین اسی وقت علی بن حر کی روح پرواز کر گئی

کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام نے پیچھے مڑ کر فرمایا حر سلام اللہ علیہ تمہاری دعا مستجاب ہو گئی ہے

جناب حر سلام اللہ علیہ دوبارہ سجدۂ شکر میں چلے گئے

تمام مومن مل کر دعا کریں کہ جناب حر سلام اللہ علیہ کو اپنے جوان فرزند کی خوشیاں نصیب ہوں، یہ اپنے لعل کو جوانی کے معراج پر فائز دیکھیں، ان کی شادی کے سگن ہوں، ان کی اولاد سے گھر میں مسرت کی کلیاں کھلتی ہوئی نظر آئیں، ان کا پاک منتقم عجل اللہ فرجہ الشریف جلد تشریف لے آئیں اور ان پر کئے گئے تمام مظالم کا انتقام لیں



آمین یارب العالمین



اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ وَّ آلِ مُحَمَّدٍ وَعَجِّل فَرَجَھُم بِقَائِمِھِمّ عَجَلَ اللّٰہُ فَرَجَہُ الشریف وَ صَلَوَاتُ اللّٰہُ عَلَیہِ وَ عَلیٰ آلِہٖ اَجمَعِین

یاھوالوہاب الخبیر العلیم
یا مولا کریم عجل اللہ فرجک وصلوات اللہ علیک

مجلس نمبر 43

شہادت حر بن یزید ریاحی

سلام اللہ علیہ

کل میں جناب حر بن یزید ریاحی سلام اللہ علیہ کے بارے میں عرض کرر ہا تھا کہ وہ سب سے پہلے میدان جنگ میں گئے اور انہوں نے جا کر عمر ابن سعد ملعون کو مخاطب کر کے ایک فصیح و بلیغ خطبہ دیا، اس وقت جناب مصعب بن یزید ریاحی یعنی جناب حر سلام اللہ علیہ کے چھوٹے بھائی نے اپنا گھوڑا آگے بڑھایا، عمر ابن سعد ملعون نے یہ سمجھا کہ یہ بھائی سے جنگ کرنے کیلئے جارہا ہے، اس لئے اس نے داد دی اور کہا کہ

شاباش اے وفادارِ یزید ملعون

جب جناب مصعب سلام اللہ علیہ جناب حر سلام اللہ علیہ کے قریب پہنچے تو جناب حر سلام اللہ علیہ کو آکر مبارک دی کہ آپ نے بہت ہی اچھا کیا کہ کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام کی فوج میں شامل ہوگئے ہیں، میں بھی آپ کے ساتھ شامل ہونے کیلئے آیا ہوں، دراصل پہلے میں اپنے پردہ داروں کی حفاظت کے پیش نظر رک گیا تھا، اب انہیں اپنے قبیلہ والوں کے سپرد کر کے آپ کے ساتھ شامل ہوگیا ہوں، اب ہم دونوں بھائی لشکر ملعون کے ساتھ امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام کی نصرت میں جنگ کریں گے

جس وقت جناب علی بن حر سلام اللہ علیہ کی لاش آئی تو جناب مصعب سلام اللہ علیہ نے جناب حر

سلام اللہ علیہ سے کہا کہ اب مجھے جنگ کی اجازت لے کر دیں مگر جناب حر سلام اللہ علیہ نے فرمایا اب میری باری ہے، یہ کہتے ہوئے دونوں امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام کے قریب آئے اور سرِ نیاز جھکا کر اجازت طلب کی اور میدان میں تشریف لے گئے

انہوں نے سب سے پہلے رجز پڑھی، تمام کوفی ان کی شجاعت سے آشنا تھے اس لئے کوئی بھی ان کے سامنے نہ آیا بلکہ سب اپنے اپنے مقام پر کھڑے رہے، یہ بار بار للکارتے رہے کہ کوئی ہے جو میرے سامنے آئے مگر کوئی نہ آیا، جب انہوں نے دشمن کی یہ بزدلی دیکھی تو انہوں نے اپنے گھوڑے کو تازیانہ لگایا اور یزیدی لشکر پر حملہ کر دیا......تاریخ بتاتی ہے کہ دشمنوں کے خون سے ان کا تمام لباس خون آلود ہو چکا تھا اور ان کا گھوڑا بھی دشمنوں کے خون سے غلطان تھا

جس وقت جناب حر سلام اللہ علیہ نے لشکر شام پر لعنت کر کے اسے چھوڑا تھا تو اس وقت ایک ملعونِ ازل نے کہا تھا کہ اگر مجھے علم ہوتا کہ جناب حر سلام اللہ علیہ ہمیں چھوڑ کر چلے جائیں گے تو میں انہیں پہلے ہی شہید کر دیتا، یہ ملعون اپنے وقت کا نامور جنگجو تھا، اس کا نام یزید بن سفیان تھا، جب عمر ابن سعد ملعون کی فوجوں میں فرار فرار کی آوازیں آئیں تو اس وقت اس ملعون کو حصین بن تمیم ملعون نے کہا تم تو کہتے تھے کہ میں جناب حر سلام اللہ علیہ کو شہید کر دیتا، وہ تمہارے دعوے تھے، یا وہ گوئی تھی یا واقعی کوئی جوہر شجاعت بھی تمہارے اندر موجود ہے؟

اس ملعون نے کہا میں بھی اپنے وقت کا مشہور پہلوان ہوں کوئی موصل کا معمولی جرمقی نہیں ہوں ...... (عرب میں موصل کے جرامقہ بزدلی کی مثال مانے جاتے تھے)

حصین ملعون نے کہا اگر تم جواں مرد ہو تو پھر جناب حر سلام اللہ علیہ کو للکار کر بلاؤ، میں

فوجوں کو واپس بلاتا ہوں، اس ملعون نے جواب دیا ٹھیک ہے تم فوجوں کو واپس بلاؤ
میں جنگ کیلئے تیار ہوں، حصین ملعون نے منادی کے ذریعے فوجوں کو واپس بلایا اور
یزید بن سفیان اپنا گھوڑا دوڑا کر جناب حر سلام اللہ علیہ کے سامنے آ گیا ......(R_270)
اس ملعون نے رجز پڑھی، جناب حر سلام اللہ علیہ نے فرمایا کہ اب وقت کم ہے، دن گرم ہو رہا ہے، تم شاعری مت کرو، میری تلوار کی ضرب کھانے کیلئے تیار ہو جاؤ، یہ کہتے ہی ایک ہی وار کیا اور اس ملعون کا سر گھوڑے کے قدموں میں آ گرا، حصین کہتا ہے واللہ مجھے یوں محسوس ہوا کہ جس طرح یزید بن سفیان ملعون کی موت ازل سے ان ہی کے ہاتھ میں دے دی گئی تھی
اس وقت ابن زیاد ملعون نے اپنے خاص پہلوان صفوان بن حنظلہ کو بلایا اور کہا کہ تم جناب حر سلام اللہ علیہ کو شہید کرو، پہلے انہیں سمجھانا اگر وہ ہمارے پاس واپس آ جائے تو ٹھیک، ورنہ انہیں ختم کر دینا اور ان کا سر کاٹ کر میرے پاس لے آنا، یہ ظالم فوج سے باہر نکلا، اس ملعون کے سر پر لوہے کا خود تھا، جسم پر لوہے کی زرہ تھی، کلائیوں سے کہنیوں تک سعد بند تھے، گویا اس کا تمام جسم لوہے میں چھپا ہوا تھا، بہ الفاظِ دیگر یہ غرقِ آہن ہو کر میدان میں نمودار ہوا، اس ملعون نے آ کر جناب حر سلام اللہ علیہ کو سمجھانے کی بہت کوشش کی، جناب حر سلام اللہ علیہ نے صفوان سے فرمایا کہ میں تمہیں سمجھدار آدمی سمجھتا تھا مگر آج تمہاری باتیں سن کر مجھے احساس ہوا ہے کہ تم جیسا احمق کوفہ میں کوئی نہیں ہوگا، کیونکہ تم کہہ رہے ہو کہ میں فرزند رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو چھوڑ کر ایک شراب خور اور زنا زادے کی اتباع کروں، کیا اس بات کو کوئی شریف زادہ پسند کر سکتا ہے؟ جناب حر سلام اللہ علیہ کی یہ بات سن کر صفوان بوکھلا گیا اور جناب حر سلام اللہ علیہ پر

نیزے سے وار کیا، جناب حر سلام اللہ علیہ نے آتے ہوئے نیزہ کو اپنی تلوار کی ضرب سے دو ٹکڑے کر دیا، پھر اپنے نیزہ کو ہاتھ میں لئے اس ملعون کے قریب پہنچے اور اسے للکار کر کہا اب تم بھی سنبھل جاؤ، یہ کہتے ہی اپنے نیزہ سے ایسا وار کیا کہ نیزہ ملعون کی زرہ سے پار ہوتا ہوا اس کے جسم میں داخل ہو گیا پھر جسم کو چیر کر اس کی پشت کی طرف سے ایک ہاتھ کے برابر باہر نکل آیا، اس وقت لشکر شام کے تمام فوجیوں نے ان کے قوت بازو کی بیساختہ داد دی اور شہنشاہ وفا علیہ الصلوات والسلام نے مسکراتے ہوئے بے ساختہ فرمایا...... مرحبا مرحبا یا اخی

صفوان ملعون کے تین بھائی اپنے اپنے گھوڑوں پر سوار ہو کر اپنے بھائی کی جنگ دیکھ رہے تھے، جب یہ ملعون فی النار ہوا تو تینوں بھائیوں نے اچانک جناب حر سلام اللہ علیہ پر حملہ کر دیا، ایک بھائی سب سے پہلے غصہ کی حالت میں جناب حر سلام اللہ علیہ کے قریب پہنچا، جناب حر سلام اللہ علیہ نے آگے بڑھ کر اس ملعون کو اس کے کمر بند سے پکڑ کر ہوا میں بلند کر کے پھر زمین پر پھینکا، اس کے گرنے کی آواز ایسے تھی جیسے کسی مکان کا شہتیر ٹوٹتا ہے اور چھت کا ملبہ نیچے گرنے سے دھماکہ ہوتا ہے، پھر جناب حر سلام اللہ علیہ نے اپنا گھوڑا دوسرے بھائیوں کی طرف دوڑایا، دوسرے کو قتل کیا تو تیسرے بھائی نے بھاگنے میں عافیت سمجھی اور اپنے گھوڑے کو واپس بھگایا مگر جناب حر سلام اللہ علیہ کا گھوڑا پرواز کرتا ہوا اس کے گھوڑے کے سامنے آ گیا، اس بھاگتے ہوئے ملعون پر جناب حر سلام اللہ علیہ نے ایسا وار کیا کہ اس کا سر سیدھا داروغہ جہنم کی گود میں جا گرا، پھر جناب حر سلام اللہ علیہ نے ھل من مبارز کی آواز دی مگر لشکر میں سے کوئی نہ نکلا ......(R_271)

جب ابن سعد ملعون نے یہ کیفیت دیکھی تو اس نے حکم دیا کہ تمام لشکر ان پر تیروں کی

بارش شروع کردے، دشمن کی اس بزدلی پر جناب حر سلام اللہ علیہ مسکرائے اور پھر للکار کر فرمایا اے بزدلو! اگر جرأت ہے تو کوئی مقابلہ کیلئے آئے، اگر تم سمجھتے ہو کہ میں ان تیروں سے خوفزدہ ہو جاؤں گا تو یہ تمہاری غلط فہمی ہے کیونکہ کسی چیز سے ڈرنا تو میرے خون میں شامل ہی نہیں ہے، یہ فرما کر آپ نے تمام فوج پر حملہ کردیا، ہزاروں تلواروں کے درمیان ان کی تلوار کی ضرب نے بازارِ آہنگراں کا سماں پیدا کردیا یعنی جس طرح لوہے کے بازار میں دھماکوں کی آواز سنائی دیتی ہے

ایوب بن مسرح روایت کرتا ہے کہ جب میں نے جناب حر سلام اللہ علیہ کے گھوڑے کو فوجوں میں مصروفِ جولان دیکھا اور ان کے سمندر رنگ کے رہوار کا حسن دیکھا اور جنگ دیکھی تو میرے دل میں حسد کی آگ بھڑک اٹھی، میں ایک کھجور کی اوٹ میں چھپ کر بیٹھ گیا، جب ان کا رہوار میرے قریب سے گزرا تو میں نے رہوار کے شکم میں نیزہ کا بھرپور وار کیا جس سے رہوار زمین پر گر پڑا، میں نے دیکھا جناب حر سلام اللہ علیہ بھی زمین پر آ گئے مگر فوراً کھڑے ہو گئے اور انہوں نے دوبارہ ایک نئے انداز میں جنگ شروع کردی کہ جناب حر سلام اللہ علیہ رجز بھی پڑھ رہے تھے اور مسلسل تلوار بھی چلا رہے تھے اور جس طرف رُخ کرتے دشمن میدان چھوڑ کر بھاگ جاتا اور ظالمین خوفزدہ ہو کر تیروں کی بارش کررہے تھے……(R_272)

اسی دوران ایک تیر ان کی جبین مبین میں اس طرح پیوست ہوا کہ پیشانی کے اندر اتر گیا، یہ زمین پر گر گئے، ادھر امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام نے اپنے اصحاب سے فرمایا میرا مہمان زمین پر آ گیا ہے اسے بچاؤ، جب اصحاب پہنچے تو ان پر ظالمین وار کررہے تھے، فوجِ خدا کو دیکھ کر انہوں نے میدان چھوڑ دیا، یہ جناب حر سلام اللہ علیہ کو اٹھا کر خیام

کے قریب لے آئے ، امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام نے ان کا استقبال کیا اور ان کو اپنے خیمہ کے اندر سلا دیا، ان کا سر اپنی گود میں لے کر ان کی پیشانی سے تیر نکالا ، جب تیر ان کی پیشانی سے باہر نکلا تو ان کی پیشانی سے خون کا فوارہ جاری ہوا

اس وقت امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام نے اپنی حبیب سے اپنی پاک والدہ ملکہ عالمین صلواۃ اللہ علیہا کے دست مبارک سے بنا ہوا رومال نکالا ، اور وہ جناب حر سلام اللہ علیہ کی پیشانی پر باندھ دیا، جس کی وجہ سے زخم کا خون رک گیا

یہاں ایک بات عرض کرتا چلوں کہ جس وقت ایران کے شہنشاہ جناب شاہ اسماعیل صفوی نے بغداد کو فتح کیا تھا تو اس وقت زیارت کی نیت سے کربلا معلیٰ بھی گئے تھے جب کربلا معلیٰ سے فارغ ہوئے تو انہیں کسی نے عرض کی کہ شہنشاہ کربلا علیہ الصلوات والسلام کے ایک مہمان کی مزار یہاں سے 3 تین میل دور ہے کیونکہ دس محرم کے دن ان کا خیمہ اس مقام پر لگا ہوا تھا جہاں آج ان کی مزار ہے، ان کے شہید ہونے کے بعد ان کے قبیلہ والوں نے ان کی لاش لے لی اور ان کی زوجہ کے خیام میں لے گئے تھے اور انہیں وہاں دفن کیا گیا تھا، ان کی زیارت بھی کرنا چاہیے

شاہ اسماعیل صفوی نے کہا چلو ان کی زیارت کریں، ان کے ہمراہ ایک مولوی صاحب تھے، اس نے کہا یہ مہمان وہ ہیں جنہوں نے بہت گستاخیاں کی تھیں، امکان یہ ہے کہ ان کی گستاخیاں معاف نہیں ہوئی ہوں گی یعنی ان کی توبہ قبول نہ ہوئی ہو گی اور نہ ہی ہو سکتی ہے کیونکہ ان کا جرم بہت بڑا تھا کہ کربلا میں امام کائنات علیہ الصلوات والسلام کو وہی لے آئے تھے

شاہ اسماعیل صفوی نے فرمایا کہ چلو ان کی زیارت بھی کرتے ہیں اور ان کی توبہ کی

قبولیت کی تصدیق بھی کرتے ہیں، جب مزار پر پہنچے تو حکم دیا کہ ان کی مزار کھود کر دیکھو اگر ان کی توبہ قبول ہوئی ہے تو ان کا جسم شہیدوں کی طرح تر وتازہ ہوگا ورنہ جسم موجود ہی نہ ہوگا، ان کے حکم پر مزار کو کھولا گیا، دیکھا تو جناب حر سلام اللہ علیہ کا جسم بالکل تر وتازہ تھا، ان کے زخموں سے خون بھی خشک نہیں ہوا تھا، اس وقت شاہ اسماعیل صفوی نے دیکھا کہ جناب حر سلام اللہ علیہ کی پیشانی پر رومال نظر آیا، شاہ اسماعیل نے کہا یہ رومال تو وہ ہے جو شہنشاہ کربلا علیہ الصلوات والسلام نے ان کی پیشانی پر خود باندھا تھا یہ رومال کھول کر مجھے دو میں تبرکاً اپنے پاس رکھوں گا، اس وقت رومال کھولا گیا، رومال کھولتے ہی ان کی پیشانی سے دوبارہ خون جاری ہوگیا، انہوں نے دوسرا رومال دیا کہ ان کی پیشانی پر باندھ دیا جائے مگر خون نہ رکا، اسی طرح کئی رومال بدلے گئے مگر خون بند نہ ہوا، جب امام علیہ الصلوات والسلام کا عطا کردہ رومال دوبارہ باندھا گیا تو خون رک گیا، یہ وہ رومال تھا جو کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام نے جناب حر سلام اللہ علیہ کی پیشانی پر آخری وقت اپنے دست مبارک سے باندھا تھا......(R_273)

جب امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام نے جناب حر سلام اللہ علیہ کی پیشانی پر رومال باندھا تو خون رک گیا، اس وقت جناب حر سلام اللہ علیہ نے ایک بار آنکھیں کھولیں اور کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام کے رخ انور پر نگاہ کی، رو کر عرض کرتے ہیں آقاؑ کیا میرے جرم معاف ہو گئے ہیں میں تو بہت گنہگار تھا؟ کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام فرماتے ہیں کہ ذرا خیام سے آتے ہوئے بین تو سنو، اور ذرا توجہ سے سنو کہ ہمارے پاک پردہ دار تمہاری شہادت پر بین کر رہے ہیں، صرف اتنا ہی نہیں بلکہ وہ تمہیں اپنا بھائی کہہ کر رو رہے ہیں، کیا تمہاری تشفی کیلئے اتنا کافی نہیں ہے؟ اس وقت جناب حر سلام اللہ علیہ نے سجدۂ شکر کی نیت

سے کچھ اس انداز میں اپنا سر زمین کربلا کی طرف جھکایا کہ ان کا سر کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام کے قدموں پر آن گرا، عین اسی وقت ان کی روح نے جسد خاکی کو الوداع کہا اور اعلیٰ علیین کی طرف پرواز کر گئی

تمام مومن مل کر دعا کریں کہ جناب حر سلام اللہ علیہ کی قربانی کا صلہ اب تو انہیں مل جائے معظّمہ کونین صلواۃ اللہ علیہا کا پاک گھر آباد ہو، ان کی خوشیاں جناب حر سلام اللہ علیہ بھی اپنی آنکھوں سے دیکھیں، سب شہنشاہ زمانہ عجل اللہ فرجہٗ الشریف کی بارگاہ میں مل کر عرض کریں کہ آقا آپ کو جناب حر سلام اللہ علیہ کی شہادت کا واسطہ اب تو کربلا والوں کی قربانیوں کا ثمر ظاہر فرمائیں، اب تو اپنی ابدی حکومت اِلٰہیہ کا قیام فرمائیں



آمین یا رب العالمین



اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ وَ آلِ مُحَمَّدٍ وَعَجِّل فَرَجَھُم بِقَائِمِھِمّ عَجَلَ اللّٰہُ فَرَجَہُ الشریف
وَ صَلَوَاتُ اللّٰہُ عَلَیہِ وَ عَلٰی آلِہٖ اَجمَعِین

یاھوالوہاب الخبیر العلیم
یا مولا کریم عجل اللہ فرجک وصلوات اللہ علیک

مجلس نمبر 44 بارہویں منزل

﴿بیضہ بنی یربوع﴾

میں نے اپنی سابقہ مجالس میں بیان کیا تھا کہ کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام منزل واقصہ سے منزل المغیثہ کی طرف روانہ ہوئے مگر جناب حر سلام اللہ علیہ کی مزاحمت کی وجہ سے المغیثہ تک نہیں پہنچ سکے بلکہ ذوحسم کے صحرائی پہاڑوں میں قیام فرمایا

دو محرم کو اس مقام سے روانہ ہوکر قادسیہ یا کوفہ کی طرف جانے کی بجائے شمال مغرب کے صحرا میں رہیمیہ اور قطقطانیہ کی طرف سفر شروع فرمایا

اس سفر کے دوران المغیثہ کے بعد سب سے پہلے رہیمیہ کا قصبہ آتا تھا جو المغیثہ سے 65 کلومیٹر شمال مغرب کی طرف تھا، کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ یہاں کچھ وقت کیلئے خیام لگائے گئے یہاں قیام ہوا مگر وہ عارضی قیام تھا کیونکہ رہیمیہ کے مقام تک پہنچتے پہنچتے گرمی میں اضافہ ہوگیا، اس لئے عین الرہیمیہ (جو اس مقام پر ایک چشمہ تھا) پر جزوقتی قیام فرمایا گیا، یہ منزل کوفہ سے جنوب مغرب کی طرف تقریباً 35 کلومیٹر کے فاصلہ پر تھی، کچھ مؤرخین نے لکھا ہے کہ یہ کوفہ سے شام کے راستے پر آتی ہے، یہ بات درست نہیں ہے کیونکہ کوفہ سے شام کا راستہ شمال کی طرف ہے اور رہیمیہ جنوب کی طرف ہے......(R_274)

بعض لوگوں نے عمر بن لوذان کے ساتھ ملاقات یہاں لکھی ہے جو قرین قیاس نہیں

ابو ہرم (ابو ہرۃ) اسدی سے روایت ہے کہ میں قطقطانیہ سے حیرہ (نجف) کی طرف مصروف سفر تھا، جس وقت میں رہیمیہ کے چشمہ پر پہنچا تو مجھے کئی شاہانہ خیام نظر آئے، میں نے ایک کوفی سے پوچھا بھائی یہ خیام کن لوگوں کے ہیں؟ اس نے مجھے بتایا کہ یہ فرزند رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خیام ہیں میں یہ سن کر فوراً ان کی زیارت کیلئے چل پڑا، وہ کوفی شخص بھی میرے ساتھ زیارت کیلئے چل پڑا، وہاں پہنچ کر ہم نے اذنِ باریابی طلب کیا، غلام نے آکر بتایا کہ کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام نے تمہیں یاد فرمایا ہے، ہم نے خیمہ کے اندر داخل ہو کر سلام عرض کیا، آپ نے سلام کا مسکرا کر جواب عطا فرمایا، اس وقت وہ شہنشاہ یمنی قالین پر تکیہ لگا کر تشریف فرما تھے، آدابِ شاہی کی وجہ سے میں کھڑا رہا، انہوں نے مجھے بیٹھنے کا حکم فرمایا میں بیٹھ گیا پھر عرض کی

☆یا بن رسول الله ما الذی اخرجك عن حرم الله وحرم جدك……(R_275)

اے فرزند رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کو کس چیز نے اپنے جد اطہر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اللہ کے گھر کو چھوڑنے پر مجبور کیا ہے؟ کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا اموی ملعونوں نے ہمیں کسی مقام پر نہیں رہنے دیا، یہ ہمیں شہید کرنے کا مکمل پروگرام بنا چکے ہیں صورتِ حال تو یہ ہے کہ اگر ہم کسی چیونٹی کے بِل یا سوراخ میں پناہ گزین ہو جائیں تو یہ ہمیں وہاں بھی شہید کر دیں گے، پھر آپ نے فرمایا کہ تم عرب ہو، عرب کی قدیم روایات سے آشنا ہو اور عربوں کی یہ روایت تھی کہ وہ کسی قوم کے سردار کو شہید کرنے سے ہمیشہ بچتے تھے تا کہ ان کے ہاتھ کسی سردار کے خون سے رنگین نہ ہوں، حتیٰ کہ عرب سفید رنگ کے مرغ کو بھی ذبح نہیں کرتے ہیں جو مرغیوں کا سردار مانا جاتا ہے اور ہمیشہ کہتے ہیں کہ کبھی کسی سردار کو قتل نہیں کرنا چاہیے

فرمایا تم خود دیکھو آج یہ اپنی تمام روایات کو بھول کر جوانانِ جنت کے سردار کو شہید کرنے کیلئے کمربستہ ہیں ......(R_276)

اس وقت اس کوفی شخص نے عرض کی کہ یزید ملعون اور اس کے گماشتے کہتے ہیں کہ ابوسفیان ملعون کہا کرتا تھا کہ شہنشاہ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عربوں پر حکومت حاصل کرنے کیلئے وحی اور جبرائیل کا (خاکم بدہن) ڈھونگ رچایا تھا...... ابھی وہ اس بات تک ہی پہنچا تھا کہ شہنشاہ معظم علیہ الصلوات والسلام نے ہاتھ کے اشارے سے اسے روک دیا اور فرمایا

☆ اما واللہ لو لقیتك بالمدینة لرأیتك آثر جبریلؑ فی دارنا و نزوله بوحی علی جدیؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم............(R_277)

فرمایا اے کوفی بھائی اگر تم مدینہ آجاتے تو خدا کی قسم ہم تمہیں جناب جبرائیل کی آمد کے اور نزول وحی کے آثار دکھاتے کہ تمہیں علم ہو جاتا کہ کس طرح وحی نازل ہوتی تھی، ہم تمہیں جبرائیل کے نقش قدم دکھاتے اور تمہیں یقین ہو جاتا کہ ہمارے گھر سے کس طرح وحی و اِلہام کے چشمے جاری ہوا کرتے تھے

جب یہ لوگ مصروفِ کلام تھے تو اس وقت ایک عکرمی قبیلہ کا آدمی چشمہ سے پانی پینے کیلئے آیا، اس نے بھی خیام کی طرف دیکھا تو فوراً خیام کے قریب آکر اذنِ باریابی طلب کیا، اسے فوراً اندر بلا لیا گیا، اس نے آکر عرض کی آقا میں کوفہ سے حیرہ (نجف) پہنچا اور وہاں سے آگے کی طرف جا رہا تھا تو میں نے راستہ میں دیکھا کہ ایک بہت بڑا لشکر آپ کی طرف مصروف سفر ہے اور وہ کسی وقت اس مقام پر پہنچ سکتا ہے، میں سوچ رہا تھا کہ آپ کس طرف جائیں گے؟ کیونکہ میں جانتا ہوں کہ شام،

بصرہ، کوفہ، قادسیہ اور مدینہ کے تمام راستے فوجوں نے روک رکھے ہیں اور سب صحرا فوجوں سے بھرے ہوئے ہیں مگر میں عرض کروں گا کہ

☆ فالصواب ان ترجع الیٰ حرم الله و حرم رسول الله صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اگر کوئی صورت ہو تو بہتر یہ ہے کہ آپ واپس اپنے جد اطہر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حرم میں پاک پردہ داران توحید و رسالت صلواۃ اللہ علیہن کو لے جائیں کیونکہ آپ کے راستے کے سامنے تلواروں اور نیزوں کی باڑ لگی ہوئی ہے، مجھے تو یہی مناسب لگتا ہے کہ آپ کسی صورت واپس تشریف لے جائیں

شہنشاہ کربلا علیہ الصلوات والسلام فرماتے ہیں جزاک اللہ تم نے بہت اچھا مشورہ دیا ہے، کاش کہ یہ قابل عمل بھی ہوتا، ہماری شہادت امر محتوم ہے، ہم نے ہر حال میں شہید ہونا ہے، یہ ازل کا وعدہ ہے

اس کے بعد مستورات پاک کے خیام میں تشریف لے آئے، پاک بہن علیہ الصلوات والسلام نے حال پوچھا تو انہیں تمام حالات سے آگاہ فرمایا اور ان کے سامنے اپنی شہادت کی خبر پھر دہرائی ......(R_278)

پھر شہنشاہِ کربلا علیہ الصلوات والسلام نے حکم فرمایا کہ یہاں سے فوراً تیاری کی جائے اور سکونی قبیلوں کے قصبوں کی طرف سفر شروع کیا جائے، ہم انہیں اپنی نصرت کی دعوت دیں گے ممکن ہے وہ ہماری نصرت کیلئے تیار ہو جائیں

فوراً خیام اکھاڑ لئے گئے، شدید گرمی کے باوجود یہاں سے روانگی ہوئی، یہاں سے روانہ ہو کر اسی دن مزید 45 کلومیٹر سفر کر کے مقام بیضہ بنی یربوع پر قیام فرمایا

صاحبانِ مقتل لکھتے ہیں کہ کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام جس وقت رہیمیہ سے روانہ ہوئے تو

قطقطانیہ کے شہر کے مشرق کی طرف 10 کلومیٹر کے فاصلہ سے اور نجف اشرف کے مغرب کی طرف 30 کلومیٹر سے آ کر گزرے، آج جو شہر طقطقانیہ ہے اس کا قدیم نام قطقطانیہ تھا اور یہ نجف اشرف سے 40 کلومیٹر مغرب کی طرف ہے

راشد اسدی سے روایت ہے میں مکہ سے کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام کے ساتھ روانہ ہوا میں نے اس سفر کے دوران بہت سے عجیب واقعات ومعجزات دیکھے، ان میں ایک یہ تھا کہ جس وقت کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام نجف اشرف اور قطقطانیہ کے دوراہے سے گزرے تو میں نے دیکھا کہ راستہ کے ساتھ بہت بڑی تعداد میں جنگلی جانور جمع تھے امامِ کائنات علیہ الصلوات والسلام نے اپنے رہوار کو ان کی طرف موڑ لیا، ان کے قریب پہنچ کر گھوڑے سے اترے، ان کے سروں پر دست شفقت پھیرا، تھوڑی دیر ٹھہرنے کے بعد واپس آئے اور فرمایا کہ یہ نواحِ کوفہ کے جانور ہیں جو ہمارے بھائی امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام کی تعزیت کرنے آئے تھے...... (ریاض القدس 1\187)

صاحبانِ مقاتل یہ بھی لکھتے ہیں کہ اس مقام پر ایک شیر ببر قافلہ پاک کے استقبال کیلئے آیا اور پھر کربلا معلیٰ تک مسلسل ساتھ رہا، میں اس کے بارے میں شام غریباں کے واقعات میں تفصیل کے ساتھ عرض کروں گا......(R_279)

﴿منزل بیضہ بنی یربوع﴾

مقام بیضہ کے بارے میں عرض کر چکا ہوں کہ سرکارؐ جمعرات 2 محرم الحرام یکم اکتوبر 680 عیسوی کو اس مقام پر پہنچے اور یہ شہنشاہ کربلا علیہ الصلوات والسلام کی بارہویں منزل تھی یہاں پہنچتے پہنچتے شام ہوگئی یعنی اس دن 110 کلومیٹر کا سفر کیا گیا، اسی لئے یہ سفر

11 یا 12 گھنٹے کا تھا، یہ منزل کوفہ سے 50 کلومیٹر شمال مغرب کی طرف ہے اور عطشان کے قریب ہے

جب شہنشاہ کربلا علیہ الصلوات والسلام بیضہ بنی یربوع پر پہنچے تو اس وقت جناب حر سلام اللہ علیہ کا قاصد کوفہ پہنچا، یہاں سے قاصد رات کو واپس روانہ ہوا اور قصر بنی مقاتل کے قریب حر سلام اللہ علیہ کے پاس پہنچا، اور یہاں اس نے ابن زیاد ملعون کا خط پیش کیا جس میں لکھا ہوا تھا کہ تم امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام کو کسی ویران علاقہ میں محصور کر کے رُکنے پر مجبور کردو، ہم آپس میں مشورہ کر کے اگلا حکم جلد بھیج رہے ہیں اور تم نے ہمارے حکم کی تعمیل کرنا ہے اور ہم اس قاصد کو تم پر نگران بنا رہے ہیں کہ تم ہمارے حکم کی کس طرح تعمیل کرتے ہو؟

رات کو یہاں قیام ہوا مگر پچھلی رات یہاں سے سفر دوبارہ شروع ہوا، یعنی یہاں تقریباً 9 گھنٹے کا قیام ہے، یہاں سے کربلا تک سفر کے فاصلوں کی ترتیب یہ ہے

بیضہ بنی یربوع سے عطشان 5 کلومیٹر

عطشان سے قصر بنی مقاتل 23 کلومیٹر

قصر بنی مقاتل سے کربلا معلیٰ 18 کلومیٹر ہے......یعنی کل فاصلہ 46 کلومیٹر ہے

اس لئے 3 محرم 61 ہجری 2 اکتوبر 680 عیسوی صبح کے تقریباً 8 بجے کے قریب یہ کاروانِ راہِ توحید اپنی منزلِ مجید پر پہنچ گیا، بعض روایات میں ہے کہ دو محرم کو سفر مسلسل جاری رکھا گیا اور 15 گھنٹے کے سفر کے بعد 3 محرم کی رات کربلا میں وارد ہوئے اور کربلا پہنچ کر تین محرم کا چاند دیکھا گیا اس لئے آج تک شیعہ قوم 3 تاریخ کے چاند کو منحوس تصور کرتی ہے، چند محققین کی رائے یہ ہے کہ 3 محرم کا چاند قصر بنی

مقاتل پر دیکھا گیا اور اگلے دن پہلے پہر کربلا معلیٰ پہنچے (واللہ اعلم بالصواب)
پاک کارواں جب بیضہ بنی یربوع کی منزل پر قیام پذیر تھا اس وقت اہل کارواں نے دیکھا کہ مغرب کی طرف سے ایک غبار اٹھتا ہوا نظر آیا جیسے کوئی سوار آ رہے ہوں، اصحاب نے آگے بڑھ کر آنے والوں کا انتظار شروع کیا تاکہ معلوم ہو سکے کہ یہ آنے والے کون ہیں اور کس نیت سے آ رہے ہیں، کچھ دیر بعد غبار پھٹا تو کچھ گھوڑے سوار نظر آئے جن کے چہروں پر نقاب تھے، جب انہوں نے نقاب اتارے تو معلوم ہوا کہ یہ سرکارؑ کے انصار تھے، جن کے نام یہ ہیں

(1) جناب حذیفہ بن اسید سلام اللہ علیہ

(2) جناب حذیفہ بن اسید کے بھتیجے جناب سعید سلام اللہ علیہ

یہ دونوں چچا بھتیجا کربلا کے شہید ہیں، ان کے بارے میں ایک واقعہ علامہ مجلسی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ جب امیر کائنات علیہ الصلوات والسلام کی شہادت کے بعد امام حسن المجتبیٰ علیہ الصلوات والسلام کوفہ کو ترک کر کے واپس مدینہ تشریف لا رہے تھے تو اس وقت ان کے ساتھ ایک اونٹ پر بہت بڑا صندوق تھا اور امام کائنات علیہ الصلوات والسلام اس اونٹ کے ساتھ ساتھ اپنے رہوار پر سفر فرما رہے تھے، اس وقت جناب حذیفہ بن اسید سلام اللہ علیہ ان کے قریب گئے اور عرض کی آقاؑ کیا اس صندوق میں کوئی بہت ہی قیمتی چیز ہے کہ آپ تمام راستہ اس صندوق کی نگرانی فرما رہے ہیں؟

امام کائنات علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا اے ابن اسید اس صندوق میں وہ صحیفے ہیں جن پر ازل سے ابد تک کے ہمارے مومنین اور ان کے آباء واجداد کے نام لکھے ہوئے ہیں، جناب حذیفہ سلام اللہ علیہ نے عرض کی آقا مجھے اجازت عطا فرمائیں کہ میں ان

ناموں میں اپنا نام تو دیکھوں؟ امام کائنات علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا کہ ہاں بے شک تم آج اپنا نام دیکھ لو، انہوں نے عرض کی آقا میں ان پڑھ ہوں مگر میرا ایک بھتیجا سعید پڑھا لکھا ہے اگر اجازت ہو تو میں اسے لے آؤں وہ ان میں میرا نام دیکھ سکے گا امام کائنات علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا بے شک اسے لے آؤ، اگلے دن وہ اپنے بھتیجے کو لے آئے، امام کائنات علیہ الصلوات والسلام نے وہ صندوق کھول دیا، ان کا بھتیجا وہ صحیفے کھول کر پڑھنے میں مصروف تھا کہ اچانک وہ خوشی سے اچھلا اور کہا چچا میرا نام بھی ہے، میرا نام بھی ہے، جناب حذیفہ کہتے ہیں کہ میں نے تمہیں کہا ہے کہ تم میرا نام تلاش کرو تم اپنا نام دیکھ کر خوش ہو رہے ہو، جلدی کرو میرا نام تلاش کرو، پھر چند صفحات مزید دیکھے تو ان کا نام بھی مل گیا، انہوں نے فوراً اسی جگہ سجدۂ شکر ادا کیا کربلا معلیٰ میں ان کا بھتیجا ان سے پہلے شہید ہوا اور یہ بعد میں شہید ہوئے، اس لئے ان کا نام پہلے لکھا ہوا تھا اور جناب حذیفہ سلام اللہ علیہ کا نام بعد میں درج تھا

آمدم برسر مطلب

آنے والے چھ جوانوں میں پہلے یہی دو تھے باقی چار جوانوں کے اسماء پاک یہ ہیں

(3) جناب ابوالشعشا الکندی سلام اللہ علیہ

(4) جناب حباب بن عامر تمیمی سلام اللہ علیہ

(5) جناب سالم مولیٰ بنی المدین سلام اللہ علیہ

(6) جناب حارث بن امراء القیس بن عابس الکندی سلام اللہ علیہ

یہ شہزادہ علی اصغر علیہ الصلوات والسلام کے ماموں تھے

جب یہ چھ افراد پہنچے تو اس وقت شہزادہ علی اصغر علیہ الصلوات والسلام کی پاک والدہ صلواۃ اللہ علیہا کو اطلاع ہوئی کہ کوفہ سے آپ کے سرتاج کی مدد کیلئے شہزادہ علی اصغر علیہ الصلوات والسلام کے ماموں جناب حارث بن امراء القیس سلام اللہ علیہ آ گئے ہیں

یہاں تاریخ اور کتب مقاتل دونوں خاموش ہیں کہ جب جناب حارث الکندی سلام اللہ علیہ تشریف لائے تو اس وقت شہزادہ علی اصغر علیہ الصلوات والسلام کی پاک والدہ نے انہیں کیسے اپنے خیمہ میں بلایا، یا ان سے مل کر کیا کیا باتیں ہوئیں، مگر اتنا تو ہر آدمی سوچ ہی سکتا ہے کہ جب بہنوں پر دکھ آ جائیں اور دکھوں میں بھائی نظر آ جائیں تو آنکھوں پر ضبط یا کنٹرول نہیں رہتا

کچھ صاحبانِ مقاتل نے یہ لکھا ہے کہ یہ کربلا معلیٰ میں عمر ابن سعد ملعون کے ساتھ آئے تھے، لیکن جب صلح کی تمام امیدیں ختم ہوگئیں تو یہ شہنشاہ کربلا علیہ الصلوات والسلام کی طرف آ گئے تھے، یہ روایت کئی وجوہات سے درست ثابت نہیں ہوتی

پہلی وجہ تو وہ نازک رشتہ ہے جو ان کا پاک گھر کے ساتھ تھا، اس لئے ظالمین کا ان پر اعتبار کرنا ہی ناممکن تھا، دوسری وجہ یہ ہے کہ جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام کے ساتھ مل کر انہوں نے کوفہ میں تحریک چلائی تھی اور شہنشاہ کربلا علیہ الصلوات والسلام کی طرف سے جو بیعت لینے کے مجاز افراد تھے یا نائبین بیعت تھے ان میں ان کا نام سرفہرست تھا اس لئے ابن زیاد ملعون کے ساتھ ان کا آنا ناممکن ہے، جب جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام شہید ہوئے تو یہ کوفہ سے باہر لوگوں سے بیعت لینے میں مصروف تھے اس لئے یہ جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام کا ساتھ نہ دے سکے مگر ان کا بیعت لینا کسی سے مخفی نہ تھا یہی وجہ تھی کہ ابن زیاد ملعون انہیں بہت تلاش کرتا رہا تھا

اس دور میں کوفہ کے اندر بنی کندہ کے اصل سردار یہی جناب حارث سلام اللہ علیہ تھے کیونکہ جناب امراء القیس بن عابس الکندی کی دستار ان کے سر پر تھی ، مگر خلیفہ اول کے دور سے ان کے قبیلے کے ایک اور گھر کو سیاسی اہمیت حاصل ہو چکی تھی جو اشعث بن قیس کندی کا گھر تھا کیونکہ اشعث بن قیس خلیفہ اول کا بہنوئی تھا، اس کے باوجود قبیلہ کے اندر جو مقام جناب حارث سلام اللہ علیہ کا تھا وہ اور کسی کو نہ مل سکا

اگر چہ دربار کی چاپ لوسی اور خوشامد کر کے محمد بن اشعث بن قیس اور اس کے بھائی اپنا درباری اثر رسوخ بڑھا چکے تھے لیکن قبیلہ کے اندر جو عزت و وجاہت جناب حارث سلام اللہ علیہ کی تھی وہ اور کسی کی نہ تھی

جناب امیر مسلم علیہ الصلوات والسلام کی شہادت کے بعد یہ کوفہ آئے ، پھر جب انہیں معلوم ہوا کہ شہنشاہ کائنات علیہ الصلوات والسلام کوفہ کے قریب پہنچ چکے ہیں تو انہوں نے اپنے چھ رفیقانِ سفر کو جمع کیا، رات کو کوفہ سے نکلے اور طلوع آفتاب کے بعد یہ قافلہ پاک سے آملے

جب یہ خیام اطہر کے قریب آئے تو ان کی آمد کی اطلاع بارگاہِ قدس تک پہنچائی گئی امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام نے فوراً انہیں اپنے خیمہ میں یاد فرمایا اور انہیں مرحبا کہا

پھر کوفہ کے حالات پر گفتگو کا سلسلہ جاری رہا، انہوں نے کوفہ کے تمام حالات سے آگاہ کیا اور امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام کی خدمت میں عرض کی کہ اب کوفیوں پر کوئی توقع رکھنا مناسب نہیں ہے کیونکہ کل جو لوگ آپ کے ساتھ تھے آج ان کی تلواریں آپ کے خون کی پیاسی ہیں، انہوں نے بتایا کہ جس وقت ہم کوفہ سے روانہ ہوئے تو کوفہ کا بازار آہنگراں دن رات کھلا ہوا تھا، دن رات تلواروں اور نیزوں کی تیاری میں

کوفہ کے حداد (لوہار) مصروف تھے

اس وقت ایک کنیز نے آ کر دریافت کیا کہ اب امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام کے کون سے ناصر تشریف لے آئے ہیں؟ ان کو بتایا گیا کہ شہزادہ علی اصغر علیہ الصلوات والسلام کے ماموں اپنے پانچ ساتھیوں سمیت تشریف لے آئے ہیں، اس پاک کنیز نے آ کر شہزادہ علی اصغر علیہ الصلوات والسلام کی پاک والدہ علیہ الصلوات والسلام کو اطلاع دی

مجھے یہ تو معلوم نہیں ہے کہ یہ بہن بھائی کیسے ملے مگر یہ تو معلوم ہے کہ کئی سالوں سے پاک بی بی صلواۃ اللہ علیہا نے اپنے پاک بھائی کو نہیں دیکھا تھا، لازماً وہ علیحدہ خیمہ میں تشریف لے آئے ہوں گے، بہن بھائی رو رو کر گلے ملے ہوں گے، جناب علی اصغر علیہ الصلوات والسلام کو انہوں نے اٹھا کر پیار کیا ہوگا، دکھ درد بانٹے ہوں گے، یہ تمام باتیں تاریخ میں موجود نہیں مگر ایک اہل دل ایسے واقعات کو موقعہ و محل سے اخذ کر سکتا ہے کیونکہ یہ تو ناممکن ہے کہ مدت کے بعد بھائی دروازہ پر آئے اور بہن نہ ملے اور بھائی کو پیار نہ کرے، دکھوں کے حال نہ سنائے

یہ شہزادہ علی اصغر علیہ الصلوات والسلام کی دنیا میں آمد کے موقع پر مدینہ نہیں آ سکے تھے کیونکہ کوفہ میں یہ امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام کی نیابت کے فرائض ادا فرما رہے تھے

یہاں سے قافلہ پاک روانہ ہوا اور کربلا معلیٰ پہنچا، باقی حالات میں بعد میں عرض کروں گا کیونکہ یہاں میں شہزادہ علی اصغر علیہ الصلوات والسلام کے پاک ماموں کا ذکر کرنا چاہتا ہوں

صاحبانِ مقتل لکھتے ہیں کہ کربلا میں سب سے پہلے جنگ فردہ کا پروگرام بنایا گیا تھا جس میں ایک کے ساتھ ایک جوان کی جنگ ہونا تھی، جب یہ جنگ شروع ہوئی تو

اس میں ابن سعد ملعون کے کئی نامی گرامی جوان اپنی شجاعت اور جوان مردی کی لاش اپنے کاندھے پر اٹھائے جہنم پہنچے، جس کے بعد عمرابن حجاج زبیدی نے آواز دی اے بدبختو! تم کس کے ساتھ جنگ کررہے ہو یہ تمہیں علم ہی نہیں ہے، اگر یونہی ایک ایک کر کے جوان جاتے رہے تو کوئی بھی نہیں بچے گا اور روئے زمین کی تمام خلقت بھی ان کے مقابلہ میں آجائے تو وہ قتل ہوجائے گی اوران کے کسی ایک جوان کو ایک زخم تک نہیں آئے گا اس لئے سب مل کر حملہ کرو......اس ملعون کی آواز پر تمام فوج نے فوراً مل کر حملہ کیا اس حملے کو''حملہ اولیٰ'' کہا جاتا ہے یعنی یہ کربلا کی جنگ کا پہلا اجتماعی حملہ تھا جس میں 50 جانثار امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام کے شہید ہوئے اور دوسری طرف سینکڑوں کی تعداد میں ملاعین داروغہ جہنم کے حوالے کئے گئے

جب یہ جنگ شروع ہوئی تو اس میں افواجِ الٰہیہ نے اپنی شجاعت و مردانگی کے پیاس کی شدت کے باوجود ایسے جوہر دکھائے اور ایسی تلوار چلائی کہ کوفیوں اور شامیوں کی تعداد اگرچہ لاکھوں میں تھی لیکن انہوں نے فرار ہونے میں ہی اپنی عافیت سمجھی، جب ملعون فوج واپس فرار ہوئی تو امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام نے اپنے جوان سنبھالے، 50 جوان کم دکھائی دیئے، آپ فوراً لاشوں اورزخمیوں کے درمیان تشریف لے آئے، آپ نے دیکھا کہ باقی جوانوں کے ساتھ جناب حارث سلام اللہ علیہ انتہائی زخمی حالت میں نظر آئے، اس وقت ان پر غشی طاری تھی ......(R_280)

اس وقت کسی کنیز نے شہزادہ علی اصغر علیہ الصلوات والسلام کی پاک ماں صلواۃ اللہ علیہا کو اطلاع دی کہ آپ کا بھائی شدید زخمی ہوگیا ہے، انہوں نے فرمایا کہ شہنشاہ کربلا علیہ الصلوات والسلام کی خدمت میں میری طرف سے عرض کیا جائے کہ آقا میرا بھائی جس حال میں بھی ہے

میں ان سے ملنا چاہتی ہوں ، مجھے علیحدہ خیمہ میں بھائی سے ملوا دیں کیونکہ ان کا یہاں اور تو کوئی رشتہ دار نہیں ہے، ایک میں ہوں، ایک میری معصوم بیٹی ہے، ایک میرا معصوم لعل ہے، ہم ان کی خدمت کرنا چاہتے تھے

امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام نے حکم دیا کہ ایک علیحدہ خیمہ میں پاک بی بی صلواۃ اللہ علیہا کے بھائی جناب حارث سلام اللہ علیہ کو پہنچا دیا جائے، حکم کی تعمیل کی گئی ، جب علی اصغر علیہ الصلوات والسلام کی پاک ماںؑ اپنے بھائی کے پاس پہنچیں تو اس وقت ان کی روح پرواز کر چکی تھی ، پاک بی بی صلواۃ اللہ علیہا نے بھائی کا سر اپنی گود میں لیا، بے ساختہ بین کیئے ، اور رو رو کر فرمایا کہ بھائی آپ کی آمد کا سن کر میرے دل میں بہت سی توقعات تھیں کہ تم امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام کی نصرت کرو گے اور میرا سہاگ بچ جائے گا ، یہ تو میں نے سوچا ہی نہیں تھا کہ اس طرح اچانک تم ہمیں چھوڑ کر چلے جاؤ گے، یہ حقیقت ہے کہ مولا امام حسین علیہ الصلوات والسلام کا دین ہی اللہ کا دین ہے اور آپ دین کی راہ پر شہید ہوئے ہیں اسی وجہ سے دل کو کچھ تسلی ہوتی ہے

شہید چونکہ زندہ ہوتے ہیں، بھیا! تم بھی تو زندہ ہو، اب ذرا دعا کرو کہ میرے سرتاج کا پاک سایہ ہمیشہ میرے سر پر قائم رہے، تمام نبی زادیوں کے پاک پردے سلامت رہیں، آلِ عبا کا ہر فرد دست ظلم وستم سے ہمیشہ محفوظ رہے

تمام مومن دعا فرمانویں کہ ان مظلومین کے خون کے پاک وارث ہمارے امام زمانہ عجل اللہ فرجہٗ الشریف اب جلد تشریف لے آئیں ، اب ان پاک شہداء کا انتقام لیا جائے انہیں ان کے صبر کا پھل ملے ، معصومہ شہزادی صلواۃ اللہ علیہا کی پاک والدہ صلواۃ اللہ علیہا پھر اپنے سرتاج کا گھر اطہر آباد دیکھیں ، اپنے بھائی کو خوش ہو کر مبارک باد دیں کہ بھیا جس

مقصد اعلیٰ کی خاطر آپ سب نے اپنی جان کا نذرانہ دیا تھا وہ پاک مقصد پورا ہو گیا ہے اور آل محمدؐ پاک علیہم الصلوات والسلام کی حکومت اِلٰہیہ کا قیام ہو چکا ہے



﴿ آمین یارب العالمین ﴾



اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍّ وَّ آلِ مُحَمَّدٌ وَعَجِّل فَرَجَھُم بِقَائِمِھِمّ عَجَلَ اللّٰہُ فَرَجَہُ الشریف
وَصَلَوَاتُ اللّٰہُ عَلَیہِ وَ عَلیٰ آلِہٖ اَجمَعِین

یاھوالوہاب الخبیر العلیم
یا مولا کریم عجل اللہ فرجک وصلوات اللہ علیک

مجلس نمبر 45 آخری منزل

داخلہ کربلا معلیٰ

3 محرم الحرام 61 ہجری بمطابق 2 اکتوبر 680 عیسوی جمعہ کا دن ہے، صبح کا پہلا پہر ہے، شہنشاہ مظلوم کربلا علیہ الصلوات والسلام کا کاروان قصر بنی مقاتل سے شام کے راستہ سے ہٹ کر مصروفِ سفر ہے، کیونکہ شام کے راستہ کی ناکہ بندی ہوچکی تھی
جب یہ کارواں غاضریہ کی بستی کی مغربی سائیڈ سے گزرا تو اس مقام پر پہنچ کر شہنشاہ کربلا علیہ الصلوات والسلام کے پاک رہوار کے قدم رک گئے، تمام جوان ان کے قریب آئے اور عرض کی کہ خیریت تو ہے آپ نے اپنا رہوار کیوں روک لیا ہے؟
کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام فرماتے ہیں کہ ہم نے اسے نہیں روکا بلکہ یہ خود رک گیا ہے
تمام لوگوں نے عرض کی کہ یہ رہوار مسلسل سفر کررہا ہے شاید تھک گیا ہوگا، آپ اپنا رہوار بدل لیں، کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام نے اپنا رہوار بدل دیا مگر دوسرے رہوار نے بھی قدم نہیں اٹھایا، اسی طرح آپ رہوار بدلتے رہے، چھ رہوار بدلے گئے مگر صورت حال یہ تھی کہ جس رہوار کو آپ زینت بخشتے اس رہوار کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوجاتے مگر وہ آگے قدم نہ اٹھاتا، اس وقت کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا تم میں سے کوئی آدمی ایسا ہے کہ جسے معلوم ہو کہ اس جگہ کا نام کیا ہے؟ ……(R_281)
جناب زہیر بن قین سلام اللہ علیہ عرض کرتے ہیں آقاؑ ہم اس علاقہ سے واقف ہیں، اس

زمین کو نینوا کہتے ہیں، کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام فرماتے ہیں کہ کیا اس جگہ کا کوئی اور نام بھی ہے؟ انہوں نے عرض کی کہ قدیم لوگ اس سرزمین کو ارض صفین بھی کہتے تھے، آپ نے تیسری مرتبہ استفسار فرمایا کہ کیا اس سرزمین کا کوئی اور نام بھی ہے؟
جناب زہیر ابن قین نے عرض کی کہ اسے کربلا بھی کہتے ہیں
کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام نے یہ نام سن کر ایک سرد آہ بھری، پھر زیر لب آہستہ آہستہ دہرایا ''کربلا ...... کرب و بلا'' یعنی درد اور آزمائش، پھر آپ نے فرمایا کہ اس زمین کی خاک ہمیں اٹھا کر دو، ایک صحابی نے کچھ خاک اٹھا کر پیش کی، اس وقت کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام نے اپنی جیب سے ایک رومال برآمد کیا، اس کے اندر بھی کچھ خاک موجود تھی، ان دونوں کا ایک دوسرے سے موازنہ کر کے دیکھتے رہے، پھر فرمایا ہاں ان دونوں میں کوئی فرق نہیں ہے، پھر خوشبو سونگھ کر فرمایا کہ اس میں بھی ہمارے خون کی خوشبو موجود ہے، بس یہاں سب محملوں کو بٹھا دو، ہم نے آگے نہیں جانا ہے
میرا دل چاہتا ہے کہ میں یہاں اپنی اس مجلس کا ایک حصہ عرض کرتا چلوں جو میں نے مفاتیح خمسہ کی تشریح پر پڑھی تھی
عام طور پر کہا جاتا ہے کہ پانچ چیزوں کا علم اللہ کے سوا کسی کو نہیں ہوسکتا، یہ نظریہ سورہ لقمان کی آخری آیت سے اخذ کیا جاتا ہے، کہتے ہیں کہ
علم الساعۃ یعنی قیامت کا علم ...... شکم مادر میں بچی ہے یا بچہ ہے اس کا علم ...... بارش کب ہوگی اس کا علم ...... انسان کل کیا کسب (کمائی) کرے گا اس کا علم ...... اور بای ارض تموت یعنی کس نے کہاں مرنا یا شہید ہونا ہے اس بات کا علم

اللہ جل جلالہٗ کے علاوہ کسی کو معلوم نہیں ہوسکتا کیونکہ یہ پانچ چیزیں علم اِلٰہی سے متعلق ہیں غیر کو یہ علم نہ ذاتی طور پر ہوسکتا ہے اور نہ عطائی طور پر ہوسکتا ہے، یعنی یہ علم اللہ جل جلالہٗ عطا بھی نہیں کرتا، عجیب بات یہ ہے کہ جولوگ اس نظریہ کا سب سے زیادہ پرچار کرتے ہیں انہوں نے بھی جب مقتل پر مبنی کتابیں لکھی ہیں تو اس روایت کو وہ بھی رد نہیں کرسکے کہ کربلا معلیٰ میں جب امام مظلوم علیہ الصلوات والسلام تشریف لے آئے تو ان کے سبھی رہوار خود بخود رک گئے اور کسی نے قدم آگے نہ بڑھایا

یہاں انہوں نے جناب میر انیس مرحوم کا یہ شعر بھی لکھا ہے کہ

چھ گھوڑے بدلے دوشِ نبیؐ کے سوار نے
لیکن قدم اٹھایا نہ اِک رہوار نے

یعنی انہوں نے بھی اس بات کو تسلیم کیا ہے کہ ان گھوڑوں نے بھی قدم نہیں اٹھایا مگر یہ بات لکھنے کے باوجود انہوں نے وجہ نہیں لکھی کہ ان رہواروں نے قدم کیوں نہیں اٹھایا؟......حقیقت یہ ہے کہ اس مقام کو خود شہنشاہ کربلا علیہ الصلوات والسلام بھی جانتے تھے کہ ہماری ارضِ موعود یہی ہے، یہ وہ سرزمین ہے جہاں ہم نے شہید ہونا ہے اور ہمارے ساتھ کتنے لوگوں نے کہاں شہید ہونا ہے، مگر انہوں نے عمداً اظہار نہیں فرمایا کہ آنے والی نسلوں کو پتہ چل جائے کہ ہم تو مالک ذات ہیں، ارضِ موت سے تو ہمارے گھوڑے بھی آشنا ہیں، یہ علم تو ہمارے گھوڑوں تک کو بھی ہے، صرف یہی نہیں بلکہ جو بھی ہمارے قرب میں آجاتا ہے وہ مفاتیح خمسہ کا عالم بن جاتا ہے، مزید تفصیل میری کتاب نہج المعرفت میں دیکھیں

آپ ذرا غور کریں کہ کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام نے جو چھ گھوڑے تبدیل فرمائے وہ

سب تو ان کی ذاتی سواری کے گھوڑے نہیں تھے، بلکہ ان میں سے سوائے مرتجز کے باقی گھوڑے تو عام لوگوں کے استعمال کیلئے رکھے ہوئے تھے مگر وہ بھی اس مقام پر قدم نہیں اٹھاتے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ شہنشاہ کربلا علیہ الصلوات والسلام نے جس رہوار کی زین کو بھی شرف بخشا، اس پاک ذات کے لمس اور قربت نے اس حیوان کو بھی مفاتیح خمسہ کا عالم بنا دیا، اور وہ حیوان آنے والے علمائے سو کو بتا رہا تھے کہ تم تو یہ کہتے ہو کہ ان باتوں کا علم سوائے اللہ کے کسی کو نہیں مگر آ کر دیکھو اور اپنی کتابوں میں لکھ دو کہ مالک ذات تو تمہاری سوچوں سے ارفع و اعلیٰ ہیں ہی، وہ جس گھوڑے یا جس جانور کو بھی سواری کا اعزاز بخشیں وہ عالم الغیب ہو جاتا ہے، تم اللہ کے ''علم کل'' کے علم پر اعتراض کیوں کرتے ہو؟

آمدم برسر گفتگو

میں عرض کر رہا تھا کہ کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام کے عالم الغیب رہوار زمین کربلا پر رک گئے، اس وقت کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا محمل بٹھائے جائیں اور یہاں پر ہی خیام لگائے جائیں، اصحاب نے فوراً محمل بٹھا کر خیام لگانا شروع کئے، پاک جوانانِ بنی ہاشم علیہم الصلوات والسلام (جن کی تعداد چالیس کے قریب تھی) نے فوراً قناتیں اتار کر خیام کی چہار پردی بنائی، اس کے اندر مستورات توحید و رسالت صلواۃ اللہ علیہن کے محمل بٹھائے گئے، کچھ جوان خیام لگانے میں مصروف تھے اور کچھ جوان مستورات کو محملوں سے اتارنے میں مصروف ہو گئے

اس وقت جناب عالیہ سین پاک صلواۃ اللہ علیہا نے پاک بھائی سے عرض کی کہ بھائی جس

وقت سے ہم اس نگری میں آئے ہیں ہمارا دل بہت اداس ہو گیا ہے، اس کی وجہ ہمیں سمجھ نہیں آئی، پاک معظّمہ شہزادی صلواۃ اللہ علیہا نے اس موقع پر جو کچھ پاک بھائی سے فرمایا ان کے احساسات کو ایک سرائیکی مرثیہ کی صورت میں پیش کرنا چاہتا ہوں

مرثیہ

ایں جاہ تے نہ لا ڈیرے احسان اے لا ویرن
اُجڑی کوں اے ڈسدی ہے پر درد فضا ویرن

وِچ بن دے ہوا ایویں پئی خاک اڈیندی ہے
جیویں کوئی ضعیف امڑی سر خاک رویندی ہے
ایں جاہ تے جو میں آئی ہاں جھنڑ پئی ہے ردا ویرن

چلدی ہے ہوا جس دم بھول اجڑی کوں پوندے ہن
جیویں کئی یتیم ایں جاہ بھر سسکیاں روندے ہن
اکبرؑ دی جوانی کوں نہیں راس اے جگہ ویرن

تلوار دا خم گھن کے ہر موج اٹھیندی ہے
ایں پانی دی رنگت وی پر حول ڈسیندی ہے
ہر موج توں آندی ہے رونون دی صدا ویرن

ایں نہر دیاں موجاں وِچ ہک پیاس دا ہے جادو
غازیؑ دے لہو دی ایں پانی دے وِچ ہے خوشبو
دریا جیویں لاشہ ہو عریان پیا ویرن

ٹبیاں دے وجود ایویں گرمی توں پئے بلدے ہن
وِچ بن دے غریباں دے خیمے جیویں جلدے ہن
تیراں توں وی بہوں تیزے ایں جاہ دی ہوا ویرن

جعفرؑ جیڑھی بی بی دا ہے قلب و جگر زخمی
جیں سنوتڑاں دے وِچ ڈِٹھے خود نورِ نظر زخمی
پتراں دے ڈیوے کانڈھے ایں سینؑ کوں آ ویرن



اس وقت ایک عجیب دردانگیز منظر تھا کہ جب ملکہ عالمین صلواۃ اللہ علیہا کی بیٹیاں صلواۃ اللہ علیہن محملوں سے اتر رہی تھیں، تمام جوانان بنی ہاشم علیہم الصلوات والسلام انہیں اتارنے میں مصروف تھے، جب عالیہ بی بی پاک صلواۃ اللہ علیہا محمل سے اترنے لگیں تو کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام خود کرسی چھوڑ کر محمل کے قریب تشریف لے آئے اور پاک ہمشیر صلواۃ اللہ علیہا کو اترنے میں مدد دی، حقیقت یہ ہے کہ ان کیفیات کو الفاظ میں بیان نہیں کیا جا سکتا جب خیام لگ چکے اور تمام مستورات توحید و رسالت صلواۃ اللہ علیہن اپنے اپنے خیام میں آرام فرما ہو چکیں تو اس وقت غاضریہ کی بستی کے لوگ زیارت کیلیئے حاضر ہوئے یہاں سب بنی اسد کے لوگ آباد تھے، کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا کہ یہ زمین

تمہارے کس کام آتی ہے؟ انہوں نے عرض کی کہ اس میدان کو ہم اپنی فصلوں کی صفائی کیلئے استعمال کرتے ہیں گندم، جو، میسور وغیرہ کو یہاں جمع کرنے کے بعد صاف کرتے ہیں یعنی یہاں ہم سب مل کر بھوسہ اور دانہ علیحدہ کرتے ہیں اس لئے کہ یہ جگہ کاشت کے قابل نہیں ہے

کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا کیا تم یہ زمین فروخت کرنا چاہتے ہو؟ کیونکہ ہمیں اس زمین کی ضرورت ہے......(R_282)

انہوں نے عرض کی کہ آپ کتنا علاقہ خریدنا چاہتے ہیں؟ فرمایا ہمیں صرف 16 مربع میل کا ایک ٹکڑا ضرورت ہے، جدید حساب سے یہ 8×8 کلومیٹر یعنی 64 مربع کلومیٹر ہے، پاکستانی میلوں کے حساب سے 25 مربع میل بنتا ہے

انہوں نے عرض کی آقا اگر آپ کو تمام علاقہ بھی ضرورت ہے تو ہم بغیر قیمت کے پیش کرتے ہیں، کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام فرماتے ہیں ہم نے یہ علاقہ مفت نہیں لینا ہے تم اس کی قیمت لگاؤ، وہ ہم ادا کریں گے، انہوں نے عرض کی کہ آپ خود مالک ہیں جو عطا فرمائیں گے ہمیں منظور ہوگا مگر ہماری استدعا یہ ہے کہ یہ زمین آپ ہدیہ کے طور پر قبول فرمائیں

اس وقت شہنشاہ کربلا علیہ الصلوات والسلام خیام اطہر میں تشریف لے آئے، یہاں پہنچ کر اپنے مقصد اعلیٰ کی شریک بہن صلواۃ اللہ علیہا کو آگاہ فرمایا کہ ہم یہ زمین خریدنا چاہتے ہیں اور اس کی قیمت ادا کرنا ہے، اس وقت پاک عالیہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا نے فرمایا میرے بھائی کیا یہ جاگیر آپ اکیلے خرید رہے ہیں؟ کیا اپنی بہن کو شامل نہیں کریں گے؟

شہنشاہ کربلا علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا قیمت ہم ادا کر رہے ہیں آپ حصہ دار ہوں گی

کیونکہ آپ میں اور ہم میں کوئی فرق ہی نہیں ہے، معظّمہ کائنات عالیہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا فرماتی ہیں اس میں تو کوئی شک نہیں کہ میری ہر چیز آپ کی ہے اور آپ کی ہر چیز میری ہے مگر میرے پاس 30 ہزار دینار بچ گئے ہیں، یہ آپ میری طرف سے قبول فرمائیں ……(R_283)

اس وقت کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام نے جناب کردگار وفا علیہ الصلوات والسلام کو یاد فرمایا اور انہیں حکم فرمایا کہ ہمارے خزانہ میں جتنے دینار بچے ہوئے ہیں وہ پیش کریں

جناب کردگار وفا علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا کہ اس وقت ہمارے پاس 30 ہزار دینار بچے ہوئے ہیں، کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا یہ سب 60 ہزار دینار بنی اسد کو عطا کر دیں، کردگار وفا علیہ الصلوات والسلام نے عرض کی کہ آقا اگر سب کچھ انہیں عطا کر دیا گیا تو پھر اپنے اصحاب کی ضروریاتِ سفر کیلئے اپنے خزانہ امامت سے اہتمام فرمائیں گے؟

کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا باقی ہیں تو صرف 7 دن ……اور ان دنوں کا سامان ہمارے پاس موجود ہے، پھر ہمیں کسی چیز کی ضرورت ہی نہیں رہے گی، ویسے بھی آج اگر خرچ نہ کیا گیا تو کل شام کے رذیل لوگ لے جائیں گے

پھر کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام نے اپنی پاک بہن صلواۃ اللہ علیہا سے فرمایا کہ اب آپ یہ بتائیں کہ یہ جاگیر ہم کس کے نام لکھوائیں، ہمارا خیال یہ ہے کہ یہ جاگیر ہم جناب عون سلام اللہ علیہ کے نام لکھوا دیں، جناب عالیہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا نے فرمایا بھائی یہ جاگیر آپ اپنے کسی فرزند کے نام لکھوا دیں جو ہوتو آپ کا مگر نظر ہمارا آئے، اس لئے مناسب یہ ہے کہ آپ شہزادہ علی اکبرؑ علیہ الصلوات والسلام کے نام یہ جاگیر لکھوا دیں کیونکہ یہ لعل ہم دونوں بہن بھائیوں کیلئے برابر ہے

زمین خرید لی گئی، بیع نامہ جناب شہزادہ علی اکبرؑ علیہ الصلوات والسلام کے نام تحریر کیا گیا، اس بیع نامہ میں کچھ شرائط بھی لکھی گئیں، شہنشاہِ کربلا علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا کہ ہم یہ زمین تم سے خرید کر مومنین کیلئے وقف کر رہے ہیں، یہ تمہارے تصرف میں رہے گی، مگر شرط یہ ہے کہ اگر کوئی تم سے ہماری مزاروں کے بارے میں پوچھے تو تم ان کو ہماری مزاروں پر لے آؤ گے...... جو شخص ہماری زیارت کیلئے آئے گا تین دن تم اسے اپنا مہمان رکھو گے اور اس کے کھانے پینے کی ذمہ داری تم پر ہوگی ......(R_284)

جب بنی اسد کے لوگ واپس جانے لگے تو انہوں نے عرض کی کہ آقا جس وقت ہم سب آپ کی زیارت کیلئے آرہے تھے تو ہمیں ہماری مستورات نے کہا تھا کہ ہم چاہتی ہیں کہ ملکہ عالمین معظّمہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا کی پاک بیٹیوں کی زیارت کریں، تم کریم کربلا علیہ الصلوات والسلام سے ہماری طرف سے اجازت طلب کرنا کہ جب وہ مناسب سمجھیں اس وقت ہم بھی زیارت کیلئے جائیں گی، شہنشاہ کربلا علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا کہ اپنی مستورات کو غروب آفتاب سے کچھ دیر پہلے زیارت کیلئے بھیج دینا

تمام اسدی لوگ یہاں سے حکم لے کر روانہ ہوگئے، شام ہوئی تو غاضریہ کی تمام عورتیں اپنے بچوں کے ساتھ اس مقام پر آگئیں جہاں شہنشاہ کربلا علیہ الصلوات والسلام تشریف فرما تھے، انہوں نے اندر جانے کی اجازت طلب کی، سرکار علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا کہ تم اپنے بچوں کو ہمارے پاس چھوڑ دو ہم انہیں رونے نہیں دیں گے، تم سب پاک پردہ داران توحید و رسالت صلواۃ اللہ علیہن کی زیارت کرلو، مستورات اندر چلی گئیں شہنشاہ کربلا علیہ الصلوات والسلام نے ان چھوٹے چھوٹے بچوں کو اپنے سامنے بٹھایا اور انہیں دیکھ کر فرمایا کیا تم جانتے ہو کہ ہم کون ہیں؟ وہ تمام بچے خاموش رہے

شہنشاہ کربلا علیہ الصلوات والسلام فرماتے ہیں ہم تمہیں بتا دیں کہ ہم تمہارے زمانے کے امام ہیں، پھر آپ نے ان بچوں سے مخاطب ہو کر فرمایا آج 3 محرم جمعہ کا دن ہے، جب آئندہ جمعہ گزر جائے اور ہفتہ کا دن ہو تو تم سب کھیلتے ہوئے یہاں چلے آنا، جب تم یہاں آؤ گے تو تم دیکھو گے کہ اس میدان میں تمہیں بہت سی بے کفن لاشیں نظر آئیں گی، تم کھیل ہی کھیل میں اپنی گود میں مٹی بھر بھر کر ان لاشوں پر پھینکتے جانا، تمہارا کھیل ہو جائے گا اور کئی غریبوں کی لاشیں دفن ہو جائیں گی

کسی بزرگ مقبول شاعر نے بنی اسد کے ساتھ شہنشاہ معظم علیہ الصلوات والسلام کی اس گفتگو کو بہت خوبصورت انداز میں نظم کیا ہے



مرثیہ

خدا کارن غریباں تے ایہے منتاں لواہے چا
مسافر جانڑ کے توڑے دفن ساکوں کراہے چا

غسل ڈیون دی حاجت تاں نہیں ہوندی شہیداں کوں
جیڑھی حالت دے وِچ ہونون میت قبریں لہائے چا

اتھاں میڈا حبیبؑ ہووے تے اوندے نال جونؑ ہووے
علیؑ اکبرؑ تے اصغرؑ کوں میڈے رلے سمہائے چا

کوئی پچھے اے کون آہن اکھاہے آہن پردیسی
ستم دے نال ٹورے گئے وطن یثرب ڈساہے چا



تمام مومن مل کر دعا کریں کہ ان مظلوموں کا جلد انتقام لیا جائے، ان کا منتقم حقیقی عجل اللہ

فرجۂ الشریف جلد آئے، کردگار وفا علیہ الصلوات والسلام کو انتقام لینے کی اجازت ملے، انہیں تلوار چلانے کا موقع ملے، یہ اولین وآخرین کے مظلوموں کے دشمنوں کو برباد کریں، ہماری آنکھیں دیکھ سکیں کہ کردگار وفا علیہ الصلوات والسلام بدلہ لے کر اپنا جگر ٹھنڈا کریں



﴿ آمین یارب العالمین ﴾



اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ وَ آلِ مُحَمَّدٍ وَعَجِّل فَرَجَھُم بِقَائِمِھِمّ عَجَلَ اللّٰہُ فَرَجَہُ الشریف

وَ صَلَوَاتُ اللّٰہُ عَلَیہِ وَ عَلٰی آلِہٖ اَجمَعِین

منازل سفر از مکہ تا مدینہ

پہلی منزل　شعب و مکہ تا ذات العرق　فاصلہ 99 کلومیٹر

منگل 9 ذوالحجہ 60 ہجری 8 ستمبر 680 عیسوی

دوسری منزل　ذات العرق تا المسلح　فاصلہ 84 کلومیٹر

ہفتہ 13 ذوالحجہ 60 ہجری 12 ستمبر 680 عیسوی

تیسری منزل　المسلح تا العمق　فاصلہ 102 کلومیٹر

اتوار 14 ذوالحجہ 60 ہجری 13 ستمبر 680 عیسوی

چوتھی منزل　العمق تا معدن بنی سلیم　فاصلہ 80 کلومیٹر

سوموار 15 ذوالحجہ 60 ہجری 14 ستمبر 680 عیسوی

پانچویں منزل　معدن بنی سلیم تا الماوان　فاصلہ 90 کلومیٹر

منگل 16 ذوالحجہ 60 ہجری 15 ستمبر 680 عیسوی

چھٹی منزل　الماوان تا مدینہ منورہ　فاصلہ 95 کلومیٹر

بدھ 17 ذوالحجہ 60 ہجری 16 ستمبر 680 عیسوی

یہ تمام فاصلے ہم نے جدید ورلڈ اٹلس [World Atlas] اور تاریخی کتب سے لئے ہیں مگر موجودہ راستوں کا فاصلہ یہاں دیئے گئے فاصلوں سے کچھ کم و بیش ہو سکتا ہے کیونکہ ان میں ردوبدل تو ہوتا ہی رہتا ہے

﴿منازل سفر از مدینہ تا کربلا معلیٰ﴾

پہلی منزل — مدینہ تا معدن النقرہ — فاصلہ 107 کلومیٹر
اتوار 21 ذوالحجہ 60 ہجری 20 ستمبر 680 عیسوی

دوسری منزل — معدن النقرہ تا حاجز — فاصلہ 102 کلومیٹر
سوموار 22 ذوالحجہ 60 ہجری 21 ستمبر 680 عیسوی

تیسری منزل — حاجز تا بطن الرمہ — فاصلہ 104 کلومیٹر
منگل 23 ذوالحجہ 60 ہجری 22 ستمبر 680 عیسوی

چوتھی منزل — بطن الرمہ تا توز — فاصلہ 76 کلومیٹر
بدھ 24 ذوالحجہ 60 ہجری 23 ستمبر 680 عیسوی

پانچویں منزل — توز تا فید — فاصلہ 93 کلومیٹر
جمعرات 25 ذوالحجہ 60 ہجری 24 ستمبر 680 عیسوی

چھٹی منزل — فید تا اجفر — فاصلہ 99 کلومیٹر
جمعہ 26 ذوالحجہ 60 ہجری 25 ستمبر 680 عیسوی

ساتویں منزل — اجفر تا خُزَیمِیَہ — فاصلہ 72 کلومیٹر
ہفتہ 27 ذوالحجہ 60 ہجری 26 ستمبر 680 عیسوی

آٹھویں منزل خزیمیه تا ابطان (قیرالعبادی) فاصلہ 124 کلومیٹر
اتوار 28 ذوالحجہ 60 ہجری 27 ستمبر 680 عیسوی

نویں منزل ابطان تا زبالہ فاصلہ 78 کلومیٹر
سوموار 29 ذوالحجہ 60 ہجری 28 ستمبر 680 عیسوی

دسویں منزل زبالہ تا واقصہ فاصلہ 134 کلومیٹر
منگل 30 ذوالحجہ 60 ہجری 29 ستمبر 680 عیسوی

گیارہویں منزل واقصہ تا ذوحسم (المغیثہ) فاصلہ 93 کلومیٹر
بدھ یکم محرم 61 ہجری 30 ستمبر 680 عیسوی

بارہویں منزل ذوحسم تا بیضہ بنی یربوع فاصلہ 110 کلومیٹر
جمعرات 2 محرم 61 ہجری یکم اکتوبر 680 عیسوی

تیرہویں منزل بیضہ بنی یربوع تا کربلا معلیٰ فاصلہ 46 کلومیٹر
جمعہ 3 محرم 61 ہجری 2 اکتوبر 680 عیسوی

مدینہ منورہ سے کربلا معلیٰ تک کا کل فاصلہ جدید پیمائش کے مطابق 1238 کلومیٹر ہے جو 13 تیرہ دن میں طے کیا گیا، اس حساب سے روزانہ کا اوسط سفر تقریباً 95.23 کلومیٹر بنتا ہے، حقیقت تو مالک ذات ہی بہتر جانتی ہے ......(واللہ اعلم بالصواب)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ آلِ مُحَمَّدٍ وَعَجِّل فَرَجَھُم بِقَائِمِھِمؑ عَجَلَ اللّٰہُ فَرَجَہُ الشریف
وَصَلَوَاتُ اللّٰہُ عَلَیہِ وَعَلٰی آلِہٖ اَجمَعِین

﴿ یا مولا کریمؑ ﴾

حوالہ جات مقتل المظلومین جلد اول

1...... ریاض الاحزان جلد 1 ص 35 ریاض القدس جلد 1 ص 74 مقتل ابی داؤد جلد 1 ص 65

2...... ریاض القدس جلد 74/1 مقتل ابی داؤد جلد 65/1

3...... ریاض القدس جلد 74/1 مقتل ابی داؤد جلد 66/1

4...... مقتل ابی داؤد

5...... مقتل ابی داؤد جلد 67/1 ریاض القدس جلد 77/1

6...... الفتوح جلد 5 ص 11 کلمات امام حسینؑ علیہ السلام ص 277

7...... - الفتوح جلد 5 ص 11 مقتل الخوارزمی جلد 1 ص 182، مثیر الاحزان ص 23، تاریخ طبری جلد 3 ص 27، الکامل فی التاریخ جلد 2 ص 529 بحار الانوار جلد 33 ص 325، العوالم جلد 17 ص 175

8...... ریاض القدس جلد 75/1

9...... ریاض القدس جلد 76/1

10...... ریاض القدس جلد 76/1

11...... الفتوح جلد 5 ص 13، مقتل الخوارزمی جلد 1 ص 183، الارشاد ص 200، بحار الانوار جلد 44 ص 324، الاعیان الشیعہ جلد 1 ص 587، تاریخ طبری جلد 3 ص 270، الکامل جلد 2 ص 530، واقعہ الطف 80، البدایۃ والنھایۃ جلد 8 ص 157، کلمات امام حسینؑ علیہ السلام ص 280

12...... ریاض القدس جلد 76/1

13...... لہوف ص 10، بحار الانوار جلد 44 ص 325، الارشاد ص 200 الاعیان الشیعہ جلد 1 ص 507، مثیر الاحزان ص 24
کلمات الامام حسینؑ علیہ السلام ص 281

14...... کتاب زہرۃ الروم ص 246

15...... ریاض الاحزان جلد 35/1 ریاض القدس جلد 74/1 مقتل ابی داؤد جلد جلد 65/1

16...... ریاض القدس جلد 78/1

17...... بحوالہ الارشاد...... ریاض القدس جلد 78/1

18...... الفتوح جلد 21/5، مقتل الخوارزمی جلد 187/1، بحار الانوار جلد 329/44، العوالم جلد 178/17

کلمات امام حسینؑ علیہ السلام ص 296

19 ...... ریاض القدس جلد 83/1

20 ...... ریاض القدس جلد 81/1

21 ...... الارشاد ص 201، تاریخ طبری جلد 3 ص 271، بحار الانوار جلد 44 ص 326، الاعیان الشیعہ جلد 1 ص 588، واقعہ الطف ص 33، کلمات امام حسینؑ علیہ السلام ص 286

23 ...... مقتل ابی داؤد ناسخ التواریخ وغیرہ

24 ...... الفتوح جلد 5 ص 23، مقتل الخوارزمی جلد 1 ص 188، بحار الانوار جلد 44 ص 329، العوالم جلد 17 ص 178، الاعیان الشیعہ جلد 1 ص 598 کلمات امام حسینؑ علیہ السلام ص 289

25 ...... بحار الانوار جلد 45 ص 179، کلمات امام حسینؑ علیہ السلام ص 290

26 ...... الفتوح جلد 5 ص 23، مقتل الخوارزمی جلد 1 ص 188، بحار الانوار جلد 44 ص 329، العوالم جلد 17 ص 178، الاعیان الشیعہ جلد 1 ص 598 کلمات امام حسینؑ علیہ السلام ص 289

27 ...... ریاض القدس جلد 78/1

28 ...... لہوف ص 10، مثیر الاحزان ص 25، بحار الانوار جلد 44 ص 326 ، العوالم جلد 17 ص 175 ، لاعیان الشیعہ جلد 1 ص 588، کلمات امام حسینؑ علیہ السلام ص 285

29 ...... بحار الانوار CD بحوالہ کتاب الغارات)

30 ...... معالی السبطین جلد 220/1، اسرار الشہادۃ علامہ دربندی 367، کلمات امام حسینؑ علیہ السلام ص 297

31 ...... لہوف ص 12، کلمات امام حسینؑ علیہ السلام ص 191

32 ...... لہوف ص 12، کلمات امام حسینؑ علیہ السلام ص 191

33 ...... ریاض القدس کتب جلد اول

34 ...... ریاحین جلد 89/3 جناب زینب الکبریٰ صلوات اللہ علیہا ص 95

35 ...... الفتوح جلد 5 ص 23، مقتل الخوارزمی جلد 1 ص 188، بحار الانوار جلد 44 ص 329، العوالم جلد 17 ص 178، الاعیان الشیعہ جلد 1 ص 598 کلمات امام حسینؑ علیہ السلام ص 289

36 ...... معالی السبطین جلد 220/1، اسرار الشہادۃ علامہ دربندی 367، کلمات امام حسینؑ علیہ السلام ص 297

37 ...... مقتل ابی داؤد

38 ...... معالی السبطین جلد 220/1، اسرار الشہادۃ علامہ دربندی ص 367، کلمات امام حسینؑ علیہا لسلام 297

39 ...... الخرائج والجرائح جلد 1 ص 253، بحار الانوار جلد 45 ص 89

،کلمات امام حسینؑ علیہ السلام ص 293

40...... بحارالانوار جلد 44 ص 331، العوالم جلد 17 ص 180 ینابیع المودۃ 405 ،کلمات امام حسینؑ علیہ السلام ص 292

41...... مقتل ابی داؤد

42...... ریاض القدس جلد اول زھرۃ الریاض مقتل ابی داؤد

43...... ریاض القدس بحوالہ مفید 79/1

44...... ریاض القدس 79/1 الارشاد لھوف

45...... الفتوح 24/5، مقتل الخوارزمی 189/1، ینابیع المودۃ 40/2 ،کلمات امام حسینؑ علیہ السلام ص 299

46...... تاریخ طبری 276/3، الکامل الزیارۃ 533/2، الاعیان الشیعہ 588/1، واقعہ الطف 87 ،کلمات امام حسینؑ علیہ السلام ص 302

47...... تاریخ ابن عساکر ترجمہ الامام حسینؑ علیہ السلام 155 ،کلمات امام حسینؑ علیہ السلام ص 303

48...... بصائر الدرجات ص 481، لہوف ص 29، المناقب لابن شہر آشوب جلد 4 ص 76، مثیر الاحزان ص 39، الخرائج والجرائح جلد 2 ص 771، بحارالانوار جلد 330/44، 84/45، کلمات امام حسینؑ علیہ السلام ص 296

49...... ریاض القدس 161/1 مقتل ابی داؤد

50...... سی ڈی عریبک نیشنز

51...... مسلم بن عقیل بحوالہ امالی صدوق 89

52...... مسلم بن عقیل آیۃ کبراہی بحوالہ ابن قتیبہ 65

53...... مسلم بن عقیل 96

54...... مسلم بن عقیل 71

55...... مسلم بن عقیل 65

56...... ریاض القدس 96/1

57...... واقعہ الطف مقتل ابی داؤد

58...... کلمات امام حسینؑ علیہ السلام ص 310

59...... کلمات امام حسینؑ علیہ السلام ص 311

60...... تاریخ طبری 278/3، الارشاد 204، الکامل الزیارۃ 534/2، بحارالانوار 334/44،

العوالم 183/17 ،کلمات امام حسینؑ علیہ السلام ص 312

61...... الفتوح 36/5 ،مقتل الخوارزمی 196/1 ،کلمات امام حسینؑ علیہ السلام ص 314

62...... ریاض القدس 95/1 مقتل ابی داوٴد لہوف ابومخنف واقعہ الطف [آل ابی طالب]

63...... ریاض القدس 96/1

64...... ریاض القدس 96/1

65...... کلمات امام حسینؑ علیہ السلام ص 314

66...... مسلم بن عقیل 110 مضیق کی تحقیق

67...... مسلم بن عقیل 397 راستے میں جناب مسلم علیہ سلام کا خط تاریخ طبری 279/3 ،مقتل الخوارزمی 196/1 ، بحارالانوار 355/44 ، (الجبن) ،کلمات امام حسینؑ علیہ السلام ص 314

68...... کلمات امام حسینؑ علیہ السلام ص 314

69...... معجم البلدان یاقوت حموی

70...... مسلم بن عقیل 427 واقعہ ہرن شکاری

71...... مسلم بن عقیل 430 جناب مسلم کا داخلہ کوفہ

72...... مسلمؑ بن عقیل از کمراہی ص 155 خلافت جغرافیہ مشرقی جی لی سٹریج باب کوفہ

73...... مسلم بن عقیل از کمراہی ص 115

74...... تاریخ ہشام تاریخ طبری تاریخ ابن خلدون

75...... مسلم بن عقیل ص 449

76...... مسلم بن عقیل از کمراہی ص 449

77...... مسلم بن عقیل از کمراہی ص 449

78...... مسلم بن عقیل از کمراہی ص 449

79...... ریاض القدس واقعہ الطف مقتل ابی داوٴد

80...... مسلم بن عقیل ص 450

81...... تاریخ معرۃ النعمان ص 55...... مسلم بن عقیل از کمراہی ص 449

82...... مسلم بن عقیل ص 430...... جناب مسلمؑ نے کس گھر قیام کیا

83...... مسلم بن عقیل از کمراہی ص 433 خطبات عابسؑ و

84...... ریاض القدس 98/1...... ریاض القدس 99/1

85...... مسلم بن عقیل از کمراہی ص 433 دربانی مسلم عوسجہ

86...... ریاض القدس 99/1 خزانہ دار

87...... مقتل ابی داؤد در ریاض القدس اصحاب الیمین 6......ابصار العین

88...... اصحاب الیمین 7 مقتل ابی داؤد وغیرہ

89...... ریاض القدس 98/1 مقتل ابی داؤد واقعہ الطف مسلم بن عقیل کمراہی وغیرہ

90...... مسلم بن عقیل کمراہی 496 تا 499

91...... کتاب مسلم بن عقیل 496

92...... ریاض القدس 101/1

93...... ریاض القدس 100/1

94...... ریاض القدس 100/1

95...... ریاض القدس 101/1

96...... ریاض القدس 104/1 ریاض القدس 105/1

97...... اصحاب الیمین

98...... ریاض القدس 101/1

99...... زھرۃ الریاض ص 77......ریاض القدس 100/1

100...... مسلم بن عقیل از کمراہی ص 459

101...... ریاض القدس 104/1

102...... ریاض القدس 103/1

103...... ریاض القدس 103/1

104...... ریاض القدس 103/1

105...... ریاض القدس 104/1

106...... ریاض القدس 105

107...... ریاض القدس 99/1

108...... ابن نما مثیر الاحزان ریاض القدس 105/1

109...... ریاض القدس 105/1 بن زیاد کے قتل کا منصوبہ ہانی اور شریک

110...... واقعہ معقل ملعون...........ریاض القدس 106/1 واقعہ معقل ملعون

111...... بحوالہ شھر آشوب......ریاض القدس 107/1

112...... ریاض القدس 107/1

113 ...... ریاض القدس 107/1 ...... مسلم بن عقیلؑ آیت اللہ کمراہی 561

114 ...... مسلم بن عقیلؑ کمراہی 592

115 ...... مسلم بن عقیلؑ کمراہی 592

116 ...... مسلم بن عقیلؑ کمراہی 592

117 ...... ریاض القدس 111/1

118 ...... ریاض القدس 111/110/1

119 ...... ریاض القدس 111/1

120 ...... ریاض القدس 111/1 قصر کا گھراؤ

121 ...... ریاض القدس 112/1

122 ...... مسلم بن عقیل کمراہی 599 ریاض القدس 111/1

123 ...... اصحاب الیمین 148

124 ...... مسلم بن عقیل کمراہی 603 ......

125 ...... مسلم بن عقیل کمراہی 605

126 ...... ریاض القدس 114/1

127 ...... ریاض القدس 113/1

128 ...... مسلم بن عقیل کمراہی 628 ...... ریاض القدس 133/135

129 ...... ریاض القدس 115/1 روضۃ الواعظین

130 ...... ریاض القدس بحوالہ ابی مخنف ...... ریاض القدس 116/1

131 ...... ریاض القدس 115/1

132 ...... ریاض القدس 115/1

133 ...... کامل السقیفہ ...... ریاض القدس 116/1

134 ...... مسلم بن عقیل کمراہی

135 ...... بحوالہ مناقب ابن شہرآشوب ...... ریاض القدس/117/1

136 ...... ریاض القدس 117/1

137 ...... ریاض القدس 117/1

138 ...... ریاض القدس/117/1 روضۃ الشہدا وغیرہ

139 ...... ریاض القدس 118/1

140 ...... ریاض القدس 118/1

141 ...... ریاض القدس 119/1 ......اصحاب الیمین

142 ...... ریاض القدس 119/1

143 ...... ریاض القدس 119/1

144 ...... ریاض القدس 122/1

145 ...... مسلم بن عقیل کمراہی 679

146 ...... مسلم بن عقیل کمراہی 676 تا 682

147 ...... مسلم بن عقیل کمراہی 682 تا 685

148 ...... مسلم بن عقیل کمراہی 677

149 ...... مسلم بن عقیل کمراہی 670 تا 676

150 ...... مسلم بن عقیل آیت اللہ کمراہی

151 ...... ریاض القدس 126/1

152 ...... ریاض القدس 126/1

153 ...... ریاض القدس 127/1 منتخب التواریخ وامالی شیخ صدوق ......ریاض القدس 127/1

154 ...... ریاض القدس 128/1

155 ...... ریاض القدس 128/133 ......حسین ابن علی ......ریاض القدس مسلم بن عقیل اصحاب الایمین وغیرہ

156 ...... منتھی الامال

157 ...... ریاض القدس 129/133

158 ...... ریاض القدس 128

159 ...... ریاض القدس 130 اصحاب الیمین واقعہ الطف حاشیہ ،روضۃ الشہدا

160 ...... ریاض القدس 131/128

161 ...... ریاض القدس 131

162 ...... اصحاب الیمین 169

163 ...... ریاض القدس 132 امالی صدوق

164 ...... ریاض القدس 131/132

165 ...... ریاض القدس 131

166 ...... ریاض القدس 132

167 ...... ریاض القدس 132 اصحاب الیمین 170

168 ...... مقتل ابی داؤد، ریاض القدس 133 اصحاب الیمین 171

169 ...... مقتل ابی داؤد

170 ...... کامل الزیارۃ 531/2، البدایہ والنھایہ 158/8، ،کلمات امام حسینؑ علیہ السلام ص 303

171 ...... ریاض القدس 89/1

172 ...... تاریخ طبری 295/3، کامل فی التاریخ 546/2، تاریخ ابن عساکر......ترجمہ الامام حسینؑ علیہ السلام 212، واقعہ الطف 152 ،کلمات امام حسینؑ علیہ السلام ص 324

173 ...... کامل الزیارۃ 72، بحارالانوار 85/45 ،کلمات امام حسینؑ علیہ السلام ص 325

174 ...... کلمات امام حسینؑ علیہ السلام ص 305

175 ...... ریاض القدس 89/1 ،کلمات امام حسینؑ علیہ السلام ص 305

176 ...... الارشاد 218، مثیر الاحزان 40، البدایہ والنہایہ 180/8، بحارالانوار 365/44، الاعیان الشیعہ 594/1، واقعہ الطف 158 ،تذکرۃ الخواص 217، اخبار الطّوال 245 ،تاریخ ابن عساکر......ترجمہ الامام حسینؑ علیہ السلام 208، انساب الاشراف 165/3 ،کلمات امام حسینؑ علیہ السلام ص 335

177 ...... تاریخ طبری 296/3، الارشاد 219، مقتل الخوارزمی 220/1 ،کامل فی التاریخ 594/2، واقعہ الطف 157 ،لہوف 30، مثیر الاحزان 42، بحارالانوار 367/44، الاعیان الشیعہ 594/1 ،کلمات امام حسینؑ علیہ السلام ص 335

178 ...... ریاض القدس 123/1 لھوف وغیرہ

179 ...... ریاض القدس 125/1

منتخب التواریخ ابوالفدا 190/2 ......البداۃ والنہایۃ 157/8

180 ...... منتخب التواریخ تاریخ ابوالفدا 190/2 ......البداۃ والنہایۃ 157/8

181 ...... الفتوح 77/5، مقتل الخوارزمی 221/1، مثیر الاحزان 42 ،لہوف 30، بحارالانوار 367/44، العوالم 217/17، امالی 131 ،نورالثقلین 192/3 ،کلمات امام حسینؑ علیہ السلام ص 337

183 ...... الفتوح 73/5، مقتل الخوارزمی 218/1، تاریخ ابن عساکر......ترجمہ الامام حسینؑ علیہ السلام 211,

184 ...... الفتوح 75/5، تاریخ طبری 197/2 ،کامل فی التاریخ 548/2، بحارالانوار 366/44، العوالم 216/17، واقعہ الطف 155 ،کلمات امام حسینؑ علیہ السلام ص 332

185 ...... ریاض القدس 149/1

186 ...... ریاض القدس 149/1 الفتوح 75/5، تاریخ طبری 197/2 ،کامل فی التاریخ 548/2،

بحارالانوار 366/44، العوالم 216/17، واقعہ الطف 155، کلمات امام حسینؑ علیہ السلام ص 332

187 ...... العوالم 218/17، کلمات امام حسینؑ علیہ السلام ص 345

188 ...... ناسخ التواریخ

189 ...... ناسخ التواریخ ......مقتل ابی داؤد

190 ...... ذخیرۃ الدارین 266 فرسان 148/2

191 ...... ذخیرۃ الدارین 266 فرسان 148/2

192 ...... الحسین علیہ السلام فی طریق الیٰ شہادۃ 38

193 ...... اصحاب الیمین 57

194 ...... ریاض القدس 145/1

195 ...... تاریخ طبری 295/3، واقعہ الطف 152، کلمات امام حسینؑ علیہ السلام 323

196 ...... تاریخ ابن عساکر......ترجمہ الامام حسینؑ علیہ السلام 209، کلمات امام حسینؑ علیہ السلام ص 346،

197 ...... تاریخ طبری 295/3، واقعہ الطف 152، کلمات امام حسینؑ علیہ السلام 323

198 ...... ولڈ انتھروپالوجی 55

199 ...... ریاض القدس 161/1

200 ...... تاریخ ابن عساکر......ترجمہ الامام حسینؑ علیہ السلام 192، مقتل ابی مخنف وغیرہ کلمات امام حسینؑ علیہ السلام ص 334

201 ...... بحوالہ محمد بن ابی طالب ریاض القدس 81/1

202 ...... ریاض القدس 81/1 بحوالہ علامہ مجلسی

203 ...... ریاض القدس 161/1 مدینہ حاکم سے خالی تھا

204 ...... بحارالانوار 330/40، العوالم 180/17، لہوف 27،، کلمات امام حسینؑ علیہ السلام ص 301,300،

205 ...... العوالم 180,179/17، کلمات امام حسینؑ علیہ السلام ص 301

206 ...... تاریخ طبری 302/3، الارشاد 222، مقتل الخوارزمی 228/1، الاعیان الشیعہ 595/1، اکامل فی التاریخ 549/2، لہوف 30، البدایہ والنہایہ 182/8، بحارالانوار 373/44، واقعہ الطف 164، کلمات امام حسینؑ علیہ السلام ص 343

207 ...... تاریخ طبری 302/3، الارشاد 222، مقتل الخوارزمی 228/1، الاعیان الشیعہ 595/1، اکامل فی التاریخ 549/2، لہوف 30، البدایہ والنہایہ 182/8، بحارالانوار 373/44، واقعہ الطف 164، کلمات امام حسینؑ علیہ السلام ص 343

208 ...... تاریخ طبری 302/3، الارشاد 222، مقتل الخوارزمی 228/1، الاعیان الشیعہ 595/1، اکامل فی التاریخ 549/2، لہوف 30، البدایہ والنہایہ 182/8، بحارالانوار 373/44، واقعہ الطف 164، کلمات امام حسینؑ علیہ السلام ص 343

209 ...... الفتوح 75/5، تاریخ ابن عساکر......ترجمہ الامام حسینؑ علیہ السلام 203 کلمات امام حسینؑ علیہ السلام ص 326

210 ...... الثاقب فی المناقب ص 322، نفس المھموم ص 77، کلمات امام حسینؑ علیہ السلام ص 293

211 ...... ریاض القدس 163/1

212 ...... ریاض القدس 146/1 دلائل الامامۃ ص 74، کلمات امام حسینؑ علیہ السلام ص 321

213 ...... مقتل ابی داؤد بحوالہ ابی مخنف

214 ...... بحارالانوار جلد 44 ص 331، العوالم جلد 17 ص 180 ینابیع المودۃ 405 ، کلمات امام حسینؑ علیہ السلام ص 292

215 ...... الغیبت للطوسی ص 118، اثبات الھداۃ جلد 5 ص 214، 216، کلمات امام حسینؑ علیہ السلام ص 293

216 ...... لہوف 27، بحارالانوار 364/44، العوالم 214/17، الاعیان الشیعہ 593/1، کلمات امام حسینؑ علیہ السلام ص 328

217 ...... لہوف 27، بحارالانوار 364/44، العوالم 214/17، الاعیان الشیعہ 593/1، کلمات امام حسینؑ علیہ السلام ص 328

218 ...... 229/1، اسرارالشہادۃ 246، کلمات امام حسینؑ علیہ السلام ص 334

219 ...... معالی السبطین 229/1، اسرارالشہادۃ 246، کلمات امام حسینؑ علیہ السلام ص 334

220 ...... معالی السبطین 229/1، اسرارالشہادۃ 246، کلمات امام حسینؑ علیہ السلام ص 334

221 ...... معالی السبطین 229/1، اسرارالشہادۃ 246، کلمات امام حسینؑ علیہ السلام ص 334

222 ...... ریاض القدس 169/1

223 ...... ریاض القدس 166/1_169

224 ...... ریاض القدس 166/1_169

225 ...... لہوف 27، بحارالانوار 364/44، العوالم 214/17، الاعیان الشیعہ 593/1، کلمات امام حسینؑ علیہ السلام ص 328

226 ...... ریاض القدس 143/1

227 ...... کامل الزیارۃ ص 96، بحارالانوار جلد 45 ص 88، الاعیان الشیعہ جلد 1 ص 588، مقتل مقرم ص 152

مدینۃ المعاجز جلد 4 ص 177 ،کلمات امام حسینؑ علیہ السلام ص 295

228 ...... معالی السبطین جلد 1 ص 214 ، ،کلمات امام حسینؑ علیہ السلام ص 296

229 ...... ریاض القدس 144/1

230 ...... مقتل ابی داؤد 455 ذخیرۃ الدارین 258 فرسان الہیجا 186/1 ابصار العین سماوی 137

231 ...... کلمات امام حسینؑ علیہ السلام ص 305

232 ...... ریاض القدس 158/1 ولید کا ابن زیاد کے نام خط

233 ...... دلائل الامامۃ 74 ،مثیر الاحزان 39 ، بحار الانوار 363/44 ، العوالم 213/17 ،کلمات امام حسینؑ علیہ السلام ص 323

234 ...... تاریخ طبری 301/3 ، الارشاد 220 ،مثیر الاحزان 42 ، البدایہ والنہایہ 181/18 ، بحار الانوار 369/44 ، العوالم 319/17 ، اخبار الطّوال 235 کلمات امام حسینؑ علیہ السلام ص 339

235 ...... اصحاب الیمین

236 ...... انوار العلویہ علامہ نقدی

237 ...... تاریخ طبری 295/3 ، واقعہ الطف 152 ،کلمات امام حسینؑ علیہ السلام 323

238 ...... بحار الانوار 367/44

239 ...... الارشاد 245

انھوں نے اس واقعے کو قصر بنی مقاتل پر لکھا ہے العوالم نے اسے عذیب پر لکھا ہے خوارزمی نے ثعلبیہ پر لکھا ہے

240 ...... بحار الانوار 353/11

241 ...... بحارلانوار 387/52

242 ...... مقتل ابی داؤد' اصحاب الیمین'

243 ...... معجم البدان حموی

244 ...... اخبار الطّوال 246 ، تاریخ طبری 301/3 ، الارشاد 221 ، بحار الانوار 37/44 ، العوالم 221/17 ، الاعیان الشیعہ 594/1 ، واقعہ الطف 160 ،کلمات امام حسینؑ علیہ السلام ص 340

245 ...... الفتوح 87/5 ،مقتل للخوارزمی 225/1 ، بحار الانوار 372/44 ،کلمات امام حسینؑ علیہ السلام ص 342

246 ...... الفتوح 77/5 ،مقتل الخوارزمی 221/1 ،مثیر الاحزان 42 ،لہوف 30 ، بحار الانوار 367/44 ، العوالم 217/17 ، امالی 131 ،نور الثقلین 192/3 ،کلمات امام حسینؑ علیہ السلام ص 337

247 ...... کلمات امام حسینؑ علیہ السلام ص 342

248 ...... تذکرۃ الخواص اردو 310

249 ...... ریاض القدس 181/1

250 ...... مسلمؑ بن عقیلؑ ص 682 بحوالہ مقتل ابی مخنف

251 ...... تاریخ طبری 302/3، الارشاد 222، مقتل الخوارزمی 228/1، الاعیان الشیعہ 595/1، اکامل فی التاریخ 549/2، لہوف 30، البدایہ والنہایہ 182/8، بحارالانوار 373/44، واقعہ الطف 164، کلمات امام حسینؑ علیہ السلام ص 343

252 ...... اسد الغابہ طبری اصحاب الیمین دمعہ الساکبہ' روضۃ الاحباب مقتل ابی داؤد ریاض القدس واقعہ الطف آل بحرالعلوم وغیرہا

253 ...... الارشاد 223، الاکامل فی التاریخ 549/2، بحارالانوار 375/44، العوالم 225/17، الاعیان الشیعہ 595/1

254 ...... کامل الزیارات 75، بحارالانوار 87/45، کلمات امام حسینؑ علیہ السلام 351،

255 ...... واقعہ الطف آل بحرالعلوم' ریاض القدس ج 1' ریاض الاحزان مقتل ابی داؤد' ابصار العین سماوی

256 ...... مثیر الاحزان 39، کلمات امام حسینؑ علیہ السلام ص 365 تاریخ طبری 308/3، کلمات امام حسینؑ علیہ السلام ص 364

257 ...... انوار النعمانیہ' تظلم الزہرہ صلوات اللہ علیہا ...... ریاض القدس

258 ...... تاریخ طبری 305/3، الارشاد 223، مقتل الخوارزمی 229/1، الکامل فی التاریخ 551/2، البدایہ و النہایہ 186/8، بحارالانوار 375/44، العوالم 225/17، الاعیان الشیعہ 596/1، واقعہ الطف 167، ، کلمات امام حسینؑ علیہ السلام ص 352

259 ...... تاریخ طبری 305/3، الارشاد 223، مقتل الخوارزمی 229/1، الکامل فی التاریخ 551/2، البدایہ و النہایہ 186/8، بحارالانوار 375/44، العوالم 225/17، الاعیان الشیعہ 596/1، واقعہ الطف 167، ، کلمات امام حسینؑ علیہ السلام ص 352

260 ...... ریاض القدس 200/1

261 ...... تاریخ طبری 305/3، الارشاد 223، مقتل الخوارزمی 229/1، الکامل فی التاریخ 551/2، البدایہ و النہایہ 186/8، بحارالانوار 375/44، العوالم 225/17، الاعیان الشیعہ 596/1، واقعہ الطف 167، کلمات امام حسینؑ علیہ السلام ص 353

262 ...... تاریخ طبری 305/3، الارشاد 223، الاخبار الطوال 248، مقتل الخوارزمی 231,230,229/1، الکامل فی التاریخ 551/2، الفتوح 85/5، واقعہ الطف 167، البدایہ والنہایہ 186/8، بحارالانوار 381,376.375/44، لہوف 33، العوالم 225/17، الاعیان الشیعہ 596/1، تاریخ ابن عساکر

......ترجمہ الامام حسینؑ علیہ السلام 214، ینابیع المودۃ 406، مثیر الاحزان 44، احقاق الحق 605/11، کلمات امام حسینؑ علیہ السلام ص 354، ریاض القدس جلد اول مقاتل طالبین مقتل آل ابی طالب، مقتل ابومخنف

263...... کلمات الامام الحسین اور سخنان امام

264...... الفتوح 89/5، مقتل الخوارزمی 233/1، بحارالانوار 378/44، العوالم 2239/17، کلمات امام حسینؑ علیہ السلام ص 360

265...... تاریخ طبری 306/3، الکامل فی التاریخ 552/2، احقاق الحق 609/11، واقعہ الطف 176، کلمات امام حسینؑ علیہ السلام ص 360

266...... مقتل ابی داؤد 456/3 اصحاب الیمین 37

267...... مقتل ابی داؤد 457/3 اصحاب الیمین 37

268...... مقتل ابی داؤد 458/3 اصحاب الیمین

269...... مقتل ابی داؤد 458/3 اصحاب الیمین 37

270...... ناسخ التواریخ مقتل ابی داؤد 459/3 اصحاب الیمین 40

271...... مقتل ابی داؤد 460/3 اصحاب الیمین 40 ناسخ التواریخ

272...... مقتل ابی داؤد 459/3 اصحاب الیمین 40

273...... انوار نعمانیہ مقتل ابی داؤد 461/3 اصحاب الیمین 42

274...... کلمات امام حسینؑ علیہ السلام ص 365

275...... الفتوح 79/5، مقتل الخوارزمی 226/1، مثیر الاحزان 46، بحارالانوار 368/44، الاعیان الشیعہ 595/1، کلمات امام حسینؑ علیہ السلام 345

276...... ریاض القدس 181/1

277...... بصائر الدرجات 11، کافی 398/1، بحارالانوار 157/26، کلمات امام حسینؑ علیہ السلام ص 347 ریاض القدس 182/1

278...... بصائر الدرجات 11، کافی 398/1، بحارالانوار 157/26، کلمات امام حسینؑ علیہ السلام ص 347 ریاض القدس 182/1

279...... ریاض القدس 187/1/

280...... مقتل ابی داؤد 321/4 اصحاب الیمین 22

281...... ابی مخنف ریاض القدس 205/1 مقتل ابی داؤد

282......مقتل ابی داؤد 126/2 بحرالمصائب منتخب وغیرہ

283......مقتل ابی داؤد 126/2 بحرالمصائب منتخب وغیرہ

284......مقتل ابی داؤد 126/2 بحرالمصائب منتخب وغیرہ

............☆☆............